

حضرت حکیم الامت کے

# سفر نامے

مکملے

پاکستان، ایران، عراق، کویت، نجد، حجاز، مکہ مکرمہ  
مدینہ منورہ اور بیت المقدس وغیرہ کے چشم دید حالات

حکیم الامت مولانا کالج

مفتی احمد یار خان صدیقی شرفی بدایونی رتبه

نصیبی کتب خانہ

5- احمد مارکیٹ اردو بازار لاہور

حضرت حکیم الامت کے

# سفرنامے

مکملہ

پاکستان، ایران، عراق، کویت، نجد، حجاز، مکہ مکرمہ  
مدینہ منورہ اور بیت المقدس وغیرہ کے چشم دید حالات



حکیم الامت مولانا کالج مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی بدلیونی رضویہ  
ناشر:

نعیمی کتب خانہ

۱۵ الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ ۳۰ اردو بازار لاہور

جملہ حقوق بحق صاحبزادہ عبدالقادر خاں نعیمی محفوظ ہیں

نام کتاب	سفر نامے (مکمل)
مصنف	الحاج حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	نعیمی کتب خانہ اردو بازار لاہور
تعداد	ایک ہزار
سال اشاعت	جون 2006
قیمت	

تقسیم کار

ضیاء القرآن پبلیکیشنز

داتا گنج بخش روڈ لاہور

فون 042-7221953

۹ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

فون 042-7225085-7247350

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ كَانَ نَبِیًّا وَاٰدَمُ  
 بَيْنَ الْمَآءِ وَالطَّلْحِیْنِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّآہِرِیْنَ اِلٰی  
 یَوْمِ الدِّیْنِ۔

## دیباچہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری بہت روز کی دلی تمنائیں پوری فرمائیں۔  
 ۱۳۵ھ میں میں نے اپنا فریضہ حج ادا کیا۔ یہ حج وہو راہی کا ٹھیکہ واڑ سے ہوا۔ پھر ۱۳۵ھ  
 میں گجرات سے دوسرا حج اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ادا کیا والدہ مرحومہ نے اپنا حج کیا اور  
 میں نے اپنے والد مرحوم مولانا محمد یار خان صاحب کی طرف سے حج بدل ادا کیا۔ پھر تنہا تھی  
 کہ کاش یہ عاجز نگہگار اپنے پیارے نبی۔ نبیوں کے سرتاج۔ صاحب معراج سید المرسلین  
 شفیع المذنبین۔ حضور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حج بدل کرے  
 ہا بار آنگ مٹتی دل میں جوش آتا۔ مگر بات نہ بنتی تھی۔ موقع نہ ہوتا تھا۔ یہ بھی تنہا تھی کہ بھی  
 بغداد مقدس میں حاضری حضور غوث انقلین نجیب الطرفین۔ قطب ربانی محبوب سبحانی  
 شیخ عمی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ مقدس پر حاضری نصیب ہو  
 اور یہ غلام بنیو اپنی آنکھوں سے آستانہ شریف کی زیارت کرے۔ کربلا شریف۔ نجف اشرف  
 مشہد شریف۔ جیسے بزرگ ترین آستانوں کی جاوہر کشتی اپنی پلکوں سے نصیب ہو۔ اور  
 میں سید الشہداء اور سبب و شہادت کریمہ اور دیدہ علی مرتضیٰ نجات جگر جناب مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آستانہ دیکھوں۔ دیوں کے سرتاج۔ اولیاء کے  
 دو لبہ۔ طریقت کے سرچشمہ بادشاہ ابرار علی مرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ  
 پر ناعیمہ فرائی نصیب ہو۔ مگر تدبیر کن ذاتی قہمی دل کی تمناؤں میں رہ جاتی تھی۔ قربان  
 اس سبب اسباب کی قدرت کے کہ ۱۳۵ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں حج پاک ٹرانسپورٹ  
 کمپنی کی طرف سے اشتہار شائع ہونے کے ہمارا فائدہ ۳۰ مہاج کوئے کربلا شریف۔ کربلا

مفتی - جمعہ منفرد - ایران - عراق - جد کویت ہو تا ہوا عربین طہین کو جا رہے ہیں نے اپنے محترم دوست الحاج صوتی محمد حمیل صاحب سے ملاقات کی اور عرض مدعا کی کہ ان موصوف نے فرمایا کہ پار سال صرف اس کمپنی کے حصہ داران ہی جا سکتے تھے۔ شاید اس سال بھی حکومت پاکستان کی طرف سے یہ ہی تیار لگے لہذا مناسب ہے کہ آپ پہلے کمپنی کا شیئر کالیں روپیہ میں خرید لیں۔ تاکہ کوئی روکاٹ نہ پیدا ہو۔ فوراً میں نے اور میرے رفقا و صوبہ دار حاجی اللہ ذنا صاحب - سیٹھ حاجی محمد دین صاحب - ماسٹر الحاج اللہ دنا صاحب و کاندھار نے جھص خرید لیئے۔

چنانچہ ہم لوگوں نے ٹیکے لگوا لیئے۔ اور پاسپورٹ اور ویزے کی درخواستیں کمپنی کی معرفت بھیج دیں۔ اور ہم لوگ خلا کے فضل و کرم سے ۲۷ جون ۱۹۵۷ء اتوار کے دن روانہ ہو گئے۔ اے اللہ! اس مبارک سفر میں رب تعالیٰ نے ہم حجاج کو ان خصوصی نعمتوں سے نواز جو عام بحری یا ہوائی سفر د میں میسر نہیں ہوتی ہیں۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بزرگان ملت کی صحبت و رفاقت۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی سعادت تھی کہ ہم لوگوں کو تین چار ماہ حاصل رہی۔ ان بزرگوں میں حسب ذیل ہستیاں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ حضرت سائیں مولا بخش صاحب سہارہ نقیبن کلیام شریف ضلع اولپنڈی سے اتفاق سے آپ ہمارے ہی ایسے میں تھے۔ جناب الحاج اللہ ذنا صاحب نقیبندی جماعتی ساکن کچھ۔ بڑے رفیق القلب۔ عاشق رسول نہایت متقی پر عزیز گار بزرگ تھے۔ وہ اگرچہ ہماری بس میں تو نہ تھے بلکہ بس سے میں تھے۔ مگر قریب منزل پر ہمارا ان کا تھما ہو جانا تھا۔ ناظرین اس سفر نامے میں اکثر سوچو ان کے والہانہ عاشقانہ اشعار غلط کریں گے جو انہوں نے بزرگوں کے استنانوں پر حاضری کے وقت فی البدیہہ کہے حضرت مولانا ابوالشور محمد بشیر صاحب مدیر رسالہ طیبہ کوٹلی کو باراں ضلع سیالکوٹ جن کی متبرک تقریروں سے ہم لوگ راستے میں بھی اور مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں بھی مستفید ہوتے رہے جن کے مضامین اس دوران میں ہی اہل طیبہ میں چھپ کر مسلمانوں تک پہنچتے رہے۔

حضرت سید قاسم شاہ صاحب ساکن معین الدین پور ضلع گجرات۔ آپ بہت مشکمہ لڑاج  
متواضع بہت خوبصورتوں کے مالک تھے وغیرہم  
۲۔ پاکستان۔ ایران۔ عراق۔ کویت۔ نجد۔ حجاز کے مشہور مقامات کی

دلچسپ سیر  
۳۔ بزرگان دین خصوصاً حضورِ ثقلین سرکار بغداد۔ سید الشہداء امام حسین  
سید الاولیاء علی مرتضیٰ حضرت خواجہ حسن بھری۔ محمد ابن سیرین۔ حضرت طلحہ۔ عبداللہ  
بن زبیر۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی۔ خواجہ فرید الدین عطار وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ کے  
آستانوں پر حاقری۔

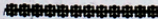
۴۔ ان حجاج کا ماشعاز رنگ میں کوہ دیباہاں لے کرنا۔ رنگستانوں سے عبور  
کرنا گویا دیار حبیب کے شوق میں پھانٹنا اور پیر ملتنا  
۵۔ ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں سے ملاقاتیں۔ اپنی کہنا۔ ان کی مستنا  
۶۔ طائف شریف کی حاقری۔ سید عبداللہ ابن عباس کے روضے شریف کی  
زیارت۔ حیل قرآنہ کے نظارے۔

۷۔ شیریں فراد کا شہر۔ دشت مجنون بستنی ٹیلے کے مناظر۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو  
عام حجاج کو کم نصیب ہوتی ہیں۔  
۸۔ الحمد للہ کہ گجرات سے لے کر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تک ہم کسی کا فر سلطنت کی ایک  
ایچ زمین سے نہیں گزرے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس گئے گذرے زمانے میں بھی اسلامی سلطنت  
اتنی پھیلی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دائم قائم رکھے۔

میں نے عراق ایران۔ کویت حجاز والوں کے دلوں میں پاکستان اور یہاں کے  
مسلمانوں کی بے پناہ محبت محسوس کی۔ بعض حضرات ہمارے پاکستانی سکوں کو لے کر  
چومتے تھے۔ اور پاکستان کے نام پر روپڑتے تھے اور بطور یادگار اپنے سکوں کا ہمارے  
سکوں سے تبادلہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہاری یادگار ہمارے پاس اور ہماری  
تمہارے پاس۔

فیقر نے کوشش کی ہے۔ کہ بزرگانِ دین کے آستانوں اور تاریخی یادگاروں کے  
 صحیح پتے اور مشہور مقامات سے سمت اور فاصلے بتا دیئے جائیں۔ تاکہ زائرین کے لیے یہ  
 کتاب رہبرِ ثنابت۔ اور ناظرین کے لیے دلچسپ اور باعثِ برکت ہو۔ اگرچہ یہ راستہ تکلیف  
 دہ بھی ہے اور بعض جگہ خطرناک بھی۔ اور یہ سفر ٹھکانے والا بھی ہے۔ مگر نعمتِ مشقت  
 سے ہی ملتی ہے۔ آخر میں فیقر نے حج و عمرے کا مختصر طریقہ عرض کر دیا ہے۔ تاکہ تاج کے  
 لیے یہ کتاب معلم کا کام دے۔ اور زائرین کے لیے رہبر کا  
 جو زائر یا حاجی یا ناظر اس کتاب سے فائدہ اٹھائے وہ مجھ سیاح کارنگار کو خوش  
 خیر سے یاد کرے۔ اللہ اس پاک سفر کی برکت سے سفرِ آخرت بھی آسان کرے اور ان  
 سورت کئی منزلوں کے وسیلے سے منزلِ قبر کو ہل بنائے۔ وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ  
 خَيْرِ خَلْقِهِ دَائِلًا وَأَصْحَابِيهِ وَسَلَّمَ۔

احمد یار خاں ناظم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ  
 گجرات پاکستان



\*

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ -

۲۷ جون ۱۹۵۷ء یکشنبہ۔ ۲۵ شوال ۱۳۷۶ھ بھری۔

۱۔ بیچے دن راولپنڈی سے لاریاں روانہ ہوئیں۔ اہل راولپنڈی نے نہایت حوصلہ سے حجاج کی خاطر تواضع شربت سے کی۔ دروازے لگائے۔ خوشیاں منائیں۔ ۶ میل فاصلہ پر ایک سائیں صاحب نے بہت پر تکلف دعوت کی۔ شیدائزہ کے بل پر پنجاب بس کے ڈرائیوروں نے حجاج کی شربت سے تواضع کی اچھے بیچے دوپہر قافلہ گجرات پہنچا۔ جہاں زمیندار سکول میں حجاج کے کھانے کا انتظام ہوا۔ مرغ پلاؤ۔ قورمر۔ زردہ وہی دیا گیا۔ تقریباً آٹھ سو آدمیوں نے کھانا کھایا۔ حسب ذیل حضرات کی طرف سے یہ دعوت تھی۔ صوفی محمد جمیل صاحب۔ میرا بخش صاحب نواب بھمدی سن صاحب۔ حاجی میرا بخش صاحب۔ امیر حسین صاحب طرف۔ مرزا ابن بیگ صاحب۔ گلے خاں صاحب۔ سارے انتظام کا سپہا خاں صاحب گلے خاں کے سر ہے۔

سوا پانچ بیچے گجرات میں قافلہ کا گشت ہوا۔ مجھے بس میں جگہ نہ مل سکی۔ کیونکہ غیر حجاج سے لاریاں بھری ہوئی تھیں۔ اس لیے میں صوفی جمیل صاحب کے ہمراہ پی کپ میں روانہ ہوا۔ بابو اللہ دانا اور ماسٹر اللہ دانا ہمراہ ہیں۔

اور گوجرانوالہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ وہاں سے شیخ پورہ گیا۔ جہاں صوفی صاحب نے گھی جمع کیا ہوا تھا۔ ضلع سرگودھا سے پھسپس من گھی جمع کیا گیا وہاں ملک محمد شفیع صاحب نے شربت لسی سے تواضع کی۔ بین بسیں لاکھ پور حجاج کو لانے کے لیے روادگی گئیں۔ بعد مغرب ہماری پی کپ لاہور کی طرف روانہ ہوئی۔ صوفی جمیل صاحب نے دو گین پٹرول خریدا تو دو کا تدار سے رسید حاصل کی۔

کپنی کی طرف سے منٹو پارک میں قافلہ کا قیام تھا۔ نہایت وسیع اور سرفضا میدان ہے اور کپنی کی طرف سے بجلی کے پاور کا نہایت اعلیٰ انتظام تھا۔ سارا میدان بجلی کے قوتوں سے پرنقہ نور بنا ہوا تھا۔ نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ بعد نماز کھانا کھایا۔ کھانے کا بہت اعلیٰ انتظام تھا۔ کبیری کا قورمر میدہ کی روٹیاں بہترین انتظام سے تقسیم کیا گیا۔



۲۸ جون ۱۹۵۵ء کو شنبہ ۲۶ شوال ۱۳۷۴ھ ہجری

صبح سویرے ہی اذانیں شروع ہو گئیں۔ میدان گونج گیا۔ مختلف جگہ نماز فجر باجماعت ادا کی گئی۔ نیشک بسکٹ اور چائے کا ناشتہ کمپنی کی طرف سے کرایا گیا۔ بعد ازاں حضرت عزیز الدین صاحب پیر کی آگے مزار شریف پر حاضری نصیب ہوئی۔ پھر حضور داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ جہاں حضرت مولانا الحاج مفتی سردار احمد صاحب لاکھپوری سے شرفِ لاقات نصیب ہوا۔ حضرت محمد سید معصوم شاہ صاحب نے ناشتہ کرایا پھر حزب الاحناف میں حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات دام ظلّم سے شرفِ لاقات حاصل ہوا۔ دوپہر کی دعوت اہل لاہور کی طرف سے تھی۔ جس میں بہت دیر ہوئی۔ قریباً تین بجے کھانا ملا۔ جس سے چجانے بہت تکلیف محسوس کی۔ آج بعض احباب گجرات سے ملنے آئے۔ کیونکہ انہیں خبر تھی کہ آج قافلہ کا قیام لاہور میں ہے۔ جن میں خاں صاحب کھٹے خاں نیازی۔ نواب زادہ ہمدی حسن خاں صاحب۔ برخور دار محمد میاں سلمہ قاضی افضل صاحب کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

بوقتِ غروب حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب قبلہ کیپ میں تشریف لائے۔ نماز مغرب انہوں نے ہی پڑھائی۔ بعد نماز مغرب بعض اہلیاں لاہور کی طرف سے بہت پُر تکلف دعوت دی گئی۔ جس میں نفیس بریانی اور قورمر پیش کیا گیا۔ پھر صوفی میل صاحب کی طرف سے لاٹو ڈا سپیکر پر اعلان ہوا کہ نماز پنجگانہ معنی احمد یار خاں صاحب پڑھایا کریں۔ اور سب مسلمان ایک جگہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھا کریں۔

۹ جون ۱۹۵۵ء کو ۲ شوال ۱۳۷۴ھ ہجری

آج صبح اندھیرے ہی فجر کی نماز کے بعد اعلان ہو گیا۔ کہ تمام حاج طیار ریزیں نے رونا لنگی ہے۔ اس اعلان سے عام چہل پہل ہو گئی۔ ہر حاجی ذوق میں ڈوبا ہوا ہے۔ سامان رکھے جا رہے ہیں۔ لاہور کے احباب کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ کیپ میں میل لگ گیا ہے۔ نہ معلوم اتنے پہول و ہار کہاں سے آگئے ہیں کہ ہر ایک حاجی کا گلہ بھرا ہوا ہے۔ لاہور کے احباب کے مشرق کا یہ عالم ہے کہ حاجیوں سے گھر لے کر رو رہے ہیں۔ کوئی

بس سے لپٹ کر دوتا ہے کوئی ٹائمر ڈوں کو چومتا ہے کہ یہ در محبوب کو جا رہے ہیں کوئی آنکھ نہیں جو آنسوؤں سے بھیگی نہ ہو۔ دوزوں کی عجیب حالت ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی۔

پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب حقیقی ہیں۔ شعر  
در ہر دے سودائے تو عالم ہمہ شنیدار تو

ہر شخص رور د کر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کرنا۔ اعلان ہو گیا ہے کہ بیچے قافلہ کی روانگی ہے ۱۸ لاریاں اور ایک کار پر قافلہ مشتمل ہے۔ جن میں ۱۳ لاریاں جاج کی ہیں اور ایک بس ڈاکٹر کی۔ جس کے انچارج ڈاکٹر انوار الحق اور میر عبدالرشید صاحب ہیں ۲ دو ڈو پینس ایک نرسنگ ارنل ہے۔ اس بس میں چار بیماروں کے سونے کی جگہ ہے۔ اور ہر قسم کی دوائیں جو پروگرام کے مطابق ہیں۔ موجود ہیں۔ ڈوسیس راشن کی ہیں۔ اور ایک پانی کا ٹینک۔ جس میں آٹھ سو گیلن پانی جاجیوں کی وقتی ضرورت کے لیے موجود ہے۔ سٹے کی لاری میں لاڈو سپیکر فیٹ کیا ہوا ہے۔ اسی ہی فرنٹ سیٹ کی عہدہ ماری سیٹ ہے اس لاڈو سپیکر سے جاج کو ہدایات جاری کی جا رہی ہیں۔ اس وقت برخور وار مفتی محمد میاں سلمہ نے یہ نظم بہت فوق سے پڑھی۔

زاروں کی بھیڑ ہو روضہ تیرا ہو میں نہ ہوں

دائے ناکامی کہ اک خلق خدا ہو میں نہ ہوں

دل کی دل ہی میں مری جانی ہیں گٹ کر حسرتیں

قافلہ ملک عرب کو جا رہا ہو۔ میں نہ ہوں

صدق اس روضہ کے دل سے جسم سے اور جان سے

اک جہاں اک خلق اک عالم ہوا ہو میں نہ ہوں

میں وہ رنؤلق ہوا ہوں کہ بزم شاہ ہیں

انس ہر جن ہوا فرشتہ ہوں ہوا ہو میں نہ ہوں

کس طرح روضہ پر جا کر یا نخل ہوں باریاب

بیب میری تقدیر میں یہ سچ لکھا ہو میں نہ ہوں

دفترز کی رنجی حافظ ہے تیری یادگار -

ماقیامت نطق میں شہرہ وراہوں میں نہ ہوں  
 ساتھ چھبے گئے۔ ہم نے لاؤڈ سپیکر پر حجاج کو ہدایت کی کہ آپ لوگ یہ دعا پڑھ کر لاریوں  
 پر قدم رکھیں۔ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ  
 وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ - ہاں لاہور نے یہ پڑھ کر حجاج کو روانہ کیا۔  
 بِنْتِنَا وَرَبِّكَ وَسُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ  
 لاریوں کو ترتیب دے لی گئی اور فلک شکنانہ نعرہ بیکر اللہ اکبر نعرہ رسالت  
 یا رسول اللہ کے ساتھ لاریاں چل پڑیں۔ لاہور کی احباب کی دو طرفہ قطاریں تاحمد نظر ٹھہری  
 ہیں۔ تیکہ میں لاریاں چل رہی ہیں۔

### شعر

طیبر کے جانے والے میرا دم لے جا

سلطانِ دو جہاں تک میرا سلام لے جا

راستہ میں جو بستنی پڑتی ہے۔ وہاں کے باشندے دو رو بہ  
 قطاروں سے استقبال کرتے ہیں۔ کوٹ راوہا کمرشن پر بہت ہر ٹور  
 مظاہرہ کیا گیا۔ پتو کی پربھون کا شہرت تیکہ کیا گیا۔ بے شمار مجمع حجاج کی خدمت کے  
 لیے حاضر ہے۔ مگر قائد وہاں ڈرک سکا۔ معذرت کر دی گئی کہ آپ کے ہاں قیام کا ہمارا  
 پروگرام نہیں ہے۔

اوکاڑا میں داخلہ ہوا۔ وہاں سٹیج کا شنل کے بٹے حال کمرے میں حجاج کو شہرت  
 پہنایا گیا۔ مولانا غلام علی صاحب سکندریا نیر ضلع گجرات استقبال کے لیے تشریف فرما ہیں  
 جنہوں نے حجاج کی بہت خدمت کی۔ وہاں پاؤ گھنٹہ قیام کے بعد تافلہ منگمری روانہ ہو  
 گیا۔ بارہ بجے دوپہر منگمری پہنچا۔ یہاں حجاج نے ٹیوب دیل پر ٹیبل کیا پٹے دہوئے۔  
 عبدالجبار صاحب بنگلہ والے کی طرف سے حجاج کی دعوت تھی۔ ہونے چھینچے تافلہ منگمری  
 سے رواد ہوا۔ راستہ میں عیب پڑکیت منظر تھا۔ بسوں میں سے صلوة و سلام

کی آوازیں آتی تھیں۔ صلح علی نبینا صلی علی محمد کی آوازوں سے میدان گونجتے تھے۔ راستہ میں کچے کھوکھے کے نزدیک ایک نالے پر میدان میں نماز متعرب پڑھی۔ خود سارا قافلہ۔ شیخ کرم اہلی صاحب میننگ ڈاکٹر کٹر نے نماز پڑھائی۔ قریباً دس بجے شب کو قافلہ ملتان شریف میں پہنچا۔ بیرون دولت گیٹ باغ عام خاص میں قافلہ کا قیام ہوا۔ حاجی خدا بخش کی طرف سے حجاج کی جمانی کی گئی

۳ جون ۱۹۵۵ء ۸ شوال ۱۳۷۴ھ چہار شنبہ

صبح صادق کا سہانا وقت ہے کہ قافلہ میں اذان ہوئی۔ تمام حجاج جماعت کے بیٹے جمع ہو گئے۔ خود میں نے نماز پڑھائی۔ بعد نماز کچھ مسائل حج کے بیان کئے۔ لوگوں نے وعدہ لیا کہ روزانہ مسائل بیان کئے جاویں۔ کیونکہ حجاج کو ان کی سخت ضرورت رہتی ہے۔ اب ملتان کے مزارات پر حاضری دینے جا رہے ہیں۔ حسب ذیل مزارات طاہرات پر حاضری نصیب ہوئی

۱۔ حضرت جمال اللہ صاحب حافظ گر حضرت کا مزار پیر انوار خاص عام باغ سے شرقی جانب قریب ہی ہے۔ آپ کو حافظ گرا اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے نماز فجر پڑھائی۔ پہلے سلام میں تمام وہ مقتدی قدرتنا حافظ ہو گئے جو وہاں تھے جانے جانے اور بائیں سلام پڑھا تو وہ لوگ حافظ ہو گئے جو بائیں طرف تھے اس لئے آپ کا لقب حافظ گر ہوا۔

۲۔ حضرت شمس صاحب قدس سرہ۔ حضرت کا مزار پیر انوار حافظ گر صاحب کے مزار سے قریب ہی ہے۔ بڑا بافیض مزار ہے۔ لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔ لیکن یہ حضرت شمس تبریز نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

۳۔ حضرت عوث بہادری صاحب ملتان نے آپ کا مزار شریف مرجع خلافت ہے۔ بہت فیض جاری ہے۔ پائنتی کی طرف ایک قبر کا نشان ہے۔ مگر قبر نہیں۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ آپ کے پوتے شاہ رکن عالم کا مزار تھا۔ آپ نے خواب میں فرمایا کہ ہم اپنی قبر میں ان کے ادب کی وجہ سے پاؤں سیلتے ہیں۔ ہم کو فلان جگہ دفن کرو۔ چنانچہ یہاں

دفن کیا گیا۔

۷۔ شاہ رکن عالم آپ کا مزار غوث بہاء الحق کے پابنتی قریباً ایک ہزار گز کے فاصلہ پر ہے۔

۸۔ سائیکل چپ شاہ۔ یہ بزرگ اسم باسلی ہیں۔ زندگی میں بھی خاموش رہے اب بھی وہاں سناٹا ہے۔

۹۔ شاہ وڈیٹرے صاحب۔ ان کا وصال قریباً ستہ ہجری میں ہوا لوگ انہیں شاہ گلوٹ بڑھتے ہیں مگر نام شاہ وڈیٹرے ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکے گا کہ اس نام کی وجوہ کیا ہے۔ آپ کا مزار سائیکل چپ شاہ کے متصل ہے۔

۱۰۔ حضرت موسے پاک شہید یہ بزرگ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرنشد ہیں۔ پاک دروادہ میں مزار پر انور ہے۔ حضرت مخدوم شوکت حسین صاحب مدظلہ زب سجادہ ہیں۔ مخدوم صاحب بہت ہی اخلاق سے پیش آئے۔ وہاں فاتحہ کے بعد اس مصلے کی زیارت کی جسے شیخ نے طور فرمایا اور وہ اہل کادرت بھی دیکھا جسے حضرت شیخ نے داد کی سینا فرمایا ہے۔ عجیب کیفیت طاری ہوئی۔

۱۱۔ مدرسہ انوار العلوم میں ساہری وی جو کہ کچھری روٹ پر پھیلک چوکی کے پاس اہل سنت کا بڑا مدرسہ ہے وہاں حضرت مولانا محمد سعید صاحب کلمی سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ حضرت مخدوم بہت اخلاق سے پیش آئے پھر حضرت خود بھی ہمارے کیمپ میں عین دوپہر میں تشریف لائے حضرت کا ظہری اہل سنت کے مایہ ناز مبتدیانہ عالم ہیں۔

۱۲۔ آج دوپہر کو کمپنی نے حجاج کو کھانا دیا۔ آموں کی دعوت کی۔ صوفی الحاج محمد جمیل صاحب کا انتظام نہایت معقول تھا۔ ساڑھے چار بیٹے قافلہ ملتان سے سکھ روانہ ہوا۔ اہل ملتان نے بہت چرخوش نعروں اور دعاؤں سے حجاج کو الوداع کیا۔ دور ویرانوں کی قطاریں تھیں۔ عجیب منظر تھا راستہ میں منظر گر ٹھہرے۔

یہاں پانچ بجکر چالیس منٹ پر سورج گرہن لگا۔ اونقریباً سا ارا سورج گھم گیا۔ ایک کنارہ باقی رہ گیا تھا۔ چونکہ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ اس لیے نماز کسوت نہ پڑھی گئی۔ صرف دعاؤں پر تقاضا کی گئی۔

رات کے ۹ بجے مقام پنج تہ پہنچے۔ یہ جگہ تھان سے قریباً ۲۰ میل ہے۔ یہاں پانچ ہیڈ واقع ہیں۔ عجیب پر کیف منظر ہے۔ تاح نظر پائی ہی پانی ہے۔ شب میں بلیوں کا پانی میں عکس اور پانی گرنے کا شور عجیب کیفیت پیدا کر رہا ہے۔ وہاں نماز و شکر پڑھی کھانا کھایا اور کوچ کی تیاری ہو گئی۔

آج رات کو سفر ہو رہا ہے۔ میں اپنی بس چھوڑ کر ڈاکٹر صاحب کی بس میں سفر کر رہا ہوں۔ اس بس میں چار مریضوں کے آرام کرنے کا انتظام ہے۔ راستہ بہت خراب ہے۔ اچھل اچھل پڑتا ہوں۔ رات کے فیرٹہ بجے شرب خان بید سے بسیں گزریں۔ وہاں جناب ڈی ایس پی عبدالرشید صاحب نے گیارہ ٹوکرے آم بیوں۔ شکر و شربت کی بوتلیں حجاج کے لیے پیش کیں۔ جو بعد شکر یہ قبول کی گئیں۔ یہ پچارے چار بجے شام سے سڑک پر حاجیوں کے قافلہ کے منتظر رہے پھر شب میں اپنے لازم کو سڑک پر چھوڑ گئے اور اٹھتا پاتے ہی اپنی کوٹھی سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔ اور حاجیوں سے بار بار کہتے تھے کہ مدینہ پاک پنچ کر میری بخشش کی دعا میں کرنا۔ بس بہت گنہگار ہوں۔ حضور کی بارگاہ میں میرا سلام اس طرح پیش کرنا کہ اس کا سلام قبول ہو جو آپ کو سلام کرنے کے لائق نہیں۔

یکم جولائی ۱۹۵۵ء - ۲۹ شوال ۱۳۷۵ء یوم پنج شنبہ

تمام رات سفر کر کے صادق آباد ریاست بہاولپور میں خانہ خراوا کی مولانا محمد بشیر صاحب کوٹھوی نے ملاز پڑھائی ۸ بجے سکھ پہنچے۔ یہاں غضب کی گرمی ہے۔ گویا سکھ سفر بنا ہوا ہے۔ مگر کہیں کا انتظام لپ دریا سندھ ایک آم کے باغ میں ہے حجاج ٹھنڈ سے سایہ میں آرام کر رہے ہیں شب بیداری کی وجہ سے سب متھل ہیں۔ بعض کے سر میں چوٹ لگ گئی ہے۔ بعض کی پھت سے محرو ہوئی۔ کیونکہ راستہ میں ۷ میل سڑک خراب

تھی۔ مگر دل پر مدینہ پاک کی ٹھنڈی ہوا میں آ رہی ہیں۔ جس تمام مشکلات کو آسان کر دیا ہے۔ مشکلات ترقی درجات کا ذریعہ ہیں۔

مصرع۔ سو با جب حقیق کثائب نگیں ہوا۔

سکھر کے لوگوں نے اس قافلہ سے کوئی دلچسپی نہیں لی۔ یا تو ان کو خبر ہی نہ ہوئی۔ یا انہیں ان امور کی طرف رغبت نہیں۔ چار بجے سکھر شہر میں قافلہ داخل ہوا۔ موٹروں نے پٹرول خرید لیا اور سووا پانچ بجے کو ٹٹہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

شکار پور سے قافلہ بلا روک ٹوک نکل گیا۔ مگر جیکب کیا و اور جھٹ پٹ میں پولیس نے قافلہ کو روک لیا۔ تفتیش کی لاریوں کے نمبر ڈرامیٹروں کے نام نوٹ کیے پھر روانہ کیا۔ پھر پٹ سے سب ٹک ڈریا سو میل تک پانی کا نام نہیں۔ نہ کوئی آبادی ہے نہ جنگل میں سبزہ۔ عرب کا علاقہ ہے۔ رات کو ۱۱ بجے ہمارا قافلہ ڈھا ڈر ریاست قلات میں داخل ہوا۔ یہاں پانی کا چشمہ ہے۔ قافلہ یہاں ٹھہرا یہاں ہی کھانا کھایا۔ اور رات گزار ی یہ جگہ بستی سے کس میل دور ہے۔ یہاں سے کوٹٹہ نوے میل ہے۔ اس حساب سے بستی سے کوٹٹہ۔ ۱۰۱ میل دور ہے۔ آج ذیقعد کا چاند نہیں ہوا۔ کل ہوگا

دو جولائی ۱۹۵۷ء۔ ۳ شوال ۱۳۷۷ء جمعہ

آج صبح سویرے قافلہ میں بہت چل پھل ہے۔ اور گویا آج سے ہمارا سفر شروع ہو رہا ہے۔ کیونکہ سکھر تک کی جگہ دیکھی بھائی تھی۔ اب نیا سفر شروع ہے۔ سڑے چھ بجے قافلہ ڈھا ڈر سے روانہ ہوا۔ کوٹٹہ کا راستہ زکعت محبوب کی طرف نملہ رحیدہ ہے۔ سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا گیا ہے۔ پہاڑ کی چڑھائی ہے۔ ڈھا ڈر سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی درے کے بیچ میں ایک جگہ آئی ہے۔ چھ کہتے ہیں یہاں نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے۔ حکومت نے چشمہ پر سرنگ کی سعی عمارت بنا دی ہے۔ جس پر لوسے کا دروازہ ہے۔ جو کھلا ہوا ہے۔ حجاج اس چشمہ میں داخل ہو گئے اور خوب ٹٹل کیا۔ جو لطف یہاں آیا وہ زندگی میں کبھی نہیں آیا۔ یہ چشمہ دیکھ کر بے

اختیار زبان سے نکلا کہ مولا جنت کی نہریں کیسی ہوں گی۔ ایک گھنٹہ یہ لطف رہا۔ اور وہاں سے قافلہ کوٹھڑی کی طرف چل پڑا۔ ساڑھے گیارہ بجے دن کو کوٹھڑی پہنچے۔ نماز جمعہ ادا کی۔ حضرت سید سلیم شاہ صاحب میرٹھی امام جامع مسجد چھاؤنی سے ملاقات کرنے چھاؤنی گئے۔ بڑے مقدس بزرگ ہیں۔ پھر بازار کا رخ کیا۔ کوٹھڑی کا بازار پھلوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسٹیشن کے قریب مدرسہ مطلع العلوم کے وسیع میدان میں قافلہ کا قیام ہے۔ ہم ایک گوشہ میں ٹھہرے ہیں۔ جہاں انگریزی کی لکڑی کا سایہ ہے۔ جس میں کچے اٹھوڑوں کے بڑے بڑے خوشے لٹک رہے ہیں۔ تیج وقت نمازوں کی جماعت فقیر کے ذمہ ہے۔ بابواللہ داتا صاحب صوبیدار اذان پر مامور ہیں۔ آج شام ذیقعدہ کا چاند ہو گیا ہے۔ یہ دیکھ کر یہ دُعا مانسونہ پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا اٰخِرُهَا بَا لْخَيْرِ كَمَا اَرَيْتَنَا اَدْلٰهَا يَا خَيْرِ۔

سہولائی ۱۹۵۴ء یکم ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ شنبہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ آج ہم تمام حجاج کے تمام ممالک کے دبڑے کراچی سے کوٹھڑی پہنچ گئے ہیں۔ ایران عراق کویت۔ حجاج کی حکومتوں نے ہم کو اپنے ممالک میں داخل ہونے اور وہاں ٹھہرنے گزرنے کی اجازت دے دی۔ شیخ کرم الہی حنیفا نے مشورہ دیا کہ آپ لوگ اپنا کچھ پاکستانی رسکہ ایرانی رسکہ میں تبدیل کر لیں تاکہ وہاں خرچ میں آسانی رہے۔

آج کوٹھڑی میں پاکستانی روپیہ کا بھاؤ کچھ گرا ہوا ہے۔ یعنی پہلے پاکستانی سو روپیہ کے ایک سو ستر۔ اتمان ملتے تھے۔ آج ایک سو چالیس تمان مل رہے ہیں۔ ایرانی روپیہ کو تمان کہتے ہیں۔ جو۔ اوس ریال ایرانی کا ہوتا ہے۔ آج کوٹھڑی کافرٹ مارکیٹ دیکھا۔ بہت خوبصورت ہے مگر پھل گراں ہیں۔ بہتری بھی نہایت گراں ہے۔

آج بعد نماز مغرب مولوی نور محمد صاحب امین آبادی نے جو کوٹھڑی تک حجاج کے ساتھ آئے ہیں۔ نہایت پرورد و داعیہ نظم پڑھی۔ جس کا ایک



شعریہ تھا۔ شعر

حاجیاں نے حج دلوں کیتیاں تیاریاں

مولانا لاؤ سے خیر نال مننلاں نے بجایاں

اور حاجیوں سے کہا کہ بھائیو پانی کا خیال رکھنا۔ میں پارسل اس

راستے سفر کر چکا ہوں۔

مہجولائی ۱۹۵۲ء ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ

آج چوبھکے اتوار سے جبک بند ہے حاج کو زرتبادلہ وصول نہ ہو سکا۔ اب کل دو شبہ کو وصول ہوگا۔ تب انشاء اللہ تافلہ کی روانگی ہوگی۔ سید عبدالمجید خطیب سفیر مملکت سعودیہ برائے پاکستان بسلسلہ علاج کوئٹہ آئے ہوئے ہیں۔ آج گیارہ بجے دوپہر چنانچہ کیمپ میں آ رہے ہیں۔ ان کے معائنہ کے انتظامات بڑے زور شور سے ہو رہے ہیں۔ تمام حاج نے لباس تبدیل کئے اپنے اپنے ٹھکانہ صاف کئے۔ کپنی نے تمام بسوں کی صفائی کرا کر انہیں قطار وار کھڑا کر دیا ہے۔ پچھڑ کا ڈو وغیرہ کر دیا گیا۔ اچانک ان کی کار آئی۔ وہ اترے۔ ساتھ میں ایک ترجمان ہے جو ہماری اردو انہیں عربی کر کے سمجھاتا ہے۔ اور ان کی عربی ہمیں اردو کر کے بتاتا ہے۔ سفیر صاحب کے اترتے ہی۔ تمام کیمپ نعرہ بکیر۔ اللہ اکبر۔ نعرہ رسالت۔ یا رسول اللہ۔ سید عبدالمجید خطیب زندہ باد کے نعروں سے گونج گیا۔ آپ کے ہمراہ شیخ کرم الہی صاحب جنرل ڈائریکٹر اور صوفی جلیل صاحب ڈائریکٹر ہیں۔ جو سفیر صاحب کو سرچیز کا معائنہ کرا رہے ہیں۔ سفیر صاحب نہایت نفیس اور قیمتی لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ کمر پر سنہری مغرق پٹی بندھی ہے۔ جس میں خنجر ہے۔ جس کا کیس خالص سونے کا ہے۔ نیز دستہ بھی سونے کا ہے۔ خوبصورت جوان ہیں۔ مدرسہ مطہح العلوم والوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ انہیں مدرسہ کا معائنہ کرایا۔

سفیر صاحب موصوف نے مبلغ پانچ صد روپیہ سکے پاکستانی کرا نقد و عطیہ مدرسہ کو عطا فرمایا۔ اور دو تحریروں میں معائنہ بک پر شرت فرمائیں۔ ایک میں حاج کی حوصلہ

عوصلد افزائی فرمائی۔ دوسری میں کمپنی ج ٹرانسپورٹ کی بہت توصیف و تعریف فرماتے ہوئے اپنی انتہائی خوشنوی کا اظہار کیا ہے۔ کہ جناب شیخ کرم الہی صاحب نے اپنی ہمت و جرأت سے جنگل کو شہنشاہ اور ویرانہ کو آبادی میں تبدیل کر دیا ہے۔ بجلی کا لجن۔ پانی کی ٹنگل۔ راشن گاڑی۔ ٹاکٹر اور دو آئین غرض زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا۔ جس کی ضرورت پوری نہ کر دی گئی ہوں۔ جناب شیخ کرم الہی صاحب نے اس مدرسہ کو ۲۰۰ روپیہ اپنی جیب خاص سے اور پانچ ۵ سو روپیہ ج ٹرانسپورٹ کی طرف سے عطا فرمائے۔

آج بعد نماز عصر ہم تفریح کے لئے جنگل کی طرف نکل گئے۔ ہمارے پڑاؤ یعنی مدرسہ مطلع العلوم سے مغربی و جنوبی طرف قریب ہی ریوے عید گاہ ہے جس میں بادام کے درخت بھی ہیں۔ اس کے قریب دو بزرگوں کے مزار شریف ہیں۔ ایک بزرگ کا اسم شریف بابا سائیں دوسرے بزرگ کا نام سمندر شاہ صاحب ہے۔ وہاں حاضری دی۔ مخلوق کا اس طرف رجوع ہے۔ ان خانقاہوں سے ملا ہوا ایک وسیع باغ ہے جس میں سیب بادام۔ انار۔ انگور کے بہت درخت ہیں بہت پر فضا باغ ہے۔ کچھ کچے بادام کھائے۔ سیب بالکل خام ہیں انگور کا موسم ابھی نہیں ہے غرضیکہ بہت پر تلخت جگہ ہے۔ اس سے متصل ایک قدرتی چشمہ ہے۔ جس کا پانی نہایت ٹھنڈا پھیٹھا ہے اس سے کچھ فاصلہ پر تپ دن کا ہسپتال ہے جہاں تپ و ق کے بیمار کثرت سے آتے ہیں۔

۵ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۴ فریقہ ۳۳ھ ۲۰ شنبہ

آج کا دن بہت کشکش میں گذرا کیونکہ آج زر تبادلہ وصول کرنے کی تاریخ ہے نام حجاج اسٹیٹ بینک پاکستان کو نوٹہ میں جمع ہو گئے اگرچہ بہت انتظام سے روپیہ تقسیم کیا گیا۔ بین قطاریں حجاج کی بنائی گئیں۔ جنہیں تین کلر کون تین کلر کبوں سے روپیہ دیا۔ مگر پھر بھی قریباً ۳۵ سو سائیسوں کو روپیہ دینا معمولی کام نہ تھا۔ کافی دیر لگی۔ بعض حجاج کے رزرویشن کارڈ گم ہو گئے جن کو بہت دستاویزی پیش

آئی۔ انہیں کی وجہ سے تمام قافلہ مڑ کر رہا۔ اور بہت دیر لگی :-  
 کوئٹہ میں بسالت بہت ہے اور موجودہ جدید انجمنیں بہت زور سے اپنا کام  
 کر رہی ہیں۔ ہر ایک کی کوشش ہے کہ کوئٹہ ہمارا اڈہ بنے۔ اس علاقہ پر مرزا بشیر  
 الدین محمود کی بھی نگاہ تھی۔ وہ یہاں کی بے علمی سے فائدہ اٹھا کر اسے تادیبیت کا اڈہ  
 بنا نا چاہتے تھے۔ اس وقت ایسا پارٹی کا یہاں بہت زور ہے۔ جو کھم اور قرآنی  
 تعلیم اور تبلیغ کے مجال میں عوام کا شکار خوب کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے کیمپ  
 میں ان کا نزول اہمال خوب رہا۔ لوگوں کو اپنے پاس بلا کر تبلیغ کرتے اور اگر کوئی ان  
 کے پاس نہ جاتا تو خود اس کے پاس آکر اڈا تبلیغ زبانی کرتے ہیں۔ پھر اسے اپنا  
 طریقہ چھپتینا دیتے ہیں۔ حافظ نے خوب کہا :-

شعشع

حافظاے خور و رندی کن و خوش نری

وام ترمیر مکن چوں دگراں قرآن را

علماء اہل سنت کو چاہیے کہ بلوچستان کی طرف توجہ کریں۔ یہاں تبلیغ  
 تعلیم جاری کریں۔ فرزندِ دین دھور نہیں کہ یہ علاقہ۔ گمراہی و ابیت کے سیلاب  
 میں بہ جائے گا۔

ناز عصر کے بعد چلنے کی نیاری ہو رہی ہے۔ چند حجاج کو ٹرے سے سوار ہوئے  
 جن کے گلے میں خشک پھولوں کا ایک ایک مڑجایا ہوا ہار ہے۔ نہ کوئی، جوم نہ نعت  
 خوانی۔ نہ کسی کے دل میں ولولہ۔ نہ جوش ایمانی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیوہ  
 کا نکاح ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے باشندوں میں جوش  
 ایمانی اور ولولہ سرفانی بہت ہی کم ہے۔

اپانک ابھی ابھی آغا مظفر علی شاہ رضی سبغایران مقیم پاکستان اپنی کار  
 میں تشریف لے آئے۔ تمام حجاج نے پرجوش استقبال کیا سا میدان  
 نعرہ بیکیر۔ اللہ اکبر۔ شاہ ایران زندہ باد۔ سلطنتِ ایرانی پائندہ باد۔

سفر ایران زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ بہت خوبصورت ادھیڑ عمر کے قد اور جوان ہیں۔ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔ شیخ کرم الہی صاحب نے فرمایا کہ براہ کرم تحریر دے دیں کہ اہل ایران ہمارے قافلہ کے ساتھ مسکن سلوک سے پیش آویں۔ تو سفر صاحب نے ہنس کر فرمایا ایسا بلا سوالے پیدا نہ می شود۔ شائشاں را براہ اوران ایند و اینشاں شمارا براہ اورانند۔ سب سے معاف کیا اور رخصت ہو گئے۔

ساتھ سات بجے شام قبل مغرب قافلہ کو سڑ سے نوشکی کی طرف روانہ ہوا۔ چند میل فاصلہ پر جا کر نماز مغرب ادا کی۔ پھر سفر شروع ہوا۔ نوشکی کی سڑک کا حال اور قافلہ کا طعن تو ہمیں نہیں آسکتا۔ اس قدر پیچیدہ اور خم دار راستہ ہے کہ کوہ مری کی سڑک بھی اس کے مقابل ہیچ ہے۔ کبھی پہاڑ کی چڑ پائی ہے کبھی ناکہ اوتار۔ بسوں کی سرخ روشنیوں کی قطار وہ تکارہ پیدا کر رہی ہے جو بیان میں نہیں آسکتی بارہ بجے شب کو نوشکی پہنچے۔ ایک میدان میں آتے سے نماز ادا کی اور سو رہے۔

۶ جولائی ۱۹۵۲ء ذیقعدہ ۱۳۷۳ء یوم سہ شنبہ

نوشکی کا میدان بے صبح صادق کا وقت ہے۔ سویرے کا جھپٹا ہے۔ تمام حجاج نماز فجر کے لیے ادٹھ پکے ہیں۔ اذانیں ہوئیں۔ جماعت سے نماز ہوئی اور فوراً چائے آگئی۔ چائے پی اور قافلہ صبح ۶ بجے روانہ ہو گیا۔ نوشکی کو سڑ سے ۸ میل ہاںب جنوب مغرب واقع ہے۔ چھوٹا سا گاؤں ہے۔ بالکل خشک علاقہ ہے نہ پانی نہ سینہ ہمارے کپنی نے ٹھکی ہیں کافی پانی بھر لیا ہے۔ ہر بس کے نیچے بھی پانی ہے۔ سب نے اپنی اپنی چھائیں ٹھکی سے بھر لیں اور دلہندین کی طرف قافلہ روانہ ہو گیا۔ دلہندین نوشکی سے ۱۲۲ میل ہاںب جنوب ہے۔ راستہ موماریتلا ہے۔ زمین بخر ہے۔ ہاںب مشرق خشک پہاڑوں کا سلسلہ چھ گیا ہے۔ کہیں کہیں ایک

آدھ گھر کی نظر آتا ہے۔ کہیں کنواں بھی دیکھا جاتا ہے۔ بڑے مزے کا سفر طے ہوا ہے۔ پونے دس بجے دوپہر کو والبندین پہنچ گئے۔ یہ بہت چھوٹی سی بستی ہے۔ جہاں چند مکانات خام ہیں۔ جن کی چھت بانس کی کچھ اور چٹائی کی ہے۔ ایک وسیع احاطہ میں کچھ کھجور کے درخت کچھ اور درخت ہیں۔ درمیان میں حوض ہے۔ اس میں ہمارا قافلہ ٹھہرا ہوا ہے۔ یہاں کے ڈنڈیکرے مشہور ہیں۔ بہت فریادیں ہوتے ہیں۔

والبندین چھوٹی سی بستی ہے قریباً دو سو مکانات ہیں۔ ہندو بڑے مزے سے آباد ہیں۔ دکانیں بہت سی ان کی ہیں۔ ہاں کے ترلوڑ بہت شیریں ہوتے ہیں۔ ہم نے خریدے۔ دو آنے سیر تھے۔ سوا پانچ بجے قافلہ والبندین سے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک ریلوے اسٹیشن یک مچھلا۔ وہاں نماز عصر پڑھی۔ عجیب قسم کا اسٹیشن ہے۔ رہنے کا مکان ہے۔ جس کے برآمدہ میں اسٹیشن ہے۔ کمروں میں لگانہ وغیرہ ہے۔ دکان کوٹھے میں ریلوے والوں کا مکان ہے۔ آبادی کوئی نہیں ہے وہاں سے قافلہ روانہ ہوا۔

قافلہ کی ترتیب یہ ہے کہ آگے سارا قافلہ رہنا چجاج حاجی شیخ کرم الہی صاحب کی کار ہوتی ہے۔ سب سے آخر میں ساقی چجاج مقسم رزق الحاج صوفی محمد جمیل صاحب کی پی کپ۔ بیچ میں ۸ بسیں جن میں سے ۱۳ بسیں چجاج کی باقی اسٹان کی۔ اور سامان رسد۔ بجلی کی مشین۔ پانی کی منگی کی بسیں ہیں۔ اول اور آخر بس پر واٹر لیس فٹ ہے۔ جس سے قافلہ کے حالات اول و آخر والوں کو معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ نیز لاپنڈی کو ہر وقت اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ہم کس جگہ اور کس سال میں ہیں۔ شیخ کرم الہی صاحب اور الحاج صوفی جمیل صاحب نہایت بلند اخلاق کے مالک ہیں۔ میرے سامنے ایک حاجی نے دوسرے حاجی سے کہا۔ جلد بیٹھو ورنہ قافلہ روانہ ہو جائے گا۔ شیخ کرم الہی صاحب گذر رہے تھے۔ ہنس کر فرماتے لگے۔ کہ قافلہ کسی حاجی کا جوڑتہ چھوڑ کر بھی نہیں روانہ ہو

سکتا۔ حاجی کی تو بڑی شان ہے۔ واقعی اب تک اگر کسی کی کوئی چیز رہی تو کھڑی لاری اٹھالائی۔

۷ جولائی ۱۹۵۲ء ذیقعد ۱۳۷۲ھ چہار شینہ

آج شب کو دس بجے ہمارا قافلہ خیریت تمام نوکھڑی پہنچا۔ یہاں آتے ہی کپتی کی طرف سے سجا کے پلاؤ سے دعوت کی گئی۔ نوکھڑی والے جبرین سے ۱۰۵ میل مغرب کی طرف ہے۔ عجیب جگہ ہے یہاں ریلوے اسٹیشن ڈاکخانہ۔ پولیس۔ کسٹم ڈیوٹی کا دفتر۔ پاسپورٹ آفس۔ نارٹھ ٹون وغیرہ موجود ہیں۔ گل دواڑ ہائی سو مکانات کی آبادی ہے۔ دوکانیں اچھی حیثیت کی ہیں۔ کیونکہ یہ پاکستان کا سرحدی مقام ہے۔ ایران کی سرحد بالکل قریب ہے۔ قلعہ سفید جو میر جاوا سے ظاہر ہوا ہے۔ پاکستان کی حد آخر ہے۔ اور ایران کی حد اول۔ یہاں پانی بہت قریب ہے۔ دو چار ہاتھ کھودتے پھر پانی نکل آتا ہے۔ مگر پانی سخت کھاری بلکہ کڑوا ہے۔ ہفتہ میں ایک بار یعنی بدھ کے دن تین سے چھ تاہلان سے گاڑی آتی ہے۔ جو جمعرات کو چار بجے شام کو ٹیٹھ پہنچتی ہے۔ اور سوموار کے دن کو ٹیٹھ سے آتی ہے۔ جو زابھان منگل کو پہنچتی ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ پانی کی گاڑی آتی ہے جو کو ٹیٹھ بادابندین سے میٹھا پانی لاتا ہے۔ اسی پانی پر یہاں کے باشندوں کا گذارہ ہے۔ گہرے گاروں میں یہ پانی جمع کر لیا جاتا ہے۔ جو سرکاری ملازموں کو مفت دیا جاتا ہے اور پبلک کو قینتا ملتا ہے۔ یعنی ایک روپیہ ماہوار پر ایک پیارو نانہ۔ سفر فیکہ بہت دشوار جگہ ہے پانی راشن سے ملتا ہے۔

یہاں نوکھڑی میں ہمارے سامان کی تلاش ہی ہو رہی ہے۔ کسٹم والے نہایت جانفشانی سے سجا کے تمام سامان کی تلاش لے رہے ہیں۔ بہتے گذشتہ راج کے موقع پر سلاشیاں دیں۔ لیکن اتنی سخت تلاش نہ دیکھی

نہ سستی کھرک لاریوں کے نیچے لیٹ کر ٹائرنوں کے نمبر نوٹ کر رہے ہیں کہ کہیں  
کپنی غیر مالک سے نئے ٹائرنہ خرید لادیں۔ ساج کے سامان کھولی کر تاشی لے کر  
فہرستیں بناتی جا رہی ہیں تاکہ واپسی کے وقت دبھا جاوے کہ کیا کیا خرید کر  
لائے ہیں۔

نو کھڈی ایسا مقام ہے۔ جہاں نہ پانی ہے نہ سبزی نہ کسی قسم کی پیداوار۔  
کوئی چرندہ پرندہ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ نہ یہاں سبزہ ہے نہ درخت۔ کیا کھائیں۔  
کہاں بسیرہ کریں۔ لوگ نہایت غریب ہیں۔ تڑپوز۔ سردہ کے پھلکے جو حجاج  
کھا کر بھینک دیتے ہیں۔ وہ یہاں کے غریب کھا جاتے ہیں بے حد مساکین ہیں۔  
کوئی ذریعہ آمدنی نہیں۔

نو کھڈی تین چار ملکوں کی سرحد ہے۔ پاکستان کابل۔ ایران۔ بحرآن۔ ان  
وجوہ سے یہاں کے تجار اور ملازم سرکار بہت خوش ہیں۔ ملازمین یہاں سے تبدیلی  
پست نہیں کرتے۔ یہاں چائے کی تجارت کا مستقل بازار ہے۔ ساڑھے پانچ  
بچے نو کھڈی سے روانہ ہوتے۔ ۶۷ میل فاصلہ پر مقام جو زک پر قیام کیا۔ رات  
گزاری۔ یہاں کوئی آبادی نہیں ہے صرف ایک عمارت ہے جو انگریزوں کے زمانہ  
میں۔ نائب سرکاری حفاظتی چوکی تھی یہاں سے میر جاوا صرف چند میل فاصلہ  
پر ہے۔

۸ جولائی ۱۹۵۴ء ذیقعد ۱۳۷۳ھ

آج جو زک میں نماز قہر ادا کی ہے کھڑکام و بخار ہے۔ بعد قہر احکام حج بیان  
کئے۔ صبح ہی ہا شنتہ کیا۔ یہاں سے سرحد ایران گلی ۱۲ میل مغربی جانتے  
صبح ۱۰ بجے قافلہ روانہ ہو گیا۔ یہاں روانگی سے پہلے جناب شیخ حسام  
الدین صاحب نے لاڈو اسپیکر پر مختصر سی اخلاقی تقریر فرمائی۔ جس میں مسلمانوں  
کو آئندہ ممالک میں ایسے اخلاق کی تعلیم دی۔ کیونکہ اس میں پاکستان

کی عزت سے۔ تاکہ وہ لوگ ہمارے اخلاق سے پاکستان کے حق میں سچی رائے قائم کریں۔ نو میل طے کر کے ساڑھے سات بجے قافلہ قلعہ سفید پھنچا۔

قلعہ سفید میں کوئی آبادی نہیں۔ صرف ایک کچی دیوار ہے۔ جو گول قلعہ کی شکل میں ہے۔ یہ بہت پرانی یادگار ہے۔ یہاں بسیں کچھ ٹھہرنے پر جبکہ آزاد علاقہ ہے۔ ایرانیوں نے خالی کر دیا ہے۔ پاکستان نے بھی قبضہ نہیں کیا۔ پونے آٹھ بجے ہم سرحد ایران میرجاوا میں داخل ہو گئے۔

میرجاوا ایران کا پہلا مقام ہے۔ یہاں سڑک پختہ نہیں۔ کچی اور ناہموار زمین ہے جس میں لاریاں ایسی جھومتی ہوئی چل رہی ہے جیسے حشتی صوفیوں کو قوالی میں حال آ رہا ہے۔ لاریاں ریڑنہ میں کچنس رہتی ہیں اور دھکے دے کر نکال رہے ہیں۔

سب سے پہلے ایرانی پوسٹ آفس سکول مدرسہ جو نہایت پر فضا بارگ میں واقع ہے۔ پھر پولیس اسٹیشن میں ہم لوگ داخل ہوئے۔ یہاں پولیس اور پبلک نے ہمارا پتہ جوکس استقبالیہ کیا۔ پاکستان ایران کے نعرے لگے۔ پانی ٹھنڈا میٹھا بکثرت موجود ہے۔ پاکستانی ریلوے یہاں آتی ہے۔

یہاں ہمارا قافلہ کسٹم آفیسر کی عالیشان کوٹھی کے میدان میں ٹھہرا ہے۔ یہاں مختصر بارگ ہے پانی کی فراوانی ہے دکش جگہ ہے۔ زبان سب کی فارسی ہے۔ یہاں کے لوگ جہت محبت سے پیش آتے۔ ۱۲ بجے قافلہ میرجاوا سے زہان کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں سنگ مرمر کے پہاڑ ہیں جن سے مرمر پتھر بکثرت نکلتا ہے۔ سوا پانچ بجے زہان میں داخل ہو گیا۔ زہان میرجاوا سے قریباً ۵۲ میل فاصلہ پر مغرب کی جانب



ہے۔ ہمارا یہ قافلہ تو نسل خانہ پاکستان واقع زہدان میں مقیم ہوا۔ آج تو نسل خانہ کی کوٹھی نہ کھل سکی۔ تمام سچا سچ اس کوٹھی کے میدان میں رہے۔ میدان ہی۔ میں رات گزاری۔

۱۔ بعد نماز عصر ہم لوگ شہر کی سیر کرنے گئے۔ شہر خوبصورت بازار بارون ہیں۔ تجارت خوب چمک رہی ہے۔ جگہ جگہ باغات ہیں۔ قبوہ خانے کثرت سے ہیں۔ لوگ خلیق اور منسا رہیں زہدان کے خصوصی حالات حسب ذیل ہیں۔

۲۔ پانی نہایت ٹھنڈا اور شیریں ہے۔ جسے پی کر گجرات یاد آگیا۔

۳۔ ایرانی عورتیں بالکل امریکی لباس میں ملبوس ہیں۔ بالکل لیڈی موم ہوتی ہیں۔ قدیم تہذیب کی عورتوں کا لباس بہت پابردہ ہے۔ سر سے پاؤں تک بڑی چادر اوڑھے رہتی ہیں۔ قمیص بہت نیچی گھراپ یر لباس بھی زیبائش کے لئے رہ گیا ہے۔ پردہ کے لئے نہیں منہ کھدیں۔

۴۔ زہدان میں سکھ کافی ہیں۔ تجارتی کاروبار دیگر ممالک سے تجارتی تعلقات سب انہیں کے قبضہ میں ہیں۔ اونچی دکانیں انہیں کی ہیں۔

۵۔ یہاں سفید زیرہ اعلیٰ درجہ کا پیدا ہوتا ہے اور بہت ہوتا ہے ہم نے ایک منڈی میں اس کے بہت بڑے ڈھیر دیکھے۔ پچاس روپیہ پاکستانی کا ایک من بکھاتے۔

۶۔ یہاں روٹی گرم بھری پر پکائی جاتی ہے۔ جن کی بھٹیاں پورے کمرہ کے برابر ہوتی ہیں۔ جو بھری سے بھر پور رہتی ہیں۔ روٹی بہت لمبی مصلیٰ کی طرح ہوتی ہے۔ میں نے روٹی پانی تو ایک ہاتھ ایک بالشت لمبی تھی۔ روٹی کیا تھی۔ گویا پوری جائے نماز تھی۔

۶۔ یہاں لوگ یا تو اتھمائی امیر ہیں یا اتھمائی غریب۔ متوسط حال بہت کم ہیں۔ بھیکاری بہت ہیں۔

۷۔ شیعہ زیادہ ہیں۔ پورے شہر میں غالباً دو مسجدیں ہیں۔ وہ بھی سنیوں کی ہیں۔ شیعوں کے صرف امام باڑے ہیں۔ ان کی مسجدیں دیکھنے میں نہیں آئیں۔

۸۔ یہاں پاک تانی سکہ کا بھاؤ بدلتا رہتا ہے۔ آج ڈیوڑھے کا بھاؤ ہے یعنی سو ۱۰۰ روپیہ پاک تانی کے ڈیڑھ سو روپیہ ایرانی ملتے ہیں۔

۹۔ یہاں روپیہ کو تھن اور کئی کوریال کہتے ہیں۔ وٹل ریال کا ایک تھن ہوتا ہے۔ ریال کو قرآن بھی کہتے ہیں۔ پیسہ کو پول۔ سیر کو کید بولتے ہیں۔ یہاں کا سیر جسے کید کہتے ہیں غالباً سو تولے کا ہے۔ پنجاب کے سوا سیر کے برابر

۱۰۔ زہلان میں شراب بھی بکتی ہے۔ بعض لوگ بے تکلف پیتے ہیں آزاد کی بہت ہے۔ نماز کا بہت ہی کم رواج ہے۔ اسلامی تہذیب سے یہاں کے لوگ دور ہیں۔ سنی لوگ نماز کے کچھ پابند ہیں۔ شیعہ حضرات نماز سے غافل ہیں۔

۱۱۔ یہاں کی پولیس کی دروی کالی ہے۔ اور ٹوپی ایسی ہے جیسی پاکستان میں ریلوے گارڈوں کے سر پر ہوتی ہے۔ بازار میں اجتناع کر کے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔

۱۲۔ زہلان کے مکانات عام طور پر کچے اور چھتیں بھی زیادہ مضبوط نہیں۔ کیونکہ یہاں بارش کم ہوتی ہے۔ چھتیں یا تو گنبد نما ہیں یا قیر نما۔ جیسی کہ پاکستان میں ریلوے گارڈوں کی چھتیں ہوتی ہیں۔ سڑکیں بہت چوڑی ہیں بازار فراخ۔

۹ جولائی ۱۹۵۲ء ذیقعد ۱۳۷۲ھ یوم جمعہ

آج زہدان میں ہمارا قافلہ ہے۔ چمہ کا دن ہے۔ بعض حاجیوں نے شہر کی مسجدوں میں جا کر کپڑے دھوئے۔ یہاں کمپنی کی طرف سے اعلان ہوا کہ آج جمعہ کی نماز یہاں ہی ہوگی۔ تقریر شیخ حسام دین صاحب فرمائیں گے اور جمعہ کی نماز مفتی احمد یار خاں صاحب پڑھائیں گے۔ آج حجاج کے لیے قونصل خانہ کی عمارت کھول دی گئی۔ جہاں ایرانی پاکستانی اتحاد کے متعلق بہت نصاب اور آئینا ہیں۔ چنانچہ پونے دو بجے قونصل خانہ میں اذان ہوئی۔ چونکہ اس میں نصاب و فوٹو گریٹ تھے اس لیے اُن پر پردے ڈالے گئے شیخ حسام الدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ انگریزوں نے مسلمانوں کے دل و دماغ پر قبضہ ایسا کر لیا۔ کہ ان کا نام تو مسلمان رکھا گیا۔ مگر صورت شکل لباس اخلاق سب عیسائیوں کا سا ہو گیا۔ ایران بے پردگی میں کسی سے پیچھے نہیں۔ بلکہ صف اول میں نظر آیا۔ حاجیوں انہماک سے امتحان کا وقت ہے۔ حج کو جا رہے ہو مٹھ کالے کر نبی کی بارگاہ میں نہ جانا۔ آنکھیں نیچی رکھنا۔ دل کو برے خیالات سے بچانا یہ حسن کے حال میں تمہیں شکار نہ کر لیں۔ پھر نماز جمعہ کے بعد کھانا کھایا۔ اور سوا چار بجے قافلہ روانہ ہو کر لاہور تک یہ قافلہ برقی پہنچا۔ یہاں پانی کا چشمہ ہے۔ نماز عصر یہاں ادا کی۔

برقی سے یہ جینز تک قریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ ہے۔ جہاں پانی آبادی سبزہ کا نام نہیں اسے دشت بوط کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ لفظ دشت بوط سے یعنی گرم ہواؤں اور ٹوکا جنگل۔ کیونکہ بوط علیہ السلام کو اس جنگل سے کیا تعلق۔ یہ جنگل سخت دشوار گزار ہے۔ اس جنگل میں نماز مغرب اور نماز عشاء تیمم سے ادا کی گئی۔ اور بارہ بجے بالکل میدان میں قافلہ روک دیا گیا۔ کھانا وغیرہ کھا کر اُن ہی پنجروں پر حجاج لیٹ گئے یہ پتھر ٹافرشس منجلی فرش سے زیادہ پیارا معلوم ہونا تھا۔ کیونکہ یہ راستہ محبوب کا فرش ہے۔

اول وقت فجر اٹھا دیا گیا۔ فوراً چائے طیارہ ہوتی اور نماز ادا کی گئی۔

۱۰ جولائی ۱۹۵۴ء ۸ فریقہ ۳۳۳ یوم شنبہ

آج سورج نکلنے سے پہلے اس نامعلوم میدان سے چل پڑے اور قریباً ۱۱ بجے ایک نہایت سُر سُر بستنی میں پہنچے۔ جس کا نام شوکت آباد ہے یہ بستنی نواب آسٹو اللہ خاں وزیر دولت ایران کے والد شوکت نے آباد کی اس لیے اس کا نام شوکت آباد ہوا۔ یہاں شوکت باغ جو بہت خوبصورت ہے۔ انہیں کا لگایا ہوا آب تک موجود ہے۔ جس میں انار انگور وغیرہ کے بہت درخت ہیں۔ یہ جگہ زہلان سے قریباً ۳۰ میل فاصلہ پر جنوب شمال و مغرب واقع ہے درمیان میں اور بھی چھوٹی چھوٹی بستیاں پڑیں مگر ان کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ سنا ہے کہ دو حاجی نوکھڑی سے۔ اور ایک زہلان سے قافلہ میں شامل ہوئے۔ مگر کسی کو معلوم بھی نہ ہوا۔ جیت جی کا خبر بہ تو پنجاب کا حصہ ہے۔ زمرہ باد زندہ دلان پنجاب۔

شوکت آبادی میں دو بکے دو پہر کا کھانا کھایا۔ ۴ بجکر ۲ منٹ پر شوکت آباد سے ۵ میل جنوب شمال ہے۔ بڑا شہر ہے۔ حکومت کے دفاتر دیکھے قائم ہیں موٹر سروس بھی ہے۔ لیکن شہر بالکل خشک ہے سبزہ نہیں۔ چو طرفہ کالے پہاڑ اور ریت کے ٹیلے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ چند علاقہ خراسان میں واقع ہے۔ یہاں قافلہ تے قیام نہیں کیا۔ صرف بسوں کی ترتیب دی اور چل دیئے۔

راستہ پہاڑی ہے اور نہایت بچیدہ ہے۔ کہیں میسیوں میل کی چوڑائی ہے اور کہیں میسیوں میل کی اتراٹی۔ کوہ مری کا راستہ بھی اس سے کم بچیدہ ہوگا۔ جگہ جگہ چشمے بہ رہے ہیں۔ نہایت سرد۔ جن کا پانی پینا مشکل ہے

گویا گلا ہوا برون ہے۔ تعجب کہ یہاں گندم اب جولائی کے مہینے میں کٹ رہی ہے۔ جگہ جگہ ڈھیر لگے ہیں۔ گندم اچھی ہے۔

بیر چند میں لوگ ہم کو دیکھ کر کثرت سے سبج ہو گئے۔ اسلامی اخوت کی بنا پر نہیں بلکہ ہم کو عجائب المخلوقات سمجھ کر چہیں دیکھنے آئے۔ یہاں کے لوگ صورت سیرت اخلاق۔ لباس۔ تہذیب تمدن میں بالکل انگریزوں سے کچھ سے کوئی تعلق نہیں۔ اکثر لوگ کلمہ نہیں جانتے۔ نماز تو جانتے ہی نہیں۔ کسی بستی میں مسجد کوئی نہیں۔ البتہ امام یاڑے جگہ جگہ ہیں۔ کسی فقیر بھکاری کے متہ پر بھی خلا کا نام نہیں آتا۔ صرف یہ کہتے ہیں لایا مسکین لہم پیڑے بدہ۔

شام کے قریب ایک بستی میں پہنچے۔ جسے قائمین کہتے ہیں۔ یہ چھوٹی سی بستی ہے۔ مگر خوبصورت ہے۔ بازار چوں میں حوض ہے۔ کھلی کا مکمل انتظام ہے۔

رات کو ایک بستی میں سے گزرے۔ جسے گناہ آباد کہتے ہیں و ناہ قیام کیا۔

۱۱ جولائی ۱۹۵۳ء ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج تمام رات سفر جاری رہنے کی وجہ سے حجاج بہت مضطرب ہیں فجر کے وقت گناہ آباد میں اترے۔ اور پھر فجر جماعت سے پڑھ کر چائے پی کر پل دیئے۔ قریباً گناہ بنے دوپہر ہمارا قافلہ تہذیب حیدر کی پہنچا۔

قریب حیدر کی بڑا خوبصورت شہر ہے۔ تڑھان سے پانچ سو چالیس میل کا جہلہ پر جا نب شمالی مغرب واقع ہے۔ ہر طرف بادام توٹ شیریں خرمائی کے درخت کثرت سے ہیں۔ سڑک کے کنارے کنارے نہایت ٹھنڈے پیٹھے پانی کا چشمہ ہر جا ہے۔ بازار نہایت خوبصورت بارونق ہے۔ وسط شہر میں جامع مسجد شیعوں کی ہے۔ جس کے صحن میں لوگ بے تکلف جھونپٹے پھرتے

ہیں۔ اور اندرون مسجد میں تالین کافر شش ہئے۔ جہاں لوگ محققہ پتیتے رہتے ہیں۔ مسجد میں بہت سی مسجدہ گاہیاں رکھی ہیں۔ جن پر شیعہ نمازی بوقت نماز مسجدے کرتے ہیں :-

یہاں پھٹاک کو سیر کہتے۔ اور سیر کو کیلا بولتے ہیں۔ سب انگریزی طرز کی زندگی گزارتے ہیں کوئی کسی کو سلام بھی نہیں کرتا۔ ہم کو تمام مرد و زن عجیب مخلوق سمجھ کر غور سے دیکھنے آتے ہیں۔ شہر کے شمالی کنارے پر ایک بارونق باغ ہے۔ جس میں قطب الدین حیدری کی قبر ہے۔ انہیں کے نام سے یہ شہر تربت حیدری کہلاتا ہے۔ اور اسنس باغ کو باغ حیدری کہتے ہیں :-

اس تمام علاقہ کے بکرے دُبنے بہت موٹے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہمارے قافلہ کے ساتھ ایک انگریز اینی میوی بچے کے ساتھ اپنی کار میں سفر کر رہا ہے۔ جو براستہ ترکی ناروے جائے گا زاہدان سے شریک قافلہ ہوا ہے۔ مشہد تک ہمراہ رہے گا۔ راستہ میں اخبار مہر وطن کے مدیر صاحب امتیاز پرویز اسد قادری سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے اُن کو انہوں نے ہم کو اپنے حالات سے مطلع کیا :-

راستہ میں دو چیزیں بہت عجیب دیکھیں۔ ایک تو شرک جو دو پہاڑوں کے درمیان سے نکلی ہے۔ اس پاس پہاڑ سر بفلک ہیں بیچ میں صرف یہ شرک ہے۔ اور شرک کے کنارہ پر آب زوال کا چشمہ۔ ایسا عجیب منظر کبھی نہ بھولے گا۔ دوسرے آٹے کی جوئی مشین ایک مکان کے اندر آٹے کی چکی لگی ہے۔ پھت پر ایک چرخ۔ جس کے آٹھ حصے ہیں۔ ہر حصہ میں ٹیلن کے کے چکھے گئے ہیں۔ جو ہوا سے گھومتے ہیں اور نیچے چکی چل رہی ہے جس سے آٹا پس رہا ہے :-

۱۲ جولائی ۱۹۵۲ء - اذیقعدہ ۳۶۳ھ دو شنبہ

آج شب کو ہمارا قافلہ تقریباً اٹھ بجے مشہد مقدس میں داخل ہوا۔ اتفاق سے آج حضرت علی ابن موسیٰ ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یوم ولادت تھا۔ تمام شہر میں روکھنی ہے۔ اور سارا شہر دولہا بنا ہوا ہے۔ ایسا منظر ہر جا کی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا:-

### مشہد مقدس کی خصوصیات

یہ شہر نہایت عظیم الشان لاہور کے مقابلہ کا ہے۔ بلکہ حسن و زیبائش میں لاہور سے زیادہ اور آبادی اور پھیلاؤ لاہور سے کم ہے۔ بہت خوبصورت شہر ہے:-

۱- مشہد مقدس تربت حیدری سے ۱۵۲ کلومیٹر یعنی ایک سو ڈیڑھ میل کے ڈیڑھ کلومیٹر کا ایک میل ہوتا ہے

۲- یہ شہر مقدس اور نازنی ہے۔ یہاں بیچ بازار میں حضرت علی ابن موسیٰ عرف امام رضا رضی اللہ عنہ کا مزار پڑاوار ہے۔ بہت وسیع و خوبصورت ہے۔ شہر سے مڑین ہے۔ اس سے پہلے کوئی درگاہ ایسی عالیشان نہ دیکھی گئی۔

۳- آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی پشت میں ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ علی ابن موسیٰ ابن جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی مرتضیٰ وفاطمہ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:-

۴- آج چونکہ یوم ولادت ہے اس لیے ہجوم خلق بہت زیادہ ہے۔ اور تمام دفاتر بند ہیں۔ باہر سے بہت مخلوق آئی ہوئی ہے۔ درگاہ شریف کی

ہجرت بڑی عمارت ہے۔ باہر سونے کا کام ہے۔ گنبد سونے کا ہے۔ اندرونی عمارت میں تمام شیشہ لگا ہوا ہے۔ جس سے ساری عمارت جگمگاری ہے۔ خاص قبر شریف پر گھٹ کی جالی ہے۔ تمام زائرین فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور اس پاس گھومتے ہیں۔ اپنے کپڑے وغیرہ جالی سے ملتے ہیں۔ عورتیں اور مرد روتے ہیں۔ عجیب ہیبت و رعب طاری ہے تمام شیعہ ہیں۔ ہم لوگوں سے ہجرت اخلاق سے پیش آئے۔ ہم لوگوں کو ایک ایک کتاب عربی زبان کی معفت دی۔ جس میں زیارات کے آداب اور سلام کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

۳۔ درگاہ شریف کے یکوہر ایک جامع مسجد ہجرت عالی شان ہے دوسری جانب ہجرت وسیع عمارت ہے۔ جس کے بیچ میں تعزیہ ہے۔ اور اس پاس حضرت علی اور حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ کی مصنوعی تصاویر ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں تلوار دی ہوئی ہے۔ غرضیکہ عجیب سماں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام و اہل بیت اطہار کے فوٹو لگائے ہوئے ہیں۔ جن کی زیارت کرائی جاتی ہے۔

یہ لوگ حضرت امام رضا کے مزار کا باقاعدہ طواف کرتے ہیں۔ آسنماہ بوسی کرتے ہیں۔ بلکہ مزار شریف کی طرف نماز اس طرح پڑھتے ہیں۔ کہ کعبہ کو چہرہ سمجھاؤ اور قبر بھی سامنے رہے۔ مزار کا طواف کرتے وقت یہ پڑھتے جاتے ہیں  
بر بارون بر شیعہ لعنت و بر محمد و آل محمد صلوات

۴۔ یہاں فردوسی شاعر کے نام پر ہجرت عمارتیں اور مشرک ہیں۔ چنانچہ جس جگہ ہمارے قافلہ کا قیام ہے۔ اس مشرک کا نام فردوسی روڑ ہے اور اس میدان کا نام بانیان فردوسی بھی ہے۔ اور بار برداری ہندو پارک سنان بھی ہے۔ یہاں موٹروں کی مرمت کا کام ہوتا ہے اس کے سامنے ایک اسکول ہے۔ جس کا نام مدرسۃ الفردوسی ہے۔ جنباں نوریں کلاس سیکس تک تعلیم دی جاتی ہے :-



۸۔ اس جگہ یعنی خیابانِ فردوسی سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک نہایت خوبصورت باغ ہے۔ جس کا نام باغِ اقل ہے۔ اس کے بالمقابل نہایت عالیشان عمارت ہے جسے ہانگ ملی یعنی قومی بینک کہتے ہیں۔ اس کے برابر بڑا پوسٹ آفس ہے۔ اس کے قریب زندان یعنی جیل ہے۔ تحصیل بھی اسی احاطہ میں ہے۔

۹۔ مشہد مقدس کے ہوٹل نہایت عالیشان۔ خوبصورت اور صفائی والے ہیں۔ بعض ہوٹلوں کے دروازوں پر خوبصورت لڑکیاں مقرر کی ہوئی ہیں۔ جو گڈرنے والوں کو ہوٹل میں آنے کی دعوت اپنے خاص انداز سے دیتی ہیں۔ چنانچہ جنرل پوسٹ آفس کے پاس سے ہم گڈر رہے تھے کہ ایک خوبصورت ہوٹل دیکھا۔ جس کا نام تھا مہمان خانہ باختر۔ وہاں یہی سماں دیکھا۔ وہاں ہمارے تمام ساتھیوں نے آئیس کریم کھا لی۔ جیسے یہاں بستنی کہتے ہیں۔

۹۔ مشہد شریف سے قریباً بیس میل فاصلہ پر فردوسی شاہِ عرب کی قبر ہے۔ بعض حضرات وہاں جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

۱۰۔ یہاں بھی سکھ آباد ہیں۔ اور خوب مزے سے کاروبار کرتے ہیں۔ اکثر موٹر لاریوں کے ڈرائیور ہیں۔

آج شُب کو ہم پھر شہرِ علی بن موسیٰ یعنی امام رضا کے مزارِ چراغِ نوار پر حاضر ہوئے۔ خیال تھا کہ اس وقت ہجوم کم ہوگا۔ کیونکہ رات زیادہ گزر چکی ہے۔ مگر اللہ اکبر! یہیں کچھ بصرے ہوئے تھے۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ روشنی ایسی خوشنما تھی کہ اس سے پہلے کسی نہ دیکھی نہ بیان کی جاسکتی ہے مگر ان میں نمازی کوئی نہ تھا۔ سب لوگ مسجد دیکھنے جاتے تھے۔ وہاں جو تانا پینے پھرنے تھے۔ کسی کو ناز کا خیال بھی نہ تھا۔ عام شیعہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ایک عورت نے بنوائی ہے۔ جس کا نام گوہر النساء ہے لیکن اہل علم شیعہ

کہتے ہیں کہ اس کا بانی تیمور رنگ بادشاہ ہے۔

۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ شنبہ

آج بعد نماز صبح ناشتہ کر کے ہم تین آدمی فردوسی شہر ایران کے مقبرہ کی سیر کو گئے۔ جو مشہد شریف سے تیس کیلومیٹر یعنی بیس میل جانیہ شمال واقع ہے۔

### مقبرہ فردوسی کی تفصیل

۱۔ راستہ میں مشہد شریف کا سول ہسپتال ملا۔ جو تمام ایران میں بڑا ہے۔ جس میں اڑھائی ہزار مریض بیگ وقت رہ سکتے ہیں دس میل فاصلہ پر سلطان ہارون رشید کا محل ملا۔ جس کے کچھ کھنڈر شکستہ حالت میں پڑے ہیں۔ سلطان جب حضرت علی رضا سے ملاقات کرنے بغداد سے یہاں آنا تھا تو اس محل میں ٹھہرنا تھا۔ تعجب ہے مشہد کے شیعہ سلطان ہارون رشید پر لعنت کرتے ہیں۔ اور سلطان حضرت کا ایسا عاشق تھا۔

۲۔ فردوسی کی قبر کے پاس قریہ طوس ہے۔ فردوسی اس کا ڈول کا رہنے والا ہے۔ اور اسی بستی کا باشندہ محقق نصیر الدین طوسی تھا۔ آب پیر جگہ اچھڑ گئی ہے۔ کچھ کھنڈر باقی ہیں اور ایک شکستہ پل ہے۔

۳۔ فردوسی کا نام حکیم ابوالقاسم فردوسی طوسی ہے اس کی پیدائش ۳۲۳ھ اور وفات ۴۰۵ھ میں ہے۔ اس کی قبر پر سلطان رضا شاہ پہلوی نے سنگ مرمر کا قریباً تیس فٹ اونچا مینار بنایا ہے۔ ۱۳۵۲ھ میں بنوایا۔

۴۔ فردوسی کی اصلی قبرزین کے نیچے ایک تہ خانے میں خوبصورت چکدار سنگ مرمر کی ہے وہاں دروازہ کا گلے رکھنا ہوتا ہے۔ سنگ

سفید کی خوبصورت سیڑھیاں ہیں۔ اور دو طرفہ دیواروں پر رستم۔ سہراب شیخ  
سعدی حافظ شیرازی۔ مرغیام کے مہر کی جھٹے بنے ہوئے ہیں۔ رستم  
نے سہراب کو مارا ہے۔ سہراب سینہ پر برتھا کھا کر گرا پڑا ہے اور رستم کو  
جب پتہ لگا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو سر پر ہاتھ رکھ کر رو رہا ہے۔ عجیب رقت آمیز  
نظارہ دکھایا گیا ہے۔

۵۔ فردوسی کی قبر کے ارد گرد نہایت خوبصورت باغ لگایا گیا ہے  
جس میں آپ سرد کا چشمہ جاری ہے اور مقبرہ کے سامنے برف خانہ ہے  
یہاں سردی کے موسم میں برف دبا کر گرمی میں نکالتے ہیں۔ بہت لمبا تہ خانہ  
ہے۔ جس پر شیشے کی چھت ہے۔ ایرانی لوگ مع بال بچوں کے یہاں آتے  
ہیں۔ اور یہاں ہی کھاد پکاتے کھاتے اور تفریح کرتے ہیں۔

۶۔ فردوسی کے مقبرہ کے سامنے ایک خوبصورت کیاری ہے جس  
پر کنکروں کے حروف سے یہ شعر لکھے ہیں۔

نیز مہازیں پس کہ من زندام کہ تخم سخن را پراگندہ ام  
یہاں س کہ واروہش راہ دیں پس از مرگ بر من کند آفرین  
اور خاص قبر کی دیوار پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

ہر آنکس کہ از مردگان دل شہست، نباشد نماں دوستی را در دست  
مدد کار کرد دیدگی من پیاد، مبادا کہ پند من آید بیاد  
چون بکی کند کس تو یار کشش کنی، ہماں نانشو در رخ نیکیاں کنی

عجب یہ ہو کہ ہمارے ہمراہ صوفی جمیل صاحب بھی کرایہ کی کاری  
میں دو کمان دے کر سوار ہوئے اور اپنی کمپنی کی بس پر نہ گئے جس سے معلوم ہوا کہ  
وہ کمپنی کا پٹرول اپنی فائٹ پر خرچ نہیں کرنا چاہتے یہ ان کی انتہائی دیانتداری  
کی دلیل ہے۔

۶ بجے شام کو قافلہ نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ سفیر پاکستان

مقیم مشہد مع اپنے ہمراہیوں کے قافلہ کا معائنہ کرنے تشریف لائے ہماری بسوں نے تمام درگاہ شریف کا پورہ چکر لگایا اور مشہد سے روانہ ہو گیا۔ ۱۰ ہیکلومیٹر ۔ ۴ میل واپس اُس سڑک پر گیا۔ جس پر پرسوں آیا تھا۔ پھر نیشاپور کی سڑک پر ہو گیا۔

۱۴ جولائی ۱۹۵۷ء ۱۲ ذیقعد ۱۳۷۶ھ بوم چہار شنبہ

آن شب کے ایک بجے ہمارا قافلہ نیشاپور میں داخل ہوا۔ یہ جگہ مشہد سے ۴۰ ہیکلومیٹر یعنی قریباً ۹۷ میل جانب شمال و مغرب ہے۔ رات ہم لوگ شہر کی بجائے عمر خیام کے مقبرہ پر رہے۔ جو شہر سے قریباً ۳۱ میل مشرق کی طرف واقع ہے وہاں نماز عشاء ادا کی کھانا کھایا اور سو گئے صبح کو نماز فجر ادا کر کے اولاً مسائل حج بیان کئے پھر مقبرے میں گئے۔

مقبرہ عمر خیام بہت خوبصورت اور وسیع ہے۔ بہترین باغ اور پانی کے حوض ہیں۔ اس میں گنبد والی عمارتیں ہیں ایک میں تو حضرت محمد مروق ابن زید ابن امام زین العابدین کی قبر شریف ہے۔ اس قبہ میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کا نام ایک پتھر میں ہے۔ جسکی عام زیارت کی جاتی ہے۔ ہم نے اس پر بوسہ دیا۔

دوسرے قبہ میں حضرت ابراہیم ابن موسیٰ یعنی علی رضا رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی کی قبر شریف ہے۔ خوبصورت اور وسیع عمارت ہیں۔ باہر کی جانب عمر خیام شاعر مشرق کی قبر ہے۔ مگر قبر بھی عجیب ہے چھوٹا سا چبوترہ ہے اور بیچ میں چبوترے پر قریباً دس بارہ فٹ کا لینا رہ بنا ہوا ہے۔ کوئی کاتھ نہیں پٹھنا۔ صرف عمارت دیکھ کر پلے آتے ہیں۔ عمر خیام کی وفات ۵۰۵ھ میں ہوئی اور عمارت کی تعمیر ۵۱۳ھ میں ہوئی :-

عمر خیام کے قریب ایک کیلومیٹر پر مغربی جانب حضرت خواجہ فرید  
الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے۔ ہم سب لوگ وہاں پیدل  
حاضر ہوئے۔ عجیب و غریب منظر ہے۔ سادہ سا قبہ ہے کوئی باغ وغیرہ  
نہیں۔ اندر قبہ میں غالیچہ قیمتی بچھا ہوا ہے۔ تمام حجاج نے قبر شریف کو گھیر لیا  
اور سب نے فاتحہ پڑھی۔ سب پر عجیب رقت طاری تھی۔ چند نامہ  
عطار اور منطق الطیر کے اشعار میری زبان پر جا رہے تھے ہمارے رفیق سفر جناب  
ڈاکٹر اللہ ذنا صابر کجاہی نے فی البدیہہ اشعار روتے ہوئے پڑھے اور سب  
لوگوں نے آئین کرے۔

حضرت ماخا جعفریہ الدین ☆ آمدہ ایم برورد تو زائرین

بہر از حق و عار نیک کن ☆ نیک ابائیم در دنیا و دیں

وہاں سے اٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ مگر وقت ٹھوڑا تھا۔ بادل ناخواستہ  
اٹھے اور مقبرہ عمر خیام پر آگئے۔ آٹھ بجے صبح قافلہ مقبرہ عمر خیام سے روانہ ہوا  
شہر میں آیا۔ نیشاپور پھر ٹاٹو بصورت شہر ہے۔ بازار صرف ایک ہے ہر  
طرف سرسبز شاہاب باغات ہیں۔ لپ لپ کرتے جاتے مسجد وسیع  
اور خوبصورت ہے۔ تمام آبادی شیعہ ہے۔  
نیشاپور بہت پرانی اور مردم خیز گنتی ہے۔ بڑے بڑے علماء صوفیاء

یہاں آئے ہوئے۔ حضرت علامہ نیشاپوری جن کی تفسیر نیشاپوری ہے۔ جو  
مدرسہ نظامیہ بغداد کے صدر مدرس تھے۔ یہاں کے ہی ہیں۔ ہمیشہ پورے خلوق نے  
ہم کو گھیر لیا۔ بڑے اخلاق سے پیش آئے۔ یہاں انگور بکثرت ہوتے ہیں۔ ۴۵  
منٹے نیشاپور میں قیام کیا۔ پھر ہم سب وار کی طرف روانہ  
ہو گئے۔

سب وار نیشاپور سے ۱۱۲ کیلومیٹر قریب آنتی میل جانب شمال و مغرب  
ہے۔ ساڑھے گیارہ بجے سب وار پہنچ گئے۔ یہ جگہ معمولی شہر ہے مگر بارونق

ہے۔ کنارہ شہر پر حضرت یحییٰ ابن مورے یعنی حضرت علی رضاء کے پھوٹے  
 بھائی کا مزار چرانوار ہے۔ وہاں ناخنہ پڑھا۔ یہاں کا خولوزہ جہت بیٹھا ہوتا ہے۔  
 خوب کھائے۔ بازار کی سیر کی۔ یہاں مسجدیں بہت ہیں۔ عورتیں کچھ پردہ دار  
 بھی ہیں۔ جہاں سے ہم گذرتے تھے۔ لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا۔ اور پوچھتے تھے  
 پاکستانی؟ ہم کہتے تھے بلے پاکستانی تو نعرہ لگاتے پاکستان زندہ باد۔ مفرضیکہ آن  
 لوگوں کے دلوں میں پاکستان کی بڑی وقعت ہے۔ ہم سے فارسی میں پوچھتے کہ  
 پاکستان کیسا ملک ہے۔ ہم کہتے تھے کہ تمام اسلامی ممالک سے بڑا ہے تو  
 بہت خوشش ہو کر بولتے تھے۔ تھلا تا تم دار و ماہرہ برادرانیم۔ ہم لوگوں نے  
 جماعت سے نماز پڑھی تو بہت حیرت سے دیکھتے رہے۔ اور کہتے ہیں ایسے  
 نماز آست یہ کسی نماز ہے۔ پھر خود ہی کہتے ہیں۔ ایشاں منی اند۔ لیکن اس کے  
 باوجود ہم سے نفرت نہیں کرتے۔

سبز دار کی آبادی ساٹھ ہزار ہے۔ بجلی۔ پانی۔ کہ پشمے۔ باغات۔ بکثرت ہیں  
 بازار میں پھل خوب ہیں۔ ٹماٹر خولوزہ۔ تربوز نم مانی وغیرہ کثرت سے ہیں۔ انکو  
 کی ابتدا ہے۔ ساڑھے چار بجے قافلہ شہر ود کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں راستہ  
 میں لب سڑک دیہات بستیاں بہت واقع ہیں۔ جگہ جگہ تھوہ خانے ہیں۔ بھیڑ  
 بکریوں سے جنگل اور پہاڑ بھرے ہوئے ہیں۔ ایک مقام صدر آباد پر نماز عصر  
 ادا کی اور فوراً قافلہ روانہ ہو گیا۔

۱۵ جولائی ۱۹۵۳ء ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ منجھنبرہ

آج رات کو ساڑھے بارہ بجے ہمارا قافلہ شہر کو پہنچا۔ شہر دو سبز دار  
 سے تقریباً ۱۵۸ میل جانب مغرب واقع ہے۔ ہماری بسیں سیدھی  
 مغرب کی طرف آئیں۔ یہاں پہنچ کر ایک سڑک سے قیام کیا۔ وضو کر کے نماز  
 مشار پڑھی۔ تقریباً ۱۲ بجے گئے اور سو رہے۔

ساڑھے چھ بجے ہم اکیس آدمیوں نے ایک بس کرایہ پر لی اور بسطام

روانہ ہو گئے۔ بسطام شہر دو سے چار میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے۔ یہ حضرت سلطان العارفين بايزيد بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا وطن شریف ہے۔ بستی ابتر چکی ہے۔ کچھ کھنڈر موجود ہیں۔ حضرت بايزيد بسطامی کے مزار پر عمارت نہیں دو جا رہی ہے۔ حضرت سلطان عارفين بايزيد کی قبر شریف آسمان کے نیچے میدان میں بغیر کسی غلاف وغیرہ کے ہے۔ قبر پر حضرت کا نام شریف اور قرآنی آیات دو دو شریف لکھا ہوا ہے۔ برابر میں بڑا شاہانہ دارقبر بنا ہوا ہے۔ جو سلطان انظر نال والی کا بننے آپ کے لیے بنوایا۔ مگر بايزيد بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خواب میں یہ کہہ کر منع فرمایا کہ ہمارا قبر کے لیے آسمان کا گنبد کافی ہے۔ یار کے درمیان آٹکی ضرورت نہیں۔ نہ نیک وہ قبر ویسے ہی خالی پڑا ہے اور آپ اسی طرح میدان میں سو رہے ہیں۔ برابر میں سلطان احمد خان باقی قبر کی جی قبر ہے۔ وہاں ہم لوگ قبر شریف کو گھیر کر بیٹھ گئے۔ فاتحہ پڑھا۔ بہت رقت رہی۔ دعا کی اور عرض کیا کہ آپ ولی کریں۔ بس گنگا پر نگاہ ڈالی وہی بنا دیا۔ ہم گنگا میں دروازہ پر حاضر ہیں۔ ہمارے سیاہ دلوں پر کرم کی نگاہ کرو کہ سیاہی دور ہو کر تلوں منور ہوں۔ شاعر

نچال پریت کو نوٹت ناہیں جو بانہ پڑیں پھر چھوڑت نہیں  
گھرائے کو خالی موڑت ناہیں۔

برابر میں حضرت سلطان العارفين کا عبادت خانہ ہے۔ جہاں آپ استکان فرماتے تھے۔ اس کے مقابلہ سلطانی مسجد ہے۔ جو غیر آباد ہے۔ مسجد کے برابر حضرت شاہزادہ محمد ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر نور ہے۔ جو حضرت رضا کے چچا ہیں۔ اس جگہ بھی شیعہ حضرات نے حضرت علی۔ امام حسین بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فوتو مکے ہوئے ہیں۔ کہ حضور حضرت علی کا امن پکڑے ہوئے یہ رخ پر لوگوں سے فرما رہے ہیں۔ مَن كُنْتُ مَوْلَاكَ فَعَلَيْكَ مَوْلَاكَ۔ محمد ابن جعفر رضی اللہ عنہ کی قبر ہمارے سینہ تک اونچی ہے۔ غلاف سے ڈھکی ہوئی ہے۔ یہ مقام بھی باغ میں ہے۔ درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ جگہ میں دلکش ہے۔

بایزید بڑا مری رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر نفا تم پڑھ کر شہر دو واپس آئے  
 شہر خوبصورت ہے بیچ میں ایک گول دائرہ کی شکل میں چمن لگا ہوا ہے درمیان  
 میں محمد رضا شاہ پہلوی موجود تھا وہ ایران کا لوسے کا مجسمہ نصب ہے۔ قافلہ  
 سوا آٹھ بجے شہر سمنان کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر ہماری بس خواب ہو گئی۔ وہ  
 درست ہو رہی ہے۔ ہر پچیس آدمی درستی کے انتظار میں یا بڈرج کا وظیفہ پڑھ رہے  
 ہیں۔ تمام قافلہ سمنان پہنچ چکا ہے مگر ہم یہاں شہر دو میں ہیں۔ یہاں بازار سے روٹی  
 اور روٹی منگائی۔ روٹی دو بانو لمبی اور سوا بالشت چوڑی مچلی کی شکل کی اڑبائی آنے میں  
 ٹی۔ وزن دس آنہ کیو مگر وہی نہایت ترش تھا۔ خربوزہ ۴ آنہ کیو ۱۰۔ ہماری  
 بس اب ایک بیکر بم منٹ پر شہر دو سے سمنان جا رہی ہے۔

ایران کی سڑکیں نہایت خراب ہیں۔ ہمارے قافلہ والوں نے اس کا  
 نام ہاضمہ روٹھور رکھا ہے۔ بیونچہ ماری کے جھکوں سے کو دودھ کرکھا نا جلدی ہضم ہو  
 جاتا ہے۔ شہر دو سے آٹھ میل نکل کر ہماری بس دو ماٹہ یہ ہوا کہ بس سڑک کے  
 ایک غار میں جا پڑی۔ بس سے سخت بھڑکا لگا۔ دو آدمی کچھ زخمی ہوئے۔ باقی  
 کے کچھ ہلکی چوٹیں آئیں۔ ہلکے ہے کہ بس ٹوٹنے سے بچ گئی۔ یہ سڑک جرمنی اور  
 بین لائن ہے دارالخلا فہ طہران کو جا رہی ہے۔ اس کا یہ حال ہے۔

ظہر کے وقت ایک قریب قدرت آباد میں پہنچے۔ جہاں سرد پانی کا  
 چغندر تھا۔ وضو کیا ظہر پڑھی۔ کچھ آگے چل کر مقام آتری پہنچے۔ یہاں پانی  
 کا تالاب اور بہت خوبصورت باغ ہے۔ تالاب میں چھتے کا پانی گرتا ہے۔  
 نہایت خوبصورت جگہ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں خوبصورت تالاب۔  
 تالاب کے آس پاس ہلکا سا باغ اور باغ میں ٹھنڈے پانی کا چشمہ۔  
 یہ وہ دل فریب منظر تھا۔ جو بیان میں نہیں آسکتا۔

یہاں عجیب پر کھٹت واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ صوفی محمد جمیل صاحب نے  
 یہاں کھانا کھا لیا۔ ایرانی لوگ جمع ہو گئے۔ ایک ایرانی سے صوفی صاحب نے



فرمایا کہ تمہاری عورتوں کو کھانہ پکانے کا بھی تمیز نہیں۔ پاکستانی عورتیں ہر طرح کا کھانا پکاتی ہیں۔ اُس نے اپنے گھر جا کر اپنی بیوی سے یہ کہا۔ اُس اللہ کی بندی نے فوراً کچھ پلاٹے۔ کچھ حلوہ بنا کر صوفی صاحب کو بھیجا اور کہا کہ اپنی ایرانی بہن کا تمیز آزماؤ۔ صوفی صاحب نے اُس کے جواب میں کچھ مٹھائی لے سکتے وغیرہ بھیجے وہاں سے پھر جواب میں کچھ ایرانی مٹھائیاں آئیں۔ غرضیکہ بہت دیر تک دیوان کا دل بدل ہوتا رہا۔ اور کہیاں ادھر ادھر آتی جاتی رہیں۔

آنری میں نماز عصر ادا کر کے پل دیسے۔ تین میل لے کر نے پڑ شہر سمنان آیا۔ سمنان شہر دو سے ۷ میل فاصلہ پر چھوٹا مگر خوبصورت شہر ہے۔ باغوں میں گھرا ہوا ہے۔ کنارہ شہر پر ایرانی تیل کا بڑا کارخانہ ہے۔ بس کے دروازہ پر لکھا ہے۔ شرکت ملی نفت ایران۔ یعنی ایرانی تیل کی قومی کمپنی۔ اس بگ پوسٹ کا بڑا سنت پہرا ہے۔ سڑکیں اور بازار بہت بارونقی ہیں۔ شہر کا دروازہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ خوبزہ بہت اچھا ہے۔ اور شیریں ہے۔ ۶ آنہ کا ایک اچھا خوبزہ ل جانا ہے سمنان میں ٹھہرنا نہیں ہوا۔ وقت کم تھا۔

سمنان بہت مقدس اور تاریخی شہر ہے ہمارے خاندان اشرفی قادری کے مورث اعلیٰ سلطان اوج الدین سید اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ کا یہ ہی وطن ہے۔ جن کا نزار مقدس کچھ چھوٹا مقدس ضلع فیض آباد میں ہے ہمارے بس نے سمنان سے پڑول خریدی۔ بس اس سڑج میں پر اس نیت سے آئے کہ یہاں کے کچھ فوڑے مجھ گندے کو لگ کر میری معفرت کا ذریعہ بن جاویں۔ سمنان میں سب طبعہ ہیں۔ سنی کوئی نہیں۔

سمنان سے چل کر ہم رات کے ۹ بجے قلعہ شاہ عباس پہنچے۔ یہاں ایک معمولی ویرانہ قلعہ ہے جو نکستہ حالت میں ہے۔ یہاں رات گنا کر صبح اوقاں وقت نماز فیر پڑھ کر قافلہ چل پڑا۔ اب اس وقت شریف آباد شہر ہوا ہے۔ جو طہران کے قریب ہے۔ نہایت دلکش باغ اور آب شیریں کا چشمہ

ہے۔ موٹریں اُدل رہی ہیں۔

۱۶ جولائی ۱۹۵۴ء بمذیقعدہ ۱۳۷۳ھ جمعہ، ہم دس بجے دن شریف آباد پہنچے۔ یہاں ہجرت سبایہ دارورخت درمیان میں نذفاف۔ سر و پانی کا چشمہ تھا۔ جاتے ہی کپتھی کی طرف سے رات کا بچا ہوا پلاؤ کھلایا گیا۔ پچائے پلائی گئی اور کہہ دیا گیا کہ اس کو دوپہر کا کھانا تصور کرو۔ پھر گیارہ بجے شریف آباد سے چل کر قریباً دو بجے طہران میں داخل ہوئے۔ طہران ایران کا دارالخلافہ ہے۔ یہ جگہ شہر دو سے قریباً ۲۴ میل جنوب مغربی واقع ہے۔ ہجرت بڑا شہر ہے۔ کراچی کے مقابلہ پر ہے۔ نہایت خوبصورت اور صاف ہے۔ امریکی طرز کی عمارت زیادہ ہیں۔ عام لوگ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔

اولاً قافلہ کی لاریوں نے شہر کا گشت کیا۔ ایرانی لوگ ہم لوگوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور خیر بابت سلامت کے آوازے لگاتے تھے۔ ایک جگہ چوک ہیں ایک گھوڑے سوار کا پورا مجسمہ لوہے کا سیاہ رنگ والا نصب ہے۔ اس پاس گول واشرے میں چمن ہے۔ جس میں فوارے لگے ہوئے ہیں۔ دوسرے چوک میں فردوسی شاعر ایران کا لوہے کا مجسمہ ہے۔ جس کے پیچھے گاؤنیکہ لگا۔ فردوسی کتاب ہاتھ میں لیے ٹیک لگا کر بیٹھا ہے۔ ہمارا ہا فل ایک وسیع میدان میں ٹھہرایا گیا۔ جہاں پانی کی نہر ہے۔ نماز جمعہ کا وقت تھا۔ فوراً وضو کر کے نماز جمعہ ادا کی ہم نے نماز پڑھائی ایرانیوں نے ٹیک لگ لگے سجدہ نماز کو اور یہی حیرت کی نگاہوں سے دیکھتے رہے سب سامنے پھرتے تھے اور آپس میں دل لگی مذاق کرتے رہے۔ یہ لوگ نہ نماز سے واقف ہیں۔ نہ آداب نماز سے خبردار۔

بعد نماز کپتھی کی طرف سے سروے۔ تزلوز۔ سیب سے قافلہ کی دعوت کی گئی۔ مگر تمام چیزیں بھکی تھیں بعد نماز جمعہ ہم لوگ اس جگہ سے منتقل ہو کر شہر سے ۳ میل دور سمنٹ فیکٹری کے پاس آثار دیکھے گئے۔ کیونکہ یہاں میلان اچھا ہے۔ جگہ میں گنجائش ہے۔ پانی کا آرام ہے۔

بعد نماز عصر ہم زیارات بزرگان کے لیے گئے۔ جانب مغرب پر ا میل کے فاصلہ پر حضرت عبدالعظیم ابن امام جعفر صادق کا روضہ ہے۔ وہاں حاضری وکی۔ یہاں راستہ میں زائرین کا ہجوم ہے۔ راستہ بھرا ہوا ہے کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے۔ اور یہاں جمعہ کو زیارت قبور کا عام رواج ہے خصوصاً بزرگان دین کی زیارات آج بڑے اہتمام سے کی جاتی ہے۔ راستہ میں ابن بابویہ کا مقبرہ ہے۔ جو شیعوں کا بڑا عالم گذرا ہے۔ وہاں فائنٹخوانوں کی کثرت تھی۔ ہم امام زادہ شاہ عبدالعظیم کے روضہ پر پہنچے یہاں بھی مشہد شریف کے نمونہ کی عظیم الشان عمارت ہے۔ بڑے دروازے میں بہت بڑا بازار ہے۔ دور درید کا نہیں ہیں۔ ہجوم کی وجہ سے چلنا مشکل ہے۔ اندر میں گنبد ہیں۔ بڑے گنبد میں حضرت عبدالعظیم ابن امام جعفر صادق کا مزار ہے۔ وہاں عام زائرین سجدہ و طواف کرتے ہیں۔ خلفت کا یہ پناہ ازد ہام ہے بڑی مشکل سے فاتحہ پڑھی۔

برابر میں حضرت حمزہ ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ یہاں بھی خلفت کا ہجوم ہے۔ مگر وہاں سے کچھ کم۔ اس صحن میں بالمقابل ایک اور گنبد ہے۔ جس میں حضرت طاہر ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ یہاں بھی فاتحہ خواں موجود ہیں۔ مگر یہاں ہجوم بہت تھوڑا ہے۔ کیونکہ شیعوں کو امام حسن کی اولاد سے وہ محبت نہیں۔ جو امام حسین کی اولاد سے ہے۔ وہاں بھی فاتحہ پڑھی ایک طرف شاہ ناصر الدین کی قبر ہے۔ جو شیعوں کا پیشوا گذرا ہے۔ قبر کے ارد گرد کڑی کاکھڑہ ہے۔ بیچ میں قبر ہے۔ قبر پر سنگ مرمر کا پورا مجسمہ لاش کی شکل میں ایٹھا ہوا ہے۔ شیعہ اسے سلام کرتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں ہم وہاں سے لا حول پڑھ کر نکل آئے۔

نہران میں ریوس اسٹیشن ہے۔ چھوٹی لائن کی گاڑی شہر وٹنک جاتی ہے۔ مزدور شہر میں اپنے گھروں سے کارخانوں اور کارخانوں سے گھروں کو ریل گاڑی

کے ذریعہ جاتے ہیں۔ اس ٹرین کا چھوٹا سا انجن ہے۔ اور کھلے ہوئے چھوٹے چھوٹے ڈبے جن میں صرف بیٹھنے کی بنچ ہیں۔

## تہران کے خصوصی حالات

۱۔ تہران بہت بارونتی۔ خوبصورت اور وسیع شہر ہے۔ ایران کا دارالحکومت ہے۔

۲۔ یہاں ہر چوک میں گول دائرہ میں سمن۔ بیچ میں پانی کے فوارے اور بالکل بیچ میں کسی نہ کسی کا مجسمہ ہے۔ ایک چوک میں سابق شاہ ایران رضا نشاہی ہلو کا مجسمہ ہے۔ دوسرے میں فردوسی شاعر کا مجسمہ۔

۳۔ یہاں حسن بہت ہے۔ شاید دنیا میں یہ خطہ حسن میں دوسرے درجہ پر ہے۔ پہلے درجہ پر بصرہ و عراق ہے۔ مصر کے حسن میں ملاحظہ نہیں کیے۔ عورتیں بے پردہ ہیں۔ مرد عورت بے تکلف ساتھ ساتھ بچرتے ہیں۔ عورتیں گھٹنے تک جرابیں اور اوپر ٹیکر پہنتی ہیں۔ سبز اور گھٹنا کھلا رہنا ہے۔ لمبا کرتا اور سر سے پاؤں تک کالے حجاب برقعہ جو پردہ کے لیے نہیں حسن کے لیے ہوتا ہے۔

۴۔ بے پردگی بہت ہے۔ ہوشیوں میں ہر طرح کا کھانا پکیتا ہے۔ لوگ بے تکلف کھاتے ہیں۔ یہاں ہوشیوں کے کھانے سے احتیاط کرنی چاہیے۔ یہاں فردوس بہت کثرت سے ہے۔ ہم لوگوں نے فردوس بہت کھائے۔

۵۔ یہاں کے باشندے روز سے نماز کے پابند نہیں۔ رمضان کی کسی کو ہی خیر ہوتی ہوگی۔ عید میں کوئی خال خال آدمی ہی بید مناتے ہیں۔ سنا ہے کہ ایران میں نوروز بہت اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ ۱۲ مارچ سے نوروز شروع ہوتا ہے۔ جو ۱۲ دن تک رہتا ہے۔

۶۔ عورتیں مردوں سے بے تکلف مذاق کرتی ہیں۔ ہمارے بعض

توان حجاج سے جب وہ زیارت امام عبدالعظیم ہمارے ساتھ جا رہے تھے۔ نہایت یہودہ با تقی پائی کا مذاق کیا۔ ہم نے حجاج کو بہت تاکید کر دی ہے کہ دیکھو حج کو جا رہے ہو۔ منہ کالا کر کے نہ جانا آنکھیں نیچی رکھو۔ اور بلاوجہ شہر نہ جاؤ۔

۸۔ تصاویر کا عام رواج ہے۔ بزرگوں کے منارات پر عام مجسمے اور تصاویر ہیں۔

۹۔ جمعرات کی شام اور جمعہ کو دن بھر قبرستان میں عام لوگ زیارت قبور کو جاتے ہیں۔ اور بزرگوں کے منارات پر نماز بھی ادا کرتے ہیں

۱۰۔ اتھران کے باشندے بہت خوش اخلاق اور منسار ہیں۔ حجاج سے بہت محبت سے پیش آئے۔ رات بھر آٹھ سپاہیوں نے ہمارا پہرہ دیا۔ دو گھوڑسوار اور چھ پیدل تھے۔ بہت محبت سے راستہ بتاتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ خود جا کر پہنچا آتے ہیں۔ پولیس کا انتظام بہت معقول ہے اور سپاہی بہت بلند اخلاق ہیں۔ بعض سپاہی حجاج کو ان کے جوئے اٹھا کر دیتے ہیں۔ ایسے خوش خلق لوگ کم دیکھے گئے۔

۱۱۔ شہر میں سڑکیں بہت کشادہ ہیں۔ ٹرام نہیں ہے۔ بسیں چلتی ہیں جن کا کرایہ بہت معمولی ہے۔ ایک نمونہ سواری میں پوری چکیسی کرایہ پر مل جاتی ہے۔ جب تک نذر ادا نہ تارتی نہیں۔ تمام شہر کا چکر لگا دیتی ہے۔ لیکن اگر دس قدم پر بھی جا کر اتر گئے تو پھر دوبارہ نمونہ لیں گے۔

۱۲۔ یہاں تیل صاف کرنے کے بہت کارخانے ہیں سینٹ کی فیکٹری ہے۔ گنجان آبادی ہے۔ جہاں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس میں

کا نام خیابان سیما ہے۔ یعنی سینٹ کا کارخانہ اس میدان کے مغرب کی جانب ایک پہاڑ ہے۔ پہاڑ کی دوسری جانب ایک چشمہ بہت ٹھنڈے اور صاف شفاف پانی کا ہے۔ جسے چشمہ علی کہتے ہیں۔ جہاں ایرانی لوگ کارخانوں کے غالیچے و قالیچے تصاف کرتے ہیں۔

۱۲ جولائی ۱۹۵۰ء ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ شنبہ | آج صبح کی نماز کے بعد شیخ حاتم الدین صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی۔ بس میں فرمایا کہ سیر عراق کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ نترم شہر کا راستہ سیلاب کی وجہ سے خراب ہو چکا ہے۔ لہذا ساجیوں کو بغداد کے راستہ جانا چاہیے۔ اب یہ ہی پروگرام ہو گا۔ بارہ سو میل کا سفر اور زیادہ ہو گیا۔ اور حج بجائے نو انگشت کے سات انگشت کو ہے لہذا چلتے ہیں جلدی کرنا چاہیے۔ فجر کے فوراً بعد روٹی کھائی جایا کرے تمام دن سفر ہے رات کو آرام۔ یہ ہی ہے۔

قریباً دس بجے ہم حضرت شہر بانور ضی اللہ عنہا کے مزار پاک پر حاضری دینے گئے۔ سرائے دارا میں، کربال فی حاجی ٹیکسی کی۔ اس نے کوہ شہر بانو تک پہنچایا۔ جو سرائے سے قریب ایک کوس ہے پھر پہاڑ کی چڑائی ایک میل ہے۔ راستہ میں سینٹ کے پتھر کی کان دیکھی۔ جو اس پہاڑ میں واقع ہے۔ کان میں چھوٹی سی ریل چلتی ہے۔ جو پتھر نکالتی ہے۔ سخت اندھیرا ہے ہر جگہ روشنی کا انتظام ہے۔ بہت ٹھنڈی جگہ ہے۔ ہم کچھ دور سنگ میں گئے۔ کھانے کے جانے کی ہمت نہ پڑی پھر اوپر چڑھے۔ ایک درخت کے نیچے پہنچے۔ جہاں پانی کا چشمہ تھا۔ پانی پیا۔ پھر اوپر چڑھے اور منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک سبز گنبد ہے۔ جس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ مردوں کے لیے ہے۔ دوسرا مردوں کے واسطے۔ زنا زحمت میں حضرت شہر بانو کی قبر شریف ہے۔ لیکن اس مقبرے پر یہ لکھا ہوا ہے کہ

سفر... شہر بانو کربلا کے واقعہ کے بعد گھوڑے پر سوار آئیں۔ مگر ظالم ان کے  
تعماقب میں تھے۔ رجب سے دُعا کر کے مجھے ان ظالموں سے بچائے۔ پھر مع  
گھوڑے کے اس پہاڑ میں غائب ہو گئیں۔ جہاں غائب ہوئیں وہاں قبر بنا  
دی گئی۔ پھر اس قبر پر مرد نہیں بنا سکتے۔ مرد عورتیں بنا تھیں۔ ہم لوگوں  
نے دُور سے فاتحہ پڑھی

مقبرہ شہر بانو پورا تصویر نما نہ بنا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کربلا۔  
حضرت علی امام حسین کے بڑے بڑے فوٹو نصب ہیں۔ ایک جگہ شہادت امام  
حسین کا بیرون کا پٹینا اور امام حسین کی بے سرکی لاش دکھائی گئی ہے۔ جس سے  
رقت پیدا ہوتی ہے۔ اس مقبرے میں جو تاریخی کتبے ہیں۔ اُس میں بزبان فارسی لکھا  
ہے کہ حضرت شہر بانو حضرت علیؑ کے عہد میں گرفتار ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں اور  
امام حسینؑ کے نکاح میں آئیں۔

وہاں سے واپس ہوئے اور سرائے دارا میں آئے۔ اس سرائے میں حضرت امام  
زادہ عبداللہ ابیض ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کے روضہ پر گئے۔ سبحان اللہ  
بڑی عظیم الشان عمارت ہے۔ صحن میں پانی کے چشے۔ حوض۔ بانا ہے۔ یہاں عظیم  
الشان عمارت ہے۔ جس کے دروازے اور دیواروں پر ایسا عمدہ اور باریک  
سنہری کام کیا ہوا ہے۔ جس کی مثال نہیں ہے۔ دیواروں پر بہت اچھے پینٹنگ شفا  
شیشہ چڑھا ہوا ہے۔ تاکہ نقش و نگار کو ہاتھ نہ لگے۔ خاص کوڑوں میں بہت سے اشعار  
لکھے ہوئے ہیں۔ جن میں بعض یہ ہیں

نال ملقب شد بجید اللہ ابیض در عرب

بسکہ رخصت میں شش بود چہ نور و ضیا

گر بان جبل را خلق کر میش و تنگبر

ساکان را و الطفت ہمیش رہنما

این درے را کہ ہست کہن الہاں چہ کو تعمیر مہدی ورتیاں

فانٹھ پڑھی بس یہاں پہنچے آئے یہاں کھانا کھایا۔ آج کمپنی نے حجاج کے لیے اعلیٰ درجہ کا زرد پکایا۔ منہ زلفہ کے بعد کچھ آرام کیا۔ پھر شیران روانہ ہو گئے۔

شیران ہمارے اس شیبا بن سیمان سے ۱۳ میل فاصلہ پر جانب شمال مغرب ہے۔ دوہریال فی نفر دے کر شہر پہنچے پھر اڑھتے تین ریال فی نفر دے کر ۱۰ میل فاصلہ پر شیران پہنچے۔ شیران ایک مقام ہے۔ جو پہاڑ پر واقع ہے۔ یہاں نشاہی ملے ہیں۔ بہت ٹھنڈی جگہ ہے۔ جگہ جگہ پانی کی آبشاریں۔ اور عین پہاڑ پر حضرت نوح ابن ام حسن رضی اللہ عنہما کا مزار شریف ہے۔ آپ کا سر تو یہاں دفن ہے۔ اور جسم شریف کربلا معلیٰ میں مدفون ہے۔ اس جگہ کا اصل نام شاہ میران ہے جو جگہ کر شیران بن گیا۔ نازعہ نہیں پڑھی تھی۔ اس لیے ناز کے لیے روضہ شریف کے پاس چائے کا ایک غیر آباد سا ہوٹل ہے۔ وہاں چلے گئے۔ اندر پہنچے تو سبحان اللہ ہوٹل کہا تھا ایک دلکش باغ تھا۔ ہر طرف سرسبز درخت اور ایک طرف پہاڑ سے پانی کی سفید چادر ڈیڑھ گز پورے بارہ فٹ بلندی سے گری رہی ہے۔ جس کی آواز نہایت دلکش ہے قریب کھڑے ہو تو باریک باریک چوبیسویں اور پندرہویں صدی کی عمارتیں پیدا کرتی ہے۔ جو بیان میں نہ سکتی۔ یہ نظارہ عمر بھر یاد رہے گا۔ جہاں سے پانی گرتا ہے وہاں ہرے بھرے درختوں کی محراب نما رنگ سی بناوی لگی ہے۔ جس میں سے یہ پانی آتا ہے اور گر کر نالہ کی شکل میں آگے جاتا ہے۔ پھر نہر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر حضرت امام قاسم کے مزار پر ملنے دی عجیب رقت ایجنز جگہ ہے۔ واپسی پر بعض لوگوں سے ملاقات ہوئی جو نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ بلکہ ہم کو شکر تک پہنچانے آئے۔ یہاں بہت بڑا بازار ہے۔ غلیبی کرنا چاہی مگر سودا نہ بنا۔ ہم پندرہ من میٹے تھے۔ وہ بیس مانگتے تھے۔ آخر کار ہم سب کی بس میں سوار ہوئے۔ سواریاں بہت تھیں جو قطاروں میں کھڑی تھیں باری باری سے لوگ بیٹھتے تھے۔ ہم بھی اسی طرح سولہ ہوئے سارے شہر کا نظارہ کیا۔ واقعہ تہران ایشیا کا پیرس ہے۔ ایسی



روشنی بجلی کے قہقروں کی سیدھی قطار۔ کاروں کی لائٹیں۔ انسانوں کا اجوم۔  
وکانوں کی آرائشیں۔ اُن کی رنگ برنگی روشنی۔ ایک ایسا نظارہ تھا۔ جس کے بیان  
کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔

بُکس سے سے آتر کر بس ۸ بجے بیٹھے۔ پھر اُس سے اتر کر اپنے مقام خیابان کی  
بُکس میں بیٹھے اور قریباً نو بجے شب اپنے ڈیڑھے میں داخل ہو گئے۔ راہ میں  
شیخ رحمت اللہ صاحب نے، کیوں کے حساب سے سبب خریدے  
جو بہت شیریں تھے۔

خیال رہے کہ جہاں تہران واقع ہے۔ اُسے رے کا علاقہ کہتے ہیں اسی  
رے کی لاپٹ میں عمروا بن سعد بد نہاد نے اہل بیت اطہار پر ظلم ڈھائے۔  
۱۸ جولائی ۱۹۵۱ء ۱۶ ذیقعد ۱۳۷۰ھ یک شنبہ

چونکہ مزارات مقدسہ کی حاضری اور شہر کی سیر سے کل ہی فراغت ہو  
چکی تھی اس لیے کہیں جانے کا اودھ نہ تھا۔ صوفی محمد جمیل صاحب اصرار فرما کر  
سفر اتھان پاکستان میں اپنے ہمراہ لے گئے۔ یہ جگہ ہمارے کیپ سے تقریباً سات  
میل دور ہے۔ قراخ عمارت ہے۔ برابر میں جیکو سلوکیا کا سفارت خانہ ہے۔  
محمد انور صاحب طوری گجراتی نائب سفیر پاکستان مقیم تہران سے ملاقات ہوئی۔  
نہایت خلیق نوجوان ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے۔ سکایت فرمانے لگے کہ  
کل ہمارے ہاں چائے پراہ سماج کے ہمراہ آپ ہمیں آئے۔ میں نے کہا کہیں شہین  
گیا ہوا تھا۔ وہاں کی حاضری بہت فروری تھی۔

## تخت طاؤس کی سیر

ہم سفارت خانہ سے پانچ بجے تخت طاؤس دیکھنے روانہ ہوئے۔ وہ  
محل سفارت خانہ سے تقریباً ڈیڑھ میل فاصلہ پر ہے۔ اولاً تو وہ محل ایسا ہے  
جس کا نقشہ نقلوں میں نہیں چمک سکتا۔ بہترین باغ۔ پانی کے چشمے فارے۔

بیچ میں مرمی عمل ہے۔ ہر جگہ فوجی بہرہ ہے قدم رکھتے ہی قیمتی قالین نظر آئے  
 فرش پر قالین۔ سیڑھیوں پر قالین۔ دیواروں پر قالین آویزاں۔ مختلف کمروں میں  
 ایرانی صنعت کی چیزیں قرینہ سے رکھی ہوئی ہیں۔ کچھ لائسنس چھوٹی چیزوں کی ہیں۔  
 کچھ بڑی کی۔ جو خالی پے دیواروں پر آویزاں ہیں ان میں قیمتی لعل۔ یا قوت۔ زمر و  
 جڑے ہوئے ہیں۔ جن کی چمک و مک سے حیرت ہوتی ہے۔ بیش قیمت  
 لعل و جواہرات کی فراوانی ہے۔

ہم یہ تمام مناظر دیکھتے ہوئے۔ خاص اس جگہ پہنچے۔ جہاں تختہ  
 طاؤس رکھا ہوا ہے۔ اس جگہ شیش محل ہے۔ درو دیوار۔ پھت میں شیشہ  
 ہی شیشہ ہے۔ سامنے ایک ٹیبل پر ایک بڑا نالیچو ہے جس کی قیمت امریکہ میں  
 اٹھارہ ہزار ڈالر کی گزگائی گئی ہے۔ تقریباً کم گزلیا ہے سواڑ چوڑا ہے۔ نہایت باریک  
 کام ہے۔ بیچ محراب میں دو تختہ ہیں۔ ایک تختہ طاؤس جو شاہجہان نے برسا  
 میں نو دس کروڑ روپیہ کے خرچ سے طیار کرایا۔ یہ تختہ غالباً ساڑھے چار گز لمبا دو گز  
 چوڑا ہے۔ چوڑا تر چوکھنڈی ہے۔ سونے کا تختہ ہے۔ لعل یا قوت زمر و  
 جن کی روشنی سے آنکھیں خیرہ ہوں۔ جڑے ہیں۔ نچلے حصے سے جواہرات کچھ نکل  
 گئے ہیں۔ بالائی حصے میں تمام جڑے ہوئے ہیں۔ ان کی قیمت اس وقت  
 کروڑوں روپیہ ہوگی۔ میں الفاظ میں اس تختہ کی توصیف نہ کر سکا۔ اس کا نقشہ بغیر  
 دیکھے سمجھ میں نہیں آتا۔

دوسرا تختہ شاہ محمد سیکے کا ہے۔ یہ بھی نہایت قیمتی لعل و جواہر سے مزین  
 ہے۔ عجیب چیز ہے۔ کچھ تختہ طاؤس چیز سے دیگر است تیسری چیز سونے  
 کی کرسی ہے۔ جو خالص سونے کی ہے۔ شاہ پیرس کی ہے اب بھی اسمبل  
 کے پہلے ایلاس میں بادشاہ اسی کرسی پر بیٹھا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ تختہ طاؤس کا کچھ حصہ ہے۔ مکمل نہیں۔ اس  
 کے کناروں پر سونے کے مورخے۔ جن کی دم میں لعل یا قوت زمر و جڑے

ہوئے تھے۔ یہ تخت دیکھ کر کچھ آگے بڑھے۔ تو سومات کا سونے کا مندر دیکھا جو اسی ہال کمرے میں ایک عیسیٰ پر رکھا ہے۔ تالص سونے کا ہے۔ سومات کے مندر کا مجسمہ ہے۔ اس منے ایک مور کھڑا ہے جو چابی دینے پر ناپتا ہے۔ گردن ہوتا ہے۔ کچھ آگے جا کر ایک طلسمی گھڑی ہے جس کا کمال یہ ہے کہ گھڑی کے نیچے پتیل کے دو گولے پتلی کی زنجیر میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور گھڑی کے دائیں بائیں پتیل کے دو سپاہی ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں۔ درمیان میں گھڑی ہے۔ ایک طرف سے چابی دی جاتی ہے۔ چابی دیتے ہی باجا بجنا شروع ہو جاتا ہے اور پتیل کا گولہ اہستہ آہستہ نیچے کی طرف کھسکنے لگتا ہے۔ جب یہ گولہ نیچے پہنچ جاتا ہے۔ تو یہ دو پتیل کے سپاہی جو بند گھڑی کے آس پاس کھڑے ہیں اپنے ہاتھ اٹھا کر گھڑی کھولتے ہیں۔ گھڑی کے اندر ایک خوبصورت چھوٹا سا کمرہ ہے۔ جس میں ایک پتیل کی عورت ناپتی ہے۔ اس کے دائیں بائیں دو آدمی طبلہ سازنگی بجا رہے ہیں۔ ناپچ ایرانی طرز کا ہے۔ باجہ کی آواز بہت سرلی اور دلکش ہے۔ یہ ناپچ گانا اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ جب تک کہ چابی بند نہ کی جائے۔ چابی بند کی اور سارا کھیل ختم ہوا۔ اب نہ وہ ناپنے والی رہی نہ گانا نہ باجہ۔ غرضیکہ ایک طلسم ہے۔

یہاں سے آگے بڑھے تو گزشتہ شنبہ شبانہ ایران کے مجسمے اور ایرانی مصنوعات کے ذخیرہ دیکھے۔ جو نہایت قریب سے لگے ہوئے ہیں۔ اس تخت طاؤس کے محل کے برابر میں دوسرا محل ہے۔ یہ امام باڑہ ہے یہاں ایک بڑا ہال کمرہ ہے۔ درمیان میں نہایت قیمتی تمبیر رکھا ہے۔ جو چادر سے ڈھکا ہوا ہے۔ عاشورہ کے دن کھلتا ہے۔ یہ بھی قابل دید ہے۔

### در بند کی میسر

نخست طاؤس کی میسر سے فارغ ہو کر میں متن میں ایک کار کرایہ

پر کی اور در بند پہنچے۔ یہ جگہ شمیران سے آگے ہے۔ شمیران کا ذکر ہم کل کر چکے  
 ہیں۔ امام قاسمؑ کے روضہ سے قریباً ست میل چڑھائی پر واقع ہے۔ اس جگہ  
 کے متعلق صرف اتنا کہتا ہوں۔ شعر۔

اگر فردوس برودے زمین است      زمین است وہیں است وہیں است  
 پہاڑ سے شفات پانی کا آبش رستی دکھاتا بر ما ہے۔ اوپر سے نیچے گر رہا  
 ہے۔ دور یہ نہایت سین درختوں کی محراب نما قطار ہے۔ درختوں کی ڈالیوں  
 اور پتوں میں بجلی کے رنگ برنگے قمقمل رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں باغ  
 ہے۔ باغ میں جگمگ ہو رہی ہے۔ عیح پانی میں تخت پوش بس بچھے ہیں۔ جن پر  
 قیمتی قابین ہیں۔ جن پر فروٹ چنے ہوئے ہیں۔ پانی اتنا سرد ہے کہ اگر دودھ کا  
 برتن کچھ دیر اس میں رکھا جائے تو ہم کر آئیں کریم کن جاوے۔ پورا گھوسٹ  
 نہیں پیایا جاتا۔

ہما نہایت خوشگوار سرد ہے۔ نہ سخت سرد و نہ نکلیعت وے نہ گرم۔  
 ایک جگہ جا کر شرک ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں پر کاریں رک جاتی ہیں۔ آب  
 آگے پیدل کی چڑھائی ہے۔ کچھ فاصلے پر چڑھنے کے بعد ایک تالاب ملتا  
 ہے۔ جہاں برت پھل کر جمع ہوتی ہے اور وہاں سے آبشار جاری ہوتا ہے  
 اس مقام کا نظارہ عمر بھر نہ بھولے گا۔ وہ جگہ دیکھ کر یہ زبان سے نکلتا تھا کہ  
 تھلا و نہا جنت کیسی ہوگی۔ پھر واپس اترے اور امام قاسم رضی اللہ عنہ کے  
 روضہ پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھی واپسی پر حلال گوشت کے کباب۔ پھنے  
 ہوئے مٹاٹر۔ پیالوں میں جما ہوا دہی جسے فارسی میں ماست کہتے ہیں خریدے  
 دہی کی پیالہ پھر پیال      روٹی دو ہاتھ لمبی دوریال کی۔ خاص قسم کا پورینہ جسے  
 یہاں نعناع کہتے ہیں مفت میں ملا۔ کباب، ہیں صرف نمک تھا۔  
 مگر نہایت لذیذ تھے۔ دہی بھی ایسا لذیذ تھا کہ ہمارے پنجاب میں  
 ایسا نہیں ہوتا۔

عصر کا دوضو خاص در بند کے آبشار میں ٹھنڈے پانی سے کیا۔ اور وہاں ہی نماز پڑھی۔ مغرب کا دوضو اور نماز وہاں ہی ادا کی جہاں گل پڑھی تھی یعنی امام قاسم کے روضہ کے پاس۔ ایک جھول میں جہاں پانی کی چار بارہ فٹ اوپر سے گر رہی ہے۔ پھر وہاں سے کار میں بیٹھ کر شہر پہنچے جہاں گل کا سا نظارہ تھا۔ اور عشاء کے قریب، خیابان سیما اپنے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ کھانا کھایا عشا کی جماعت پڑھائی پھر کچھ دیر بات چیت کر کے سو گئے۔ خیال رہے کہ در بند ہمارے ڈیرے سے قریباً ۲۰ میل دور ہے۔

۱۹ جولائی ۱۹۵۷ء کو ۱۲۴۲ھ و ۱۲۴۳ھ میں آج پیر کا دن ہے۔ تہران آئے تو راتے دو دن ہو چکے ہیں۔ اعلان ہو گیا ہے کہ آج کوچ ہے۔ ساحول میں نوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اول وقت فجر کے لئے اٹھ بیٹھے۔ بعد نماز فوراً پیائے پی اور سامان بسو پر لادنا شروع کر دیا۔ سات بجے قافلہ کوچ ہو گیا تمام شہر کا گشت کیا۔ سفیر پاکستان تہران کی جاتے قیام پر گئے۔ اودھائی بلیک سلیک کر کے قافلہ مارچ کر دیا۔

آج قافلہ تہران سے سیدھا مغرب کی طرف چل پڑا۔ سفیر عراق کے اعلان کی بنا پر سوچا ہوا راستہ بدل دیا۔ بجائے قم شریف کے قزوین کا رخ کیا ۲۶ میل تہران سے چل کر قافلہ گرج پہنچا۔ یہ پھوٹی سی بستی ہے۔ آراستہ پیرا سنتہ۔ قافلہ نے یہاں قیام نہ کیا۔ سیدھا قزوین پہنچا۔

قزوین تہران سے ۹۵ میل بائیں مغرب ہے۔ خوبصورت شہر ہے۔ ہر طرف بادام کے باغ ہیں۔ فرارے پانی کے پستے بازار وغیرہ بہت باردنی ہیں۔ قافلہ یہاں سے ۶ میل آگے بڑھ کر سلطان آباد پہنچا۔ جہاں کھانا کھلایا گیا۔ کینی نے حجاج کو سید کھلائے۔ نصف گھنٹہ قافلہ نے قیام کیا۔ اور ایک بجکر ۱۵ منٹ پر سلطان آباد سے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں

سین آباد پڑا۔ مگر وہاں قیام نہ کیا۔ ایک سرباز باغ میں چشمہ کے کنارے پر  
مقام کا نتور میں نہانہ ظہر ادا کی۔ وہاں پانی جمع کیا ہوا۔ ایک تڑخا میں محفوظ تھا۔  
ایسا ٹھنڈا اور میٹھا کہ سبحان اللہ۔ دل خوش ہو گیا۔ عصر کے وقت قافلہ  
ہمدان پہنچا۔

ہمدان نہایت سربوشت و آب جگہ ہے۔ بڑا شہر ہے۔ دور روید کا نہیں  
بہت آراستہ ہیں۔ چوک میں گول واسرہ کی شکل میں چمن ہے جس میں پانی کا فوارہ اور  
نیچ میں بڑا ہیران سابق کا مجسمہ گھوڑے کے مجسمہ پر نصب ہے۔ ہم کو  
گنبد نہایت خوبصورت نظر پڑا۔ ہم سمجھے کہ کسی بزرگ کا مزار ہے۔ مگر بعد میں پتہ  
لگا کہ بازار کے ہر کنارے پر ایسے ہی گنبد ہیں۔ یہاں گندم بہت کثرت سے  
پیدا ہوتی ہے۔ جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ گندم ہی گندم ہے۔ گندم کے  
پودے باریک اور پھوٹے ہیں۔ خوش بڑا ہے خوشہ کل کر دیکھا۔ دانے بہت  
سفید۔ موٹے پنجاب کی طرح۔ مگر لمبائی میں پنجاب کے گندم سے زیادہ  
ہیں۔ آکو بھی بہت پیدا ہوتا ہے۔ ہمدان تہران سے اڑبائی سومیل اور قزوین  
سے ۱۵۵ میل جانب مغرب ہے ارادہ تھا۔ کہ قافلہ ہمدان میں ہی ٹھہرے۔  
مگر چونکہ کوئی جگہ مناسب نہ ملی لہذا وہاں سے پانچ میل آگے میدان میں قیام  
کیا۔ چونکہ ہمدان میں قیام نہیں ہوا اس لئے وہاں کے مفصل حالات  
معلوم نہ کر سکے۔

۲۰ جولائی ۱۹۵۲ء تا ۲۱ افریقہ ۱۳۷۲ھ شنبہ | آج شب ہمارے قافلہ  
نے ہمدان سے پانچ میل آگے قیام کیا۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد اعلان  
ہو گیا کہ جلد سوجاؤ۔ ۲ بجے شب کو مارچ ہے۔ ایسا ہی کیا گیا پاکستانی  
۳ بجے۔ ۳ منٹ یعنی ایرانی ۲ بجے آٹھے ضروریات سے فارغ ہوئے اور  
بعض چلاریں نے وضو کر کے تہجد ادا کر لی اور با وضو روانہ ہو گئے۔ بسیک  
الکھ لیکھ کے نعروں سے میدان کو بخ گیا۔ نہایت اونچا تپا

بیچ در بیچ راستہ ہے۔ کبھی ۸ فٹ ۲۰ فٹ اونچے چڑھ گئے اور کبھی اتنے ہی نیچے آئے گئے ماسی طرح چودہ میل طے کر کے ایک کھلے میدان میں خبر کی جماعت ادا کی، آج کی جماعت اور تلبیہ کی لذت ہمیشہ یاد رہے گی۔ رقت طاری تھی۔ دُعا میں جاری تھیں۔ تلبیہ کی آوازیں تھیں۔ صبح کا سبھا زو وقت تھا۔ میدان سنان یہ نظارہ اور دیار یار کے قریب آنے کی خوشی۔ یہ وہ چیزیں تھیں۔ جن کا اجتماع عجیب حالت پیدا کر رہا تھا۔

پھر فجر کی نماز پڑھ کر چل پڑھے۔ ۱۲۲ میل راستہ طے کر کے قریب ساط ہے نوبت ہے کرمان شاہ سے دو میل اس طرف پڑاؤ کیا۔ چائے وغیرہ پی۔ اس جگہ تان زنستان ہے۔ ایک عظیم الشان پہاڑ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں بڑی محراب بنی ہے۔ جس میں شیریں فریاد اور شیریں کے باپ خسرو کے مجسمے لگے ہیں۔ سامنے عمدہ باغیچہ ہے۔ پہاڑ سے نہر جاری ہے۔ جس کے دو حصے کر دیئے ہیں۔ ایک مغرب کی طرف دوسرا شمال کی طرف۔ یہ ہی وہ پہاڑ ہے۔ جس کو فریاد نے کاٹا تھا۔ اور یہ وہ ہی نہر ہے جو فریاد نے نکالی یہاں سے ۶ فرسخ مشرق کی طرف ایک بستنی ہے۔ بستون DISPON۔ فریاد وہاں کا باشندہ تھا۔ اور بارہ فرسخ مغرب کی طرف ایک بستنی ہے جسے قہر شیریں شیریں یہاں کی رہنے والی تھی۔ اس پہاڑ کے کھودنے کی شرط خسرو نے لگائی جو فریاد نے پوری کی۔ اس نہر کا پانی ہم نے پیا۔ اور اس سے غسل بھی کیا۔ بہت چر فضا مقام ہے۔ اس سے دو میل فاصلہ پر شہر کرمان ہے۔

کرمان ہمدان سے ۱۲۴ میل جانب مغرب ہے۔ یہاں کنارہ پرتیل کا بہت بڑا کارخانہ ہے۔ جہاں ایک لاکھ بستر ۲۲ ہزار کینین معانات پٹرول صاف ہوتا ہے۔ ۱۰ بستر کا ایک کینین ہوتا ہے۔ اس کارخانہ میں انگریزوں کوئی نہیں۔ دو پاکستانی مسلمان ہیں جن میں سے ایک

کا نام محمد شریف ہے۔ دوسرے کا محمد دین۔ باقی ملازمین ایرانی ہیں۔ دنیا کا پچاس فی صدی تارکول یہاں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے باوجود یہاں سڑکوں کا سال خراب ہے۔ یہاں بھی گندم کافی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں عورتوں کا لباس بہت باپردہ ہے۔ نیچے نیچے کرتے۔ تہران کی طرح یہاں بے پردگی نہیں۔ ہماری تمام بچوں نے کرمان سے پٹرول اور موٹل آئل خریدا۔

کرمان شریف کے بازار کی سیر کی۔ یہاں کرسیاں چارپائیاں بہت عمدہ بنتی ہیں۔ یہاں سے ایک ٹھیل خریدا۔ جو نہ تو خنوزہ ہی کہا جاسکتا ہے۔ نہ سرد۔ بہت شریں تھا۔ یہاں ایک مسجد بھی دیکھی۔

خیال رہے کہ تہران وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں مسجد کوئی نہ دیکھی۔ بزرگان دین کے مزارات پر مسجدیں ہیں۔ مگر ویران۔ وہاں لوگ جو تپہ پھرتے ہیں۔ اور اندرون مسجد سگریٹ وغیرہ پیتے ہیں۔ یہاں بھی مسجد کا یہی حال ہے۔

دو بجے دوپہر کو کرمان سے قصر شیریں کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں سات میل کے فاصلہ پر زبلی جانب حسن آباد بستلی ملی۔ وہاں نماز ظہر پڑھی۔ یہاں ایک کرشمہ دیکھا کہ ایک ہوٹل میں دکان کے اندر آپ شیریں کا قدرتی چشمہ ہے۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا نہایت صاف اور بہت میٹھا۔ ہلکا۔ بغیر پیاس بھی پیا۔ وہاں ہی وضو کیا۔ نماز ظہر پڑھی حسن آباد سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں قریباً پچھ میل کے فاصلہ پر شاہ آباد بستلی ملی۔ جو اچھا قصبہ ہے۔ وہاں قیام نہیں کیا۔ راستہ میں ایسا پہاڑی راستہ طے کیا کہ ایسا راستہ آج تک طے نہ کیا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی پر لاریوں کا چڑھنا پھر نیچے اترنا۔ کئی کئی میل کی بلندی پھر اتنی ہی پستی اور پہاڑ پر گھومتے ہوئے لاریوں کا گذرنا۔ ایسا نظارہ تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔



مغرب کے قریب ہمارا قافلہ قصر شیریں کے جنگل میں پہنچا۔ یہاں ہی نماز مغرب ادا کی۔

۲۱ جولائی ۱۹۵۲ء ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ صیہار شنبہ | آج ہمارا قافلہ شب میں قصر شیریں پہنچا۔ ایک جنگل میں قیام کیا۔ اس جنگل میں سانپ بہت ہیں۔ حاجیوں نے کئی سانپ نہایت زہریلے دیکھے۔ پانی کے چشمے بھی ہیں مگر پانی گرم ہے۔ اور سانپوں کی زیادتی کی وجہ سے سب میں کوئی پانی ہرنہ گیا۔ قصر شیریں کرمان سے ۱۱۵ میل جنوب مغرب ہے۔ اسی جگہ شہر بنت خمر رو رہتی تھی۔ جس پر فرما د عاشق ہوا تھا۔ اسی لیے اسے قصر شیریں سمیتے ہیں۔

آج درپہر کے قریب ہم قصر شیریں سٹی میں گئے۔ قصر شیریں جو ٹاسا شہر ہے۔ آبادی گھنی ہوئی ہے۔ یہاں گرمی کافی ہے۔ تہان و مشہد کی سردی نہیں۔ چشموں میں بھی پانی گرم ہے مگر پنجاب کی سی گرمی نہیں۔ یہاں سے انکور۔ خربوزے وغیرہ خریدے قافلہ کی کچھ لسیں خراب ہو گئی تھیں۔ قصر شیریں میں ٹھیک کرائیں اب ساڑھے چار بجے قافلہ کی روانگی ہو رہی ہے۔ انگریز سیاح مع اپنی میم اور بچے کے قافلہ کے ہمراہ ہے۔ چونکہ ہمارا راستہ بدل گیا ہے۔ تم شریف والا راستہ دربا۔ اس لیے یہ انگریز بغداد شریف تک ہمارے ساتھ رہے گا۔ انگریز کا بچہ نہایت سعادت مند واقع ہوا ہے حجاج کو پانی پلاتا ہے۔ جب اس کے ماں باپ سوتے ہیں تو انہیں بنکھا جھکتا ہے۔ پتھر جمع کر کے آگ بنا کر چائے پکاتا ہے، خدا کرے ہم پاکتانوں کی ادلامی ایسی ہی میک ہو کرے، بچے کا نام کرسٹوفر ہے، عمر غالباً آٹھ برس ہوگی۔ یہی بچہ اپنے باپ کے ہمراہ ماں باپ کے کپڑے بھی دھوتا ہے۔ یہ لوگ گلگتہ سے آ رہے ہیں۔

قصر شیریں سے ہمارا قافلہ ساڑھے چار بجے روانہ ہو کر سو پانچ بجے

مقام خسروی میں پہنچا۔ خسروی قصر شیریں سے بارہ میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہ جگہ ایران کی سرحد ہے۔ اس جگہ مضبوط چار دیواری بنی ہے۔ حکومت کا دفتر ہے۔ دفتر کے دروازے پر تانبہ کا شیر کا مجسمہ ہے۔ جس کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ باہر ایک مضبوط سلاح والا دروازہ ہے۔ اس دروازے سے نکلنے ہی ہم عراق کی سرحد میں داخل ہو جائیں گے۔

خسروی ایران کی آخری سرحد ہے اور میر جاوید پہلی سرحد تھی۔ ان دونوں سرحدوں میں سترہ سو پندرہ میل کا فاصلہ ہے۔ اور یہ خسروی اولیٰ کی تیس تین ہزار ایک سو بارہ میل تقریباً ہے۔ مگر یہ مقدار تقریبی ہے۔ ہم ۵ جولائی پنجشنبہ کو ایران کی سرحد میر جاوید میں داخل ہوئے اور آج ۲۱ جولائی چہار شنبہ کو خارج ہو رہے ہیں۔ کل تیرہ دن ایران میں رہے۔

خسروی میں ہم لوگوں سے عمدہ عمدہ فارموں پر دستخط لینے لگے۔ مگر اس دستخط لینے کا انتظام نہایت خراب تھا۔ کسی نام کے ساتھ ولدیت نہ تھی۔ ایک نام کے بہت آدمی تھے۔ پتہ نہ لگتا تھا کہ کس کا نام ہے۔ پھر حاجیوں کو ایک جگہ جمع کر لیا گیا۔ اور نام بنام پکارا گیا۔ جس سے بہت دشواری ہوئی۔ اگر بس نمبر کے حساب سے یہ کام ہو جاتا تو بہت آسانی رہتی۔ شور تھا غوغا تھا۔ بہت دیر اور بہت مشکل سے یہ کام ہوا۔

اس کے بعد تمام بسیں دیکھی گئیں۔ گنتی کی گئی اور روانگی کی اجازت دی گئی۔ نعرہ بیکجی اور نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدری لگاتے ہوئے سرحد ایران سے نکلے۔ اور کبھی بہت سی لاریاں تہران سے آئی تھیں جو کربلا مکملی جا رہی تھیں۔ انہیں بھی اس جگہ یہ ہی کام سرانجام دینے پڑے۔ ایک ٹرک اتنا لمبا وہاں آیا کہ آج تک اتنا لمبا ٹرک دیکھا نہ گیا۔ اٹھا پینے

تھے موجود ٹرکوں سے ٹکنا لبا تھا۔ وہ بھی اس چوکی پر اجازت خارجہ حاصل کرنے آیا تھا۔

## عراق میں داخلہ

۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۰ ذیقعد ۱۳۷۳ھ پینچ شنبہ آج شب کو بوقت

مغرب ہمارا قافلہ سرحد عراق خانقین میں داخل ہوا۔ خانقین سرحد ایران سے پانچ میل جانب جنوب مغرب واقع ہے سرحد پر ایک عمارت بنی ہے۔ اور ٹرک پر موٹی سی لوہے کی زنجیر لگی ہے۔ جس سے راستہ روکا گیا ہے۔ اجازت ملنے پر وہ زنجیر گرا دی جاتی ہے۔ یہاں کی پولیس کی دردی ایرانی دردی سے بالکل جداگانہ ہے۔

چوکی میں کاغذات مکمل ہوئے اور ہم لوگوں نے نماز مغرب ادا کی بعد نماز مغرب ہم لوگ بیٹھ گئے۔ چونکہ یہ جگہ حضرت قطب ربانی۔ محبوب سبحانی غوث الصمدانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ملک ہے۔ اس لیے سفہور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات پر گفتگو ہوتی رہی۔ بہت لطیف کی صحبت رہی۔ اچانک اعلان ہوا کہ چلو۔ بسوں میں بیٹھے اور خانقین میں داخل ہوئے۔

یہ بڑی بستی ہے۔ ہر جگہ بجلی کے قمقے لگے ہوئے ہیں۔ عراقیوں نے پرنور استقبال کیا۔ عراقی مسلمان بہت ہی خوش ہوئے۔ کپینی نے کھانا حجاج کو کھلویا۔ اور عراقیوں نے پانی پلایا۔ ان کی خدمت میں ہم لوگوں نے کچھ نذرانہ پیش کیا۔ قبول سے انکار کر دیا۔ یہاں آکر برف کی ضرورت محسوس ہوئی اور اہل عراق برف لائے جو خریدی گئی۔ صبح کا سہانا وقت آیا۔

سرزمین عراق میں آج پہلی صبح ہم نے دیکھی۔ لوگ فرط شوق میں فجر کے وقت سے ڈیڑھ دو گھنٹہ پہلے جاگ پڑے۔ بعض حجاج نے تہجد پڑھی۔ پھر بہت خوشی سے نماز فجر باجماعت ہوئی۔ بعد نماز ایک نعت نوال نے نعت پڑھی۔ جس کا پہلا مصرع یہ تھا۔

ع۔ میں بن کے میل اڑ جاواں اور باغ مدینہ جا دیکھاں

سہانا وقت۔ دیار عرب میں پہلا قدم غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا فیض۔ لوگ جنہیں بار بار کروانے لگے۔ عجیب پُر لطف نظارہ رہا پھر اعلان ہوا کہ چائے پیو اور چلو۔ سب کھڑے ہو گئے۔ رات کے بقیہ چاول اور چائے دی گئی۔ ناشتہ کر کے بغداد شریف کی طرف روانگی ہونے لگی۔ قریباً ۷ بج کر ۴ منٹ پر قافلہ کی روانگی ہو گئی۔

خانقین میں ریلوے لائن بھی ہے۔ ریل کی آمدورفت دیکھی گئی یہاں سے کویت تک گاڑی چلتی ہے۔ ایران میں شہر دو سے بصرہ گاڑی جاتی ہے۔ جو قزوین تک ہمارے ساتھ رہی۔ بعد میں علیہ ہو گئی۔

خانقین سے قریباً آٹھ میل فاصلہ پر ماقویہ پہنچے۔ یہاں ریلوے اسٹیشن اور فروٹ کی منڈی ہے۔ وہاں سے آگے بڑھے تو بغداد الجدید پل پہنچتے بڑی اور خوبصورت بستیاں ہیں۔ بڑی عمدہ عمدہ سڑکیں ہیں۔ مگر پانی کے سیلاب سے تباہ ہو چکا ہے۔ سڑکیں ٹوٹی پڑی ہیں چھوڑ پھوڑ کا انتظام ہو رہا ہے۔ بغداد الجدید دراصل بغداد شریف کا ہی ایک حصہ ہے۔ ہم کو معلوم ہوا تھا کہ اس دفعہ جاتے ہوئے بالکل قیام نہیں ہوگا بعد واپسی تین دن ٹھہرنا ہے۔ جناب غوث کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ حضور قسمت سے عمر میں ایک بار یہ حاضری نصیب ہوئی ہے۔ اگر بغیر حاضری چلے گئے تو بہت صدمہ ہوگا۔ اُدھر

پہنسی کی طرف سے اعلان ہو گیا۔ کہ ہرگز نہیں ٹھہرنا ہے۔ مگر خدا کی بیعت ان  
 کہ جس راستے سے بس کو جانا تھا۔ وہ راستہ بند تھا۔ رشک ٹوٹی ہوئی تھی۔  
 پولیس نے بسوں کو روک دیا۔ دوسرے راستے سے بسیں گزریں۔ اور  
 جناب غوث پاک کی بارگاہ آگئی۔ دروازے سے بسیں گزریں دل تڑپ  
 گئے۔ بعض لوگوں نے چلتی بس میں سے کودنا چاہا۔ رب کی شان کہ کسی  
 وجہ سے بسیں رکیں۔ پھر کیا تھا۔ عشاق کو دپڑے۔ بسیں خالی ہو گئیں اور  
 محبوب کے دربار میں پروان وار پہنچ گئے۔ اولاً وضو کیا۔ پھر مسجد شریف  
 میں حاضری دی۔ پھر روضہ مطہرہ پر حاضری دی۔ دروازہ بند تھا براہ میں خلقت  
 جمع ہو گئی۔ فاتحہ پڑھتے رہے۔ عرض کیا کہ سرکار جب بلایا ہے۔ تو اندر آنے  
 کی پھر اجازت دے دیں۔ اچانک کلید بردار شریف لائے۔ اور  
 دروازہ کھلا۔ لوگ دیوان وار یا غوث کے نعرے مار کر بے تحاشہ اندر  
 داخل ہو گئے۔ پھر کیا تھا بھر کر زیارت کی۔ نہ معلوم کیا وقت تھا کہ چنچیا جمع  
 کاشورچ گیا۔ ہر شخص کی زبان پر یہ جاری تھا کہ چوروں کو قطب بنانے والے  
 ہم بھی چور ہیں۔ آپ کے دروازے پر آئے ہیں۔ ہم پر نگاہ کرم فرمائیں۔  
 اگرچہ قافلے میں مختلف نیال کے لوگ تھے۔ مگر جناب غوث نے اس  
 وقت سب کو ہی تڑپا دیا۔ عجیب سماں تھا۔ جو آج تک کبھی دیکھنے  
 میں نہ آیا۔

اور لوگوں نے جالی شریف میں سیکڑوں روپے ڈالے۔ قریباً  
 مارہ تیرہ سو روپے کی رقم حجاج نے پیش کی۔ مگر وہ اس کا کوئی لینے  
 والا نہ تھا۔ ایسا استغنا رکھیں نہیں دیکھا گیا۔ فیضان کا یہ عالم ہے کہ  
 وہاں کے جھاڑو والے اور جوتے والے بھی ولی معلوم ہوتے ہیں۔ اردگرد  
 چاندی کا کپڑہ بنے۔ بلی اور بچکھوں کا باقاعدہ انتظام ہے۔ روشنی کر دی گئی  
 چٹکھے چلا دیئے گئے۔ ایک گھنٹہ حاضر رہے۔

پھر حضور غوث الثقلین کے صاحب زادے شیخ عبدالجبار رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی۔ فاتحہ پڑھا۔ چونکہ کمپنی والے جلدی کر رہے تھے۔ بادل نخواستہ باہر نکلے۔ مسجد شریف میں دو نقل ادا کئے اور چلے آئے۔ تین میل باہر آکر ایک موٹروں کے کارخانہ میں قیام کیا۔ ابھی کھانا کھا کر بصرہ روانہ کیے۔ ابھی یہاں کے صرف پڑتی حالات بیان کئے جاتے ہیں۔ انشاء اللہ واپسی میں تفصیل وار زیارت ہوں گی اور تفصیل وار بیان ہوگا۔ افسوس کہ کمپنی نے ہم کو باہر لاکر ڈال دیا۔ ہم گھٹنے یہاں لگا دیئے۔ اس وقت کو اگر ہم حضور غوث پاک کے دروازے پر گزارتے یا اس وقت میں ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور کاظمین شریفین حاضری دے آتے۔ تو کیسا اچھا ہوتا۔

بنداد شریف خانیقین سے ۶۔۷ میل جانب جنوب ہے۔ نہایت خوبصورت شہر ہے۔ ہر جگہ دوسرے ہیں۔ ایک جانے کو ایک آنے کو۔ درمیان میں مسلسل باغیچہ ہے۔ بعد دوپہر ہمارا قافلہ کربلا کی طرف روانہ ہو گیا۔ ۳ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب شہر فلون آباد پہنچے۔ یہ بہت آباد شہر ہے۔ اس کے کنارہ پر دریا فرات ہے۔ اسی شہر میں لوگوں نے نماز ظہر پڑھی۔ فرات پر آئے۔ پانی کو بار بار ہاتھ میں لے کر سوپتے تھے۔ کہ یہ وہی پانی ہے۔ جس کے لیے علی اصغر علی اکبر۔ امام حسین رضی اللہ عنہم ترسے گئے۔

شعر

خاک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات

خاک تجھ پر کیجھ تو سوکھی زبان اہل بیت

فرات کا پانی نہایت گدلا ہے۔ مزہ بھی کھاتے ہیں۔ کنارہ پر ایک ہوٹل اور قہوہ خانہ ہے۔ نہایت خوبصورت پل بنا ہوا ہے۔ پل کے اس کنارہ پر یہ ہوٹل ہے۔ یہاں ہوٹل والوں نے ہم کو برف کا پانی پلایا۔ پھر آگے چل کر دو راہا بلا ایک راستہ دمشق کو جاتا ہے دوسرا کربلا مٹلی کو۔ ہم لوگ کربلا کی طرف چل پڑے۔

۲۳ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ جمعہ | کچھ فاصلہ پر اس کربلا کے علاقہ میں ایک میدان میں اترے اللہ اکبر۔ عجیب لائقِ ذوق میدان ہے۔ نیچے ریٹنہ اوپر آسمان ہے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آفتاب ریٹنہ سے نکل رہا ہے۔ تیمم سے نماز عشاء پڑھی۔ سو رہے۔ صبح تہجد ہی کے وقت لوگ اٹھ بیٹھے۔ تہجد پڑھی۔ بعد میں فجر پڑھی۔ بعد فجر میں نے لوگوں سے خطاب کیا۔ کہ اے مسلمانو! یہ کربلا کا میدان ہے۔ یہ وہ یونیورسٹی ہے جس میں شہیدوں کے امام۔ علی مرتضیٰ کے لونت جگر۔ جناب مصطفیٰ کے نورِ نظر حسین رضی اللہ عنہ نے آخری امتحان دیا اور فرسٹ نمبر کامیابی حاصل کی۔ دعا کرو کہ مولیٰ ان تشنہ لبان کربلا کے طفیل بہارا امتحان نہ لے اور ہمیں منزل مقصود پر خیریت سے پہنچا دے۔ لوگ تڑپ گئے۔ رو رو کر دل سے دعائیں کیں۔ بعد میں کھانا کھایا چائے پی اور روانگی کا انتظار کرنے لگے۔

## کربلا معلیٰ کی حاضری

آج جمعہ کا دن ہے۔ ۲۲ جولائی ہے ۲۱ ذیقعدہ ہے۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ دل بے چین ہے۔ آنکھوں سے اشک جاری ہو رہے ہے اور بار بار یہ شعر زبان پر آتا ہے۔  
 نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ رہی جفا  
 جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا  
 بہارا قافلہ اپنی قیام گاہ سے چلا اور اس ریگستان کو طے کر کے قریباً ۱۲ بجے کربلا معلیٰ میں داخل ہوا۔ سب سے پہلے زیارات مزارات کے لئے حاضری دی۔ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس بالکل بیچ شہر میں ہے۔ کربلا بہت بڑا شہر ہے۔ بغداد شریف سے ۴۴ میل

جانبِ جنوب ہے۔ کھجور کے بانغات ہیں۔ بازار بہت خوبصورت ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے گنبد پر سونے کا پتھر چڑھا ہوا ہے۔ بڑی محراب کا بھی یہی حال ہے۔ آپ کے مزار مبارک کے برابر ہی حضرت علی اصغر و علی اکبر رضی اللہ عنہما کے مزارات اور برابر میں آپ کے جسم شریف کی قبر ہے۔ سرد مبارک کے دفن میں اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مدینہ پاک میں ہے۔ اور بعض کے نزدیک دمشق میں ہے۔

برابر میں حضرت حمید ابن مظاہر علمدار کربلا کا مزار ہے۔ ایک کمرے میں خاص وہ جگہ ہے جہاں حضرت حسین کو شہید کیا گیا۔ اس پر چاحہ کی ایک کواڑ ڈھکا ہے۔ کواڑ کھولنے پر دیکھا کہ نیچے ایک گہلا نہ خانہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمین اتنی نیچی تھی۔ اب اتنی اونچی ہو گئی ہے۔ برابر میں عالیشان مسجد ہے۔ دروازہ سے باہر بازار ہے۔ کچھ دور جا کر حضرت عباس علمدار ابن علی مرتضیٰ کا روضہ مبارک ہے۔ وہاں ایک تو آپ کا مزار ہے۔ دوسرے آپ کی شہادت کی جگہ ہے۔ یہ روضے اتنے خوبصورت ہیں جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

اس مزار کا گنبد بڑا ہے۔ ایک بڑا مینارہ ہے۔ ہر روضے پر امدنی حصے میں چمکدار شیشہ لگا ہے۔ جس کا حسن بیان میں نہیں آ سکتا۔ کربلا کے کنارہ پر سمندر کا جمیل واقع ہے۔ جو ۴۵ میل طبا ہے۔ بالکل سمندر کی طرح ہے۔ ان مزارات پر مجاور بڑے لالچی ہیں۔ کپڑے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ بھی فائدہ وغیرہ کا لطف نہ آیا۔ کپڑے سلامت آگے غنیمت ہے۔

کربلا معلیٰ میں اہل سنت کے ڈیڑھ سو گھر ہیں۔ تین مسجدیں ہیں۔ ہم کو نماز جمعہ کے لیے مسجد کی ملاشش تھی۔ شیعوں نے اپنی مسجد کھول دی۔ خود پانی بھرا اور خود سفادے میں پانی ڈالا ہم شیخ



کرتے رہے وہ کہتے تھے ہذا ثواب وانتم حجاج۔ یعنی تم لوگ حاجی ہو اور یہ کار ثواب ہے۔

مگر ہم نے وضو تو اسی مسجد میں کیا۔ نماز جمعہ یہاں نہیں پڑھی۔ بلکہ مسیوں کی مسجد میں گئے وہاں جمعہ ہو چکا تھا۔ ہم نے علیحدہ علیحدہ نماز ظہر ادا کی۔ کیونکہ جمعہ کے دن ظہر صاعوت سے نہیں پڑھنی چاہیے اس مسجد کے امام کا نام سید محمد عباس ہے۔ بڑے خوش خلق ہیں۔ مالکی مذہب کے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ یہاں سنی بڑے مزے سے اذان دیتے ہیں علاوہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ کسی شیعہ کو اعتراض نہیں ہوتا۔ اس برتاوے سے خوشی ہوئی۔

یہاں کے تریبوز بہت شیریں اور قدرے لمبے ہوتے ہیں خمر بوز سے بھی اچھے ہیں۔ بعد نماز جب ہم جامعہ مسجد سے واپس ہوئے تو ہم کو بچے سلام کرتے تھے لوگ ہماری چھاگلیں بھرنے کے لیے اپنے گھر دل سے پانی لاکر دیتے تھے۔ ہمارا قافلہ پورے ۴ بجے شام روانہ ہوا۔ لوگ قطار و قطار کھڑے ہوئے ہم کو الوداع کہتے تھے۔

اب یہاں سے نجف شریف روانگی ہے۔ یہاں ایک روضہ شریف میں سے شہداء کربلا ایک ہی جگہ مدفون ہیں۔ اسے گنج شہیدان کہا جاتا ہے۔ حضرت علی ابن موسی کاظم بھی اسی روضہ میں آرام فرمائیں۔

جس گنج شہیدان میں ما شہداء سو رہے ہیں۔ ان ہی میں حضرت قاسم کا حکم شریف بھی مدفون ہے ان کا سر مبارک شیران نہران میں ہے۔ جس کا ذکر ہم نہران کی دربارت میں کر چکے ہیں۔

کربلا شریف میں سبت سے بازار ہیں۔ جن میں سے ایک بازار صرافوں کا ہے کربلا شریف میں ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ چھوٹی لائن چلتی ہے۔ فائقین سے آتی ہے بغداد شریف کربلا معلیٰ جوتی ہوئی بھرے نکل جاتی ہے۔ جو لوگ سمندری راستہ سے براہ بصری آئیں ان کو اس گاڑی سے سفر کرنا چاہیے۔

ہم چار بجے کربلا معلیٰ سے نجف شریف کی طرف روانہ ہوتے نجف شریف کربلا

معلیٰ سے ۶ میل جنوب ہے۔ کربلا سے نکلتے ہی ایسا سقِ وقتِ ربیعہ میداں ہے۔ کہ اللہ اکبر۔ باریک ریتہ ہے۔ بحری شامل ہے۔ اور کربلا معلیٰ سے نجف شریف تک کوئی بستی راستہ میں نہیں ہے۔ ۶ میل نیچے شام نجف مقدس قافلہ پہنچا۔ یہاں کنارے پر بہت بڑا قبرستان ہے۔ جس میں پتھروں کی قبریں۔ اور و قبروں پر ہرے رنگ کے قبے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت صالح علیہ السلام و ہود علیہ السلام کے مزارات ہیں۔ اسی قبرستان میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری کا مزار بھی ہے۔ سب سے پہلے دور سے ہی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا سنہری گنبد اور دو مینارے نظر آتے ہیں۔ خوبصورت شہر ہے علی کا انتظام ہے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے یہ شہر آباد ہوا ہے۔ اور روضہ شریف کے پاس ہی رونق زیادہ ہے۔ دنیا بھر سے امیر شیعوں کی تعینیں یہاں دفن کرنے لائی جاتی ہیں۔ اسی لئے قبرستان بڑا ہے۔

نجف شریف میں اولاً چھتا ہوا بازار ہے۔ جس میں ہر قسم کی بیڑی فروخت ہوتی ہے۔ پھر درگاہ شریف کا بہت بڑا دروازہ ہے۔ روضہ شریف بہت خوبصورت ہے۔ سنہری گنبد ہے۔ گنبد کے اندر چاندی کا نہایت خوبصورت جالی کا کپڑا ہے۔ جس پر عطر ہوتا ہے اس کے اندر شیشے کی چار دیواری ہے۔ اس کے اندر لکڑی کی نہایت خوبصورت جالی ہے۔ اس چاندی کے کپڑے پر بہت خوشنما سونے کی گمٹیاں ہیں۔ کئی من سونا لگا ہوا ہے۔ چاندی کا تو حساب ہی نہیں ہے۔ وہاں پینچ کر طہارت اور وضو کیا۔ پھر فاتحہ کے لئے حاضر ہوئے۔ دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ سلام عرض کیا۔ ہزاروں کا مجمع تھلا تاڑیں کی آمد و رفت بے حساب تھی۔

اس روضہ مبارک میں آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے بھی مزارات مقدسہ بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مزدور صاحب نے ہم سے ان پر سلام پڑھوایا۔ یوں سمجھو کہ اس قبر میں تین مزار ہیں۔ ہمارے مزدور نے وڑود شریف میں صحابہ

اٹھارکا نام بھی لیا۔ غالباً سنی تھا

ایک گھنٹہ وہاں قیام رہا۔ مزاروں نے سلام نہایت رقت انگیز پڑایا۔ السلام  
علیک یا ابن عمر الوسول۔ السلام علیک یا زوج البتول۔ السلام علیک  
یا امام الاولیاء۔ السلام علیک یا سید الاصفیاء۔ السلام علیک یا  
اب الشہداء کو کہلا۔

بہت رقت طاری رہی۔ نجف شریف سے ۴۴ میل فاصلہ پر کوفہ پہنچے۔ اس میں  
مکانات نظر آتے ہیں۔ کوفہ میں نوح علیہ السلام کا تنور جس سے پانی ابلا تھا۔ اور  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جائے شہادت ابراہیم علیہ السلام کا وہ غار ہے جس میں  
آپ نے پرورش پائی۔ مگر وہاں جانا نہ ہوا۔ واپسی پر ان شاء اللہ وہاں کی حاضری بھی  
ہوئی۔ شیخ صاحب کو پختہ مودہ ہے۔ نجف شریف میں ایک وہابی جا۔ جی کی حیب  
کٹ گئی۔ آٹھ سو کے پلگرم نوٹ غائب ہو گئے۔ پولیس میں خبر کروئی گئی اور سواچھ  
یہ شام قافلہ بصرے کی طرف روانہ ہو گیا

۲۴ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ شنبہ | آج شب کو بارہ بجے قافلہ

تحت اشرف سے قرات کے کنارے کنارے آیا۔ راستہ میں جگہ جگہ کشتیوں کے  
عارضی پل اور کچھ ویسے ہی کپے پل عبور کئے۔ قریباً نوے میل فاصلہ پر ایک سستی ملی۔  
جس کا نام ہے دیوانیہ۔ بڑا شہر ہے۔ یہاں ہوا کی اڑھ ہے۔ ہم نے یہاں ہی قیام  
کیا۔ یہاں پانی کی تکلیف ہے۔ کربلا کا منظر ہے

## امام حسین کی کرامت

پرسوں ہم حضورِ نبوتِ پاک کی کرامت بیان کر چکے ہیں۔ آج حضورِ امام  
حسین رضی اللہ عنہ کی کرامت یہ دیکھی کہ کمپنی کا ارادہ اس کربلا والے راستے سے  
جانے کا نہ تھا۔ سید ہامید پھنچنے کا خیال تھا مگر نامعلوم قتل پر کیسے پر دے  
پڑے کہ بغداد سے سپاس میل تک کربلا کے راستہ ہم غلطی سے چل گئے۔

پھر واپس نہ ہو سکے۔ پھر کربلا کی پولیس نے اعتراض کیا کہ تمہارا ویزا اس راستہ کا نہیں ہے۔ بغداد واپس جاؤ۔ بڑی مصیبت ہوئی۔ پھر خود ہی پولیس نے اس راستہ پر جانے کی اجازت دے دی۔ یہ حضرت حسین کی زندہ کرامت دیکھی۔

آج دوپہر کے قریب ہمارا قافلہ ساوا پہنچا۔ یہ جگہ دیوانہ سے ۵۸ میل جنوب جنوب ہے۔ ریلوے اسٹیشن ہے۔ وہاں پتہ لگا کر راشن کی بس الٹ گئی۔ تمام قافلہ اس خبر سے رُک گیا تحقیقات سے معلوم ہوا کہ راشن کی بس زمین میں دس گئی ہے۔ کرین کے ذریعہ اُسے اٹھایا گیا۔ الحمد للہ کہ کسی کو چوڑے بھی نہ آئی۔ صرف اچار کے ڈبے برباد ہوئے باقی سب مال محفوظ رہا۔

ساوا میں کھجور کے بانیاں ہیں۔ جن میں دُور دُور درخت ہیں۔ انہیں کے سائے میں ہم لوگوں نے دوپہر گذاری۔ بد لوگ ہمارے پاس آتے اور نہایت فصیح عربی میں گفتگو کرتے رہے۔ ٹھنڈا پانی معمولی قیمت میں ہمیا کرتے رہے۔ وقت بڑے مزے سے گذرا۔

۲۵ جولائی ۱۹۵۲ء بروز ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ یک شنبہ | آج رات قافلہ دو بجے رات تک بصرہ کی طرف چلتا رہا۔ دو بجے آرام کے لیے میدان میں اُترا۔ دو گھنٹہ قرش خاک پر آرام کیا۔ فجر سے پہلے کپنی نے اعلان کیا کہ چلے جلد بیابان قافلہ کی روانگی ہے۔ اس اعلان نے نفعی صورت کا کام دیا۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ رفع حاجت کے بعد وضو کر کے نماز فجر باجماعت ادا کی۔ اور پھر فوراً ناشتہ کیا۔ آج ناشتہ بہت اچھا دیا گیا۔ فی ساجی آٹھ آٹھ بسکٹ اور چائے بقدر طلب ملی۔ سجاج کی طرف سے چار آدمیوں کی ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جو آئندہ سجاج کے کھانے کا انتظام خود کرے گی۔ گیارہ بجے دن کو قافلہ بصرہ شہر میں داخل ہوا۔

بصرہ بغداد شریف سے ۲۲۸ میل جنوب مغرب واقع ہے۔ یونین سے ۲۳۳ میل ہے۔ بصرہ کے تین حصے ہیں۔ بصرہ مشہرہ۔ عشرہ۔ مارگل بصرہ پر آباد شہر ہے۔ عشرہ تھی آبادی ہے۔ اور مارگل بندرگاہ ہے۔ ہمارا قیام نہر شط العرب کے کنارے ہے۔ برابر میں جہاز کھڑے ہیں شط العرب و جبل اور فرات کے مجموعہ کا نام ہے۔

دیگر ممالک کے سفارت خانے بھی یہاں ہی واقع ہیں۔ یہی مشہور ہے۔

بصرہ کے راستے میں نظر ناک ریگستان ہے جو قافلا یا اس راستہ بھول جائے۔  
یاتیل یا پانی ختم ہو جاوے۔ اس کی موت یقینی ہے یہاں تیل کثرت سے نکلتا ہے۔ پاسپ  
لائن کا ہال پھیلا ہوا ہے۔ بصرہ میں سمندر نہیں ہے۔ بلکہ وہ جلد فرات مل کر بہتے ہیں۔ اور  
آگے جا کر سمندر میں گر جاتے ہیں۔ یہاں جہاز ٹھہرتے ہیں۔ بصرہ بڑی اہم بندرگاہ  
ہے۔ یہاں سے ہر طرف مال آتا جاتا ہے۔ بصرہ میں حسب ذیل زیارات ہیں۔ جن  
پر ہم نے حاضری دی۔

۱۔ حضرت طلحہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن کا مزار شریف بصرہ سے  
قریباً میل جانب جنوب ہے۔ بالکل میدان میں شکستہ گمبذ ہے۔ گمبذ میں  
آپ کی قبر شریف بغیر ممت پڑی ہے۔ اس پاس زائرین کے لیے چٹائیاں پڑی ہیں۔  
جہاں بھٹاڑ وغیرہ کوئی انتظام نہیں۔ یہ دیکھ کر جہت افسوس ہوا۔ قبر شریف ۱۲ باغ  
لمبی اور خوب اونچی ہے۔ اتنی لمبائی دیکھ میں نہیں آئی۔ قبر کا چونہ وغیرہ بھی بعض جگہ سے  
اکھڑا ہوا ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ دعا مانگی۔ واپسی موٹر کی ہوئی تھی۔ جس سے  
آگے بڑھ گئے۔

۲۔ حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ۔ آپ حضور کے رشتہ میں بھائی اور  
صحابی اور سطر حو ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا۔ حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن آپ کے نکاح میں تھیں۔ حضرت طلحہ و حضرت زبیر  
دونوں بزرگ مشہور ہیں سے ہیں۔ یہ جگہ حضرت طلحہ کے مزار شریف سے قریباً  
ایک میل آگے ہیں۔ یہاں اچھا خاصہ قصبہ آباد ہے۔ جس کا نام ہے شیبہ۔ یہاں  
ہوٹل۔ قہوہ خانہ بازار اور موٹروں کا ڈاٹے۔ مسجد کے مغرب جنوبی طرف اندر  
کو آپ کی قبر ہے۔ قبر پر غلات۔ اس پاس مکڑی کی جالی اور زائرین کے لیے قالین  
پھا ہوا ہے۔ عمدہ انتظام ہے۔ وہاں ہی وضو کیا۔ اور فاتحہ و دعا کی۔

۳۔ حضرت عتبہ بن عروان۔ ان کی قبر حضرت زبیر کے مزار شریف کے

پاس اسی مسجد میں اسی طرف ہے۔ ایک شیشہ کی کھڑکی لگی ہے۔ جس سے مزار شریف نجی دیکھنے میں آتا ہے۔ یہاں بھی فاتحہ و دعا کی اور آگے بڑھ گئے۔

سید خواجہ خواجگان خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ۔ آپ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اور سید قادر یہ پیشیتہ۔ بہروردیہ کے شیخ المشائخ ہیں۔ کہ یہ تینوں سلسلے آپ سے ہی چلتے ہیں۔ صوفی صافی بھی ہیں۔ بے مثل عالم بھی۔ آپ کا مزار شریف حضرت زبیر کے قبر شریف کے قریب قبرستان میں واقع ہے۔ قبہ بنا ہوا ہے زائرین کے لینے قبر کے ارد گرد قالین کا فرش ہے۔ یہاں بھی فاتحہ و دعا کی۔ جناب ڈاکٹر اللہ تارا صاحب نے یہاں فی البدیہہ یہ رباعی فرمائی

سید خواجہ خواجگان امام حسن بصری قطب زماں

غلامان پاکستان آمدہ دعائے کہ باشد ہمہ کامراں

بہت پُر لطف نظارہ رہا۔ خوب لطف آیا۔

۵۔ حضرت محمد ابن سیرین محدث۔ یہ امام بخاری و مسلم و غیر ہم محدثین کے استاذ ہیں۔ ان کا اسم شریف حدیث کی اسنادوں میں آتا ہے۔ آپ کی قبر شریف خواجہ حسن بصری کے قبہ میں ہے۔ ان کی قبر شریف پر پہنچ کر بہت خوشی ہوئی۔ وہاں بھی فاتحہ اور دعا کی۔

۶۔ حضرت رابعہ بصریہ عدویہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ اولیاء کا میں میں سے ہیں۔ مگر ان کی قبر شریف بغداد میں ہے۔ بصرہ میں ہوٹل بہت شاندار اور آباد ہیں۔ رات کو ہوٹل میں نہایت شاندار روشنی ہوتی ہے۔ گانا اور باجو وغیرہ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ کنارہ پر کشتیاں۔ موٹر لایچ بہت ہیں۔ لوگ ان میں بیٹھ کر دریا شط البحر کی سیر کرتے ہیں۔ آج نم از مغرب کنارہ دریا پر باجماعت ادا کی۔

۲۶ جولائی ۱۹۵۳ء ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ دو شنبہ | آج دن بھر سخت

گرمی رہی۔ دریا کی سیر کرتے رہے۔ بعض حجاج نے وٹر لایچ کرایہ پر لے

کردریا کی تفریح کی غسل کرتے رہے۔ دریا کو پانی میٹھا ہے مگر گرم ہے۔ بصرہ میں حجاج کے پہنچنے سے پاکستانی روپیہ سستا ہو گیا۔ جس سے حجاج کو کچھ نقصان رہا۔ یہاں عراقی سکہ رائج ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ فلس (پلیس) اربع فلس (آٹھ) سوشہ فلس (اڑبائی آٹھ) درہم چاس میسہ۔ وینا بیس درہم۔ وینار کی سکہ کی قیمت نوروپیہ چھ آٹھ پاکستانی سکہ سے تھی۔ مگر بغداد شریف اور کربلا نبعت وغیر میں میں روپیہ قیمت رہی۔ بصرہ میں سترہ روپیہ چھ آٹھ قیمت رہی۔ آج بہت حجاج کراہ کی عیسی اور بسوں میں زیارات کرنے گئے۔ ہم کل ہی کرچکے ہیں۔

۲۷ جولائی ۱۹۵۶ء ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ سہ شنبہ | رات کے دس بجے بصرہ سے روانگی ہوئی اور بارہ بجے کے قریب صفوان کسٹم پوسٹ میں داخلہ ہو گیا۔ صفوان عراق کی آخری سرحد ہے اس کے بعد کویت کا علاقہ شروع ہے۔ جب ہماری لاریاں بصرہ سے چلیں تو ہم نے راہ میں سینما بہت آباد دیکھے۔ عورتوں مردوں کے بے پناہ ہجوم ہر سینما میں پائے۔ سینماؤں کی رونق اور رنگ بڑی روشنی بہت زیادہ تھی۔ ہمارے جاتے ہوئے قافلہ کو دیکھ کر اہل بصرہ نے حجاج سلامت کے نعرے لگائے اور ہم کو دواغ کیا۔ رات صفوان میں گذاری۔ یہ قیام پاسپورٹوں پر دستخط ہونے کے انتظار میں رہا۔

صفوان بصرہ سے ۳۹ میل جانب شمال ہے۔ یہاں میٹھے پانی کا ایک کنواں ہے۔ اور کچھ سایہ دار درخت۔ آج رات بصرہ میں شیخ کرم الہی صاحب امیر قافلہ نے ایک بس کی چھت پر کھڑے ہو کر حاجیوں سے فرمایا کہ اب تک آپ لوگوں نے سبزہ زاروں اور پانی کے چشموں میں سفر کیا۔ اب ایک نئے سفر کا آغاز ہے۔ اب تم ریگ کے سمندر میں قدم رکھ رہے ہو۔ جہاں پیڑوں سستا ہوگا اور پانی منگنا۔ لہذا تیم سے نمازیں پڑھو۔ اگر غسل کی بھی حاجت ہو تو بھی تیم ہی کرو۔ منزل پر انشا اللہ پانی لاکرے گا۔ مگر راستہ میں پانی احتیاط سے خرچ کرو۔

صفوان میں ایک بغدادی بزرگ بعد المجید غزالی نے تمام حاجیوں کی شہرت سے تواضع کی۔ سب کو کولا جو عرب کی بہترین بوتل ہے برف سے ٹھنڈی کر کے پلائی۔ آپ پہلے اخبار ہون بغداد کے اڈیٹر تھے۔ رشید بیگانی کے مقدمہ کے ماتحت آپ بغداد سے آگئے۔ آپ کٹم پورٹ کے وکیل ہیں۔

صفوان میں ایک گھر سے ایک بی بی صاحبہ نے اپنے بچے کے ہاتھ مجھے ایک بوتل سرد پانی کی بھیجی۔ جس میں نہایت ٹھنڈا اور خوشبودار پانی تھا۔ جس کے پینے سے پیاس کم ہو گئی۔ دن بھر اس کا اثر رہا۔

صفوان سے بارہ بجے چلے۔ ۳ بجے مطلاع پہنچے۔ اب ہم عراق سے نکل گئے۔ اور کویت میں داخل ہو گئے۔ مطلاع کویت کی سرحد ہے اور صفوان سے ۵۲ میل جائب شمال ہے۔ بصرہ سے ۶۴ میل شمالاً ہے۔ مطلاع میں کوئی بستی نہیں۔ کوئی درخت یا سایہ بان نہیں۔ دھوپ ہی دھوپ ہے۔ نیچے ریت اور آسمان ہے۔ صرف کٹم چوکی بنی ہوئی۔ دھوپ میں ظہر ادا کی۔ دو گھنٹہ قیام کے بعد روانہ ہو گئے۔

۷ بجے کویت میں داخل ہو گئے اور یہاں باب الشامی کے باہرٹے وسیع میدان میں قیام کیا۔

۲۸ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ | آج شب کو باب الشامی کے باہر آرام کیا۔ دن میں شہر کویت کی سیر کی۔ احرام خریدی۔ اگرچہ ایک احرام ہم کجرات سے بھی لائے تھے مگر احتیاطاً ایک احرام اور بھی خریدی۔ یہاں کپڑا ارزان ہے ہر عسہ گز وہ لٹھا جس کا عرض سوا گز ہے کپڑا بھی اچھا ہے۔

کویت کے حالات |

۱ کویت ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست ہے۔ جس کے امیر عبداللہ ابن سعود ہیں۔ انہیں یہاں کے لوگ شیخ کہتے ہیں۔

۲ کویت بصرہ سے ۱۱۰ میل فاصلہ پر جائب شمال واقع ہے۔



علاقہ سردار گیگستانی ہے۔

۳ کویت میں تیل بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ جگہ بہت بارونق ہے اور یہاں کے لوگ بہت مالدار ہیں تیل کے سوا اور کوئی پیداوار نہیں۔

۴ کویت خلیج فارس کے کنارے پر واقع ہے۔ یہاں سے حج کے لیے عام کاریں اور بسیں جاتی ہیں۔ کار کا کرایہ ۲۰۰ روپیہ ہے بس کا ۵۰ روپیہ ہے۔ جس میں مدینہ منورہ کی زیارت اور آمدورفت کا کرایہ۔ کھانا۔ وغیرہ سارا خرچہ داخل ہے۔

۵ کویت میں مکانوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔ ایک کمرہ کا کرایہ کم از کم ۲۰ روپیہ ماہوار ہے۔ اشیاء خوردنی بہت گراں ہیں ایک تریلو پانچ روپیہ کا ہے۔ گوشت پانچ روپیہ سیر۔ مٹھاڑ ۳ روپیہ سیر۔ آلو دو روپیہ سیر ہے۔ چھامت کی اجرت تین روپیہ ہے۔ شیوکا علا

۶ کویت میں میٹھا پانی مشکل سے ملتا ہے۔ پہلے بصرہ سے پانی آتا تھا اور دور روپیہ ملیا پلتا تھا۔ اب یہاں ہی طیار کیا جاتا ہے۔ اور مریا آکھ آنہ پیا پلتا ہے۔

۷ کویت میں شرمی احکام جاری ہیں شہر میں سینما کوئی نہیں۔ چوری مطلقاً بند ہے۔ زنا۔ شراب خوردی پر سخت سزا ہے۔ زانی کو ڈرے مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ پھوڑکی کی سزا بھی درے ہیں۔ گناہرونی بدعاشیاں بہت زیادہ ہیں۔ فلسطینی مہاجر حین اور ساتھ میں بے غیرتی اپنے ہمراہ لائے۔ یہاں بدعاشی پھیلا دی۔

۸ کویت میں ولایتی اشیاء بہت ارزاں ہیں۔ کیونکہ چار روپیہ سینکڑہ سرکاری ٹیکس ہے۔ جو کپڑا پاکستان میں ۱۰ روپیہ گولہ ہے وہ یہاں اڑبائی تین روپیہ گولہ ہے۔ بازار مال سے بھرے پڑے ہیں۔

۹ کویت میں پاکستانی مسلمان۔ گجرات۔ جہلم۔ سیالکوٹ راولپنڈی لاہور وغیرہ کے بہت لوگ ہیں جو بڑے مزے سے زندگی گذار رہے ہیں۔

علا کویت کے شیخ کو اپنی رعایا سے بڑی ہمدردی و محبت ہے۔ ان کی وجہ سے یہاں کے لوگ بہت مالدار ہیں۔ قریباً ۳۰ فیصدی لوگوں کے پاس اپنی کاریں ہیں۔  
علا کویت حکومت عجاز کے ماتحت ہے۔ سکاٹلینڈ کے پورا تسلط ہے یہاں ہندوستانی سکھ اور تقیم ہند سے پہلے جو انگریزی نوٹ تھے۔ ان کا رواج ہے۔ پاکستانی سکھ کی بہت بے قدری ہے۔ ہمارا پاک ستانی سو کا نوٹ۔ ۷ روپیہ میں جکھا ہے وہ بھی بے شکل۔ اور باقی مالک کے روپے قدرے چھتے ہیں۔

علا کویت میں مسجدیں بہت ہیں اور آباد ہیں۔ سکاٹلینڈ سے بند کر دی جاتی ہیں۔

علا کویت کا رقبہ بہت چھوٹا اور بے پیمانہ ہے۔ چنانچہ مطلقاً منزل سے شروع ہو کر القریہ سے پہلے ختم ہو جاتا ہے۔ کل طول قریباً ایک سو پچھتر میل ہوگا۔

۲۹ جولائی ۱۹۵۲ء ۲ ذیقعد ۱۳۷۲ھ پنج شنبہ اپنا رکی کپنی نے یہاں

حاج کیلئے بہت آسانیاں ہیں۔ پندرہ روز قریب کا پانی بہت فراخی سے دیا معلوم ہوا کہ کافی وقت ۲۲ بجے لاہور آتا ہے۔ میٹھا پانی اتنا خریداجا کہ کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ سکھ کی تہذیب میں یہ آسانی دی کہ خود ہندوستانی روپیہ تک سے چل کر کے ۵، یضی کے ساتھ حاج کو تیار کیا پانی کا زمین تیرہ روپے کے حساب سے خرید۔

آج حکومت کویت کی طرف سے دو بڑے بڑے ٹینک میٹھے پانی کے حاج کو تقسیم کئے گئے۔ جس سے حاج نے اپنے سارے برتن بھر لئے اور مندر دریات ۔۔۔

پوری ہو گئیں۔ آج شام کو حضرت حاجی غلام معصوم صاحب سکن جہلم مقیم کویت نے حاج کی پر تکلیف دعوت کی اولاً سنایت ٹھنڈا میٹھا خوشبو دار شربت پیش کیا۔ خوب سیر ہو کر حاج نے پیا اور آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ پھر سنایت عمدہ زردہ اور گوشت روٹی پیش کی، بہت فراخ دلی اور حوصلہ مندی کا ثبوت دیا۔ شربت اور کھانا بہت بچ رہا جو بعد میں کویت کے بچوں کو کھلایا۔ پلایا۔ حاجی غلام معصوم صاحب جہلم کے باشندے ہیں کویت میں فرنیچر کا کاروبار کرتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد ہم کو محترم دوست نذیر محمد صاحب سکن گجرات اپنی کاریں پنہ گھر سے لگئے۔ شہر کے مشہور مقامات کی سیر شفا خانہ۔ بندرگاہ۔ اسکول وغیرہ سب دکھائے۔

یحییٰ ب مقدمہ | ہمارے قافلہ کے محترم رفیق جناب عبدالرحمن صاحب پروفیسر  
 راولپنڈی نے ایک لٹھے کا تھان۔ ۷ روپیہ کا بازار سے خریدا۔ اور وہ ہی دوسرے  
 صاحب ۵ روپیہ کا لائے۔ انہیں پتہ چلا تو دکھدار کے پاس شکایت لے گئے۔  
 اور کہا کہ تو نے مجھ سے تھیں روپیہ زیادہ لے لیے۔ وہ جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ دیگر دکھدار  
 اس کے مددگار بن گئے پروفیسر صاحب شیخ کے پاس گئے اور فریاد کی۔ شیخ نے فرمایا  
 کہ ثبوت کیا ہے کہ اس تھان کا بھادو ۵ روپیہ ہے۔ پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ  
 ہمارا فلاں ساتھی فلاں دکھدار سے اس نرخ میں اسی نمبر کا تھان لایا ہے۔ فوراً شیخ  
 نے دونوں دکھداروں کو طلب کیا۔ تحقیق کر کے اس گراں فروش کو حکم دیا کہ فوراً پچیس  
 روپیہ واپس کرو۔ اور آئندہ بازاری نرخ پر چیز فروخت کرو۔ وہ بولا کہ دکان پر جا کر روپیہ او  
 کروونگا پولیس ساتھ لگئی اور پچیس روپیہ و لو کر واپس ہوئی۔ نہ مقدمہ نہ تاربخیں نہ وکیل  
 نہ کوئی اور مصیبت۔ تمام کام ۵ منٹ میں ہو گیا۔ یہاں سارے مقاصد ایسے ہی ہوتے ہیں۔  
 آج کمپنی نے تمام مشینیں ٹھیک کرائیں۔ بعض لاریوں کی مشینیں بیکار ہو گئی تھیں  
 ان کے انجن بائکل بدل دیئے گئے۔ تمام بسوں میں بڑول موٹل اٹیل وغیرہ بھریا گیا۔  
 آئندہ ہم سفر کی پوری پوری لیاری کر لی گئی۔

کمپنی نے ایک واقعہ راہ نمونہ۔ بسن راہنی کو ہمراہ لیا ہے تاکہ وہ یہاں سے کھو سٹل  
 کی رہبری کرے۔ کیونکہ رشت نشانات و علامات سے خالی ہے۔ اسے چار  
 ہزار روپیہ معاوضہ حقان خدمت دینے کے لئے ہر سال یہ رہبری کرتے رہیں۔ پہلے  
 سال انہیں چھ سو دیئے گئے دوسرے سال دو ہزار۔ اس سال چار ہزار دیئے گئے۔

۱۵۴ھ ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ جمعہ

آج شب کو گیارہ بجے ہمارا قافلہ کوہیت سے جانب مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔ اسی  
 سانچہ کی وجہ ہوئی کہ کعبہ لاریاں مرمت طلب تھیں اسی لئے ان کی مرمت میں دیر لگی۔  
 چار میل کوہیت سے نکل کر اس صبحاً عرب سبیل داخل ہو گئے جس کا شہر بہت روز سے

گن رہے تھے یہاں کا ہیبت ناک منظر بیاں نہیں ہو سکتا۔ میدان کیا ہے ریت کا سمندر ہے۔ بعض جگہ خاص ریت ہے۔ بعض جگہ ریت میں حجر کی ملی ہوئی ہے۔ بعض جگہ ریت پر نرم اور باریک تنکوں کے جھنڈے ہیں۔ جن کی لمبائی تقریباً ایک فٹ ہے۔ ساتھ نظر یہی نظر آتا ہے۔ سایہ کا نام و نشان نہیں۔ تقریباً تمام رات چلتے رہے آخر رات میں ایک جگہ ریت پر لیٹ گئے۔ زباں پر ریر جاری تھا۔ شعرا

دیں صحرائے بے پایاں درگیشان خوف افزا

سرافگندیم بسیم اللہ حججہ ہرہا و ہر سہا

اگے شیخ کرم الہی صاحب کی کار ہے۔ پیچھے الحاج صوفی محمد حیل صاحب کی پناہ ہے۔ میں محسن طین صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ اور پی کیپ کبھی تانہ کے پیچھے چلتی ہے۔ کبھی آگے۔ بسوں کی سخت ٹھکانی کی جاتی ہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سب ٹیپیں بچا کر کے شمار کی جاتی ہے پھر مارچ ہوتا ہے۔ صبح سویرے نماز پڑھ کر روانہ ہو گئے اور سوانہ بے دوپہر کو پہلی منزل پر پہنچ گئے جس کا نام القریہ ہے۔ کوئٹہ سے ۱۲۵ میل جنوب ہے۔ چھوٹی سی بستی ہے پانی کانٹوں ہے۔ اس کے قریب کویت کی سم ڈیوٹی کا دفتر ہے جس کی عمارت تلعنا ہے۔ یہاں کسم ڈیوٹی ہے اور یہاں سے صوبائی حکومت شروع ہوتی ہے۔ ہوں ۱۲ اور ماہیرون ٹیکس بیا جانے سے جو کہ کمپنی نے اور کیا۔ آج ۲۸ ذیقعد تمی جلوسہ کمرہ کے صاحب سے

۳۰ مئی۔ لہذا بہت کوشش سے چاند دیکھا گیا مطلع صاف تھا۔ مگر نظر نہ آیا۔

۳۱ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۹ ذیقعد ۱۳۷۲ء شنبہ

آج شب کو عید کا چاند نظر آ گیا۔ لہذا ہمارے رویت سے انگریزی اور چاند کی تاریخیں برابر چل رہی ہیں۔ آج شب کے ڈیڑھ بجے تک کسم کا کام ہونا رہا۔ دو بجے شب القریہ سے روانگی ہوئی اور قریباً ۱۲ بجے شب کو مقصد پہنچ گئے۔ معتقد التریہ سے۔۔۔ حیل فاصد پر جانب جنوب ہے۔ اور ریتیل میدان ہے۔ یہاں پانی کی ٹنکیاں جگہ جگہ نصب ہیں۔ جن سے پانی ملتا ہے۔ اہل بستی اور ساقول کا کافی اجوم رہتا ہے۔ پانی گرم ہے وہ بھی مشکل پسر ہوتا ہے۔ ہمارا ایک حاجی فتح محمد جو صبح سہرہ کار منے والا ہے۔ یہاں فوت ہو گیا۔ اسے سپرد خاک کیا گیا۔ باقی ۵

ناز باجماعت ادا ہوئی۔ پھر کٹر کھن کا کمپنی نے ویٹا سار کچھال کا حرام خرید لیا ہوا تھا۔ ہم نے نماز جملہ پڑھائی۔ سخت گرمی تھی مگر میں چلتا پڑا مجھے دست امدت اور بخار ہو گیا ہر پتلا سے دوہائی کی سخت تکلیف رہی۔

۱۲ اگست ۱۹۵۷ء ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۶ء دوشنبہ

دو دن بیماری کی وجہ سے کچھ تفریق ہو سکا۔ اس دوران میں اس سفر کا خصوصی واقعہ یہ درپیش آیا کہ معتقد سے روانہ ہو کر قریب بیس میل فاصلہ پر لاریاں ریت میں دھنس گئیں اور ایسی دھنسیں کر مکنے کی امید نہ رہی حجاج بسوں کو دھکے دیتے تھے۔ اور وہ تک پیدل چلے سخت گرمی اور دھوپ کی شدت تھی۔ سخت تکلیف ہوئی۔ بہت لوگ بیمار ہو گئے۔ آخر کار میلنگ میں تھ لاریاں روک دیں۔ رات وہاں گزاری اور صبح کو روانگی ہوئی دن چڑھے منہ اتر بیٹھے گئے جس کا نام رماح ہے۔ رماح معتقد سے قریب ۵۷ میل جانب جنوب ہے۔ معتقد میں ہم کو قلعہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنے کی بھی اجازت نہ دی گئی۔ نجد کی پولیس نے ڈنڈے دکھا کر ساریوں کو ہٹا دیا۔ اور یہاں رماح میں بیس روپیہ کا فورم پانی خرید لیا۔ یہاں پانی کے دو کنویں دیکھے۔ جن میں ۳۰ فٹ گہرائی پر پانی ہے اور تنوں لگے ہوں بلکہ لاریوں کے ذریعہ چر سے کھینچے جاتے ہیں۔ ایک ایک کنویں پر آٹھ آٹھ چر سے چلتے ہیں۔ گدھے اور اونٹنوں کی لیدر سے کی رگڑ سے کنوؤں میں گرتی ہے جس سے پانی کا رنگ مزاحمی بدل گیا ہے مگر سب لوگ بخوشی اس کو پی رہے ہیں۔ ہماری کمپنی نے اتنا پانی خرید کر حجاج کو دیا کہ انہیں تکلیف پانی کی نہ ہوئی۔ بعض لاریاں نورماح پہنچ گئی ہیں۔ مگر ۳۰ عہ۔ برک ڈون کھانے کی لاری پر سب جنگل میں پھنسی پڑی ہیں۔ شیخ کرم الہی صاحب نے ۳۰ روپیہ میں ایک ٹرک کرایہ پر لیا۔ صرف اس لئے کہ وہ پھنسنے ہوئے ساجیوں کو روٹی پانی پہنچا دے۔ اور ان کی خبر ہم تک پہنچا دے۔ رات کو قریب ۸ بجے پر ٹرک واپس آیا۔ اور خبر لیا کہ وہ لوگ خبر سیرت سے ہیں۔ بسیں درست ہو رہی ہیں۔ رماح میں یہ رات حجاج نے بڑی ہی بسر سینی سے گزاری۔ بھوک پیاس کا خیال نہ تھا۔ اندیشہ یہ تھا کہ حج کا وقت بالکل قریب ہے۔ یعنی آج دوشنبہ ہو گیا اور سعودی اعلان کے مطابق ہفتہ کو حج

ہے اور ابھی ہم قریباً سات سو میل مکہ معظمہ سے دور ہیں۔ آج کی یہ چینی بیان نہیں ہو سکتی

۳۔ اگست ۱۹۵۲ء ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۲ء یوم سہ شعبان | آج رُماح میں قیام ہے حجاج بہت پریشان ہیں۔ شیخ کرم الہی صاحب فجر سے پہلے کارے کر ادھر سے گئے۔ جہاں لاریاں ٹوٹی پڑی ہیں۔ ادھر حجاج حج سے ایسے ہوتے جا رہے ہیں کہ اچانک بس عہ آگئی۔ نعرہ تیکر بلند ہوا۔ خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پھر برک ڈون آگئی۔ پھر راشن کی لاری۔ پھر پی کپ۔ منرض کہ سوائے عس کے تمام سبب بجز بہت تمام پہنچ گئیں۔۔۔ شیخ کرم الہی صاحب کی طرف سے اعلان ہو گیا کہ بس عس کو وہاں ہی اس جگہ پر چھوڑ دو تا فلد روانہ کرو۔ تمام حجاج پانی بھریں کیونکہ اب ۷۵ میل آگے منزل ہے اس درمیان میں پانی کہیں نہیں۔ کمپنی نے پانی خریدا اور تمام بسوں میں بسکٹ اور دیر کے ڈبے۔ دودھ کے ڈبے تقسیم کر دیئے اور کہ دیا کہ اس پر گلزارہ کرو۔ اب سفر مسلسل جاری رکھنا ہے۔ سب حجاج نے زنجوشی منظور کیا۔ حجاج کو آج کھانے کی بائسل پرواہ نہ تھی۔ وہ تو کسی نہ کسی طرح اڑ کر مکہ معظمہ پہنچنے کے متنی تھے۔ یہ ہر سال یہ کر کے ۹ بجکر پنتالیس منٹ پر رماح سے فلد روانہ ہو گیا۔ راستہ نہایت دشوار گزار اور تیز ہے۔ حجاج گھبرا گئے۔ رو رو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور مائیں مانگتے ہیں۔ بارہ میل تک راستہ خواب رہا۔ پھر اللہ کے فضل سے میدانی پتھر پر ملاقہ آگیا۔ اور ہماری بسیں ہوا سے آئیں کرنے لگیں۔ اور پورے پانچ بجے تک ۱۶ میل طے کر لیا۔ یہ سارا علاقہ نجد کا ہے۔ نجدی علاقہ سے ہم لوگ گذر رہے ہیں۔

یہ سفر یعنی رماح سے مرات تک۔ ۷۵ میل اس قدر سخت و شوار گزار ہے کہ میان نہیں ہو سکتا۔ پانی کا ٹینک کھانے کی گاڑی دو خانہ کی۔ بجلی کی گاڑی۔ رہبر منرض کو کوئی چیز ہمارے ساتھ نہیں۔ شیخ صاحب مع تمام اسٹاٹ اور تمام سامان رماح میں رہ گئے اور صرف ہم حجاج مرات کی کی طرف چل پڑے۔ خودی مسافر ہیں۔ خودی لاہور راستہ میں ایک سخت ریتد مقام آیا۔ جس میں سے لاریوں کا ٹکٹا صرف اب کے کرم سے ہے۔ اس میں بہت وقت صرف ہو گیا

ہماری لاریاں تو پھنسی ہوئی تھیں ہی۔ ایرانیوں کی ایک لاری اٹھ ہی گئی۔ جس میں ایرانی مرد عورتیں سب ہی تھے۔ ان کی سیخ مچکا رہن کر ہم لوگ اپنی سیں چھو کر ان کی طرف بھاگ پڑے۔ ہم دوڑاٹائی سو حجاج ان کی لاری سے پھٹ گئے۔ اور لاری اٹھا کر کھڑی کر دی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس حادثے میں ان کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ کچھ عورتوں کو یونہی خیف سی چڑھیں آئیں۔ ان ایرانیوں پر ہمارے اس برتاؤ کے کا بہت گہرا اثر ہوا۔ وہ ہاتھ ٹھاکر دعائیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا پاک سمان را داتم تمام دارد۔ براہِ ان پاکستان ہمیشہ شاد و آباد با شید۔

شما بگرامت ہناید ہم لوگوں نے ہوا با کہہ کہ میں فرض ما بود کہ ادا کر دیم خیر دہاں سے فارغ ہو کر اپنی بسوں کا رخ کیا۔ اور دھکے دے کر انہیں ریتے سے نکالا۔ قریب مغرب یہاں سے چلے راستہ میں پانی ختم ہو گیا۔ العطش العطش کی ڈبائی پڑ گئی۔ اور خشک زبانیں باہر آگئیں۔ اس پر جھک جھک گاڑیوں کا پھیننا۔ انہیں نکالنا۔ آخر کار بسوں کی ٹشکیوں میں سے لوسے کی میل والا پانی نکالا۔ وہ پیلا۔ رات کے بارہ بجے کے قریب ہمارے ڈرائیوروں نے اطلاع دی کہ ٹشکی میں پٹرول ختم ہو رہا ہے۔ اب کیا کرنا چاہیے۔ اس خبر نے ہمیں اپنی زندگی سے یلوس کر دیا ہم نے ڈرائیوروں سے کہا کہ جہاں تک پٹرول کام دے پلہ جہاں ختم ہو جائے وہاں کھڑے ہو جاؤ۔ اور دن چڑھنے پر موت کی نیت سے ریتے پر لیٹ جاؤ۔ کیونکہ یہ رقی دق ریگستان ہے اور ہم کم کر وہ راہ مسافر اس وقت ہم سب کو یقین ہو گیا کہ آج ہماری زندگی کی آخری رات ہے۔

خیال یہ ہوتا تھا کہ مرتے وقت منہ میں پانی ٹپکانا سنت ہے مگر ہم اس طرح مریں گے کہ ہمارے پاس دن پانی ہوگا۔ نہ پینا کے والا۔ غرض کہ ہمارے ذہنوں اور دلوں کی عجیب کیفیت تھی۔ ہماری موٹریں ریتے میں دوڑ رہی تھیں۔ اور ہم مختلف تینکلات کے میلان میں جولانیاں کر رہے تھے۔ کاپالک رحمت خداوندی نے دیشگری کی اور دوسرے ایک گیس جی کی روشنی نظر آئی۔ وہ روشنی کیس تھی۔ ہمارے لیے شمع حیات تھی۔ بے ساختہ سب حجاج کے منہ سے نعرہ تکبیر بلند ہوا خیال کیا کہ اس روشنی پر کوئی آبادی ضرور ہے۔ انشاء اللہ بائیں پناہ گئیں۔ اس روشنی کی طرف اپنی سیں دوڑا دیں۔ قریباً پون کھٹہ سفر طے کرنے

کے بعد جب وہاں پہنچے تو پتہ لگا کہ مرآت منزل بھی ہے۔ اور ہم صبح رستے پر آئے۔ یہاں حضرت مولانا عبد شہید صاحب مدیر راہ طیب جو ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے ہمیں ملے اور انہوں نے بھی اپنی سرگزشت اسی کے قریب قریب سنائی۔ بسیں بیشتر بہتر ہو گئی تھیں۔ مگر الحمد للہ آگے پیچھے سب مرآت میں صبح ہو گئیں۔ غرض کہ ہم مرآت کو دو بجے خدا خدا کر کے مرآت منزل پر پہنچے۔ سنا ہے کہ اسی مرآت میں بیٹھوں رہتے تھے۔ شاید اس وقت کا آئینہ ہو کہ ہم سب جنوں بن گئے۔

### ۳۱ اگست ۱۹۵۲ء بمذکی الحج ۱۲۷۲ھ چہار شنبہ

آج مرآت کو دو بجے ہم لوگ مرآت پہنچے۔ یہ جگہ راج سے ۱۷ میل جا بجا مغرب ہے۔ سرکاری مہارت بنی ہے۔ سرکاری پولیس رہتی ہے کچھ دکانات ہیں۔ پانی کا سرکاری انتظام ہے پائپ۔ ۴ فٹ زمین میں گاٹی لگائی ہے۔ مشین کے ذریعہ پانی نکلتا ہے۔ ایک حوض بھرا رہتا ہے۔ ہم جب مرآت پہنچے تو مشین بند ہو چکی تھی حوض بھرا ہوا تھا۔ تمام حجاج اس صاف اور میٹھے پانی پر ایسے گرے بیسے تونس کے مارے اونٹ۔ ہم لوگوں کو یہ صاف شفاف میٹھا پانی دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی۔ جیسے عید کا چاند دیکھ لیا۔ میں تو یہ پانی دیکھ کر رو پڑا۔ آج پتہ لگا کہ پانی رب کی کسی نعمت ہے۔ اور شہداء کو بلا عرواقی سید الشہداء میں پیاس نے ان کی شہادت کو ہزاروں چاند لگا دیئے قریباً تین بجے مرآت کو میں نے ہاتھ منہ دھونے کی نیت سے دھو کیا۔ پانی سے استنجایا۔ منہ اور تہیم تک پہنچے ہی پڑھ لی تھی۔ تمام دن ہاتھ منہ دھونے سے جسم کا خراب حال تھا۔ پھر ریت پر سو گئے۔ آج صبح وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ کھانے کی فکر ہوئی۔ کیونکہ گئی وقت سے روٹی نہ کھا سکے تھے کل بسکٹ اور رہ سے دن نکال لیا تھا۔ بازار گئے۔ وہاں دو چار دکاں ہیں تھیں۔ ہمارا پاکستانی سکر کوئی نہ لیتا تھا۔ بمشکل مارشل اللہ داتا صاحب نے کچھ عراقی قس سے عربی ریال حاصل کیا۔ اور چنے خریدے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کچھ میٹھا قیلاہ موسٹے سے رملو لائے تھے۔ انہوں نے وہ نکال اور خوب عمدہ طرح ہاشمتہ کر کے ٹھنڈا پانی پیا۔



جگہ ٹھنڈا ہوا۔ پھر خوب اچھی طرح غسل کیا۔ کل احرام بندھنے کی امید ہے اس لیے آج کپڑے نہ بدلے انشاء اللہ کل احرام باہر ہیں گے۔ یہاں سے سہل قریب ہے۔ جو ہمارا میقات ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ مرآت ہی ایسے مجنوں کا مقام ہے یہاں ہی مجنوں کی قبر ہے۔ مگر پتہ۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس میں مجنوں بحالت جنوں رہتا تھا۔ فریٹانو نے صحیح شیخ کرم الہی صاحب مع سارے اسٹاف اور مع یقینہ بسوں کے مرآت پہنچے۔ ہم لوگوں سے ملے۔ وہ ہم سے مل کر ہم ان سے مل کر مہرت خوش ہوئے اور فوراً ایک ڈبہ کا دوڑھ۔ پائے کا ڈبہ کھانڈ وغیرہ ناشتہ کے لیے دیا۔ اور کھانا طیار ہونے لگا ہر مصیبت کے بعد راحت ہے۔ مرآت راستوں کا بکشن ہے۔ مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ۔ ریاض۔ راح کوستے یہاں سے نکلتے ہیں۔

تافلہ کی عٹ اور پی کپ اس قدر ناکارہ ہوئیں کہ پی کپ کو تو راح میں اور بس عٹ اس سے دس میل اسی جانب چھوڑنا پڑا شیخ کرم الہی صاحب نے ایک ٹرک ۱۲۰۰ روپیہ میں راح سے مکہ شریف تک واپسی کلایر پر لیا۔ اس میں عٹ بس کی سواریوں کا سامان لادادس روپیہ روز پر ایسا شخص مقرر کیا جو حج سے واپسی تک ان دونوں خراب شدہ موٹروں کی نگرانی کرے۔ غرضکہ معتقلہ سے مرآت تک کا سفر پورا انتحال ہے۔ آئندہ رب تعالیٰ خیر سے گذارے۔

## ۵ اگست ۱۹۵۲ء کی الحج سیرت یوم ثینہ

مرآت سے کل عصر کے وقت نماز پڑھ کر تافلہ کی روانگی ہوئی تھی۔ کچھ دور جا کر نماز مغرب میدان میں ادا کی۔ کچھ دور تو راستہ اچھا رہا۔ پھر ٹائروں کی چھونک کم کر دی گئی اور ریت میں موٹریں داخل ہوئیں۔ اللہ اکبر ایسا ریگستان پائی عمر میں کبھی دیکھا تھا۔ عصر کے وقت سے فونک موٹریں چلیں اور صرف کیا دن میل راستہ طے ہوا۔ تمام رات حجاج اتر کر موٹروں کو دھکے دیتے رہے اور کئی کمپنی پیدل موٹروں کے کھولنے میں مشغول تھے اس میدان میں تافلہ کے بریک ڈاؤن بالکل یکساں ہو گیا۔ اور کئی موٹریں خستہ

ہو کر وہاں ہی رہ گئیں۔ خود شیخ کرم الہی صاحب مع اپنے سارے سامان کے اس مقام میں پھنسے ہوئے پڑے ہیں۔ ہم نے خدا خدا کر کے نماز فجر کے بعد اس ریت سے نجات پائی۔ اوتین میل فاصلہ پر مقام خفت میں پہنچے۔ یہاں پختہ جھونپڑیاں ہیں۔ پانی بھی مل جاتا ہے۔ محمد حسین بٹ صاحب سکریٹری کمپنی اور حاجی صوفی محمد جمیل صاحب کی رائے یہ ہوئی کہ شیخ صاحب وغیرہم کا انتظار کر لیا جاوے مگر حجاج نے مانے۔ کیونکہ حجاج نے ارادہ کر لیا کہ کمپنی کی بسیں چھوڑ دی جاویں۔ اور مقامی ٹرک کرایہ پر کرنے لگے۔ ہم ریال سعودی فی کس اس شرط پر کرایا کیا کہ حج مل جائے۔ پٹھان حجاج تو مرتے مارنے پر تیار تھے۔ ان سلاط کے ماتحت ان سب نے خفت سے کوچ کا ارادہ کر لیا اور تانفویغیر بریک ٹوان اور بیغیر رہبر کے روانہ ہو گیا۔

آج ہمارا ہادی اللہ تعالیٰ۔ رہبر مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قریباً دو بجے دوپہر مقام دیوان میں پہنچے۔ یہاں آبادی اچھی ہے۔ باغ کھیت بھی ہیں۔ پانی صاف اور میٹھا۔ یہاں کمپنی کی طرف سے جلدی میں میدہ کا طود پکا کر حجاج کو دیا گیا۔ چونکہ چوبیس گھنٹہ کی جھوک تھی۔ سب کھا گئے۔ حالانکہ جلدی میں یہ سوہنسی کی طرح تھا۔ اس منزل دیوان سے پندرہول خرید کر بسوں میں بھر گیا۔ بعض حجاج نے دیوان میں پاکستانی نوٹ ریال میں تبدیل کر کے نوٹ کے اسی ریال ملے۔ ہم گھنٹہ وہاں قیام کر کے تانفوی روانہ ہو گیا۔

۶ اگست ۱۹۵۴ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم جمعہ

آج تمام رات سفر جاری رہا۔ قیام یا آرام یا کھانا پکانا یا کئی دیکھا گیا قریباً ۱۸ میل راستہ طے کر لیا۔ صبح قریب آدس بجے مقام دہینہ پہنچے یہاں کمپنی نے کھانا پکانے کا انتظام کرنا پایا۔ مگر حجاج نے انکار کر دیا اور سفر جاری رکھنے پر مصر ہو گئے۔ کیونکہ کل حج ہے آج شام تک سکتے معظمہ پہنچنا ہے۔ مقام ہسل پر احرام باندھیں گے اور وہاں ہی کھانا پکایا جاوے گا۔ آخر کار ڈرائیوروں کو صرف چائے پلائی گئی اور مارچ کرنے لگے۔

ڈرائیور اور حجاج عجیب عشق میں مغموز ہیں۔ کسی کو دکھ دوزی محسوس ہو رہی ہے۔ نہ کوئی تکلیف۔ ہر ایک کو جلد سفر کرنے کی وطن ہے۔ بول بولے مری سرکار کے۔

دن نیچے کے قریب المعامر پہنچ گئے۔ اور وہاں سے بھی بغیر کھکھائے بارہ بجے پورے  
 کو روانہ ہو کر عصر کے قریب ایک جگہ پہنچے۔ چھپرے کھائے۔ پھر ڈالہ اور وہاں سے بھی  
 چل دیئے۔ آج بس عین جنگلی میں خراب ہو گئی۔ اس سے حجاج رونے لگے کہ اب ہم  
 کہیں کے نہ رہے۔ انہوں نے میں ریاں فی کس کے حساب سے ایک ٹرک کرایہ پر لیا۔  
 اور ہم سے آئے۔

۷ اگست ۱۹۵۲ء سفر کی الحجہ ۱۲۷۳ لیوم شنبہ

آج کاوم رات بھر بغیر کھائے پیئے سفر کرتے رہے۔ ہمارا کمپنی نے ایک اور  
 ٹرک کرایہ پر لیا۔ حالہ اگر کوئی اور بس خراب ہو جائے تو اس کے حجاج تو اس کے حجاج اس  
 ٹرک میں سوار کر لیتے جاویں۔ اسے بھی خراب بنے۔ اس کے حجاج اسی ٹرک میں سوار  
 ہو گئے۔ نیز اس ٹرک نے ہمدانی رہبری کی۔ اور ہم عرب نعلانی کے فضل و کرم سے آج  
 عین صبح صادق کے وقت سہل پہنچ گئے۔ یہ ایک پہاڑی جگہ ہے۔ اس کو کتب فقہین  
 ذات عرق کہا گیا ہے۔ اب اس کا نام سہل ہے۔ یہ ہی اہل عراق کا میقات ہے۔  
 ہم نے نماز صبح پڑھ کر دو رکعت کید۔ احرام کی ترکیب بتائی۔ پھر غسل کیا۔ غسل کا اچھا انتظام تھا۔  
 میٹھا اور صاف پانی ہے غسل کے بعد احرام پہنا۔ جو کہ ہمارے ساتھ موجود تھا۔ ہم نے قرآن  
 کی نیت کی ہے۔ یہ قرآن شی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا۔ یہ حج و عمرہ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میں نے حج بدل کیا ہے۔ یہاں سے مکہ معظمہ باناب مغرب  
 پچاس میل ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ پاس کے بعد اس ہوئی۔

خیال رہے کہ اس جگہ جنگ خنیں واقع ہوئی تھی۔ سہل کے میدان کا نام خنیں ہے  
 یہاں ہی حضور نے ایک عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ اب بھی بڑا عمرہ کرنے والے یہاں آکر  
 احرام باندھتے ہیں۔ آج ہم کو دو مسئلے عجیب معلوم ہوئے ایک یہ کہ سہل سے ۲۰ میل پہلے اب منزل  
 آئی تھی۔ جس کا نام عشیرہ تھا۔ شیعہ حجاج وہاں ہی اتر گئے۔ اور کہا کہ ہمارا میقات یہی ہے  
 یعنی ہم یہاں سے ہی احرام باندھیں گے۔ یعنی ہم سے ۲۰ میل آگے ہی آہوں نے احرام باندھا۔  
 چنانچہ کمپنی نے ایک بس ان کے لئے چھوڑ دی۔

دو سو اسٹریڈر کہ بعض حجاج کو ہم نے دیکھا۔ کہ وہ احرام باندھے ہوئے سخت دھوپ میں بسوں کی پھتوں پر ننگے سر بیٹھے ہیں۔ اور بس میں سامان رکھا ہے۔ ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہ حجاج کشیدیں ان کے عقیدے میں بجائت احرام اپنے سر کو کسی سائبان وغیرہ کے نیچے رکھنا بھی منوع ہے۔ ہمارے ہاں تو سر پر کپڑا رکھنا جرم ہے بھان کے ہاں سچیرہ کا سائبان بھی منہ ہے۔  
 اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ بعد نصیحت کرم ابی اور شیخ حسام الدین صاحبان اور تمام قیام حجاج جو بیک تان میں پھنس گئے تھے۔ بحزیت کے معظمت پہنچ گئے۔ اور انہیں بھی حج کی نعمت مل گئی۔ شیخ حسام الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم کو دوبارہ زندگی ملی۔ ہم ریگ کی خونی آبرھی میں پھنس گئے تھے یونٹوں میں بہرچیز کو دن کر دیتی ہے۔ قدرتی طور پر ایک ٹرک ہم کو لے گیا جس نے ہمیں موت کے منہ سے نکلا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نماز عصر بیعت اللہ شریف میں پڑھی۔ ہم حجاج باب ابراہیم سے حرم شریف میں داخل ہوئے۔ کعبہ شریف کو دیکھ کر ہم سب کے آنسو نکل گئے۔ بعض لوگ رورور کر کہتے تھے کہ اے محبوب کعبہ تو کہاں تھا۔ ہم نے تیری طلب میں بہت خاک چھانی اور بیر مینے ہیں۔ آج یہاں آٹھویں بقرہ عید ہے۔ حجاج متی گوروا زہو چکے۔ تمام حجاج متی میں پہنچ چکے ہیں۔ تمام حجاج متی میں مقیم ہیں۔ کل حج ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ آج حرم شریف باطل خالی ہوگا۔ کیونکہ حجاج متی میں ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ جب ہم سارے قافلہ کے باب ابراہیم سے حرم شریف میں داخل ہوئے تو قریباً بارہ چودہ ہزار حجاج کا مجمع طواف کر رہا تھا۔

انسانوں کا دریا کیسے شریف کے آس پاس گھوم رہا تھا۔ اور کعبہ معظمہ زیچ میں سیاہ غلاف پہنے ہوئے عتی دہن کی طرح موجود تھا۔ ایسا منظر تھا کہ سُبْحَانَ اللہ یان میں نہیں آسکتا ہم لوگوں نے پہلے نماز عصر اپنی جماعت سے پڑھی۔ کیونکہ یہاں عصر ہو چکی تھی۔ ہمارے عرض کرنے پر جناب حاجی اللہ و تاج صاحب کنجاہی نے نماز پڑھائی۔ میں نے بعد نماز اپنے ساتھیوں کو سترے کا طریقہ بتایا۔ کہ پہلے اپنے احرام کا اضطباع کر لو۔ یعنی دایاں کندھا کھول لو۔ پھر طواف میں داخل ہو۔ سنگ اسود کو بوسہ دو۔ پھر چار چکر دوں میں اُتر کر دو۔ اور تین چکر معمولی رفتار سے ادا کرو۔ پھر صفاموہ دوڑو

حجاج نے ہم سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں اور ہمیں یہ ارکان ادا کر لیں۔ ہم نے کہا یہ غلط ہے۔ مطاف پہنچتے ہی تم سب بکھر جاؤ گے۔ یہاں ہی خوب سمجھ لو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم سب لکڑی کے مطاف میں داخل ہوئے۔ مگر داخل ہوتے ہی طواف کے ریٹے میں ایسے تتر بتر ہوئے کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ صرف حاجی اللہ تبارک و تعالیٰ دروازہ اور بابو اللہ و ماغریب پوری صاحبان میرے ساتھ رہ گئے۔ باقی کا پتہ نہ لگا کہ کون کہاں گیا۔ پھر عمرہ کا طواف کیا۔ صفامہ وہ کیا ہے۔ خوب سیر ہو کر زمزم کا پانی پیا۔ پھر طواف قدم اور سنی قدم کی۔ کیونکہ قرآن میں اولاد و طواف اور دوستی ہوتے ہیں

### ۸ اگست ۱۹۵۴ء ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ شنبہ

ان سعودی عرب میں ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ ہے۔ یہاں ہندوستان سے ایک دو دن کا فرق رہتا ہے۔ کل ذی الحجہ کو حجاج مٹی کی لٹوں روان ہو چکے ہیں چاہے تو تھا کہ ہم لوگ کل ذی الحجہ کو بعد نماز فجر منیٰ کو روان ہو جاتے۔ مگر ہم کل ۸ تاریخ بوقت عصر پہنچے اور فوس شب کو گیارہ بجے مٹی کی لٹوں پہلے۔ جیسے مٹی کے مزدلفہ قیام کیا۔ وہاں مسجد کے قریب جگہ ملی۔ وہاں نما سو گئے۔ سویرے چائے پیکر ہلا تھا فلاہی بسوں سے عرفات شریف روان ہوا اور قریباً سب صبح عرفات شریف پہنچے۔ ہمارے معلم سالم ہی ہو ہیں۔ جن کے پاس بیسٹ حجاج ہیں۔ ہمارے معلم نے ہم سب حجاج کی دعوت کی۔ گھی میں تلے ہوئے پڑے بیٹھے قوام کے ساتھ پیش کئے۔ جو بہت لذیذ تھے۔ پھر ایک نیچے دوپہر چاول و گوشت کھلایا۔ نماز ظہر کے بعد ہم نے آج اور کل کا پروگرام حجاج کو سنایا۔ آج ہی ہم کو ملتی تھی میاں اور حکیم سید بہار شاہ کے خطوط عرفات میں ملے۔ جن سے گھر کی خیریت معلوم ہوئی۔ اطمینان ہوا۔ حکیم صاحب نے جن مایوں کے واسطے دعا کو لکھا ہے۔ ان کے لینے اور تمام مسلمانوں کے لینے تو مائیں کی گئیں۔ رب تماٹ قبول فرمائے قاضی محمد حیات کے فرزند جو کہ بیمار ہیں۔ قاضی محمد افش صاحب۔ میاں نور حسین صاحب۔ محمد شفیق صاحب بلوچی۔ محمد شریعت صاحب ٹوپی والا۔ مرزا فرزند علی صاحب نور پوری اور خود حکیم صاحب وجد

مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں۔ محمد میاں سلمہ نے بھی دعا کے لئے لکھا ہے۔ ان کے اور تمام بچوں اور خود حکیم صاحب و مجدد مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں۔ رب تلے! انہیں بھی حج نصیب فرمائے۔ اور نیک و صالح بنائے۔ کسی کا محتاج نہ کرے۔

غرضکہ آج عرفات میں دعاؤں کا خوب سلسلہ رہا۔

عصر کے قریب سالم علی بیو کے کسی عزیز نے ہم سب حجاج کو نہایت رقت آمیز دعائیں اور بہت خشوع و خضوع سے عرفات میں سہم پڑھوایا۔ تمام کے آنسو جاری ہو گئے۔ بعد میں ہم حجاج نے کافی نذرانے دے کر انہیں خوب خوش کیا۔ اور پھر تمام نے اپنی اپنی بس کے ڈرائیوروں کو بطور انعام نقد کمیشن کی۔ کہ تم لوگوں نے بڑی محنت کی۔ تمہاری ہی محنت کی برکت سے ہم لوگ آج یہاں پہنچ گئے۔ ڈرائیور رو رو کر حجاج کو دعائیں دینے لگے۔ غرض کہ عجیب رقت انگیز منظر رہا۔ آج کی خوشی بیان میں نہیں آسکتی۔

### ۹ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۲ء شہرہ شہرہ

آج عرب میں، ذی الحجہ ہے۔ عروت سے فارغ ہو گئے ہیں۔ مزدلفہ جانا ہے۔ مگر جانے والوں کے ہجوم کا یہ عالم ہے کہ یہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ وہاں تک موٹریں ہی ہیں۔ ہماری کمپنی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کچھ دیر سے چلیں گے۔ کیونکہ راستہ میں جگہ نہیں ہے۔ اس لئے آفتاب ڈوبتے کے بعد حجاج کو کمپنی نے کھانا کھلایا۔ یہاں نماز مغرب نہیں پڑھی۔ کیونکہ آج ہم لوگوں کے لئے مغرب کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے پہ ہے۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد روانگی ہوئی اور ہماری موٹریں بھی بسوں کی لائن میں داخل ہو گئیں۔ قریباً تین گھنٹہ میں مزدلفہ پہنچنا نصیب ہوا۔ وہاں پہنچ کر ہم لوگوں نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے اپنی جماعت سے پڑھی۔ کنکر جمع گئے۔ اور سو گئے۔ صبح سویرے ہی اٹھے۔ نماز فجر پڑھی۔ پھر دعائیں کرنے رہے۔ طلوع آفتاب سے کچھ پہلے ہماری بسیں نئی نئی طرف روانہ ہو گئیں کچھ دور چلتی رہیں مگر پھر دو دو میل تک موٹروں کی تین لائنیں۔ دیواروں کی طرح قائم ہو گئیں۔ آگے بڑھنے کی جگہ دیکھتے ہی ہٹنے کی۔ ہم بہت بیزار ہوئے۔ آخر کار موٹریں چھوڑ کر پیدل حمرہ

عقیدہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ معلم صاحب کی طرف سے ہمارا کوئی انتظام کسی قسم کا نہیں۔ معلم صاحب کے ایک ملازم جنہیں سید مدنی کہتے ہیں۔ کو ہمراہ لیا۔ اور ہم حجاج جمرہ عقیدہ تک پہنچے۔ اللہ اکبر۔ یہاں لاکھوں کا ہجوم ہے۔ جمرہ عقیدہ پر نکل کر پڑھے ہیں۔ بڑا عجیب و غریب نظارہ ہے۔ اردہام کا یہ عالم ہے کہ اس مجمع میں پہنچ کر سب ساتھی بچھڑ گئے۔ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ جان کے لالے پڑ گئے۔ گر جانے اور یادوں میں روندہ جانے کا قوی اندیشہ تھا۔ عورتوں کا بڑا سال تھا۔ پیچ کر روتی تھیں۔ اور ہجوم میں چھٹی ہوئی تھیں۔ خدا خدا کر کے جمرہ کی طرف سات نکلے پھینک تو دیتے۔ خبر نہیں کہ کتنے لگے کتنے نہیں۔ رب تعالیٰ قبول فرماوے بہت ہی مصیبت سے ہجوم کو پھرتے ہوئے نکلے۔ اب کوئی ساتھی ہمراہی ساتھ نہیں۔ ہنشکل تمام سالم ملی ہو کے ڈیرے پر پہنچے۔ بہت بے انتظامی تھی۔

یہاں پر ڈیرہ تھا۔ قربانی کرائی۔ سر منڈوایا۔ نماز ظہر جماعت سے ادا کی۔ پھر ایک بس کرایہ پر کر کے حواف زیدات کے لیے کو مظہر پہنچے آج یہاں طواف اور آب زم زم پر ہجوم ہے پناہ ہے بہت مشکل سے زم زم آیا۔ مگر خوب سیر ہو کر بقصد تعالیٰ زم زم سے وضو کیا۔ پھر طواف کیا۔ سخت بھور تھی۔ کھجوریں روٹیاں کچھ کھوہ بازار سے منگوا کر نرم شریف ہی میں کھجور سے روٹی کھائی۔ اب زم زم خوب پیٹتے رہے۔ نماز مغرب کا وقت یہاں ہی ہو گیا۔ مغرب پڑھ کر دیکھا۔ کہ پوئیس کا ہر جگہ پہرہ مقرر ہو گیا۔ طواف سے حجاج کو روک دیا گیا۔ کعبہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور سترہ قمار وہ کی تھی بھی بند کر دی گئی۔ معلوم ہوا کہ پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد اپنے ہمراہیوں کے طواف کے لیے آئے ہیں۔ ان کے ساتھ کچھ عورتیں ہیں کچھ مرد۔ آخر وہ سب تشریف لائے۔ خانہ کعبہ کے امدار گئے جب اندر سے نکلے تب تمام حجاج کو طواف کرنے کی اس طرح اجازت دی گئی کہ کعبہ سے متصل وہ سب رہے اور کعبہ سے دور دیگر حجاج اس طرح طواف کر کے بر لوگ باہر نکلے اور بجائے پیدل چلنے کے جیپ کار پر بیٹھ کر صفارہ کی سہی کی پھر واپس چلے گئے۔

۱۰ اگست ۱۹۵۲ء کو ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم سبت منہ

آج منی میں اذیحا مانی گئی ہے۔ ہم لوگوں پر بھوک کا غلبہ ہے ہزار لگے۔ کھانا کھایا پھر مسجد شیعین کی زیارت کرنے حاضر ہوئے یہ مسجد منی کے کنارے پر واقع ہے۔ خوب دیکھے۔ بڑا صحن ہے۔ درمیان صحن میں ایک بڑا قبر ہے۔ حجاج نے اس مسجد کی بڑی بے حرمتی کر رکھی ہے تمام صحن میں خیمے لگے ہیں۔ جن میں کھانا پکا ناہور بنا ہے۔ اندرون مسجد حجاج سے بھری پڑی ہے۔ تل و دھرنے کی جگہ نہیں۔ ان لوگوں نے اپنے بستر لگائے ہوئے ہیں۔ گندگی کی حد ہو گئی۔ وسط صحن میں جو قبر بنا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کیا۔ گریہ غلط ہے یہ مذبح تو ایک پہاڑ کے دان میں ہے۔ بلکہ یہاں کھڑے ہو کر حضرت آدم علیہ السلام نے عبادات کیں۔ اور توبہ کی تھی۔ جو عرفات میں جیل زمت پر پہنچ کر قبول ہوئی۔ پھر یہاں کی زیارات کر کے بازار ہوتے ہوئے اپنے فرین پر واپس ہو گئے قریباً سب سے دو پہر کھنی نے حجاج کو کھانا کھلایا۔ کھانا کھا کر جموں کی رومی کے لیے روانہ ہو گئے۔ سب جہزہ اولی پھر جہزہ ثانیہ۔ پھر جہزہ عقبہ کی رومی کی۔ آج اگرچہ جو مکل سے کچھ کم تھا۔ مگر پھر بھی بہت تھا۔ جہزہ عقبہ پر بڑا ہی مجمع تھا۔ ان تینوں جموں کی رومی سے فارغ ہو کر قبل مغرب ہم وہاں آگے جہاں کھنی کی بسیں لائن سے کھڑی ہیں۔ یہ جگہ جہزہ عقبہ سے قریباً دو فرلانگ بجانب مغرب واقع ہے اس کے قریب ایک بڑا کنواں ہے۔ جس میں باؤلی ہے۔ پہاڑوں کا سسد دور تک پہنچا گیا ہے۔ آتے ہوئے راستہ میں ایک ٹرک برون کا بھلا ہوا تھا۔ سیٹھ محمد دین صاحب نے ایک ریال کا برون خرید کر اپنے ہمراہیوں کو ٹھنڈا پانی پلایا۔

## منی کے انتظامات

موجودہ حکومت نے حجاج کی آسائش کے لیے بہت اعلیٰ انتظامات کئے ہیں۔ جن کی مختصر فہرست حسب ذیل ہے۔



۱۔ تمام مٹی میں بجلی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ خصوصاً مسجد شریف میں بڑی عمدہ برقی روشنی ہے۔ اور ہر جگہ اس کی روشنی ہے۔

۲۔ مٹی شریف میں برف کا کارخانہ عارضی طور پر جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے برف عام مل رہا ہے۔ تین ریال فی اتر قیمت ہے۔

۳۔ مٹی شریف میں ہسپتال کا اعلیٰ انتظام ہے۔ سفید رنگ کی موٹر بسوں کی سیٹی خاص قسم کی ہے۔ ہر جگہ چھ رہتا ہیں۔ جن کا کام یہ ہے کہ جہاں کوئی حاجی بیمار ملے وہاں سے فوراً اٹھالیں اور ہسپتال پہنچا دیں۔

۴۔ ہندوستان کی حکومت نے بھی اپنا ہسپتال اور ڈاکٹر حجاج کی خدمت کے لیے مکہ شریف بھیجے ہیں۔ وہ مٹی میں بھی کام کر رہے ہیں۔

۵۔ حکومت پاکستان کی طرف سے بھی ہسپتال اور ڈاکٹر حجاج کی خدمت کے لیے کو معظرتے ہوئے ہیں۔ جو اپنے کام میں مشغول ہیں۔

۶۔ مٹی شریف میں پانی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ جگہ جگہ سیمیں نہریں کنویں اور نلکے قائم ہیں۔ گراس کے باوجود پانی کی قلت ہے۔ کیونکہ کنوئوں اور نموں پر اتنا ہجوم ہے کہ پانی نلک پہنچنا ناممکن۔ یہاں کے پشتیوں نے نموں کو گھیر رکھا ہے۔ یہ پشتی پانی فروخت کر رہے ہیں۔ فی گنتر ایک ریال حجاج کو ملتا ہے۔ ایک ریال سواروپرہ کا ہے۔

۷۔ مٹی شریف میں آمدورفت کے لیے سواریوں کا بڑا انتظام ہے۔ بسوں کا ریس بہت ہیں۔ بسیں ایک ریال میں اور کاریں دو ریال ہیں ایک شخص کو مکہ معظمہ پہنچا دیتی ہیں۔ وہاں سے واپسی بھی اسی کرایہ پر ہوتی ہے۔

۸۔ حجاز میں بھارت حکومت کا زبردست پروپیگنڈا ہر جگہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ہم نے مٹی میں خود ایک ضخیم کتاب دیکھی۔ جو انڈیا کی طرف سے عربی میں چھپی ہے۔ اور مفت تقسیم ہو رہی ہے۔ جس میں حکومت ہند کی بہت تعریف ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ حکومت کا مسلماناں ہند سے بہت ہی اچھا سلوک ہے۔ اسلامی ممالک سے بہت خوشگوار تعلقات ہیں۔ وہاں کے ارباب حکومت کے

فوٹو، ہندو مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات بذریعہ فوٹو دکھائے گئے ہیں۔ جو اہرسل  
ہندو کو سید جو اہرسل لکھا گیا ہے۔ اور بے حد تعریفیں کی گئی ہیں۔

۹۔ عرب میں بمقابلہ پاکستانی نوٹ کے انڈیا کے نوٹ کی زیادہ  
قیمت ہے۔ چنانچہ پاکستانی نوٹ پچاس یا پچیس ریال میں اور انڈیا کا نوٹ پچاس  
بانوے ریال میں فروخت ہو رہا ہے۔ البتہ پاکستانی پگلام نوٹ کی قیمت مکہ معظمہ اور منی میں  
۱۰۶۔۱ اور کبھی ایک سو سات یا آٹھ ریال تک ہے۔

ہندوستانی حجاج سے معلوم ہوا کہ انڈیا نے حجاج کے لیے پگلام نوٹ جاری نہیں کیے  
عامہ و جو نوٹ پر کوئی پابندی درگمی۔ حجاج جتنا روپیہ چاہیں ساتھ لائیں۔ نیز وہاں حجاج کے  
لئے کوئی کوٹہ مقرر نہیں۔ جتنے حجاج ہوں انہیں حج کی اجازت ہے۔ جہاز کا ٹکٹ  
برائے سانی مل جاتا ہے۔

## ۱۱ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ چہار شنبہ

ہم رات کو مشاہد پڑھ کر سو رہے۔ صبح سویرے ہی جاگے۔ جماعت سے فجر  
پڑھی۔ اور آج کے ارکان حج کو پروگرام اپنے حجاج کو بتایا۔ اور کہا کہ آج بہت سے  
حجاج صبح ہی رنی کر کے مکہ معظمہ چل دیں گے۔ آپ لوگ ایسا ہرگز نہ کریں۔ بعد نماز  
رہی کرو۔ پھر مکہ معظمہ جاؤ اور اگر آج رات کو یہاں ٹھہر گئے۔ تو پھر کل بیٹوں جہروں کی رنی کر  
کے باپ کپنی کی طرف سے چائے بسکٹ کا ناشتہ حجاج کو دیا گیا۔ آج عرب میں  
ذی الحجہ ہے۔ اور منی شریف کا آخری دن ہے لوگ صبح سے ہی رنی کر کے مکہ شریف  
چل دیئے۔ مگر یہ غلط ہے۔

لطیفہ عظیمہ | نجف شریف میں دو دو ہایوں کے ۸ سو روپیہ چوری ہو گئے تھے۔  
کپنی کی طرف سے انہیں دو سو روپیہ بطور امداد دیا گیا۔ پھر ہم لوگوں  
سے کہا گیا کہ آپ لوگ بھی کچھ ان کی مدد کریں۔ ہم کو تعجب ہوا کہ جو لوگ بیخدا کی امداد کو  
شرک کہتے ہیں۔ وہ آج کپنی سے اور ہم سے امداد کے کیوں خواہاں ہیں۔ خیر ہم لوگوں  
نے ان کے لئے چہرہ کیا۔ ہماری بس کے حجاج نے یہ کہہ کر چندہ دیا کہ یہ روپیہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا صدقہ ہے۔ جو آپ کو دیا جا رہا ہے مگر بعد میں پتہ لگا کہ ان بزرگوں کے پاس کافی روپیہ نہیں صدقہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے جمع کیا ہوا روپیہ دینے والوں کو واپس کر دیا گیا۔ لیکن یقین ہے کہ اگر یہ روپیہ ان صاحبوں کو دے دیا جاتا تو بے تکلف لے لیتے کہوں ان بزرگوں کے قول و عمل میں فرق دیکھا گیا ہے۔

## مٹی شریف کی زیارات

مٹی شریف میں حسب ذیل مقامات کی زیارتیں کرنا چاہئیں۔ ع مسجد البیعتہ  
 جہاں بیعتہ عتبہ واقع ہوئی۔ یہ جگہ مسجد خیف سے قریب ہی ہے۔ گلاب وہاں مسجد نہیں ہے۔  
 ۲ مسجد الکبش۔ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبح واقع ہوا۔ گلاب  
 وہاں مسجد نہیں ہے۔ صرف پہاڑ کے دامن میں یہاں ایک نشان سلبے جس کی  
 زیارت منجانب حکومت ممنوع ہے۔ ۳ مسجد خیف۔ مٹی کی مشہور  
 مسجد ہے یہاں بتغیروں نے نماز پڑھی۔ ۴ ادرتر۔ ۵ نیوں کی قبور بھی اس جگہ ہیں۔  
 ۶ غار مسلات۔ جہاں سورہ مسلات اتری۔ ۷ جگہ مسجد خیف سے قریب  
 پہاڑ میں واقع ہے۔ ۸ عرف مزدلفہ میں مشعر حرم۔ عرف میں مسجد نرہ مشہور جگہ ہے  
 یہ مقامات ضروری ہیں۔

۱۲ اگست ۱۹۵۲ء کو افی الحہ ۱۳۷۲ھ

رات کو قریباً ۱۱ بجے ایک مقام پر پہنچے۔ جس کا نام گہوہ خشکار ہے یہ ہمارا  
 قیام گاہ ہے۔ یہاں ایک وسیع کھلا میدان ہے۔ نیم کے درختوں کی لائن لگی ہے۔  
 بیت اللہ شریف سے قریباً ایک میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہاں  
 صرف تکلیف دہ رہی کہ نماز کے لئے بیت اللہ شریف دور سے جانا پڑتا ہے۔ باقی  
 امور کا بہت آرام رہا۔ یہ جگہ ٹھنڈی ہے۔ رات کو بعض اہل مکہ یہاں آکر سوتے ہیں۔  
 برف کا کارخانہ بھی یہاں سے قریب ہے۔

## ۱۳ اگست ۱۹۵۲ء کی الحجہ ۱۳۷۳ء یوم جمعہ مبارکہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ ہم لوگوں نے غسل کا انتظام کیا۔ اس جگہ نہر زبیدہ بھی قریب ہے اور کنویں بھی بہت ہیں۔ بعض کنوؤں کا پانی اتنا قریب ہے کہ آٹھ سے ڈول بھریا جاتا ہے۔ قریباً آٹھ دن کے ہم لوگ حرم شریف میں پہنچ گئے۔ طواف کیلئے آب زمزم پیا اور قریباً گھنٹہ پہلے ہی باب ابراہیم کے پاس بیٹھ گئے۔ حجاج کا ہجوم ہے اور تمنا سارا حرم شریف زرم شریف بھرا ہوا تھا۔ ٹھیک سواری پر بچہ خبیہ ہوا۔ امام حرم نے خطبہ نہایت فصیح و بلیغ پڑھا۔ جس میں اخلاق محمدی بیان کیا اور حجاج کو نصیحت کی کہ اللہ سے ڈرو۔ قیامت قریب ہے۔ اس کا خیال رکھو۔ اس مقام پر آنے کا فائدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انہماق سے متاثر ہو کر اپنے غریب و غریب نصیحت آمیز خطبہ تھا۔ پھر نماز پڑھی اور اپنے اپنے ٹھکانے پر واپس آئے۔ آج صرف ایک بار ہی طواف کا موقع ہے۔

## ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء کی الحجہ ۱۳۷۳ء یوم شنبہ

آج ہم لوگ مولانا عبدالودود صاحب چیلپوری اور بہائی احمد صاحب ریٹائر کاٹھیاواڑی کے ہمراہ مکہ کی زیارات کے لیے گئے۔ اور سب ذیل زیارتیں کیں۔  
 ۱۔ بیت ام لاتی۔ یہ حضرت ام ہانی کا مکان ہے۔ جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے۔ اب یہ حرم شریف میں داخل کر لیا گیا۔ اس جگہ کا نام باب اہمان ہے اور اسٹوری اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سے اہم موقعوں پر مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ یہ جگہ باب الصفا کے قریب ہے۔  
 ۲۔ بیت ارقم۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے شر سے بچنے کے لیے محفوظ رہے۔ اس ہی جگہ سے ناعمر رضی اللہ عنہما ان لائے یہ جگہ صفا سے چند قدم جنوب مڑو ہے۔ ایک گلی اسی ہے۔ جس کے کنارے پر یہ واقع ہے۔ اب یہاں مدرسہ ہے ہم نے دو بار صلاۃ و سلام پڑھا اور وہاں

کے خدا کو نکلنے اور پیش کیے۔ مولانا حضرت فاطمہ۔ یہ حضرت خدیجہ کا مکان ہے۔ یہاں ہی حضرت فاطمہ زہراؑ پر یہ لوگوں میں یہ جو عداوت کشائیں ہیں سبزی مٹکی کے داہنی فون ہے اب یہاں مدرسہ بنا دیا گیا ہے۔

۵۔ مولانا حضرت علی۔ اس جگہ حضرت علیؑ مرتضیٰ پیدا ہوئے۔ یہ ابو طالب کا مکان تھا۔ یہ جگہ محلہ علی میں واقع ہے۔ اب اس جگہ کوئی عمارت نہیں۔ جو تھی وہ وہ دو باسیوں نے گرا دی۔ بلکہ یہاں غلامت کے ڈھیر لگے ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ علی مرتضیٰ کو بیت اللہ میں دروزہ شروع ہوا۔ اور یہاں اگر علی مرتضیٰ کی ولادت ہوئی۔ اس وجہ سے مشہور ہے۔ کہ آپ کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ دروزہ حقیقہ پیدا کعبہ شریف میں ناممکن ہے۔ ۶۔ عت۔ مسجد النبی علیہ السلام۔ اس جگہ کے متعلق مشہور یہ ہے کہ یہ حضور کی جائے ولادت ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ یہاں چھوٹی سی مسجد ہے۔ محمد سوق العیال میں واقع ہے۔ جو مولانا کے قریب ہے۔

۷۔ مولانا النبی۔ حقیقتہً یہی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے۔ یہاں پہلے قبر بنا ہوا تھا۔ جو نجد کی حکومت نے گرا دیا تھا۔ پہلے یہاں میدان تھا۔ اب یہاں لائبریری بنا دی گئی ہے۔ جانتے دلے زیارت کرتے ہیں۔ یہ جگہ محلہ سوق العقیل میں واقع ہے۔ عن بیت ابی بکر۔ یہ گھر مذکور کہا میں واقع ہے۔ اس جگہ حضرت عائشہ صدیقہ کی ولادت ہوئی۔ اسی گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ اب اس جگہ نیچے دکانیں اور اوپر مسجد ہے وہاں ایک بنگالی امام ہیں۔

۹۔ جنت معلیٰ شریف۔ یہ مکہ معظمہ کا بڑا پارہ قبرستان ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ جن کے درمیان میں مرگ چلتی ہے۔ آخری حصہ میں حضرت خدیجہ الکبریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ پاک کی قبر شریف ہے۔ جہاں سے حضور اقدس کی ساری اولاد ہے۔ سوا حضرت ابراہیم کے۔ یہاں نجدیوں کا سنت پہرہ ہے۔ کسی کو قبر شریف کے پاس جانے نہیں دیتے۔ بلکہ دروازہ بند رکھتے ہیں۔ ہم لوگ دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔ کہ ایک نجدی اندر سے نکلا۔ اس کے لیے دروازہ کھلا۔ ہم میں سے ایک نوجوان حاجی یہ کہتا ہوا زور سے قبر

شریعت کی طرف بھاگا۔ اسے میری مال میں کچھ پر صدقے۔ اور تہذیب کے پتھروں سے لپیٹ گیا۔ اس کے اخلاص کا ایسا اثر ہوا کہ نجدی سپاہی بھی روپڑے اور ہم لوگوں کو بھی زیارت کی اجازت دے دی۔ عجیب رقت انگیز نظارہ تھا۔ کچھ فاصلہ پر بنائب مشرق حضرت ہاشم چدر رسول صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم کے مزارات ہیں مگر سب ٹوٹے پڑے ہیں۔ عا مزار حضرت عثمان ہارون جو نجا براجمیری کے مُرتد ہیں یہ بگڑا شریف محل کے قریب واقع ہے۔۔۔۔۔

ع۱۱ مسجدِ جن۔ یہ مسجد عثمان ہارون کے مزار اور جنّتِ معلیٰ کے درمیان ہے۔ یہاں ہی جنات نے اکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآنِ مناجس کا واقعہ سورہ جن میں مذکور ہے۔ مگر یہ مسجد متقلّیٰ تھا ہے ع۱۲ مسجدِ بلال۔ یہ مسجد کوہِ صفا کی پوٹی پر واقع ہے۔ یہ آج وہ جگہ ہے۔ جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ یہ مسجد بند پڑی ہے۔

ع۱۳ شقِ القم۔ یہ جگہ صفا پہاڑ پر مسجدِ بلال سے قریب آسپاس تھرم کے فاصلہ پر ہے۔ اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر چاند چیر کر دو ٹکڑے کئے۔ اس جگہ مسجد تھی جو اب گرا دی گئی ہے۔ بلکہ اب اس جگہ کی زیارات بھی قانوناً ممنوع ہے۔ واقعاً کسی نہ کسی ترکیب سے زیارات کر ہی لیتے ہیں۔

## مکہ معظمہ کے موجودہ حالات

ع۱۴ موجودہ وقت میں مکہ معظمہ کے عام لوگ الدار ہیں۔ سونے کی کان اور مٹی کا تیل نکلنے کی وجہ سے حالات میں بڑا فرق ہو چکا ہے۔ ع۱۵ مکہ معظمہ کے بازار پر ہندوستانی مال کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ہر جگہ ہندوستانی پیر اور ہندوستان کی مصنوعات ہی دکھائی دیتی ہیں۔ ہندوستانی پیر اور ہندی مال نہایت رستا ہے۔ سطح ہزار کا شمار ہو گا۔ ہم روپیہ کا ہے ع۱۶ مکہ شریف میں ہندوستانی سک کی بہت تھری ہے۔ چنانچہ وہاں کا سوکا نوٹ۔ ۸ ریاں تک بک جاتا ہے۔ لیکن پاکستانی سوکا نوٹ ۶۵ ریاں کا ہے۔ ع۱۷ مکہ شریف میں ہندوستانی پروپیگنڈہ بہت زیادہ ہے۔

۵۔ کہ معظمہ بلکہ سارے عرب کے دلوں میں پاکستان اور پاکستانیوں سے بہت محبت ہے۔

۱۴ اگست ۱۹۵۲ء ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ یوم شنبہ

آج رات کاٹھیاواڑ کی یہی حضرات نے میلاد شریف کی مجلس منعقد کی۔ مجھ کو اور مولانا محمد بشیر صاحب کو شب کے وقت حاجی ابو بکر ریشم والے اور حاجی احمد کراچی والے کا رہیں اپنے ڈیرہ پر لے گئے۔ جہاں علی کا خاص انتظام تھا۔ صبح بہت کافی تھا نہایت نفیس شربت جس میں پستہ بادام الاچی فالودا وغیرہ تھا۔ سب کو پلایا گیا۔ درمیان مجلس میں پڑوسی کے مکان سے پتھر آئے معلوم ہوا کہ وہ دہلی ہیں۔ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں سن سکتے کہتے تھے پرسکون ہوا۔

۱۵ اگست ۱۹۵۲ء ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ یک شنبہ

آج سوار ملتان اور نوابی کے کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ ہماری بھاری وچ نور جہاں بیگم کا خط نواب شاہ سندھ سے آیا۔ جو نہایت سوز و گداز سے پڑھا۔ کاغذ کسوڑوں سے تر تھا۔ حضور کی بارگاہ میں عرض و معروض تھی۔ اس سے دل پر خاص اثر ہوا۔ جو سننا تھا روتا تھا۔ اس کا تسلی بخش جواب آج دیا گیا۔ جس میں ایک شعر تھا۔

سایر رحمان سن تو

والی قرآن سن تو

صدقہ تم پر جان سن تو

اے میرے سلطان سن تو

مولانا سلیم محمد مختار صاحب اور حاجی فضل حسین صاحب گجراتی سے عفات ہوئی۔ یہ حضرات احمد رضانی معلم کے گھر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

۱۵ اگست ۱۹۵۲ء ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ دو شنبہ

ہم آج ملتان سے فارغ ہو کر اپنے ڈیرہ پر آ رہے تھے کہ حضرت مولانا مختار اشرف صاحب عرف محمد میاں زینب سجادہ چھوچھہ مقدسہ و حضرت

شاہ مصطفیٰ میاں صاحب کچھوچھو شریف - و مولانا قدیر میاں مولانا محسن میاں صاحبان کچھوچھوئی سلطنت مرہٹوں سے لڑتے ہوئے - بہت خوشی ہوئی - دل کی کھل گئی - یہ حضرات بہت محبت اور تواضع سے پیش آئے - رب تعالیٰ انہیں جزا بخیر دے - ان حضرات سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں حجاج پر کوئی پابندی نہیں - نہ حجاج کا کوڑا ہے نہ وہاں حج ٹوٹ جا رہا ہے - تیسرے درجہ کا مسافر چوبیس سو ۲۰ روپیہ لاسکتا ہے - وہاں حج کے لیے کوئی خاص ٹوٹ نہیں دیتے جاتے - وہاں عام ٹوٹ دیتے جاتے ہیں - جو وہاں مروج ہیں - ان حضرات کا پورا فائدہ کچھوچھو شریف سے آیا ہے -

۱۱ اگست ۱۹۵۲ء از کی الحجہ ۱۳۷۲ھ پورم شہینہ

آج صبح ولولہ پیدل ہوا کہ طائف شریف - حاضری دکی حاوے - ہم سات حجاج فجر کے اول وقت کیمپ سے نکلے - فجر کی نماز حرم شریف میں ادا کر کے جنت منی پہنچے - جو مکہ شریف کا قبرستان ہے - وہاں سے ہی طائف طائف شریف کی بسیں ملتی ہیں - چھریاں فی سواری کے حساب سے بس کرایہ پر ملی اور روانہ ہو گئے - پانچ گھنٹے میں طائف پہنچ کر وہاں نماز ظہر ادا کی -

## طائف شریف کے حالات

۱ طائف شریف مکہ معظمہ سے ۷۰ میل جنوب مشرق واقع ہے - اہل کے راستے سے جانا ہوتا ہے - جو اہل عراق کا میقات ہے - یہاں سے ہم نے احرام باندھا تھا - طائف شریف ہند کی پراچہ ہے - یہاں گرمی بالکل نہیں - اس گرم موسم میں بھی رات کو کچھ ٹھنڈک ہوتی ہے -

۲ طائف شریف میں سبزیاں پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں - یہاں سبزی بہت ارزاں ہے - انجور - انار - بی - انجیر - تھوڑا کھیل سے یہاں قروش کہتے ہیں - بہت ہیں - اور سستے بھی ہیں - انکو ڈھائی ریال آگے - انار فی ریال چھ



عہد تک ل جاتے ہیں۔ زرہ کو بھی بازار میں دیکھے گئے۔ طائف شریف میں پانی کے چشمے بہت ہیں۔ پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہوتا ہے۔ برف کی ضرورت نہیں۔ غرضکہ طائف حجاز کا گویا کوہ مری یا شملہ ہے۔ طائف شریف میں ہر جگہ تا حد نظر سبزہ دکھائی دیتا ہے چھوٹا سا شہر ہے۔ مگر بہت خوبصورت ہے۔ طائف شریف میں پتیریا ارزاں اور لوگ بہت خوش اخلاق ہیں۔

## طائف شریف کے زیارات

۱۔ روضہ عبداللہ ابن عباس۔ یہ روضہ مسجد ابن عباس کے دائیں ہاتھ دروازہ سے متصل واقع ہے۔ یہاں حضرت سید الامت مفسر قرآن سیدنا عبداللہ ابن عباس اور حضور کے قریب دار جہد حضرت طیب و طاہر آرام فرمائیں۔ اس مسجد کو وہاں کے لوگ حرم شریف کہتے ہیں۔ اس قبر شریف کی زیارت کرنا۔ بلکہ ادب منکر کے بیٹھنا فاتحہ پڑھنا نجدیوں نے بند کیا ہوا ہے۔ ہر وقت پورس سر پر سوار رہتی ہے۔ بعد نماز مسجد بند کر دی جاتی ہے اس کے باوجود یہ جگہ خاص و عام کا مرجع نبی ہوئی ہے۔ یہاں حاضر ہو کر نیت سکون حاصل ہوا۔ بشکل تمام فاتحہ اور دعا پڑھی۔ نماز ظہر و مغرب آج اسی مسجد میں پڑھی۔ عوام مسجد میں جگہ طائف شریف سے ایک میل پانچ جنوب مقام تتر واقع ہے۔ پہلا رنگ ہے ایک مینارہ افان کے نیچے ہے۔ برابر میں آب جاری کا چشمہ ہے۔

۲۔ بیر بنی۔ یہ کنواں مسجد علی سے شرقی جانب واقع ہے یہ وہ کنواں ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف کے موقع پر لعاب دہاں شریف ڈالا۔ جس سے اس خشک کنویں میں پانی کی فراوانی ہو گئی آج کل اس کنویں میں بہت پانی ہے۔

۳۔ مسجد نبی۔ یہ مسجد صوفی سی مسجد۔ مسجد علی سے دو سو تھم پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہ وہ مسجد ہے۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ طائف کے وقت نماز پڑھی۔ اس کے کنارہ پر بیٹھ پانی کا جاری چشمہ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ یہاں ایک بلوچ امام ہیں۔ عہد حجازی۔ یہ پتھر سی مسجد کی دیوار میں نصب ہے۔

اس کے متعلق یہ مشہور ہے۔ کہ اس پتھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پنجواں درکنہ شریف کا اثر نشان موجود ہے۔ حکومت نجد نے اسے دیوار مسجد میں بن کر رکھا ہے۔  
 عت روضہ حضرت عکرمہ۔ یہ جگہ مسجد النبی سے دو میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر حضرت عکرمہ ابن ابو جہل کا مزار ہے۔ جو شکستہ حالت میں ہے۔ وہاں جانا ممنوع ہے۔ پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹی سی بٹھا آباد تھی جو اب ویران ہے۔ یہ تمام مقامات متنبہ تہی ہیں۔ تنہا ایک چھوٹی سی بستہ ہے جو طائف بصر سے ایک میل جانب جنوب ہے۔ اس کے اور طائف کے درمیان ایک خشک نالہ ہے جسے میل کہتے ہیں۔ اس میل کے کنارے کنارے ہم لوگ وہاں پہنچے کبھی میل میں اتنا پانی آتا ہے کہ اس پاس کی بستیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ یہ نالہ مدینہ منورہ تک پہنچتا ہے۔  
 عت جبل منزالہ۔ یہ طائف شریف سے ایک میل دور جانب مغرب ایک پہاڑ ہے۔

اسکی پہاڑ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پتھر ہے۔ نبی جلیل پچاس لاکھ نے عکرمہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی کہ میرے آٹا ہی بچے پیدا ہوئے ہیں۔ میں ادھر چلی آئی تھی لگژنتار ہو گئی۔ حضور نے اس یہودی کو ضمانت دی کہ اسے چھوڑ دے یہ توں کو دودھ پلا کر بھی واپس آسا دے گی اگر د آئی تو ہم قیمت دے دیں گے۔ اس نے چھوڑ دیا۔ ہر نبی جا کر دودھ پلا کر مع چول واپس آئی۔ اس یہودی نے عرض کیا کہ جسے آپ نے آزاد کر دیا۔ اب میں نہ کپڑوں گا۔ اور اسلام لے آیا۔ وہ واقعہ اس پر ہوا۔

عجیب مجموعہ۔ مشہور یہ ہے کہ اس ہرنی کو دودھ اس پہاڑ پر پکت گیا۔ ایک تھرتی بوٹی پیدا ہوئی اب تک اس جگہ کسی کسی کو ملتی ہے یہ بوٹی میرہ کا کام دیتی ہے۔ آنکھوں کو بہت مفید ہے۔ لمبی ڈنڈی سر شنگ کی ہوتی ہے۔ ہم نے بہت تلاش کی۔ مگر نہ مل سکی۔ بعد میں حاجی عبدالعزیز صاحب کا ٹھیا اور ی کے ذریعے نصیب ہوئی۔ یہ بستان گی۔ یہ ایک چھوٹا سا باغ ہے۔ جو مسجد کے قریب واقع ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باغ تھا۔ جو آپ نے مسلمانوں کے لئے وقف فرادیا۔ اس میں ہمارا گورا نیچے کے بہت درخت ہیں۔  
 ۱ وادی النمل۔ یہ وہ جنگل ہے جس میں لشکر سیدمانی پہنچا تھا اور چوٹیوں

کی سردار نے اپنی تمام بیوی بیویوں کو سوراخوں میں گھس جانے کا حکم دیا تھا۔ جس کا پورا پورا واقعہ قرآن  
سورہ نعل میں مذکور ہے۔ یہ جگہ طائف شریف سے قریب ۷ میل جہان مغرب ہے۔  
منہ وادی سلیمان۔ اس جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اترتا تھا۔  
یہ جگہ وادی النہد سے قریب ہی ہے یہ تو طائف شریف کے خصوصی مقامات کا  
ذکر تھا۔ درنہ طائف شریف کا ہرگز زیارت گاہ ہے کیونکہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے بار بار قیام فرمایا۔ اور یہاں اسلام کی بہت سی بیخ ذراں۔

۱۸ اگست ۱۹۵۳ء کو ذی الحجہ چہار شنبہ

آج ات طائف شریف میں پاج عبدالغفور صاحب ساکن راولپنڈی کے  
دولت خانہ پر قیام رہا۔ آپ کے فرزند عبدالرحیم صاحب ساعاتی بڑے دولت  
مند ہیں۔ گزریوں کی دکائیں۔ طائف۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ میں اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ آپ  
نے بہت شاندار مہمانی کی اور آپ ہی کی رہنمائی سے ہم کو یہ متبرک مقامات معلوم  
ہوئے آج صبح چائے پی کر ہم لوگ پھر مسجد ابن عباس پر حاضر ہوئے دینے کے حرم شریف  
بند ہو چکا تھا۔ مگر فضل خداوندی سے پولیس کے سپاہی نے ہمارے لئے  
دروازہ کھول دیا اور داخل پڑنے کی اجازت دے دی قندہی کو منہ کئے ہوئے ہم نے فاتحہ  
پڑھا دعا مانگی اور حاجی عبدالغفور صاحب کے مکان پر آگئے۔ کھانا کھا کر لاریوں کے اڈے  
پر آئے اور دریال دے کر مکہ معظمہ چل دینے سے اس بس کا ڈرائیور بہت تیز رفتار تھا۔ ایسے  
پہاڑی علاقہ میں چالیس پچاس میل کی رفتار سے بس لایا جاتے پانچ گھنٹہ کے پورے پار گھنٹہ  
میں مکہ معظمہ پہنچا دیا ہم نے نماز ظہر حرم شریف میں ادا کی۔ چونکہ نیکھے ہوئے تھے اس لئے  
آج رات بھر کیمپ میں قیام کیا۔

۱۹ اگست ۱۹۵۳ء کو ذی الحجہ ۲۷ یوم ۵ شنبہ

آج رات کے قریب اڈھائی بجے ہم سب کو اٹھایا گیا کہ چلو مغیرہ صاحب کی طرف  
سے تحقیقات کے لئے ایک پاکستانی آفیسر آیا ہے اپنے بیان دوہم لوگ  
اٹھے۔ حاجی نے انہیں گھیر لیا۔ اور اپنی اپنی شکایات لکھوائیں شکایت کی تھیں ہر وجہ کریں۔

آج صبح حجاج نے آفر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کو بذریعہ جہاز واپس کیا  
 ہاؤس۔ انہوں نے حکم دیا کہ دروازہ بڑھے حجاج کی فہرست طیارہ کرو۔ چنانچہ ان کی فہرست  
 تیار ہو رہی ہے۔ غالباً انہیں جہاز سے بھیجا جاوے گا۔ باقی حجاج سے کہا گیا کہ اپنی ذمہ داری  
 دہانے خرچ پر جہاز سے جاویں۔ جہاز غالباً دو ماہ کے بعد ملے گا۔ اس پر حجاج خاموش ہو  
 گئے۔ کیونکہ اب حجاج کے پاس پلگم نوٹ بھی تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔

آج دوپہر میں حاجی احمد صاحب یہ سڑ اور حاجی عبدالشکور صاحب مقیم کراچی کے  
 ہاں قیام رہا۔ انہیں کے ہمراہ نماز ظہر و عصر اور آج خدا کے فضل سے سنگ اسود کے  
 ٹوکے اور مقام ابراہیم پر نماز نہایت آسانی سے پڑھی ہوئی۔ کیونکہ حجاج کا ہجوم بہت کم ہو گیا  
 ہے۔ معلم محمد رمضان صاحب کے ہاں مٹھل میلاد شریف منعقد ہوئی۔

۲۰ اگست ۱۹۵۴ء ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ چونکہ حرم شریف میں ہجوم زیادہ ہو گا۔ اس لیے مسجد جانے کی  
 کوشش کی جا رہی ہے ہم درسیٹھ نمبر دیں صاحب گجراتی اور ابوالاشرہ و تانا صاحب ماسٹر اللہ دانا  
 صاحب اور دیگر ساتھی تقریباً اسیٹھ دوپہر حرم شریف میں پہنچ گئے۔ خیال تھا کہ اب ہونکہ بہت  
 حجاج باہر چلے ہیں مگر کچھ ہلکا ہو گا۔ مگر سبحان اللہ تمام حرم ایسا بھرا ہوا تھا کہ کہیں تل دھرنے کی  
 جگہ نہ تھی۔ کئی لاکھ کا ہجوم تھا ڈیڑھ بجے دوپہر خطبہ شروع ہوا۔ آج کا خطبہ بالکل دلایا د تھا۔ جس  
 کا خلاصہ یہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بالکل نہ کر صرف یہ اللہ اور رسول کہ دیا کرو۔  
 قبروں پر عمارت نہ بناؤ۔ آج کل سارے مسلمان بالکل ویسے ہی مشرک ہیں۔ جسے پہلے  
 یہود و نصاریٰ مشرک تھے۔ غرض کہ کوئی بات ٹھکانا دی گئی۔ شرک اور کفر ہی تقسیم کیا۔  
 خدا خدا کر کے یہ خطبہ ختم ہوا۔ اور نماز ہوئی۔ ہم لوگ اپنی کپتی کی بس میں کیمپ  
 میں واپس ہوئے۔ آج مجھے کچھ دستوں کی شکایت ہے۔ اس لیے عصر کے وقت میں  
 حرم شریف گیا اور بعد مغرب طواف کر کے حاجی احمد صاحب یہ سڑ کے ہاں کچھ  
 قیام کر کے کیمپ واپس آئے۔ آج تین بار حج اسود کا پوسہ نصیب ہوا۔ کیونکہ آج  
 طواف میں ہجوم کچھ کم تھا۔

۲۱ اگست ۱۹۵۴ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یومِ شنبہ

آج تقریباً ۵۰ برس سے حجِ شریف میں طواف کے لیے ساری سالہی طواف ہکا تھا جو کم مٹنا  
سنگِ سود کے پورے کئی انصیب ہوئے۔ دوپہر کو اعلان ہو گیا۔ کہ آج مدینہ منورہ کو روانگی ہے۔ اپنی  
اپنی تیاری کرو۔ جانا اپنے سالانہ سون پر رونے میں مشغول ہوئے۔

۲۲ اگست ۱۹۵۴ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یومِ یکشنبہ

آج مشبہ پتلیں بیت کے مطابق ہم نے طواف و دعا کیا۔ حجِ شریف میں توکل  
عصر سے پہلے پہنچے تھے۔ نفل طواف کے سنگِ سود کے پورے انصیب ہوئے  
بعد مغرب طواف و دعا کیا۔ زمر مر گیا۔ بابِ اوداع تک اٹھنے پاؤں پھرے۔ کعبہ شریف کو  
حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ دعا تھی کہ مولے  
پھر یہاں کی حاضر کی نصیب فرما۔ ہم لوگ اپنے ال و دیال کے ہمراہ حاضر ہوں۔ پھر ڈیرے پر  
آگے کچھ دیر سوکرات کے آخری حصے میں مکر مغرے سے کوچ ہو گیا۔ صبح ۹ بجے جدہ پہنچ گئے۔  
یہاں ڈاکھڑی کے نیچے قیام کیا۔ یہاں ایک ڈاکھڑی کینیڈا کا دوسرا حکومت پاکستان کا اسٹیمپر ہوا کہ بڑھوں اور میاروں کا  
ممانعت کے جوڈاریوں سے سفر کرنے کے قابل نہ ہوں انہیں حکومت کے خرچ پر جہاز سے  
لگا چکی سمجھا جاوے۔ بستر تیار اور بڈھے تھے جن میں سے اکیس ۲۱ پہنچے گئے۔ باقی لوگوں کے  
لیے اٹھان ہوا کہ جو بھی جہاز سے جانا چاہے۔ وہ اپنے خرچ پر جہاز سے جا سکتا ہے۔ اس سفر  
پر حجاج میں سے بہت سے لوگ اس پر آمادہ ہو گئے۔ سڑک کی پوری کس نے سالانہ اٹاریٹے۔  
کہ سالانہ یہاں منزل حجاج پر چھوڑا جائے گا اور مدینہ شریف سے واپس ہو کر اپنا یہ سالانہ لے کر  
جہاز میں سوار ہوا میں کے یہ حال دیکھ کر پھر سفارت خانہ پاکستان کی طرف کہا گیا کہ بائیس ۲۲ جہاز حجاج پاکستان  
سے تیار جہاز جدہ پہنچے ہیں۔ اولا وہ پہنچائے جائیں گے۔ پھر آپ لوگوں کو اگر موقع ہو اتنا  
پہنچاؤ پا جاوے گا۔ کم از کم ارٹھانی مسینہ آپ کو جدہ میں ٹھہرنا ہوگا۔ اس پر تمام آن  
حجاج میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی اور دوبارہ سالانہ پاؤں خواستہ یسوں پر چڑھا لیا۔  
ان میاروں سے کہا گیا۔ کہ آپ لوگ اب مدینہ منورہ نہیں جا سکتے۔ یہاں جدہ میں قیام  
کریں اپنا خرچ کریں اپنے ٹکٹ پر جہاز سے جا دیں۔ پھر حکومت پاکستان سے مطالبہ کریں

جب موقعہ ہوگا۔ تب آپ لوگوں کو کراہ دے دیا جائے گا۔ جتنا حکومت چاہے  
گی اتنا خرچہ دے گی۔ یہ بیمار اور بڑھے اس اعلان سے گھبرا گئے۔  
بے چارے ٹھیک دوپہر ہی دو میل چل کر سفارت خانہ پاکستان پہنچے اور معذرت کی کہ  
ہم کوسوں سے ہی چلنے کی اجازت دی جاوے جو حال بھی ہو۔

اس عرض پر سفیر صاحب نے فرمایا کہ اچھا فی الحال آپ لوگ مدینہ پاک جاویں  
اور اگر حکومت نے چار سو (۴۰۰) روپیہ فی کس کپنی سے دلوانا منظور کیا۔ تو آپ کو  
مدینہ پاک میں الملاح دی جاوے گی۔ ورنہ آپ لوگ بسوں سے پاکستان چلے  
جاویں۔ یہ لوگ غصیت جان کر پھر اسی گرمی میں واپس آئے۔

شیخ کرم الہی سے عرض کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اب ہم آپ لوگوں  
کو بسوں میں جیب لے جا سکتے ہیں کہ آپ لوگ تھری برسوں کے ہم اپنی ذمہ داری پر  
بس سے سفر کر رہے ہیں اگر راستہ میں مرحادیں تو کپنی یا حکومت پر کچھ ذمہ نہیں۔  
ان لوگوں نے یہ تخریر دے دی اور سب جان کپنی کی بسوں سے مدینہ منورہ چلنے  
کے لیے تیار ہو گئے۔ اس کارروائی میں تمام دن جدہ میں نکل گیا۔ آج جدہ میں غصہ  
کی گرمی بھی ہے۔ پینہ تنگ نہیں ہونا۔ زہی مصیب سے یہ دن کشا۔ بمشکل  
تمام قریب مغرب قافلہ مدینہ پاک کی طرف روانہ ہوا

## جدہ کے موجودہ حالات

آج کل جدہ بہت شاندار شہر ہے۔ امریکی لہرز کی شاندار کوشیاں پیشا۔  
بن چکی ہے۔ مکہ معظمہ سے جدہ تک ٹک کی پختہ سڑک ڈرامو کی تیار ہو چکی ہے  
جگہ جگہ دوروید درخت ہیں عمدہ بجلی تار۔ ٹیلی فون کا اعلیٰ انتظام ہو چکا ہے  
جدہ میں پانی کا بہت اعلیٰ انتظام ہو چکا ہے۔ ہر گھرانے تک گے گئے ہیں  
پانی عام ہے جو صنعت ل رہا ہے۔ جدہ میں عام ممالک کے سفراء کی کوشیاں ہیں جو  
بہت شاندار ہیں۔ جدہ کو شہین سے پہنچ جانے پر یہاں قباہت اکل مشرق کی طرف رہے۔

عہدہ میں اس برس میں سخت گرمی ہوتی ہے مگر معطر اور بخور کے درمیان باغات  
بہت سرسبز موجود ہیں۔ جدہ میں حاجی اکیمپ بہت وسیع اور خوبصورت تعمیر ہوا ہے عشیقہ  
سے قریباً ۹۰ میل یا ربع کی طرف سرسبز بھنڈی کی تیار ہو چکی ہے۔

۲۳ اگست ۱۹۵۳ء ۳۷۳ شنبہ

آج شہرناشب میں جدہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانگی ہو گئی راستہ میں دو منٹریں  
چھوڑتے ہوئے تیسری منزل رابغ پر قیام کیا۔ جدہ سے رابغ جانب شمال ۹۶ میل واقع ہے۔ رابغ  
سڑک پر بخت ہے۔ کچھ پکھی۔ ہمارا قافلہ قریباً بارہ بجے شب کے رابغ پہنچ گیا۔ تھکے ہوئے تھے۔  
اتنے ہی فرش خاک پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد کمپنی کی طرف سے حجاج کو ٹھیل اور روٹیاں دی گئیں۔  
کچھ جان تو جاگے ہی نہیں۔ اکثر لوگوں نے اونگھتے ہوئے روٹی کھائی۔

صبح کو فجر کی نماز ادا کی۔ قریب ہی کنویں تھے۔ اتر حجاج نے غسل کیا۔ مگر یہاں کے کنویں  
اسے ہیں۔ کچھ پانی نکالنے سے مٹی آنے لگتی ہے۔ آج کا دن سالارابغ میں صرف ہوا کیونکہ  
شیخ کرم الہی صاحب کو انتہا تھا۔ وہ جدہ سے حج کے پاسپورٹ لے کر آبادیں  
تب ہم جاویں۔ مگر وہ قریباً شام تک نہ آئے۔

آج کا دن بڑی خوشی سے گذرا۔ انفرادیات سید عالم۔ صید اللہ صیہ وسلم کی نعمت  
شریف اور نذرہ شریف رہا۔ بدھوں کے بچے یہاں آتے تھے۔ ان کو عربی میں نعمت  
شریف پڑھتے جس کو سن کر عربی نہ سمجھنے والے بھی روتے تھے جن کے کچھ شمار یہ ہیں۔

۵ یَا قَارِئِیْ کِتَابِ اللّٰہِ — عَنِیْکَ الْفُتْبَةُ الْخَضْرَاءُ  
مِنْ مَمَّکَۃَ اِلٰی جَدَّہِ — مِنْ جَدَّہِ اِلٰی بَطْحٰی  
مِنْ بَطْحٰی اِلٰی بَابُودَآ — مِنْ بَابُودَآ اِلٰی وَطْنِیْکَ

نذرہ عیب نظارہ رہا۔ بعد عصر شیخ صاحب کا بہت انتظار کر کے آخر کار ہمارا  
قافلہ مدینہ پاک پہل پڑا۔

۲۴ اگست ۱۹۵۳ء ۳۷۴ شنبہ

آج شب رابغ سے پل کر بیٹھو منزل پر پہنچے۔ یہ جگہ رابغ سے ۱۶ میل جانب

شمال ہے۔ کچھ دکھائیں اور پانی کا انتظام ہے وہاں ہماری لاریاں دس بیس منٹ ٹھہریں مگر حجاج اترے نہیں۔ وہاں تریبون سے بہت فروخت ہونے لگی۔ میٹھے بھی ہوتے ہیں۔ پھر وہاں سے یمنزری پہنچے۔ یہ منزل ۴ مشورہ سے ۱۰ میل ناھد پر جانب شمال ہے یہاں رات کو قیام کیا۔ اس جگہ ایک کنواں ہے جسے بیہی کہتے ہیں اس کنویں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے۔ انہوں کو پانی بہتے خود بھی پیتے تھے ہم لوگ وہاں پہنچے۔ یہ کوہانی پیلہ منسل کیا۔ اس کنویں کا پانی بالکل زمر زم کی طرح ہے۔ ایک ہی مزہ ایک ہی رنگ ہے۔ یہ پانی پنی کر بہت خوشی ہوتی ماکہ منزل بہت ہی خوش خلقی ہے۔ سندھی ہے۔ گلاس کے باب دادا عرب شریف میں آگے گئے ہیں اس کا ٹی نام ہے۔ اس نے بھی ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔ بہت اچھے اخلاق کا ہے۔ یہاں یہ منزل میں رات گذاری اور آدھے ریل پر چارپائی گرائی اور نہایت آرام سے رات گذاری۔ صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں منزل کیڑے سے گذرے۔ منزل کیڑے یہ منزل سے ۳۲ میل جانب شمال ہے۔ کیڑے میں بالکل قیام نہیں کیا۔ کیڑے سے مسیب پہنچے۔ وقت دوپہر کا تھا۔ دوپہر میں وہاں ہی آرام کیا۔ مسیب کیڑے سے ۲۳ میل جانب شمال ہے۔ یہاں دوپہر کو خرید کر کھانا کھایا۔ یہاں لطف یہ تھا کہ روٹی کے پیسے ملے۔ پانی کے علمدہ۔ جس جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا جاوے اس جگہ کے علمدہ۔ آدھا آدھا ریل جگہ کا لیا۔ جس نے زدیام سے سایہ میں بیٹھنے کی اجازت نہ تھی۔ تمام دوپہر یہاں رہے۔ عصر سے کچھ پہلے مسیب سے چل کر منزل قریشہ پہنچے۔ منزل قریشہ مسیب سے ایل جانب شمال ہے۔ یہاں قیام نہ کیا۔ قریشہ سے چل کر بیہی پہنچ گئے۔

۲۵ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ چہار شنبہ

آج رات وضاء کے وقت ہم مدینہ منورہ کی آخری منزل پر بیہی پہنچے۔ یہ جگہ قریشہ سے بہ ایل جانب شمال ہے۔ اس جگہ سے مدینہ منورہ صحت بہ ایل جانب شمال ہے۔ یہاں کی زمین سرسبز ہے۔ جگہ جگہ کنویں ہیں۔ جن میں انجن پائپ لگے ہیں۔ پانی نہایت میٹھا اور ہلکا ہے۔ کھجور کے باناٹ ہیں۔ یہاں مویاں۔ کھجوریں۔ انکوڑ لکڑیاں وغیرہ کثرت سے ہیں یہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعمیر کی گئی ایک مایستان مسجد ہے اس مسجد سے حضور



سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اہل بیت کے ساتھ حج کا سرام باندھتے تھے۔ یہ اہل مدینہ کا عقیدت ہے۔ اس میرٹھا کا پورا نام ذوالخلیفہ ہے۔ اس نام کا ذکر کتب میں ہے۔ مسجد کے سامنے ایک کنواں ہے جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بنوایا۔ اس کا نام میرٹھا ہے۔ اس میں پانی تک ریٹھیاں لگی ہوئی ہیں۔ آج عٹ موکی نازہم نے جماعت سے اس مسجد میں ادا کی بعد میں خرید کر گھانڈا لکھایا۔ انکو خریدے۔ نہایت میٹھے تھے۔ پھر سو رہے۔ آج خوشی کی وجہ سے نیند کے آئی تھی۔ تمام رات دلوں میں نئی منگیلیں پیدا ہوتی تھیں۔ کیونکہ آج ان کے دروازے پر پڑے ہوئے ہیں جن کی ذات کا دو جگ کو سہارا ہے۔ کوئی رو رہا ہے کوئی گارہا ہے۔ کوئی نفیس پڑھ رہا ہے۔ آخر کا صبح قریب آئی لوگ دو گھنٹے پہلے ہی نماز کی آذان دینے لگے۔ ذریعہ نماز مسجد میں بڑی جوارا جماعت پڑھی بعد جماعت ہم نے مختصر سی تقریر کی۔ جس میں اس مقدس مقام کی اہمیت عرض کی۔ اور سب کو ہدایت کی کوشش کرو۔ کپڑے بدلو۔ عطر لگو۔ دوسری عیدیں سال میں دو بار آتی ہیں۔ آج یار کی دید کی عید ہے۔ جو عمر میں ایک بار وہ بھی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ سب نے میرٹھا سے غسل کیا۔ کپڑے بدلے۔ عطر لگے۔ مجھے شیخ عبدالکریم صاحب تھا پھر گجراتی نے گجرات سے دو شیشیاں عطر دیا تھا۔ ایک روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چھڑکنے کے لیے اور دوسری عیشی اسپس میں ایک دوسرے کو لگانے کے لیے۔ ہم نے تمام ساتھیوں کے عطر لگایا ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔ رزمی کا لکھی خوشی ہے جس کی مثال نہیں۔

آٹھ بجے صبح کو میرٹھا سے ہماری بسیں روانہ ہوئیں۔ قریب ایک میل فاصلہ پر ایک کنواں اور اس کے برابر ایک مسجد تھی۔ کنویں کا نام یہ عروہ ہے۔ اور مسجد کا نام مسجد عروہ ہے۔ یہ کنواں وہ ہے جس کا پانی پہنٹے کھاری تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب شریف سے پانی شیریں ہو گیا۔ اس کنویں کا وہ واقعہ ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں پاؤں دھو کر پیر میٹھے اور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہم بھی حاضر ہوئے اور انہیں جنت کی خوشخبری دی۔ وہ بھی انہیں بائیں کی طرح پاؤں دھکا کر میٹھے گئے۔ پھر عثمان غنی حاضر ہوئے تو انہیں بھی جنت کی بشارت دی مگر کچھ اہتجاج سے۔ انہیں نہیں جگڑھتی۔ تو آپ سامنے اس کی طرح پاؤں دھکا کر میٹھے گئے۔ یہاں سب

تافلہ رکا۔ کنویں کا پانی سیا سا مسجد میں شکر کے نفل پڑھے۔ پھر قافلہ آگے بڑھا۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھا۔ چڑھتے ہی گنبد خضر اور دو مینارے سامنے سے جلوہ گر ہوئے۔ اس وقت کا حال نہ پوچھو۔ لوگ رونے لگے اور بلبلے کو ان سے اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ پڑھنے لگے۔ عجیب نظارہ تھا! آنکھوں سے اشکوں کی بھڑکی گئی تھی اور زبان پر درود شریف جاری تھا۔ ایسے لطف کا درود شریف شاید ہی کبھی چڑھا گیا ہوگا۔ یہاں سے صرف ڈیڑھ دو میل چل کر مدینہ منورہ کے دروازہ باب عنبر کی میں داخل ہوا۔ یہاں شاہراہ مسجد اور بائیں طرف حکومت کا کسٹ ہاؤس ہے۔ یہاں قریباً آدھا گھنٹہ قیام رہا۔ صرف ڈرائیوں کے سٹیٹیکٹ دیکھے گئے۔ اور روانگی ہو گئی۔ ہمارا قافلہ بازار مدینہ منورہ سے ہوتا تھا۔ حرمینہ میں جو باب شامی سے قریب اور جنت البقیع کے سامنے ہے۔ قیام پذیر ہوا۔ یہاں ہانکل صانت میدان ہے۔ کوئی سایہ کی جگہ نہیں محمد ابن عبداللہ امیر سرکی کی زمین ہے۔ یہاں اترتے ہی ہمارے معلم غلام حیدر صاحب آگئے۔ جن کے ہمراہ دوپہر میں روضہ انور پر ساغری کے لیے سروانہ ہو گئے۔ اب دوپہر کے سوا گیارہ بجے تھے۔ یہاں سے قریباً نصف میل پر روضہ مطہر ہے۔ اب جبریل سے داخل ہوا۔ اور ہمارے معلم نے نہایت ہی مختصر سلام پڑھایا۔ پہلا سلام بن کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا۔ دوسرا حضرت ابو بکر صدیق پر پڑھا۔ تیسرا حضرت عمر فاروق پر۔ رضی اللہ عنہما۔ بڑا ہجوم تھا۔ لوگ ظہر کے لیے آگئے تھے۔ صفیں بند چلی تھیں۔ بمشکل نفل نیچا مسجد اور سلام ادا کیے۔ پھر ڈیڑھ بجے نماز ظہر کی جماعت ہوئی۔ بعد نماز میں نے اپنے ہمراہیوں کو مسجد نبوی شریف کے تمام مشہور اور خاص مقامات دکھائے۔ پھر میں نے انہیں سلام پڑھایا۔ پہلے ساری میں۔ پھر رومیوں۔ یہاں لطف آیا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ انشاء اللہ یہ سلام آخر کتاب میں عرض کر دیا جائے گا۔ تاکہ تمام ناظرین لطف اٹھائیں:-

بعد نماز ہم اپنے ہمراہیوں کو سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر لے گئے۔ جہاں حضور کی اونٹنی آکر بیٹھ گئی تھی۔ اب وہاں مسجد ہے۔ چھوٹا سا مکان بھی ہے۔ محراب ہے۔ نفل ادا کیں پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان اور جاسے شہادت کی زیارت کرائی۔ یہ دونوں مکان باب جبریل سے متصل یعنی مسجد نبوی شریف سے متصل شرقی جانب قریب واقع ہیں۔ پہلی گلی میں در عثمان۔ دوسری گلی میں دار ابو ایوب انصاری ہے۔ رضی اللہ

عنہما۔ پھر بعد مغرب و بعد عشاء سلام عرض کئے۔

۲۶ اگست ۱۹۵۴ء کو الچہ ۳۷۳ چرنج شنبہ

آج رات بعد نماز عشاء اپنے کیمپ میں آئے اور کھانا کھا کر سو گئے۔ آخر شب میں تہجد کے وقت کمپنی نے ہارن بجا کر سب کو جاگایا اور تہجد پڑھو۔ یہ دن کیا تھا گو یا صورت اسرائیل تھا۔ تمام سوتے والے کو کراٹھے۔ فریاد سے فارغ ہوئے۔ وضو کیا۔ حرم شریف پہنچے۔ اللہ بکر۔ اس وقت جاگ کر دیکھا تو حرم شریف بھرا ہوا تھا ریاض الجنہ میں بالکل جگدن ٹی۔ واللہ اسلام عرض کیا۔ پھر مشکل جگہ حاصل کی سُبْحَانَ اللَّهِ کیا نظارہ بنا۔ برقی روشنی سے حرم شریف جگمگا رہتا ہزار ہا بارگاہِ رَبِّ العالمین میں جھلکے ہوئے تھے۔ صبح میں یوں وضو اور معلوم ہوتا تھا کہ برات کے درمیان دو لہا خواب نازمین میں مشغول ہے ایسی شاہکار نماز تہجد کبھی نہ دیکھی دُستی۔ یہاں تہجد کی بھی آذان ہوتی ہے۔ سوا چار بجے صبح حرم شریف میں پہنچے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے سب آذان فجر اور سات منٹ بعد نماز فجر ہوئی۔ بعد نماز متزل پڑھی۔ دو دو شریف پڑھا۔ نماز اشراق محراب الہی میں نصیب ہوئی محراب الہی ربا ضا الجنۃ میں مینر شریف کے بائیں قریب بے پھر سلام عرض کیا۔ پھر کیمپ میں آگئے۔ ناشتہ کیا۔ ناشتہ کے بعد کمپنی اور حجاج کی مشترکہ کمیٹی ہوئی۔ جس میں حجاج نے کچھ شکایات کمپنی کے کرتاؤں اور تاشیخ کرم الہی سے کیں۔ انہوں نے گزشتہ کو تائیسوں کی حجاج سے سعادت کی۔ اور آئندہ پوری اصلاح کا وعدہ کیا۔ بعد میں ہم نے کچھ فضائل انصار کے بیان کیے حجاج کو بتایا۔ کہ مدینہ منورہ میں حروت ایک حمزہ ابوالجوہر کا مکان انصاری رہ گیا سُن کی خدمت کرو چنانچہ حجاج نے خوب دل کھول کر حجاج کو ریال اور روپے دیئے۔ ہم نے کہا کہ اس میں انصاری صاحب کی خدمت بھی ہوگی۔ اور اغوات حرم اور دیگر صالحین اہل مدینہ کی خدمت بھی کرنی ہے۔ سب نے مجھ کو مکمل اختیار دیا۔ بعد نماز ظہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ ابوالیوب انصاری کے مکان کی پھر زیارت کی۔ بعد نماز عصر حضرت حمزہ ابوالجوہر کے مکان پر گئے۔ وہ خود توفیق ہو چکے ہیں۔ اُن کے چہوٹے بھائی علی ابوالجوہر ہیں۔ اُن کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکان جو حضور نے سعد ابن ابی وقاص کو جنگ احد میں حوالہ کی تھی۔ موجود ہے۔ اور بنی قاطرہ ہر رضی اللہ عنہما

کے گھر کا نقل بھی ہے۔ ان دونوں چیزوں کی زیارت کی۔ اور ان کی خدمت میں بھاری نذرانہ۔ بہت سے کپڑے۔ ہم لوگوں نے پیش کیے۔ وہ بہت مٹھی سے پیش آئے۔ اور کھجوریں ہم لوگوں میں تقسیم فرمائیں اور کہا کہ کل بعد چھ ہمارے باغ میں بیوی اپنے ہاتھ سے کھجوریں توڑا اور کھا کر۔ پانی کنویں کو بیوسا۔

۲۷ اگست ۱۹۵۲ء ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ جمعہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ غسل کی ٹھکنی۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دو تھکانہ پر جا کر غسل کیا۔ مولانا بہت تواضع خاطر سے پیش آئے مولانا ضیاء الدین صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعظیم صاحب صدیقی میرٹھ نے آج سے چار دن قبل مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ مولانا عبدالعظیم صاحب نے اسی امیڈ میں گھر مدینہ منورہ میں بنایا تھا۔ رب تعالیٰ نے ان کی تمنا پوری کی۔ پھر مولانا علی حسین صاحب کے والدست خانہ پر حاضری دی۔ مولانا بڑے لائق فاضل اہل سنت کے معلم

ہیں۔ بڑے اذوق سے پیش آئے۔ پھر حرم شریف میں حاضری دی۔ حرم شریف دو گھنٹہ پیشتر ہی کچا کھ بھرا ہوا تھا۔ مشکل تمام باب پیرلی کے پاس جگلی۔ پورے ڈیڑھ بجے خطبہ شروع ہوا۔

امام مسجد نبوی نے بہت عمدہ خطبہ پڑھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم لوگوں نے اللہ کے فضل و کرم سے حج بیت اللہ کیا اب حیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی زیارت کرنے آئے ہو تم نے دراز سفر طے کیا۔ محشقت سفر میں۔ صرف اللہ کی رضا کے لیے اب تم اپنے اور اپنے احباب کے لیے کچھ کچھ سوچنا ضرور ہے جاؤ گے۔ مگر سب سے بہتر سوچنا وہ ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج الوداع میں صابرا کرام کو ہدایت فرمائی۔ وہ ہدایت قیامت تک کے سارے مسلمانوں کے لیے دائمی تحفہ ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرو۔ اور رمضان کے روزے رکھو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ امیر کی اطاعت کرو اور رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور فرمایا جیسے اس مہینہ میں اس تاریخ میں اس جگہ میں خون کرنا حرام ہے۔ اس طرح ہر مسلمان پر اپنے مسلمان کا دل ہان۔ خون آبرو حرام ہے۔ لہذا مسلمانوں! تم جمع تو کر چکے۔ اس حج کو سنبھالو۔ اور اپنی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بناؤ۔ یہ تو کھانے کے ساتھ ہے جاؤ۔ بعد نماز عصر ہم لوگوں کو حضرت علی ابو الجود صاحب انصاری کی اپنے

باغ بستن ابوالمجد میں لے گئے۔ یہ کھجوروں کا باغ ہے۔ دریاں میں کنواں ہے۔ جس پر مشین پانی کھینچنے کی لگی ہوئی ہے قریباً سیر کے دو نوشہ توڑ کر لائے۔ جس میں بسر۔ رطلب شمر ہر قسم کی کھجوروں کے گچھے تھے۔ باغ میں بیٹھ کر خوب سیر ہو کر کھائے۔ کنویں کا ٹھنڈا پانی پیا۔ علی صاحب فرماتے تھے کہ عزیزو بھائیو! خوب کھاؤ۔ تمہارے نبی بھی اس باغ میں تشریف لاتے تھے اور یہاں کی کھجوریں پانی کھاتے پیتے تھے۔

میں نے اس کا ترجمہ لوگوں کو سمجھایا۔ جس سے سب کے دلوں پر بہت اثر ہوا۔ اس دعوت سے جو دعوتیں یاد آئیں، جو انصار بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے تمام لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ روتے جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے علی صاحب سے عرض کی کہ آپ حضرت نے ہمارے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتیں کیں۔ اب ان کی حالت کی بھی دعوتیں کر رہے ہو، بہت سی کھجوریں انہوں نے ہمارے ساتھ کیں۔

۲۸ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج ارادہ تھا کہ مسجد قبا شریف جاؤں مگر نہ جاسکے۔ اس لیے کہ ہمارے معلم غلام محمد صاحب نے فرمایا کہ کل افواہ کو تمہاری کہنی کی پسلیں بانے والی ہیں۔ ان ہی پر زیارتیں کرنا۔ مگر یہ بات غلط نکلی۔ مگر آج کی زیارت رہ گئیں۔ سالانہ ہفتے کے دن مسجد قبا کی زیارت سنت ہے بعد نماز عصر جنت البقیع میں آج تیسری بار ماضی دی۔ یہاں کی زیارات کا ذکر تو بعد میں کیا جاوے گا۔ یہاں صرف اتنا بتانا مناسب ہے کہ ان تمام مزارات میں سے حضرت فاطمہ زہرا اور بی بی حلیمہ دہلی کے مزار پر انوار پر یہ خاص کامت دیکھی کہ ان کی قبر شریف پر بسزوا ہے۔ اور کان سے حلالہ اسے پانی دینے والا کوئی نہیں۔ جنت البقیع سے باہر حضرت فاطمہ بنت اسد اور کئی مزارات ماضی اللہ عنہم کے مزارات پر ماضی دی۔ یہ دونوں قبریں بی بی حلیمہ دہلی کے گوشہ کی طرف قبرستان سے باہر واقع ہیں کسی کی قبر کوئی قبر یا سائبان نہیں ہے صرف نشان لکھ کر بی بی دہلی کی قبر ہے۔ ہر کے طور پر اس پاس پتھر لگا کر بی بی لکھنوی بکری ڈال دی گئی ہے۔ پھر ان دو مزاروں سے آگے بڑھ کر ہم لوگ مسجد مبارک اور بہا مہابت حاضر ہو گئے۔ یہ مسجد یہاں سے قریباً نصف میل پر جانب جنوب واقع ہیں۔ دونوں مسجدوں کو ملو مس نہجے

گرایا ہے۔ گروگ گے ہوئے ذخیر پر ہی جا کر نمازیں نوافل ادا کرتے ہیں۔ یہ مسجدیں وہ جگہ ہیں  
جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خجان کے عیسائیوں سے مبارک کرنے کی ہمت نہ کی۔  
بلکہ جزیر پر صلح کر لی۔ جس کا مفصل واقعہ تیسرے پارہ میں مذکور ہے :-

مسجد اجابت وہ جگہ ہے۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے  
یہ دعائیں مانگیں۔ خداوند امیری امت کو دوسری قومیں بالکل پاک نہ کر سکیں۔ خدایا میری  
امت پر عذاب آسمانی نہ آوے۔ بیسے دوسری امتوں پر آیا۔ انکی پر وہ پوشی رہے۔  
خدایا میری امت میں آپس میں جگہ نہ ہو انکی۔ تاہیں قبول فرمائی گئیں جو حرم شریف میں اگر نماز مغرب ادا کی

(۲۹ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۲ء یوم یکشنبہ)

آج صبح کی نماز پڑھ کر ہر لوگ بن کے ذریعے مسجد قبا شریفین کی زیارت کے  
پئے ارادہ ہو گئے۔ فی کس ایک ایک میل پر حسب ذیل یاترین کیں۔ ۱۰۔ مسجد قبا۔ مدینہ  
منورہ سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر پلان مدینہ میں واقع ہے اسکی مسجد کے بڑے فضائل ہیں۔  
قرآن کریم نے اس کی بڑی تعریف کی۔ جو اپنے گھر سے وضو کر کے جائے اور مسجد میں دو قفل  
پڑھے۔ اسے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے مسجد قبا میں حسب ذیل چیزیں ہیں بلکہ قبا کے  
چاروں طرف ہرے ہرے باغات ہیں۔ جن میں کھجوریں، سنار کے پتے درخت ہیں  
مسجد قبا کی جنوبی دیوار قبہ میں ایک گول سوراخ ہے جسے طاق کشف کہتے ہیں۔ اس طاق  
کو نجدیوں نے بند کر دیا ہے اس طاق پر مہاجرین کو کھرا کر کے حضور نے ان کے مکہ کے گھر والوں  
سے ملاقات کرا دی تھی اور بائیں تک کرا دیں تھیں۔ مسجد قبا کے صحن میں ایک مقام ہے۔ جسے  
مبارک نادر کہتے ہیں۔ اس جگہ حضور انور کی اونٹنی آکر بیٹھی تھی۔

مسجد قبا کے سامنے میرا میں ہے جسے میر خاتم بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ کنواں ہے جس  
میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے حضور کی انگوٹھی لگ گئی تھی۔ پھر نہ ملی۔  
اب یہ کنواں نجدیوں نے بند کر دیا ہے۔ اور خشک پڑا ہے۔

مسجد قبا کے سامنے ایک چھوٹی ٹیسی پہاڑی ہے۔ جہاں انصار نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو استقبال کر کے جلوس کی شکل میں لائے تھے۔ اسے شہزادہ اوداع

بھی کہتے ہیں۔ یوں خمسہ مساجد - اس جگہ پانچ مسجدیں ہیں - مسجد ابو بکر - مسجد علی - مسجد  
 سلمان فارسی - مسجد عمر - مسجد نبی جسے مسجد فتح بھی کہتے ہیں - یہ وہ مقامات ہیں۔  
 جن پر غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو مشتب  
 میں ننگانی کے لیے مقرر فرمایا۔ تاکہ کفار مدینہ میں مشتب خون نہ مارویں۔ اور آپ نے  
 اپنی چادر پٹھیہ کو رسوم کی فتح کی خوشخبری دی ایک چبوتری اور بھی ہے۔ جسے صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پہنکا تو نالی پڑے۔  
 ۴۔ مسجد قبئین - یہ وہ مسجد ہے۔ جہاں تہذیبی قبذعین نماز کی حالت میں واقع ہوئی۔ اور  
 دو کعتیں ریت اللہ کی طرف تڑپھی دو کعبہ طرف ادا کی گئیں۔ یہاں بھی دو رکعت نفل ادا کی  
 ۵۔ احد شریف - یہاں جنگ احد کا سنگسار واقع ہوا تھا اس جگہ ایک احاطہ میں حضرت  
 سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل کے مزارات ہیں۔ دوسرے احاطہ میں شہداء  
 احد کے مزارات ہیں۔ یہاں فاتحہ پڑھا۔ کچھ آگے پہاڑ کے دامن میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے اعلان مبارک شہید ہونے کی جگہ ہے اور پہاڑ کے اوپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غار ہے۔  
 جہاں بعد جنگ سرکار نے آدم فرمایا۔ گران جگہوں پر جانے کی سخت ممانعت ہے۔ چنانچہ ہم  
 کو بھی روک دیا گیا۔ اس جگہ پر مسجد امیر حمزہ بھی ہے۔ جہاں نفل ادا کے ہنوز قاف کا چشتر بھی ہے۔ جہاں پانی  
 ایک حوض کی شکل میں ہے۔ اور برابر ہے۔

۶۔ پیرومہ جسے اب بیر عثمان کہتے ہیں۔ یہ وہ کنواں ہے جو حضرت عثمان غنی نے ایک  
 یہودی سے تیس ہزار روپے میں خرید کر اس وقت وقت کیا۔ جب مدینہ منورہ میں پانی کی بہت کمی تھی  
 جس پر سرکار انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عثمان نے حوض کو خرید لیا۔ اب اس کنویں پر پائپ  
 لگا ہے۔ چہا طرف کھیتی ہے۔ برابر میں حوض ہے۔ بہت شیریں پانی ہے۔

دو پہر تک ان زیارات سے فارغ ہو کر واپس ہوئے آج شام کو بعد مغرب میاں روضہ  
 صاحب ہماجر مدینہ منورہ کے مکان پر ختم دلائل کے جلسہ میں گئے۔ ان کا مکان باب السلام  
 سے قریب ہی ہے۔ روزانہ بعد مغرب تلاوت دلائل الخیرات ہوتی ہے۔ اور شب جو کو ختم  
 دلائل ہوتا ہے۔ عجیب پورہ مفضل تھی۔ سب لوگ ایک آواز ہو کر دلائل شریف پڑھتے ہیں۔  
 ان میں اکثر لوگ دلائل الخیرات کے ساقظ ہیں۔

وہاں سے فارغ ہو کر محمد عبداللہ میں گئے۔ اس محلہ میں حضرت عبداللہ والد صاحب  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر ہے ایک بڑے مکان میں قبر شریف ہے۔ جس کا  
 دروازہ علیحدہ لگا کر دیا گیا ہے کسی کو زیارت کرنے کی اجازت نہیں۔ صرف دیواروں کو چوم کر اور فاتحہ  
 پڑھ کر واپس آگئے۔ آج یہاں چاند نہیں ہوا۔

۳۰ اگست ۱۵۵۳ء ذی الحجہ ۱۲۷۳ھ یوم دو شنبہ

آج فجر کی نماز ادا کر کے حرم شریف کے صحن کی بھری پر سو گئے۔ مگر سوتے ایسے کہ  
 گنبد خضر سامنے تھا۔ جب تک کہ کھتی تھی۔ سامنے اُس کی بجلی تھی۔ خوب سوتے۔ پھر وضو  
 کر کے محرابِ اہلبی میں فوائض پڑھے۔ روضۂ اقدس کی بجالی کی برابر جو ریاض الجنۃ میں واقع ہے۔ بیٹھ  
 کر تلاوت کی۔ اور بجالی شریف کی خاک شریف خوب منہ پرٹی۔ بازار میں کھانا کھایا۔ وہی بہت  
 ہی لذیذ اور شیریں تھا۔ مدینہ شریف کا ساد ہی کہیں نہیں کھایا۔

پھر حضرت مولانا علی حسین صاحب کے مکان پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مرس  
 میں گئے۔ جہاں مولانا نے خود اپنی تصنیف کردہ کتاب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب  
 اور واقعہ شہادت کا بہت پرورد طریقہ پر ذکر کیا۔ مجمع اچھا تھا۔ نماز ظہر کے وقت جلسہ ختم ہوا۔  
 آج ہمارے بس کے ایک بڑے حاجی فضل الہی سکندر اولپنڈی کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔  
 انہیں عرصہ سے دست آرہے تھے۔ جدہ میں جب وہ سفیر سے منے دو میل پیدل چلے  
 تب سے بیمار ہوئے اور آخر کار جا بزرگ ہو سکے۔ بعد ۱۰ نماز ظہر مسجد نبوی شریف میں نماز جنازہ  
 ہوئی اور جنّت البقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب دفن کیا گیا۔ لوگوں نے  
 میت کا فوٹو لینے کی کوشش کی مگر نہ لے سکے۔ رب تعالیٰ نے ان کی میت کو اس حرام کام  
 سے پھیلانے کے بعد نماز عصر پچھن لوگ مدینہ منورہ کے اندرون متبرک مقامات کی زیارت کرنے گئے۔  
 حاجی احمد صاحب بیہودہ حوطی والے رہنما کی زمانے تھے۔ حسب ذیل مقامات کی زیارت کی:-

۱۔ قبر سیدنا عبداللہ والد ابجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ اب اسام  
 سے غریب جانب ایک محلہ عبداللہ میں واقع ہے۔ جہاں عالیشان عمارت میں قبر شریف  
 ہے۔ جس کے دروازے پر فارسی زبان میں قطعات اور آپ کا اسم شریف کتبہ ہے۔



مگر ٹھہریوں نے اس دروازے کو ایسا بند کیا ہے۔ کہ کوئی قبر شریف دیکھ نہیں سکتا :-  
 ع مسجد غامہ۔ یہ مسجد بازار جنوبی شریف میں عید گاہ مدینہ تھی جب گرمیوں میں حضور ص  
 اللہ علیہ وسلم نازیب کے لئے تشریف لائے تو باؤں سایہ کرتا۔ اس لئے اسے مسجد غامہ  
 کہتے ہیں۔ بازار مناخہ کے بالکل متصل واقع ہے منہ مسجد ابو بکر الصدیق۔ یہ مسجد غامہ سے  
 قریب ہے غالباً حضرت صدیق اکبر نے وقف کیا ہے۔ اس لئے یہ نسبت ہے۔  
 ع مسجد فاطمہ۔ یہ مسجد غامہ کے قریب ہی ہے۔ وجہ تسمیہ معلوم نہ ہو سکی۔ بعض  
 لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ اور فاطمہ زہرا یہاں شادی ہو کر تشریف  
 لائی تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ ع مسجد عمر۔ یہ بھی مسجد فاطمہ کے قریب  
 ہے۔ غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں سے ہے۔ ع مسجد علی۔ یہ مسجد عمر کے قریب ہی ہے۔  
 ع مسجد جل۔ یہ مسجد علی کے قریب ہی ہے۔ منام مسجد میں کھجور کا ایک پرانہ درخت  
 ہے۔ اور بیری بھی ہے۔ مسجد کے بالائی حصہ میں سویت کا درخت ہے۔ اور ارد گرد  
 مسافروں کے لئے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ یہ تمام مسجد مناخہ میں واقع ہیں۔ مناخہ مدینہ منورہ  
 کا بازار ہے۔ پھر بازار میں کر صوبہ کھجوریں تار دکھائیں صبحان اللہ! کھجوریں تھیں یا۔ شہد کی تھیلوں  
 تھیں۔ مغرب حرہ شریف میں ادواکی آج فرم شریف کا چاند ہو گیا ۱۳۴۵ھ شروع ہوا۔  
 ۱۳ اگست ۱۹۵۳ء۔ یکم محرم الحرام ۱۳۶۴ھ جلوم سہ شنبہ  
 آج بعد ناز فجر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدظلہ کے دولت کہ وہ ہر حاضر کی  
 دی۔ وہاں حضرت نے بہت پر تکلف ناشتہ کرایا۔ ناشتہ میں سلود۔ کھجور  
 گدہ اس قدر شیریں اور لذیذ تھی کہ یاد رہے گی۔ حرید گدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مغرب  
 کھا ہا گوشت میں گدہ م اسی طرح گائی گئی تھی کہ گوشت گھٹ گیا تھا۔ شکر لاکھایا۔  
 مرہ سیب۔ مدینہ پاک کا وہی سبزی۔ چائے غرض کہ عجیب عجیب نعمتوں سے دسترخوان بجا  
 ہوا تھا۔ ناشتہ کے بعد مجلس نعت خوانی گرم ہوئی۔ ایک شامی نعت خوان نے جو ترک قوم  
 سے تھے۔ عربی اشعار پڑھے۔ میں نے جوڑ سنایا۔ مع تڑپ گی۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ میں  
 آج رسول اللہ کا مہمان ترمیں مدینہ میں ہوں۔ اور کریم اپنے مہمانوں کو نوازتے ہیں۔ شبوں کا طریقہ

ہے کہ اگر مجرم ان کی پناہ میں آجاوے تو معافی دیتے ہیں۔ آپ تو رسولوں کے شاہ ہو۔  
 میرا تجربہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مجرموں سے درگزر فرماتے ہیں خطا پر عطا فرماتے ہیں :-  
 پھر کھجور کی خریدنے بازار مناد میں گئے۔ وہاں سے بُرنی۔ عجمہ۔ شبلی معینہ۔ کلمہ  
 وغیرہ کھجور کی خریدی۔ بعد نماز عصر سنی صاحب ہاجر مدنی کے ہمراہیات کرنے گئے مسجد نبوی میں۔  
 علیٰ روضہ حضرت امک ابن سنان انصاری رضی اللہ عنہ سنان کی مزار شریف

باب سوم سے غزلی جانب واقع ہے۔ بہت عایشان عمارت میں قبر شریف ہے  
 گراس مکان کو بھی حکومت نے بند کر دیا ہے دروازہ پر سنٹ اور پتھروں سے تلغ  
 کیا ہوا ہے۔ حضرت امک ابن سنان رضی اللہ عنہ کے متعلق لوگ کہتے ہیں۔ کہ جنگ  
 احد میں یا کسی اور جنگ میں شہید ہو چکے تھے۔ ان کی والدہ نے حضرت صدیق اکبر رضی  
 سے پوچھا کہ میرا بچہ کہاں ہے۔ آپ کے منہ سے نکل گیا کہ چھپے کر ہے ہیں رب تعالیٰ  
 نے صدیق کی صداقت باقی رکھنے کے لئے انہیں زندہ فرمایا اور یہ اپنی والدہ کے  
 پاس پہنچے۔ پھر گھر پہنچ کر وفات پائی۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

علیٰ جبل سلج۔ یہ پہاڑ مدینہ منورہ کی غزلی جانب شہر سے متصل ہے  
 شہر کے مذبح کے پاس ہے۔ ایک طرف غیر پہاڑ ہے۔ دوسری طرف احد  
 پہاڑ میں مدینہ شریف ہے غزلی جانب سلج ہے۔

مسجد مسجد بنی حرام۔ یہ مسجد جبل سلج پر واقع ہے۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے جہاد میں فرمائیں ہیں۔ اور بعض دفعہ امت کی شفاعت کے لئے رشتا  
 دوئے ہیں کہ جانوروں نے کھانا چھوڑ دیا۔ اور شہر یہ بنے کہ اکثر مواقع پر حضرت خاتونِ جنت حمیمہ  
 کو انھار لاتی تھیں واللہ اعلم۔ اس کے نیچے نہ خاد ہے اور مسجد جو بطور یادگار رکھنا ہے  
 علیٰ یہ رضاعہ۔ یہ کھول مدینہ منورہ کے اُن سات کنوؤں میں سے ہے۔ جن کو پانی نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پیتے تھے۔ بعض دفعہ یہاں غسل بھی فرمایا ہے۔ اسی کنوؤں کا ذکر  
 کتب فقہ و حدیث میں بہت ہے۔ اب اس کنوؤں پر پھانچ دبانے کا پمپ لگا ہوا ہے جس  
 سے بہت پانی نکلتا ہے۔ اس پاس کھیت باغات بہت ہیں۔ کھجور۔ انار کے درخت

بہت بار دینی ہیں۔ ہم لوگوں نے خوب غسل کیا۔ ٹانگیں دودھ دھو کر رکھ دیں۔ پھر نماز مغرب جمعہ شریف میں پڑھی۔  
 آج بعد نماز مغرب بعض کا ٹھیکھا اور مکی حجاج نے محفل میلاد صحن مسجد میں خوب پڑھا۔  
 نعت خوانی کی۔ سلام کھڑے ہو کر پڑھنے لگے۔ سارا صحن حاضری سے بھر گیا۔ پولیس نے اگر روکنا  
 چاہا۔ جھگڑا ہو گیا۔ شیخ الحرم نجدی پہنچ گئے۔ حجاج سے مناظرہ ہوا۔

شیخ الحرم وفاق میں جاہل حجاج سے ہار گئے۔ اور نعت خوانی کو حرام ثابت نہ کر  
 سکے۔ مگر پھر بزور حکومت میاں شریف بند کر دیا۔ حجاج کہتے تھے کہ جب مواجہہ شریف میں  
 سب لوگ مل کر بندہ آواز سے سلام پڑھتے ہیں تو یہاں کیوں حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے حضرت جبرائیل سے نعت شریف سنی ہے۔ بچوں نے نعت سنائی ہے۔  
 عزضک عجیب مناظرہ رہا۔ شیخ اوم کی مخبوط الحواسی قابل دید تھی۔ شیخ الحرم نے فرمایا کہ رب نے  
 حضور کے سامنے جنت آباد کرنا قرار دیا ہے اس پر حجاج بولے کہ پھر اذان بند کر دو۔ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم میں اذان پڑھ کر سلام بند کرنا حرام ہے۔ یہ نعت  
 شریف اذان کی طرح یہ بھی مبارک ہے۔ شیخ الحرم صاحب کو جواب نہ بنا اور کہا کہ حکومت منع کرتی ہے۔

### یکم ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یوم چہار شنبہ

آج کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ بعد نماز عصر جنت البقیع شریف حاضری دیا۔ مگر  
 چونکہ دیر سے پہنچے تھے۔ اس لئے ہم کو پولیس نے قبرستان سے جلد نکل جانے کا حکم  
 دے دیا۔ کیونکہ یہاں جنت البقیع شریف عصر کے قریب کھلتی ہے۔ اور مغرب سے پہلے  
 بند ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی میت ہی آوے تو اسے دفن کرنے کے لئے کھول دی  
 جاتی ہے۔ عزضک ہم لوگ بی بی سیدہ والی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حرارت مندر پر بہت  
 محقر فاتحہ چڑھ کر پل دیئے۔ باقی مزارات پر فاتحہ پہلے ہی چڑھ چکے تھے۔

### ۲ ستمبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یوم پنجشنبہ

آج حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سے ملاقات کرنے کا فرہوشی ہے۔ یہ  
 حضرت ضعیف العمر نزارہ کے رہنے والے علما مدینہ منورہ میں سے ہیں کئی علمی سائنسی

پرانگلو ہوتی ہے۔ آپ نے پوربک کی چائے سے قواضع کی بہترین چائے تھی۔ ایسی چائے بینہ  
 متورہ کے علاوہ اور جگہ نہیں ملی۔ مہتمم بزرگ شیخ احمد صاحب نے بعد عصر بہت پر تکلف  
 دعوت کی۔ واقعی مرینہ پاک کی سائنت دکھیں کھانے میں دیکھی دنیا میں آج شب کو ہم بعض  
 حجاج نے حضرت مولانا ضیاوالدین صاحب کے دولت خانہ پر محفل میلاد شریف منعقد  
 کی جس میں پاکستان۔ ہندی۔ مصری۔ شامی۔ مدنی حجاج نے شرکت کی حضرت  
 سید عبدالسلام یعنی مصری نے تلاوت قرآن اس طرز سے کی کہ ایمان نازہ ہو گئے پھر اہل مدینہ  
 نعت خوانوں نے بزرگی میلاد شریف عربی میں پڑھا۔ سلام وقتیام کیا۔ بہت ہی نطف آید  
 پھر دم لوگوں کی طرف سے گوشت روٹی۔ انگور۔ کھجور۔ چائے۔ برتن کپانی پیش کیا۔  
 ایسا لذیذ کھانا کابہ کو کھایا مٹا۔ بعد طعام پھر مجلس گرم ہوئی۔ اولاً اردو میں نعت شریف  
 حافظ ولی محمد صاحب نے پڑھی۔ پھر سید عبدالسلام صاحب مصری نے عربی زبان  
 میں جو نعت پڑھی۔ لوگ ماہک بے آب کی طرح کوٹھنے لگے۔ تعجب مٹا۔ کہ جو عربی  
 زبان سے تھے۔ وہ بھی تڑپ رہے تھے۔ بعد میں حضرت مولانا محمد شیر و حضرت مولانا صاحبزادہ  
 عمود شاہ صاحب نے فضائل مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم پرتقریریں فرمائیں۔ اور یہ مبارک  
 مجلس بخیر و خوبی تقریباً دو بجے رات کو ختم ہوئی، یہ میلاد شریف عمر بھر یاد رہے گا۔

### جنت البقیع شریف کے مزارات

جنت البقیع شریف میں بارہ ہزار کے قریب صحابہ کرام مدفون ہیں جن میں سے حسب  
 ذیل حضرات کرام کے مزارات لمبیہ کی زیارت نصیب ہوتی ہیں۔ باقی بزرگوں کا  
 پتہ نہیں۔ علامت حضرت فاطمہ زہرہ۔ عباس۔ امام حسین۔ امام زین العابدین۔ امام جعفر  
 صادق صاحب اور امام باقر علیہ السلام۔ زینبہ۔ کنویمہ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 دیہم۔ عطاء زوراد ج مطہرات اہل بیت۔ عائشہ۔ ام سلمہ۔ زینبہ۔ حفصہ  
 جویرہ وغیرہ ہوتی۔ عکرمیل ابن ابی طالب۔ سفیان ابن عاصم۔ عطاء مالک۔ تابع مولانا  
 علی ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔  
 علی بن ابی حمزہ زینبی۔ چار شہداء احمد۔

عظمت بیرون بقیع حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ علی مرتضیٰ - ابو سعید خدری  
 علاء عاکمہ صفیہ - ام بنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں بقیع کے دوسرے طرف  
 ہیں۔ علاء حضرت اسماعیل ابن امام جعفر صادق صاحب - بیرون بقیع جانب  
 شہر تہ ترتیب زیارات یہ ہے کہ بقیع شریف میں داخل ہو کر دائیں سمت کی طرف چلو۔  
 سب سے پہلے حضرت فاطمہ الزہرا کے مزار مبارک پر حاضر ہو دو۔ پھر اس ترتیب  
 سے زیارتیں کرو جو ہم نے عرض کی۔

### مدینہ منورہ کے خصوصی حالات

علا مدینہ منورہ کی سڑک سے حکومت کو کروڑوں روپیہ سالانہ کی آمدنی  
 ہے۔ مگر اب تک حکومت کی بے توجہی سے سڑک نہایت خراب حالت میں  
 ہے اس سڑک پر حجاج کو بہت تکلیف ہوتی ہے  
 علا مسجد نبوی شریف کی غزالی دیوار باب رحمت سے لے کر آخر کو نہ  
 تک مع دو میناروں کے شہید کر دی گئی ہے کچھ اور زمین ہلا کر نہایت مضبوط اور  
 خوبصورت دیواریں چھت وغیرہ بنائی جا رہی ہیں اور یہ باب مجیدی کی جانب بھی  
 توسیع ہو رہی ہے گنبد خضراء شریف کا سبز رنگ بالکل اڑچکا ہے جگہ جگہ سفید داغ نظر آتے  
 ہیں مگر حکومت نے رنگ نیا لایا ہے اور روضہ مبارک کے پرے بالکل پت پتھریں بچھائے دئے۔  
 علا مسجد نبوی شریف میں برقی روشنی اور برقی پنکھوں کا بہت اعلیٰ انتظام  
 ہے۔ سونگھے ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔ صرف اس وقت بند ہوتے ہیں۔ جب  
 حرم شریف بند ہوتا ہے۔ درجہ شہین میں پرکاشت نظام ہے اور پولیس کا صرف یہ کام  
 ہے کہ لوگوں کو جہاں شریف چومنے کی اجازت نہ دے بلکہ ہاتھ لگانے سے روکے۔ وہ نہ  
 لوگ نمازیوں کے آگے سے گزرتے ہیں جو قوں سے حرم شریف بھر دیتے ہیں  
 کعبہ شریف بلکہ روضہ پاک کی طرف پاؤں پھیلا دیتے ہیں۔ اور ہر وقت لوگ  
 سوتے رہتے ہیں۔ انہیں پولیس منع نہیں کرتی۔ مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں کے

دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کم ہو۔  
 علا ریڈیو کی وجہ سے اب مدینہ پاک میں بھی کہیں کہیں گانے کی آوازیں  
 سننے میں آتی ہیں۔ اس سے پہلے اس کا نام نہ تھا۔

۷۷ یہ سن کر حیرت ہوئی کہ مدینہ منورہ میں گوشت بیچنے والے۔ یاغبانی  
 کرنے والے عام طور پر شیعہ ہیں ان کو بخولی کہتے ہیں۔

۷۸ یہاں شاہ مجتہد و حجاز نے گورنر پاکستان غلام محمد کے لیے باب مجیدی  
 کے ساتھ ایئر کنڈیشن محل تیار کرایا ہے۔ تیس لاکھ روپیہ خرچ کیے ہیں۔ اس سال  
 غلام محمد صاحب نے اسی محل میں قیام کیا۔

۳ ستمبر ۱۹۵۴ء محرم الحرام ۱۳۷۵ھ جمعۃ الوداع

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینہ سے

تیرے فدائی نکلتے ہیں جب مدینہ سے

روزنہ اچھا زائیر اچھے اچھی راتیں اچھے دن

سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں

آج ہم پردیسی حجاج کی الوداع کا دن ہے۔ صبح نماز فجر پڑھتے ہی حضرت عائشہ

ابن محسن رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر حاضری نصیب ہوئی۔ آپ کا مزار شریف

باب السلام کے قریب ایک تاریک گلی کے تاریک مکان میں ہے۔ کسی کو

پتہ نہیں چلتا۔ ورنہ نجدی اسے بھی منہدم کر ڈالتے۔ مزار شریف صحیح حالت میں

ہے۔ سبز چادر چڑھی ہوئی ہے۔ ایک کتبہ سنہری حروف میں لکھا ہوا قبر

شریعت پر رکھا ہے۔ ہذا قبر وکاسہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وہاں حاضری سے فارغ ہو کر کیمپ میں آئے۔ ایک قریب کے سرسبز باغ

میں جا کر غسل کیا۔ کپڑے دھوئے۔ جمعہ کی تیاری کی۔ ادھر کہن کی طرف سے حجاج

کا سامان وزن ہونے لگا۔ سوا من وزن تک لے جانے کی اجازت تھی کچھ بسوں کا

وزن ہٹا کر پھر بند کر دیا گیا۔ کہ باقی وزن کو بیت میں کیا جائے گا۔ سب نے سامان  
 بسوں پر لا دیا۔ بعد نماز جمعہ روانگی ہے۔ سلام الوداع بھی بعد نمازی ادا ہو گا۔  
 آج لبعیت میں جسے جینی ہے۔ گنبد خضرا کی مہمپ سے نظر آ رہا ہے۔ دیکھ دیکھ کر  
 بے اختیار آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ یہ دس دن ہوا کے جھونکے کی طرح نکل گئے۔ شعو  
 حیفہ و چشم زون صحبت یا آخر شد

یعنی گل سیر ز دیدیم پہانا حضرت  
 بارہ بجے دوپہر کو حرم شریف میں پہنچ گئے۔ ابھی نماز جمعہ میں دو گھنٹے باقی ہیں۔ پورے دو  
 بجے خطبہ جمعہ ہوا۔ خطیب صاحب نے بہت نصیحت آمنہ تخلیہ دیا۔ آج ماہ محرم کا پہلا جمعہ ہے۔  
 اس لیے سال کے آنے جانے سے عبرت حاصل کرنے کا سبق دیا کہ انسان دنیا کی مسافر  
 ہے یہ سال اس کی منزل میں ہیں۔ دن رات اس کی سواریاں۔ خوش نصیب ہے وہ جو ماضی میں متقبل  
 کا انتظام کرے۔ نماز جمعہ ہوئی۔ پھر بعد نماز ہم نے الوداعی سلام عرض کیا۔ آج نہایت حسرت  
 بھری نگاہوں سے روضہ پاک کا آخری دیدار کر رہے ہیں آنکھوں سے اشکوں کی جھڑکی لگی ہے اور  
 زبان پر یہ شعور بار بار آتا ہے۔

بچ پال پریت کو توڑت ناہیں = جو ہاتھ پکڑیں پھر پھوڑت ناہیں

گھر آئے تو خالی موڑت ناہیں

شعو دیگا۔ میں کیا ہوں بھ کر عطا ہو وہ عطا ہو۔

وہ بیچر دو جس سے مرے کھر بھر کا بھلا ہو

یا رسول اللہ میں سفر کو جا رہا ہوں۔ تو شہ دو۔ دانا بھیک دو۔ تم رہا جو ہم بھیکاری ہیں۔ فوسوں  
 کا صدقہ دے ڈالو۔ دو مائیں ڈونگا۔ غرضکہ معلوم کیا کہ مانگا اور معلوم دانا لیا کیا دیا۔ پھر شخصت  
 ہو گئے۔ رخصت کے وقت۔ جو سلام عرض کیا وہ آخرا کتاب میں تصدیق کے طور پر درج ہے  
 باب جبریل سے نکل کر کیپ میں آئے۔ تمام سامان بسوں میں رکھ دیا گیا تھا۔ تاخیر چھیننے والا تھا۔  
 کہ ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ وہ کہ کہنی والوں نے حجاج سے مطالبہ کیا کہ کنسٹیبل ریال  
 یا پانچ روپیہ پاک ستانی تھیں مسلمی ادا کرو۔ بعض نے فوراً دے دیئے۔ بعض نے کہا کہ یہ نہیں

تمہاری کمپنی کے ذمہ بنے۔ ہم سب کچھ تم کو دے چکے ہیں نیز تم نے ہم کو پہلے اطلاع دی  
 ہو جی۔ اب ہم سب ریاں خرچ کر چکے۔ غم حیدر صاحب معلم مدینہ اور بعض حجاج  
 کے درمیان میں پڑ جانے کی وجہ سے معاملہ رنج ہو گیا۔ اس کے بعد معلم غلام حیدر صاحب  
 نے تمام حجاج کو اس جگہ جمع کیا۔ چونکہ وہاں سے گنبد خضرا صاف نظر آ رہا تھا۔ سب کو دست  
 بستہ کھڑا کیا اور پھر سلام پڑھایا۔ سلام میں یہ الفاظ کہہوائے۔ اوداع یا رسول اللہ ایقراق یا رسول اللہ  
 الامان یا حبیب اللہ اس وقت آنکھوں سے پھڑکی لگ گئی۔ صفوں میں صاحب بیہوش ہو کر  
 گر گئے۔ بدن ٹھنڈا پڑ گیا۔ انکیشن کئے گئے۔ منہ میں پانی ڈالا گیا۔ مگر ہوش نہ آیا۔ قافلہ کے ہسپتال میں  
 پہنچایا۔ وہاں جا کر ان کی زبان پر کھریبہ جاری ہوا۔ پھر ناسٹروٹ کر دیا۔ اسپرین مارا کر رونے لگے۔  
 کہتے تھے کہ یا رسول اللہ اب مجھے پھر بٹکاؤ گے یا نہیں۔ پھر گنبد کے سامنے کھڑے ہو کر صوفی  
 صاحب نے فاتحہ پڑھی۔ اس واقعہ سے سب لوگوں میں ولولہ پیدا ہو گیا۔ اور عجیب حالت ہو گئی۔  
 ان وجوہ سے روٹگی میں دیر ہوئی۔ اس دیر سے حجاج نے بڑا ناکامہ اٹھایا۔ کوئی مسئلہ پر۔ کوئی  
 ایسا تادمہ۔ روح پاک کی طرف منکر کے در و درشعبہ میں مشغول ہو گئے۔ اور حسرت بھری  
 نگاہوں سے گنبد خضرا اور میناروں کو ٹٹکی باہر کرتے گئے۔ جناب ڈاکٹر اللہ داتا صاحب نے فی البدیہہ  
 یہ ربائی کہی اور پڑھی شعور

برہیں برہیں کہ تھاں از نگاہ می گردد - برہیں برہیں کہ کونوں دور راہ می گردد

اہلی حسرت دیدن بروں دشت از دل - فراق و فرقتے کونوں ز شاہ می گردد

اسے آنکھ! خوب دل بھرا سب گنبد کو دیکھ لو۔ اب منقریب ز نگاہ سے چھپا جا رہا ہے۔ دیکھ لو۔

اب اس میں بہت فاصلہ ہوا جا رہا ہے اے مولا دیدار کی حسرت زنگی مسمی کہ شاہ سے فراق کدقت

اپہ پہنچا ہم نے عرض کیا - شعور

دور سے رُبار میں آئے ہیں ہم - رکھیو ساریں میں کہ بے سایہ ہیں ہم

یا رسول اللہ منز میں سنت میں - راستہ نظر ناک ہے۔ اگر اس سفر میں ہماری موت ہے تو

اپنے سایہ میں نہیں رکھ لو۔ شعور

دور کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک - یاں کی ناک پات تل جانے خاک



اور اگر ابھی وقت نہیں آیا ہے تو خیریت سے وطن پہنچیں۔ غرض کہ مغرب کا وقت پہنچا اور  
قافلہ نے کوچ کر دیا۔ اولاً مدینہ منورہ کے پوسٹ اسٹیشن پر پہنچے۔ جو شہر میں ہے۔  
وہاں سے اجازت حاصل کر کے براستہ ریاض مکمل پڑے۔

(۴ ستمبر ۱۹۵۲ء ۵ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ شنبہ)

آج شب کو مدینہ منورہ سے ۲۵ میل طے کر کے ایک کنویں پر رات کے وہاں بجے کے  
قرب پہنچے۔ یہاں پڑا دیکھا۔ کپنی والے کھانا مدینہ پاک سے پکا کر لائے تھے۔ جو یہاں اکر کھایا۔  
نماز عشا جماعت سے پڑھی اور سو رہے۔ اب واپسی میں دوسرا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ جلد کا  
راستہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ ریاض کی راہ جا رہے ہیں۔ مگر ریاض چھوڑ دیں گے سیدھے آج صبح  
پہنچنے کا ارادہ ہے۔ صبح ہی نماز فجر پڑھی چائے پی اور روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں راستہ آج مشرق و  
جنوب کے درمیان بہنے لگا ہے اور ہمارا قافلہ راستہ بھول کر دوسری راہ چل پڑا وہاں چل کر چارے  
لکھتے دیکھے۔ ہم مدینہ منورہ کو پتہ چلا کہ ہم غلط جا رہے ہیں۔ واپس ہوئے۔ سب کو سخت فکر ہو گئی۔ دعائیں مانگی  
تھیں کہ یا اللہ تیرے بیٹے کو نیکو اس رنگین میں لگ کر ہونا ہلاکت ہے غیر خدا کے رحم سے راستہ صحیح مل گیا۔ پانی کی کچھ تنگی ہی محسوس  
کے فضل سے کوئی خاص تکلیف نہ ہوئی۔ صبح بارہ بجے دوپہر اتنی میل طے کر کے منزل عربا پہنچے۔ یہاں پانی کا ایک کنویں ملا ہے جہاں گھیس  
بھری رہا کا شکر کیا پانی مٹھا ملا عام وہاں عمر کی نماز اور اکی اعلان ہوا کہ پانی بھر لو کہ وہاں تک پانی نہیں نہیں ملے گا۔ غرض کہ پانی  
کی چھا لگیں بھر لیں اور روانہ ہو گئے۔ رات میں ایک پہاڑان جنگل میں کھانا کھایا۔ اور فرخشا خاک پر سو گئے۔

۵ ستمبر ۱۹۵۲ء ۶ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ یک شنبہ

آج صبح ۳ بجے حاج کو جگا دیا گیا۔ کہ چائے ہو۔ اور مارچ کرو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قریباً  
بیس میل نکل کر نماز فجر و اکی لگئی۔ آج یہ حادثہ ہوا کہ ہمارے رہبر کی بس عارضت تو آگے نکل گئیں  
اور چاری چار بسیں راستہ بھول گئیں۔ پانی ختم ہو گیا۔ احراستہ کا پتہ نہیں۔ سخت حیرانی ہوئی  
مدینہ طیبہ میں خبری خلی کہ لبنان سے تین سو ججاج کا قافلہ سلا۔ راستہ میں تین سو میں سے ڈیڑھ سو راستہ  
بھول کر جا کر ہو گئے۔ اور ڈیڑھ سو حج کے چار دن بعد کہ معظمہ پہنچے۔ ہم سب کے مناسرت  
گئے اور سخت فکر ہو گئی۔ اونٹوں کا ایک ریوڑ ملا۔ چرواہوں سے پوچھا کہ ہماری پاکستانی  
بسیں کھانا کے نین ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر نہیں۔ پوچھا کہ عزیزہ منزل کا راستہ بھی ہے

یوں ہاں اللہ کے نام پر بغیر زہر پھیل پڑے۔ خطرناک صبح اور غوث بک ریگ دل کا مال  
 خدا کو ہی معلوم۔ بچر ٹھک رہے اس رُب دو بجھال کا تین بجے دوپہر کے وقت منزل عنیزہ  
 پر پہنچے جان میں جان آئی۔ معلوم ہوا کہ دربارہ زندگی ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اِحْسَانِہٖ  
 یہاں کنوئیں موجود ہے۔ جس کا پانی خوب میٹھا اور ٹھنڈا ہے۔ پانی پیا۔ خدا کا شکر کیا۔ غسل کیا۔ مگر  
 کھانے کی گاڑی۔ پانی کا ٹینک اور سات اور گاڑیاں ابھی شام تک ہتھیلیاں۔ حجاج بھٹو کے بیٹھے  
 ہیں۔ عنیزہ منزل عرابہ منزل سے دو سو میل جانب شمال مشرق ہے۔ اس درمیان میں نہ منزل ہے  
 نہ پانی مغرب کے قریب گم شدہ بسیں اور پانی تھا کی بسیں۔ شیخ کرم الہی کی کار پہنچیں۔ یہ بسیں صحرا سے  
 میں گم تھیں۔ شیخ صاحب تلاش میں تھے۔ جان میں جان آئی۔ شام کے قریب وال روٹی ملی کھاکر نماز  
 مغرب پڑھی۔ آج ایک اور حاجی سمسوی مطاوع محمد ساکن موضع بگڑیاں ضلع گجرات سفر کی ہسپتال میں  
 انتقال کر گیا۔ جس پر قریب موشا میں نے نماز پڑھائی۔ تمام حجاج نے نماز پڑھی اور نش کو سپرد  
 خاک کیا گیا۔ یہ ہمارے تانہ میں تیسری موت ہوئی۔ خدا تعالیٰ مغفرت کرے یہی واقعہ کو غریب وطن پر پنادے۔ امیں۔  
 بعد نماز عشا حجاج ل کر شیخ کرم الہی صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ آج ہم لوگ تو سر گئے  
 تھے۔ عشاء کے ڈرائیور جن میں ماہر تھا وہ تیز رفت سے سڑک پر سب سے پہلے عنیزہ منزل پر پہنچ گئے۔  
 اور ہم بے یاد مددگار جنگل میں پھنس گئے۔ اس کا انتظام کر د۔ شیخ صاحب نے وعدہ کیا کہ آج سے  
 ان ڈرائیور کو پیچھے کر دیا جاوے گا۔ ہم لوگ مطمئن ہو گئے۔

### ۴ ستمبر ۱۹۵۴ء محرم ۱۳۷۴ء یومِ دو شنبہ

آج شب کو اعلان کیا گیا کہ حجاج پانی کا کافی انتظام کر لیں۔ آج ایک ہونٹا ریگ سہا  
 آئے گا۔ جس کو بھوکنا ہے۔ رات کو ایک بجے سیدار کر دیا گیا۔ چائے چاکر ٹانڈر ہوا۔ آج ٹانڈر  
 کے تین حصے کر دیئے گئے۔ چھ گاڑیوں کا ایک حصہ۔ اور ہر حصے کے اتل میں دو بھر موجود رہے  
 چنانچہ ہماری سٹ میں خود صوفی جمیل صاحب رونق فرزندیں فجر سے قریب آد گھنٹہ پہلے ٹانڈر عنیزہ  
 منزل سے روانہ ہوا۔ قریب آد ایل ناصطی کر کے نماز فجر ادا کی۔ وضو تہجد کا باقی تھا۔ بعد  
 نماز پھر پھیل پڑے پانچ میل طے کرنے کے بعد ریتے کے پہاڑ نمودار ہو گئے۔ ان پر سے  
 عبور کرنا ہے۔ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ تمام بسیں لاکھوں میں کھڑی کر دی گئیں۔ اور ایک ایک کر

سفر آسانی سے کٹ گیا ایک جگہ بدوں کے کچے غیلے غیلے بنے جن سے پانی خرید کر نماز ظہر ادا کی۔ میں نے پوچھا  
 لکھنؤ میں بے آب و دروازہ جنگل میں ان لوگوں کا گزارہ کیسے ہوتا ہے۔ جہاں پچاس پچاس میل تک کوئی کشتی نہیں  
 گمروں کی بھرتی جگہاں بھی مورتی ہیں۔ خود بھی منڑے میں ہیں۔ معلوم ہوا کہ بیٹھ بچیاں فروخت کر کے گزارہ  
 کرتے ہیں۔ شوکھی ہڈیاں جیسے سان کے کھاتے ہیں۔ کھجور کی کھشیں کا آٹا بنا کر روٹی پکاتے ہیں۔ جو  
 کچھ لٹے کھاتے ہیں۔ غریب عیب و مغرب زندگی کے ملک ہیں۔

قبل مغرب ہمارا قافلہ منزل روماج سے روماج بھی کہتے ہیں۔ پہنچ گیا۔ آج تمام دن سفر میں گزارا  
 سوائے چائے کے اور کچھ کھانے پینے کا موقع نہ ملا۔ روٹی پک سکے۔

## ۹ ستمبر ۱۹۵۳ء ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ یومِ پنجشنبہ

آج شب کو بعد نماز مشاعرہ روٹی دال کپٹی کی طرف سے حجاج کو دکائی گئی۔ چونکہ یہ گھنٹہ  
 کے بعد کھانا نصیب ہوا تھا۔ اس لیے بیتِ رغبت سے کھایا گیا۔ اور یہ دال بڑی نعمت معلوم  
 ہوئی۔ کوفتہ راہان تہن کوفتہ آست۔ آج جو کچھ عاشورہ کا دن ہے۔ اس لیے رات کو بھی اچھا ہو گیا  
 تھا کہ جرنی مانگے بعد ذکر شہادت ام حسین کی مجلس ہو گی جو کئی ماہ کے بعد سب لوگ جمع ہوئے ہیں نے یہی کی تاریخ کے لئے کیا  
 عاشورہ کے دن کرنے کے خاص اعمال اور مقررہ ذکر شہادتیں کیا۔ چونکہ روماج عرب کا علاقہ ہے۔ کر بلا  
 معنی بھی یہاں سے قریب ہے۔ کچھ امام حسین کا فیضان بھی یہاں لراہہ ہے۔ لوگ حطب لکے  
 بہت پر لکھتے محفل رہا۔ بعد ذکر شہادتیں سن کر قرآن شریف کیا گیا۔ عرض کیا گیا۔ کہ شربت پر  
 سید الشہداء کی فاتحہ کرو۔ چنانچہ فوراً بہت کافی رو پر چندہ ہو گئے اور کھانڈ کی تلاش جاری  
 ہو گئی۔ منزل روماج مدینہ منورہ سے ۵۶۳ میل جانب جنوب واقع ہے۔ درمات  
 ۶۶ میل اسی جانب ہے۔ جاتے وقت یہاں کوپانی پیشاب کی طرح تھا۔ جس میں اونٹ  
 کی لید اور کڑیوں کی میٹلیاں شامل تھیں۔ آج تے وقت دیکھا کہ کنویں کے ارد گرد گول بن بنا دی گئی  
 ہے جس سے پیشاب میٹلیاں لید پانی میں نہیں گرتی اور پانی بھی غالباً صاف کر دیا گیا ہے۔ اس لیے پانی  
 ٹھنڈا میٹھا اور صاف ہے۔ صرف ایک قلعہ بنا ہوا ہے اور کوئی بستی نہیں ہے۔ کچھ دکانیں مولی  
 سی ہیں۔ ان دکانوں سے بہت سی کھانڈ سواریاں اگا حاصل کی گئی اور جگہ جگہ قریباً ہریس میں اعلیٰ

درد کا درد دکھا شربت بنا کر سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہما کا فائدہ کر کے سب کو پلایا گیا۔  
 تعجب ہے کہ یہاں کے بڑوں نے شربت نہ پیا۔ بہت کہا گیا مگر قبول نہ کیا گیا۔ صرف حجاج  
 نے پیا۔ ہمارے جاتے وقت بیس روپیہ ڈرام پانی ملا تھا۔ لیکن چونکہ اب حج ہر جگہ ہے۔  
 قافلوں کی آمد رفت کم ہو گئی۔ آج چار روپیہ ڈرام پانی ملا۔ روماح وہ منزل ہے۔ جہاں جاتے  
 وقت کئی بیس فیل ہو گئی تھیں۔ جن میں سے بعض تو یہاں سے درست کر کے مکہ شریف  
 پہنچ گئی تھیں۔ مگر نئی کپ اور بس عس یہاں ہی رہ گئی تھیں۔ آج تمام رات یہ دونوں گاڑیاں کپنی  
 کے مترلوں نے درست کر لیں اور شام تک بالکل ٹھیک کر لی گئیں۔ تعجب ہے کہ روماح  
 میں تاحد نظر صرف ریت ہی ریت ہے سبزہ یا گاس ذریعہ کا نام و نشان نہیں۔ اس کے باوجود بیٹر  
 بکریاں ماؤٹ آدمی سب بہت تندرست اور موٹے تازہ ہیں۔ نامعلوم ریت کاتے ہیں  
 یا کیدان چھڑوں کو دیکھ کر رب تعالیٰ کی شان پر ریت نظر آتی ہے۔ آج بعد عصر روانگی ہے  
 تمام حجاج کے دلوں میں ایسبت طاری ہے۔ کیونکہ اگلی منزل ہی بہت سخت منزل ہے  
 جاتے وقت اسی منزل پر گاڑیاں پھنسی تھیں دعائیں دعا میں جاری ہیں کہ مٹا اس کٹھن منزل کو آسان فرما۔

۱۹۵۴ء محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم جمعہ

آج ہمارا قافلہ ریگستان میں پناہ ہوا ہے چند قدم لاریاں چلتی ہیں پھر روک لی  
 جاتی ہیں۔ تمام رات میں صرف چودہ میل روماح سے آگے آئے ہیں۔ گویا ریت کے سمندر میں  
 ہم لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔ تمام رات جاگ کر گزاری ہے۔ گاڑیوں کے پچھے بلیاں پٹھے رکھ  
 رکھ کر دھکے لگاتے ہیں اور چند قدم لاریوں کو آگے بڑھاتے ہیں۔ آج رات سردی بہت  
 پڑی۔ موسم بدل چکا ہے۔ قافلہ میں پانی کی کمی ہے۔ اس کو روایا گیا ہے کہ کوئی حاجی سوا کچھ پیٹھے  
 کے پانی استعمال نہ کرے اور نقد ضرورت ہی پیٹھے۔ ہر ایک گھوڑے میں پانی بچھ سکتی ہے تو  
 ڈوڑھ گھوڑے ڈپیٹے۔ نماز جمعہ صبح سے ادائی۔ بعد نماز کے بچے ہوئے چاول کھاتے۔ پانی بنا کر  
 نواک شکر کیا۔ اس کی مٹا ہمارے عیال سے بالاتر ہے۔ یہاں ہر ایک کے سمندر میں ایسی نہیں  
 اس کی اطلاع ترقی ہے۔ چونکہ پانی کپ کی کل طور پر درست نہیں ہوئی اور چٹانیں اس کے حوض سے تمام قافلہ کو  
 راز یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ کچنی دھوں کو سنت ٹکر ہے کہ کسی طرح پانی کپ کو چلایا جائے۔ اگر کوئی

سے پھر جا جاوے تو جس کو خود چلنا مشکل ہے۔ اسے کیونکر کھینچیں یہاں تک رحمت خداوندی کا تجربہ نہ ہو  
کہ ہمارے رہ رہیں جس کا پھل کھیرت کھاسا ہوا نکلا۔ اسے سو کا گید۔ اس میں لیپ کو باہر لکڑی  
بھیج دیا گیا۔ یہ بڑی نیک فال ہوئی۔ پھر قافلہ روانہ ہوا۔ ۷۰ میلے کر کے قافلہ اس ریت کی پہاڑی پر پہنچا  
جو زیادہ خطرناک ہے۔ دوپہر چمکا ہے۔ اس ریت کو بچ کر ان میں حمل پیدا ہوتا ہے۔ ریت کا رنگ سرخ ہے  
اس میں ہوا کے برابر کی سرخ و سفید ہر جگہ نکال ہے۔ دوپہر میں یہاں تیز ہوا چلتی ہے جس سے ریت  
اڑ کر جگہ جگہ پھاڑی بن جاتی ہے۔ اگر کوئی آدمی یا کوئی چیز یہاں پھنس جاوے تو اس رنگ  
میں دفن ہو جاتی ہے۔ یہ بھری گرم ہو کر چھترے کی طرح لگتی ہے۔ قدر الہی کا نمونہ ہے۔

اکثر بیس کنارہ پر کھڑی ہو گئیں اور ٹھنڈے وقت کا انتظار کرنے لگیں۔ کچھ اس  
حالت میں ریگستان میں داخل ہو گئیں۔ پانی ختم ہو گیا۔ پیاس کی شدت سے زبانیں  
باہر آ گئیں موت سامنے نظر آنے لگی۔ آج تک ایسی تکلیف نہیں دیکھی تھی۔ ہماری بس ٹھنڈا  
پڑے پٹی۔ مگر ریت نہ کہ یہ حال ہے کہ چلنے نہیں دیتا۔ سواریاں پیدل ہو کر بس کو دیکھتی  
تھیں۔ پانی خدا کے فضل سے ہماری چھاگلوں میں تھا۔ پیدل چلنا پڑا۔ جو تاپن کر چلنا  
مشکل جو تانا کر چلے تو گرم ریت پاؤں کو بھونے دیتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہماری  
موت اس میدان میں ملے آئی ہے۔ غرض عجیب کشمکش تھی۔ خدا خدا کر کے یہ علاقہ  
بعد مغرب ملے ہوا۔ اور پختہ زمین پر آئے۔ آتے ہی مولانا مہریشیر صاحب کو ٹولی لٹولان  
والے ملے۔ فرمانے لگے۔ مفتی صاحب ایک قطرہ پانی ہے تو دو پیاس سے جان نکل  
رہی ہے۔ اپنی بسوں کی چھاگلیں پھوڑی گئیں اور قریباً پاؤ گلاس نکلا جو انہوں نے پیا  
تو وہ گریں۔ بیچ گرم اپنی صاحب اگلی منزل منقذ پر بدیدہ کار پہنچے۔ دو دن سے بیس ڈرام پانی خرید کر  
چھلے میں لودہ کا قافیوں لائے۔ قافلہ میں شور مچ گیا کہ پانی آگیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اب حیات  
آگیا۔ آج پانی دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی کہ اس سے پہلے جہاں چاند دیکھ کر مجاری تھی وہی جو میں یہاں پہنچا  
تھیں انہیں لی بس ایک ڈرام پانی تقسیم کیا گیا۔ باقی جو بیس جہاں پھلسیں تھیں انہیں وہاں پہنچایا۔ چار  
ڈرام پانی باورچیوں کو دیا گیا کہ انہیں شے منہ سے لی اس مقصدی اور بہار کی نہ پونے پہا  
سو سماج کی جان بچائی۔ بعد مشاء حجاج تو سونے لگے۔ رباورچی کھا دیکھا میں مشغول ہو گئے۔

نہایت کو احوالی بنے اٹھا رکھا نہ کھو گیا۔ آج ۲۷ گھنٹے کے بعد کھانا دیا جاسکا۔ کیونکہ درمیان میں کھانا پکانے کا موقع ہی نہ ملا۔

### ۱۱ ستمبر ۱۹۵۴ء محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم شنبہ

آج الحمد للہ۔ وضو کر کے فجر پڑھی۔ بعد فجر سائے پلے حجاج اس شخص راستے سے اس قدر گھبراتے ہوئے تھے کہ ایک چھلکا کر یا پرزے لگے جو انہیں اگلی منزل معتقدہ تک پہنچائے۔ سان کو کشش کرنے والے حضرات میں مولانا محمد بشیر صاحب بھی ہیں۔ مولانا چھلکے والوں نے ایک ہزار روپے مانگا اس لئے یہ حضرات خاموش ہو گئے۔ بہر حال قافلہ چلا۔ صرف دو دو ایک جاگ بھینسا اور حضرت تمام معتقدہ منزل پر پہنچ گیا۔ سائب لیدر بنے دوپہر یہاں پہنچے۔ یہ معتقدہ وہی جاگ ہے جہاں جاتے وقت حاجی فتح محمد جمیلی مرحوم کا انتقال ہو گیا تھا اور اسی معتقدہ میں اس مرحوم کو دفن کیا گیا تھا۔ ہم لوگوں نے شکرانہ کے نشاے مانے ہوئے تھے کہ خدا تعالیٰ غیرت سے معتقدہ پہنچائے تو ہم نقل پڑھیں گے۔ معتقدہ پہنچ کر نقل شکر یہ پڑھ کر کرب نے یہاں بخیریت سے پہنچایا۔ اور ریہہ ختم ہوا معتقدہ رومح سے ۵ میل جانب شمال ہے۔ جو کہ ۴ گھنٹہ میں طے ہوا اور معتقدہ مدینہ منورہ سے ۳۶ میل دور ہے۔ یہاں پانی کا کنواں ہے پائپ لگا ہوا ہے۔ پانی بہت افرات سے ہے اللہ شکر کہ سب نے غسل کیا۔ بعض نے پیلے دھوئے۔ گل پانی پینے کے لئے بھی پورا نہ تھا آج غسل کر رہے ہیں۔ یہاں بھوئی سیلابی ہے۔ سائونٹ بجیاں بھڑکیں خوب مونی تھڑکی ہیں۔ ایک پرانی وضع کا قلعہ بنا ہوا ہے۔ سولہ چار بنے قریب عمر کا ہے۔ یہ کچھ پانے لے تھی تھوڑے بلکے کے ہر کو۔ اس لئے بھوک خوب لگی ہے۔ عمر کا تازہ چڑھ کر تمام جھاگیں اور مونی بھی بھول۔ کہ کھانا اب القریہ تک پانی نہیں ہے۔ اور مغرب سے کچھ پہلے قافلہ رواد ہو گیا۔

### ۱۲ ستمبر ۱۹۵۴ء محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم ایک شنبہ

آج شب تقریب کے راستہ میں کچھ بٹیں پیچھے رہ گئیں۔ ان کے انتظار کے لئے قافلہ کا۔ تازہ قافلہ پڑھی مولانا ہو کر آدھ گھنٹہ تک گم شدہ سوں کا انتظار ہو گا۔ اگر انہیں تو فیہا روز پھر یہاں ہی

قتیم کرنا چاہئے۔ مال یہ سچ کر سونے لگے۔ کراچا تک دونوں کم شدہ بیس پہنچ گئیں اور قافلہ روانہ ہو گیا۔  
 ۷۰ میل کے فاصلے کے بعد کے نام کے جیسے واسطے میں تک گئے۔ ریت پر بستر لگا دیئے۔ بگڑ سڑی بہت تھی۔  
 ملت میں کلا گئے۔ فجر سے پہلے ہی سردی نے آٹھ مارا۔ دھوکا کے وقت نماز کا انتظار کیا۔ وقت  
 ہوئے پر نماز پڑھی۔ کپنی کی طرف چائے اور بسکٹ لے۔ چونکہ تمام حجاج کرات کا نافر تھا اس لئے  
 یہ بھی بہت غنیمت معلوم ہوا۔ چائے پیتے ہی قافلہ مجمع ۷۰ میل بنے روانہ ہو گیا۔ اور ۹ بجے صبح  
 القریہ میں داخل ہو گیا۔ القریہ نجدی حکومت کی آخری حد ہے۔ اس کے بعد کویت ہے۔ القریہ معتدل سے  
 ۹۴ میل جانب مشرق و جنوب ہے۔ قریباً سو میل جب ہم جاتے ہوئے یہاں سے گذرنے لگے  
 تو یہاں صرف پانی کو پائپ تھا۔ یہاں آج اگر دیکھا تو سبھی بھی لگ گئی ہے۔ اور شعل کی جگہ عمدہ سینٹ  
 سے بنا دی گئی ہے۔ جس سے طرا آرام ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ حکومت کا ایک لاکھ تقریباً ۱۰۰۰۰۰ روپے اچھا نامہ  
 قبضہ ہے۔ بازار چوک کنویں معمولی دکا میں ہیں۔ قریباً ۱۰ میگا میں سبزہ بھی دیکھا۔ جس میں کئی اور  
 شکر مال بچوں کا چارہ لگا ہوا ہے۔ ٹوب بڑے مالدار ہیں۔ دریاں باقیوں میں سونے کے موٹے  
 موٹے لگنی پھرنے پورے۔ دیکھی گئیں۔ چونکہ یہ بگا کٹم پورٹ سموری ہے اس لئے یہاں رونق اچھی ہے۔  
 کپنی کی نیت اب یہ ہے۔ کراچا روانہ ہونا ہے۔ جو ہے راستہ کی زیارات خصوصاً  
 بغداد و شریف کو چھوڑ کر چھوٹا راستہ خرم شہر سے ہونا ہوا اختیار کرے۔ کربلا منظر نجف اشرف  
 بغداد وغیرہ سب چھوڑ دے۔ اس لئے اس نے کچھ حجاج کا اپنا ایجنٹ کر کے بقید حجاج کو بھجوا  
 شروع کیا۔ کراچا میں پہلو بہت دن ہو چکے۔ بعض حجاج نوکری پیشہ بھی ہیں جن کی تھپی ختم ہو رہی ہے۔ اگر  
 بغداد وغیرہ گئے تو ان کی غیر ماضی ہوئی کپنی کرنا اگر کہتے پھرتے ہیں۔ اگر حجاج بغداد شریف  
 گئے تو سخت بیمار ہوا دیں گے۔ اگر حجاج تھے ہستیا کر لائے گئے ہیں۔ کہ ہم زیارات کو چھوڑ کر  
 وطن پہنچا ہوتے ہیں۔ اور کھربنی سالن کر رہے ہیں۔ جو شہریت چاہے کہ ہم وہ ہی راستہ اختیار کریں گے۔

تیرا دل نہ ہو تو برب نہ ہرگز  
 عموماً یہاں رہا ہے

اگر خدا نکرے۔ یہاں ہوا تو ہمارا اس طرف آنا اور مصائب پھینکے کا مقصد  
 قریباً قوت ہو جانے لگا۔ کپنی نے ہڈ کو خط لکھا تھا کہ جیسے جانا ہمارا فرض ہے۔ ایسے  
 ہی زیارات کرانا بھی ہمارا فرض ہے۔ اور آتے وقت نجف اشرف میں خود بخود سے شیخ کرم الہی

صاحب سالار نے مقبرہ کی گھاٹوں کو زین العابدین وغیرہ کی زیارات آتے وقت کپتی کرائے گی :-

۱۳ ستمبر ۱۹۵۲ء ۱۴ محرم الحرام ۱۳۷۳ء ۱۵ یوم ۱۰ شنبہ

کل شام غروب آفتاب سے پہلے ہم کو حدود القریہ سے باہر دیا۔ کیونکہ یہاں قانون ہے کہ اگر کوئی سورج ڈوبنے سے پہلے حدود القریہ سے باہر نہ ہو جائے تو پھر صبح تک باہر نہیں جاسکتا۔ یہاں اگر نماز مغرب باجماعت پڑھی۔ کھانا کھایا۔ پھر نماز عشاء پڑھی اور چل دیئے۔

قریباً ۶ میل جا کر راستہ میں قیام کیا اور سو گئے۔ فجر کے نئے شب کو ہمیں اٹھنا دیا گیا اور روانہ ہو گئے۔ مگر قریباً ۱۰۰ میل پورے ہونے پر قافلہ چل گیا۔ کیونکہ دو بسیں ٹھاب ہو گئی ہیں۔ ان کا انتظار ہے۔ فجر یہاں ہی ادا ہوئی اور چائے یہاں ہی دی گئی۔ جب بہت دیر تک دمہ گاڑیاں نہ آئیں اور ٹھیک نہ ہوں۔ تو ہم باقی حجاج کو روانہ کر دیا گیا۔ راستہ میں کھریت بھی آیا۔ مگر کہیں بس بھنی نہیں۔ دوپہر کو ایک نئے ہمالا خانہ کویت پہنچ گیا۔ کویت۔ القریہ سے ۶۴ میل ہے اس راستہ سے جس سے ہم آ رہے ہیں اور کویت مدینہ منورہ سے ۹۷۸ میل ہے۔ اس راستہ سے جو براہ عزیزہ ہے۔ آج جب کویت پہنچا ہوا تو حجاج بہت بھوکے تھے اور قافلہ ایسے چٹیل میدان میں ڈالا گیا۔ جہاں سایہ کا ڈور ڈور نام نہ تھا۔ بھوک اور دمپ سے گھبرا کر ایک قریب کے ٹھول میں پناہ لی۔ روٹی کھائی۔ دوپہر کی تیزی گذار کر پھر مکانات کی دیواروں کے سایہ میں بیٹھ رہے خدا خدا کر کے وقت عصر قریب آیا :-

۱۴ ستمبر ۱۹۵۲ء ۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۳ء ۱۶ یوم ۱۱ شنبہ

آج شنبہ کو جب ہم بازار کویت سے واپس ہوئے تو محرم دوست فضل حسین صاحب فاروقی صاحب اور دوسرے اصحاب جو لاہور کھاریاں وغیرہ کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے کیمپ میں تشریف فرما ہوئے کاروائی تھے۔ مجھے بلانے آئے تھے۔ اپنے ہمراہ احمدی لے گئے۔ جہاں کویت آئل کپنی ہے۔ وہاں خوب غسل کیا۔ پرنکھت دعوت کی۔ خوب آرام سے سوئے ڈھائی ماہ کے بعد آج گھر میں چار پائی پڑسوئے :-



۱ احمدی میں کویت آئل کمپنی ہے۔ یہ جگہ کویت سے ۲۰ میل دور ہے۔  
یوملا شہر آباد ہے۔ کویت میں پانی ہنگامے ہے۔ پٹرول سستا ہے۔ پٹرول آٹھ آنہ  
چھ آنہ لگین ہے۔ پانی ایک مینک تین روپیہ میں کمپنی نے خریدا۔ مگر احمدی میں مٹھا پانی بہت  
افراط سے مفت دیا جاتا ہے۔ ملازمین کو بھی۔ عمدہ کوارٹر وغیرہ مفت مہیا کئے جاتے  
ہیں۔ مسجد کا اعلیٰ انتظام ہے۔ وہاں ہی عشاء اور فجر کی نماز پڑھی۔ احمدی کے قریب  
جگہ جگہ روشن ہے۔ جن کھوڑوں سے تیل نکلتا ہے۔ وہاں قدرتی طور پر گیس نکلتا  
ہے۔ جس میں آگ لگا دی جاتی ہے۔ یہ آگ رات دن جلی رہتی ہے۔ نیز  
بارش سے بھی نہیں بجتی جمعرات کے نصف دن اور جمعہ کو سارا دن ہر جگہ در کمپنی میں یہ جھمکی رہتی ہے۔ اور  
چھٹی کے دن ایک ایک گھنٹہ کے بعد اور روزانہ دن میں دو دو بار کمپنی کی طرف سے  
سے بس کویت آتی اور جاتی ہے۔ جس میں ملازمین کمپنی کو کویت لایا جاتا ہے۔ بہت لمبی  
گلائی ہوتی ہے جسے ٹریڈ مارک کہتے ہیں۔ اس کی ڈمہ میں ہم کویت واپس آئے یہ کمپنی امریکہ اور  
انگریزوں کی مشترکہ ہے۔ ملازمین کو بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی ہے۔ معمولی ملازم بھی ماہوار پانچ سو روپیہ  
پاتا ہے مگر اسٹیشن یا خوردنی بہت گراں ہیں۔ پانچ روپیہ آٹھ لگین۔ دس روپیہ سیر گوشت ہے  
دودھ کسی جھاڑ نہیں جتا۔ دودھ کے ڈبے پر لگدہ ہے۔ کویت میں موٹریں بہت ہیں۔ کیونکہ آئل کمپنی  
ہر دو سال کے بعد نئی گاڑیاں منگاتی ہے۔ آٹھ مھلی کاروں کو چرائی کر کے نیلام کر دیتی ہے۔ یہ لوگ خرید  
لیتے ہیں۔ نیز پٹرول انزاں ہے کویت میں چھری ترنا۔ شہر چھری۔ سینٹا۔ بے پروگ وغیرہ کوئی بے حیا نہیں ہے۔  
کویت میں لوگ رات کو گھروں کے دروازے بند نہیں کرتے۔ لاکھوں کی دکانوں میں ہم آنے کا قفل  
پڑتا ہے۔ شب کو قفل بند کرنے کے بعد خود مالک بھی دکان کھول نہیں سکتا۔ جب تک  
کہ پولیس کا آدمی ساتھ نہ سمہ کویت میں جراثیم کی سڑ میں بہت سخت ہیں۔ بعض سڑ میں بطور نمونہ ہیں۔ ایک عورت  
نے اپنے خاندان کو زہر دلایا۔ اس کی بوری میں بت کر کے پٹرول پھونک کر آگ لگا دی گئی۔  
۲ ایک شخص نے غلام کیا۔ اس کو پچھ گویوں سے مار کر زمین دن نفعش بازار میں مانگی گئی۔  
ایک نے زبانی تو اسے زندہ کو ایک پھلے سے کے پیچے باندھ کر تمام شہر میں چھکرا موٹر  
نیز دوڑائی گئی۔ جس سے اس کے گوشت کا قیمہ ہو گیا۔ اور ٹہریاں بھر گئیں۔

عک جو کوئی شراب پہلی بار پیئے اُسے کویت سے نکل دیا جاتا ہے اور جو بار بار پیئے۔  
 اُسے سارے عک سے بدر کر دیا جاتا ہے۔ گویا کالا پانی ہے۔ جو پہلی بار چوری  
 کرے اُسے اٹا ڈال کر دس آدمی پندرہ منٹ تک سید مارتے ہیں۔ جو بار بار چوری کرے  
 اُسے گولی مار دیتے ہیں۔ عک جو عورت بے پردہ نکلے۔ اُس کی سنرا سیدھے بشرطیکہ مسلمان  
 ہو اور کویت کی ہو۔ عک کویت میں مقدمات میں دیر نہیں لگتی۔ ایک دن یا دو دن میں فیصلہ لٹل  
 ہو جاتا ہے۔ جس کی اپیل نہیں ہوتی۔ حکم و کالت میر سٹری بالکل نہیں قتل کے مقدمے چند  
 دنوں میں فیصلہ ہو جاتے ہیں۔ عک کویت میں جیل خانے وغیرہ کی سنرا بالکل نہیں۔ صرف عورات  
 ہے جس میں عزم کو تا تحقیق مقدمہ بند رکھا جاتا ہے۔ عک کویت کے باشندے  
 ہلکے فساد سے بہت بچتے ہیں۔ اور مقدمے سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔

عک کویت میں امن و امان کا دور دورہ ہے۔ کوئی غریب نہیں معلوم ہوتا ہر شخص  
 کا روبرو ہے۔ مرد دریاں بہت زیادہ ہیں۔ تقض کی سلائی پانچ روپیہ۔ پانچ مسکا چلار  
 روپیہ۔ حجامت ڈو روپیہ میں۔ گرم کوٹ کی سلائی ۸ روپیہ ہے۔ یہ سب باتیں ہم کو  
 محترم دوست عبدالعزیز صاحب ٹیڈر ماٹرجرائی سے معلوم ہوئیں جو یہاں لگی سال سے مقیم ہیں۔  
 ۱۵ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم چہار شنبہ

آج صبح کافلہ میں پانی بالکل نہ تھا۔ کیونکہ وارڈن ایک کپانی رات کو ختم ہو چکا  
 تھا۔ اور صبح آٹھ بجے سے پہلے میٹھا پانی کویت میں نہیں ملتا اس لیے نماز فجر  
 نہ بہت دشواری ہوئی۔ چائے نہ پکی۔ گیارہ بجے ہمارا کالس عک کے ساحلوں  
 نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی سیلنگ لگا لی جس میں برف کا شربت  
 قباج کو پلایا لوگ بہت خوش ہوئے۔

آج ہمارے تانہ میں ایک پرترہ لہا جاتی ہے۔ تہا اقبال شیخ کویت کے پاس  
 کسی صورت سے پہنچ گیا۔ شیخ نے اسے ایک عمدہ کبل اور پچاس روپیہ دیئے۔ شیخ کے ایک  
 صاحب نے اُسے سو روپیہ دیئے اس حساب سے ہذا اقبال کو ڈیڑھ سو روپیہ نقد اور اعلیٰ  
 کبلہ رب نے عطا فرمایا۔ شیخ کویت بہت سنی آدمی ہے۔ کویت کی مسجدوں میں نماز جماعت

اداکر نے کا اتفاق ہوا۔ یہاں مسجدیں نہایت شاندار ہیں اس سے پہلے کبھی تھیں شیخ نے تمام پتہ کرنا  
 دیں اور کر رہے ہیں۔ ہر مسجد میں میں پچیس برقی پنکھے اور میں چالیس بلب ہیں۔ عمدہ مصلے بچے ہوتے  
 ہیں۔ ہر مسجد نماز کے بعد فوراً بند کر دی جاتی ہے کوئی مسجد میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تمام لوگ سنسنی قدیب  
 کے ہیں۔ سواک کان بچھا ہوتی ہے۔ جب نیت باندھتے ہیں۔ اس وقت سواک دانتوں پر پھیر دیتے  
 ہیں۔ پھر نیت باندھتے ہیں۔ فرش مسجد پر جوتا پہنے پھرتے ہیں۔ صرف مصلوں پر جوتا مار کر بیٹھتے ہیں۔  
 پاکستانی جاننے والے اس قدر سامان خریدا ہے کہ انار میں بعض چیزیں بائبل ختم ہو گئی ہیں۔ پنا نچوٹھی درجہ  
 کی مل تلاش کیے نہیں تھی۔ ہمارے پاکستانی سوکے نوٹ کا بھادوایت کر گیا ہے۔ ۶۵ روپیہ  
 ہندوستانی مل رہا ہے۔ اور اسٹیمیا کا زرخ بہت چڑھ گیا ہے۔ پھر برنی تھان روپیہ دو روپیہ  
 بلکہ بعض پر پانچ سات روپیہ تک بڑھ گئے ہیں۔

## ۱۴ ستمبر ۱۹۵۴ء محرم الحرام ۱۳۶۳ھ یوم پنجشنبہ

آج شب کو صوفی مومنین صلاب نے ہماری دعوت قبول میں کی۔ اس ملک کے عجیب کھانے  
 کھلائے۔ سینے کے کباب بغیر نمک مرچ۔ مگر نہایت لذیذ۔ جن پر نمک پھونک کر کھاتے۔ کبھی  
 گدھے دینے کے گھی میں تیل بھرتے۔ وہ بھی بغیر نمک اور بے نمک مرچ نمک ل کر کھاتے۔  
 مگر بہت مزیدار۔ وہی کے گلاس ٹلیں۔ ٹماٹر کھیرے کی چٹنی۔ اور بالکل نیا کھانا جسے یہاں گتہ کہتے  
 ہیں۔ وہ نہایت لذیذ ہوتا ہے۔ چند والوں کو کپڑے میں لپیٹ کر لے کر لیا جاتا ہے۔ بہت ہی اعلیٰ درجہ  
 قہر لہر دیتے ہیں۔ پھر گھی میں تیل لیا جاتا ہے۔ اور وہاں میں لاکر کھا یا جاتا ہے۔ بہت ہی اعلیٰ درجہ  
 کی چیز ہے۔ گھی میں تیل بھرتے بالکل خشک آلو۔ جو انگریزی کھانوں میں شمار ہوتا ہے۔ آخر میں منگروں  
 کی کڑک پیا۔ جو وہیت سے ڈبوں میں پیک ہو کر آتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کی ہومل کی عمارت جو  
 برقی مقوں سے جملگاری تھی۔ برقی پنکھے سچل رہے تھے۔ ٹیل پر پورے شیٹے لگے ہوئے ہیں  
 جس میں ایک ہر وہیہ کو عربی اشتہار چسپال تھا۔ اس پر کھانا کھا یا گیا۔ دو آدمیوں کا بل۔ اور پورے قریباً  
 ایک سو روپیہ چار آنہ پاکستانی ہوا۔ پھر مگر صوفی میل صاحب شرمین مزاج اور مخیر ہیں۔ جو حاج اس لاس  
 سے جاویں یہاں کے کھانے خرد کھا لیں۔

آج ہمارے قافلہ کی روانگی ہے۔ قافلہ بصرہ جا رہا ہے۔ ہمارے کئی قافلہ والے قافلہ کو چھوڑ کر  
 بحر کی جہاز سے کراچی جا رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد صاحب کو ٹھوی بھی آج ہم سے مل کر روانہ ہو گئے۔  
 کہتے تھے۔ کراچی لاریوں سے دل لگ کر گیا۔ اور راج کاریرت جب یاد آتا ہے تو اتنا جھنجھلا کر کہتا ہے کہ وہ  
 جہاز کے لیے وقت کی بہت سے حجاج نے کوشش کی۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہر جمعرات  
 کو جہاز کویت سے کراچی روانہ ہوتا ہے۔ اور اول سے ہی تمام میٹریں ریزرو ہو جاتی ہیں۔ مولانا بشیر صاحب  
 دیگر جمعرات بھی آٹھ دن کویت میں ٹھہریں گے۔ ان کے ہم وطن بہت سے یہاں موجود تھے۔ جنہوں نے  
 اپنے خاص اثر سے ملک حاصل کیا۔ جو اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ بادل ناخواستہ بسوں میں جا  
 رہے ہیں کویت سے کراچی کا بحر کی جہاز کا کرایہ ۲۔۱۰ روپیہ ہے۔ اور کویت سے چل کر ساتویں دن کراچی  
 پہنچتا ہے۔ یعنی جمعرات کو چل کر بڑے کوچ پہنچ جاتا ہے۔ ہمارا قافلہ پونے دس بجے کویت سے  
 روانہ ہوا۔ اور ۱۱ بجے دوپہر کو مطلع پہنچ گیا۔ جو کہ ملک کویت کی آخری سرحد ہے ایک گھنٹہ  
 پہلے قیام کیا۔ اجازت حاصل کر کے ۱۲ بجے دوپہر کو صفوان روانہ ہو گیا۔ اور ۱۲ بجے  
 بجے دوپہر کو صفوان پہنچ گیا۔ صفوان مطلع سے پچاس میل بائیں مغرب ہے۔ حکومت عراق  
 کی پہلی سرحد ہے۔ یہاں کوئی کسی بھارت نہیں ملتی۔ اونٹ کی خشک مینگیوں کی چھوٹی سی میٹھی  
 پونے چند روپیہ کی ہے۔ رویشیاں دکان سے گوانا لگتیں۔ اور وہاں ہی مینگیوں سے پکانے کا  
 انتظام کیا گیا۔ مگر بندوبست نہ ہو سکا۔

صفوان پوسٹ کے اراکین کو کچھ شبہ ہو گیا۔ اور انہوں نے حجاج سے کہا کہ  
 ۲۔ اور ۱۱ بسوں کی ہر خوشی میں گئے۔ ان کا سامان زیادہ ہے۔ چنانچہ تاشی لی لگی مگر  
 کوئی چیز قابل اعتراض برآمد نہ ہوئی اس وجہ سے صفوان کسٹم پر بہت دیر لگ گئی ہے۔  
 آج پانچ بجے واقعہ یہ ہوا کہ روزنامہ کوہستان جو روانہ پنڈی کا مشہور اخبار ہے۔ اس کے کچھ  
 کالم کاٹ کر پاکستان سے یہاں پہنچے۔ جس میں اس قافلہ کی تکالیف اور ان کی فاقہ سستی بے کسری کی  
 بہت تفصیل چھپی ہے۔ جس کی سرتی ہے۔ میں سو پاکستانی حجاج کی فریاد۔ اس کالم کی ہمارے قافلہ  
 میں زیارت شروع ہوئی۔ دوسرا پورچہ پانچ گھنٹے کوئی لوہاراں ضلع سیلوٹ کا بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۲ء کا  
 ہینیا۔ اس میں قافلہ خزا کے طہر تک کے سفر کے حالات حجاج کی تکالیف۔ بسوں کے حجاجوں

سے جہاز کا پھوٹ کھانا۔ جہاز کی فائزستی۔ اس نظریہ اور اس کی سیم کی ہمراہی۔ جو جہاز سے وقت  
ہمارے قافلہ کے ہمراہ ہو گیا تھا۔ اس کے ہمراہ بعض بزرگانِ کینی کا فوٹو کھچا مانا اور ہر وقت سیم کے  
پیسے پیچھے پیچھے اس سیم کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ لیٹنا جاگنا۔ وہ سب تفصیل سے درج ہے۔  
اس پر پوری قافلہ میں اشاعت ہوئی۔ یہ دو پرچے بعض کے بیٹے سوہان راج بن گئے ہیں۔

آج جہاز کے گھروں سے تخطوڑ آئے۔ جن میں بعض میں درج ہے کہ یہاں اخباروں سے  
معلوم ہوا کہ تم لوگ سخت محیبت میں گرفتار ہو۔ رات کے تھلا اس قافلہ کو چھوڑو۔ اور بڑی باتوں جہاز  
سے واپس آؤ۔ یہ کہ یہاں دو کہ جس سے معلوم ہوا کہ ہماری مصائب والا پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱۸ ستمبر ۱۹۵۲ء ۱۸ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ جمعہ

آج رات چوتھے صفحہ منزل کی کمر چوکی پر دیر گئی۔ لہذا جہاز صفحہ ہی میں زمین پر سو  
گئے۔ رات کو بارہ بجنے کے قریب کینی نے پاسے پلائی صبح نماز پڑھے۔ پہلے ہی سب  
کو جگا دیا گیا۔ بصرہ اس راستے سے صفحہ سے ۶۰ میل فاصلہ پر ہے۔ بصرہ پہنچ کر آگسٹ میلان  
میں ڈیڑھ گھنٹہ دیا جس میں پہلے ٹھہرے تھے۔ یعنی پاکستانی کونسل کو ٹھہرنے کے پاس آگسٹ کے  
ساتھ شط العرب ہے۔ یعنی فرات اور وہاں کہ نمونہ اس پاس تمام ہوٹل ہیں۔ جن میں چہل  
پہل ہے۔ بصرہ بہت پرانے شہر ہے۔ ایک زمانہ میں اولیا والند و علامہ دینی کامر کوڑہ چکا  
ہے۔ خواجہ حسن بصری۔ محمد بن سیرین جیسے بزرگ اس جگہ جموہ افزوڑ ہے۔ اسی بصرہ کے  
ملازمین جنگ جمل واقع ہوئی۔ جس میں حضرت طلحہ و زبیر جیسے بزرگ شہید ہوئے۔ اور  
اب تک وہ یہاں ہی سوراہے ہیں۔ جن کا فیض اب تک جاری ہے۔ بحباب یہ بصرہ انگریزیت  
کا گوارہ ہے۔ یہ پر دوئی۔ شہزاد مجمل۔ زنا جگر ت ہے۔ بصرہ مدینہ منورہ سے ہمارا سا  
راستے سے ایک ہزار ۹۰۰۔ اپورا نو سے میل جانب مشرق ہے۔

آج ہماری کینی نے فیصلہ کیا۔ کہ ہم چھوٹے راستے سے براستہ حرم جائیں گے۔ بغداد  
شہریت چھوڑ دیں گے۔ اس فیصلہ سے جہاز میں ہجرت باہمی پھیل گئی۔ ہم لوگوں نے کوشش کی  
کہ اگر قافلہ چار دن بھی بصرہ میں ٹھہرے تو ہم لوگ اپنے خرچ پر بغداد شہریت ریل سے جائیں۔  
اور شہر کی زیارتیں کرائیں۔ مگر شیخ کرم الہی صاحب نے جواب دیا کہ آپ پاکستان پر پناہ مانگنے سے

ہے میں اور ہم کو کھدیل لگا کر ہماری دلہنی تک قافلہ چلا جاوے تو کہنی ذمہ دار نہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے اس قافلہ کی قیام بصرہ میں کتنا ہے تو جواب دیا دو دن۔ غرض کہ تین تیس میری کام نہ آئی۔ قافلہ ہے ہم حجاج اپنا یا سپورٹ لے کر قافلہ سے نکل گئے۔ اور آج کی ریل سے بغداد شریعت پہلے گئے۔ کسرت بغداد شریعت سے کرنا مصلحتاً نجات اشرت حاصل گئے۔

ہم نے کوشش کی کہ ہم اس قافلہ سے جدا ہو کر بغداد شریعت کی زیارات کے لئے چلے جاویں اور پھر بصرہ سے کراچی جاویں۔ جناب صوفی نمبر جمیل صاحب بصرہ کی بنا کر گاد مار گیل تشریف لے گئے۔ جو یہاں سے پانچ میل ہیں۔ وہاں معلوم ہوا کہ ہزار ہا کربلا کے زائرین جہان کے انتظار میں بڑے ہوئے ہیں۔ جو محرم گذار نے سندھ وغیرہ سے کربلا پہنچے آئے جوئے تھے۔ جہاں سے بدھ کو کراچی جاتا ہے۔ کئی کئی مہینہ مسافروں کو ٹکٹ کا انتظار رہتا ہے۔ غرض کہ تمام اسباب منقطع ہیں۔ بصرہ میں یہودی بہت کثرت سے ہیں۔ اور نہایت ہی مہذب ہیں۔ نہایت پروردہ اور بے سیائیں۔ اکثر جو محلوں میں رات کو ان کا تہہ لاپہ بزم ہے۔ ان کی زبان فارسی نے اپنے قافلہ میں سو ڈیڑھائی

## ۱۸ ستمبر ۱۹۵۴ء محرم الحرام ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج شنبہ نماز مغرب ہم نے پیرے برابر روانہ مسجد میں ادا کی۔ یہ مسجد بصرہ کی جامع مسجد ہے۔ معمولی سی مسجد ہے۔ اس کے سوا بھر میں ایک اور مسجد دیکھی۔ اور کوئی مسجد نظر نہ آئی۔ نماز میں شہر کے نمازی بہت ہی کم تھے اکثر حجاج ہی جماعت میں تھے۔ یہاں کے لوگ اکثر منہلی ہیں۔ امام صاحب منہلی معلوم ہوتے تھے۔ اذان لاؤ ڈاؤ سپیکر پر ہوتی ہے۔ فجر کی اذان ہم نے کیسپ میں سنی۔ بعد ازاں نے نہایت اچھی اذان دی۔ اذان کے بعد لاؤ ڈاؤ سپیکر پر یہ کلمات بہت خوش آہانی سے ادا کئے۔ اَلصَّلٰوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اَلتَّحْمِیْمَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اللّٰہُ۔ اَلصَّلٰوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَلصَّلٰوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ یہ کلمات ایسی خوبی سے ادا کئے کہ ایسا تازہ ہو گیا۔ پھر نماز باجماعت ادا کی۔ بعض وہ حجاج جو پہلے زیارات کو نہیں گئے تھے

آج حضرت حسن بصری - محمد بن سیرین - طلحہ - زبیر - رضی اللہ عنہم اہل بیت کی زیارات پر حاضر ہوئے۔ صوفی محمد جمیل صاحب بھی آج ہی ان مقدس مقامات پر گئے خواجہ حسن بصری کے مزار پر جا کر کچھ بیٹھے بیٹھے سو گئے۔ خواب میں ایک بزرگ کی زیارت کی۔ جنہوں نے فرمایا کہ یہ مزار ہوا اور اپنا کام کرو یہ بیدار ہوتے اور کیچ میں واپس آتے۔

## ۱۹ ستمبر ۱۹۵۲ء بمحرم الحرام ۱۳۷۲ھ یک شنبہ

آج کے متعلق خبر تھی کہ تافذ بصرہ سے روانہ ہو جاؤ گے۔ اور معلوم ہوا تھا کہ فجر کے وقت روانی ہو جاؤ گے۔ مگر ابھی تک بعض نہیں درست نہ ہو سکیں۔ نیز حکومت ایران کا دیرخواب تک نہ مل سکا۔ اس لئے ابھی دوپہل تک تافذ بصرہ ہی میں ہے۔ ہمارے تافذ کی حفاظت کے لیے عراقی پولیس کا زبردست پہرہ ہے۔ کسی شہر کی آدمی کو ہمارے کیمپ میں بغیر اجازت آنے کی اجازت نہیں۔ بصرہ میں عام طور پر وہی بکتا ہے اور ہیبت عملد ہوتا ہے۔ میری نمونہ کی طرح چیلوں میں جما ہوتا ہے۔ ہمارے کیمپ میں بھی عراقی فوجیوں (کوچہ عورتیں) سینیوں میں وہی کے پیالے فروخت کرتے آتی ہیں۔ چوہا پیاز میں فلس کا اور بڑا پیالہ میں چائیں فلس کا ملتا ہے۔ آج پارا آدمی لاہور کے رہنے والے ہمارے کیمپ میں ہم سے ملنے آئے۔ جو عراق میں زیارات کے لیے آئے تھے نیچے اُن کے ہمراہ ہیں۔ کراچی بذریعہ بچی جہاز کے جانا ہوا ہے۔ میں نے بصرہ میں جاج اور کربلا کے زائرین کا اتنا ہجوم ہے کہ ایک ایک کی باری نہیں آتی۔ اس لیے اب وہ بذریعہ موٹریں جانا چاہتے ہیں۔ اور ایران سے براستہ میرے محلہ کو ٹھہ جائیں گے۔ ان حضرات سے معلوم ہوا کہ بغداد شریف سے  $\frac{1}{4}$  بجے بصرہ کو میل چلتا ہے۔ جو ۲ بجے دوپہر بصرہ پہنچتا ہے جس کا تھوڑا کلاس کا کرایہ چودہ درم دس فلس ہے۔ یہی پاکستانی قریباً بارہ روپیہ۔ اور بغداد شریف سے کربلا محلے کو بھی گاڑی جاتی ہے۔ جس کا کرایہ چار درہم ہے۔ خیال رہے کہ ایک درہم پچاس پیسہ کا ہوتا ہے۔ پیسہ کو یہاں فلس کہتے ہیں۔ اسی طرح بصرہ سے ۶ بجے شام کو بغداد کی طرف میل چلتا ہے۔ جو ۳ بجے دوپہر بغداد پہنچ جاتا ہے۔

غرض کہ بصرہ سے بغداد شریعت جانا آنا بہت آسان ہے۔ آج بصرہ کی کھجوریں کھائیں۔ گد کھجوریں بہت ہی لذیذ ہوتی ہیں۔ جو ایک درہم کا کیدل جاتی ہیں۔ کیدل قدر ایک سہ ہوتا ہے۔ بعض کارخانوں میں کھجور کی کھٹی نکال کر بجائے کھل کے اس میں بادام بھر دیتے ہیں۔ اور باریک کاغذ میں پیک کر کے فرخت فروخت کرتے ہیں۔ وہ بھی سبھی ہوئی میں خرید کر کھائیں نہ کھفت تو بہت ہوتا ہے۔ کھلقت میں زیادہ چھی نہیں ہوتیں۔ زیادہ لذیذ وہ قدرتی کھجوریں ہیں جو باغ سے ٹوٹ کر آتی ہیں۔ بصرہ کی کھجور امیر اور انگلستان بہت کثرت سے جاتی ہے۔ نیز یہاں کھجور کے علاوہ چوڑا دھنسی سے اکلنے والی ادویات بنتی ہیں۔ مانع سنگندر اور دیگر فروٹ بھی بہت پیدا ہوتے ہیں۔ آج ہمارا قافلہ بصرہ روانہ ہو گیا۔ کیونکہ ایران کے درجے کے کھجور کے دن بھر میں صرف سو ویزے بن سکے۔ ۱۴۷ ویزے باقی ہیں جن کے متعلق پاپیورٹ آفیسر نے وعدہ کیا ہے کہ ہم کل اپنا دفتر بند کر کے کل مکمل تمہارا ہی کام کریں گے۔

### ۲۰ ستمبر ۱۹۵۲ء ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ دو شنبہ

آج صبح ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جو گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ اور ۲۲ سال سے بصرہ میں مقیم ہیں۔ پیر مارٹر میں اچھا کاروبار ہے۔ بہت تعلق ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے۔ ان کا پتیر ہے۔ غلام حسین پاکستانی شیاط سعودیہ روز مشاعر بصرہ۔ ان سے بصرہ کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئیں۔ بعض حاج نے حجاز و کویت سے کچھ خرید اور کسٹم سے بچنے کے لیے کسی نے سلاویا۔ کسی نے رضائی کے طور پر اس میں روٹی بھرا دی۔ کسی نے بوسکی کی پگھلی بانڈولی۔ ہمارے پاس یہ سئلہ آیا کہ کام جائز ہے یا حرام کیونکہ اس میں حکومت کو دھوکا دینا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ جھوٹ بول کر کسٹم سے بچنا حرام ہے۔ حکومت کو دھوکا دینا حرام ہے۔ اسی طرح قانون شکنی جرم ہے۔ لیکن صحت قانون سے بچ کر نرم قانون اختیار کرنا جائز ہے۔ دیکھو حضرت علیہ السلام نے ایک ظالم بادشاہ کے ظلمی قانون سے بچنے کے لیے کشتی کا تختہ نکل کر اسے عیب مار کر دیا۔ تاکہ بادشاہ اس کشتی کو اپنے قانون کے مطابق نصب نہ کر سکے۔ اس میں دھوکا نہیں بلکہ قانونی زور



سے حلال طریقہ سے پینا ہے۔ آج بصرہ سے روانگی کی امید ہے۔

آج ۲ بجے دوپہر ہمارے کیمپ میں ایک حادثہ ہوا۔ وہ ریکریس سٹا کے پاس پڑول پڑا ہوا تھا۔ کسی نے سگریٹ سٹگا گرتی اور پھینک دی۔ پڑول میں آگ لگ گئی اور بس ۳۰ کے انجی میں ایک ہونڈا دکھایا ہوا۔ گمان ہوا کہ انجی میں آگ لگ گئی لوگ دوڑ پڑے۔ رب نے خیر کردی کوئی خاص نقصان نہیں ہوا۔

آج ۱۰ بجے شام بصرہ سے قافلہ حرم شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ سب لوگ وطن جانے کی خوشی میں ہیں۔ میں بغداد شریف سے محمدی کی بھینٹیں لے کر آیا ہوں۔ میرے رنج و دم کو دیکھ کر جناب صفوی نجمی صاحب نے مجھ سے وعدہ حتی کیا کہ میں عنقریب آپ کو بغداد کر بلا۔

بجنت اشرف کی مغفرت زیارتیں کرونگا۔ اس ہی بس میں لاؤنگے۔ میں نے عرض کیا کہ بجنت میں شیخ کرم الدین صاحب نے مجھ سے بھینٹ و وعدہ کیا تھا۔ تمہیں کو قیام واپسی میں شہر میں گئے مگر وعدہ پورا نہ کیا۔ صفوی صاحب نے فرمایا کہ وہ امیر کا وعدہ تھا اور یہ فقیر کا وعدہ

ہے۔ رب تعالیٰ ضمان ہے۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ رب تعالیٰ درست کرے۔ بصرہ سے پاریس چلے تو بصرہ کا ریوے اسٹیشن۔ بندرگاہ، بحران اڈہ، کلم چوک

آئی۔ یہ چاروں مقام ایک ہی بگ ہیں۔ بندرگاہ دو ہزار باجوا و ڈرائیو کا بڑا بیجوم دیجا۔

جو جہاز ہٹنے کے انتظار میں پڑے ہیں۔ جن کی باری قریب ایک ماہ میں آوے گی جہاں تک

نکاح کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی تھے۔ ہماری بسوں کو دیکھ کر ان پریشان لوگوں نے پاکستان

زندہ باد کے نعرے لگائے۔ ہماری بسیں ان تمام مقامات کو طے کر رہی ہیں سینکڑوں

مال گاڑی کے ڈبے کھڑے ہوئے ہیں۔ چھوٹی لاٹھی بنے پھوٹے انجی ہیں۔ جن پر خط سولہ

العراق یعنی العراق لکھا ہوا ہے۔ یہ عراق ریوے ہے۔ اس سے آگے بڑھے

تو کلم آئن پر پہنچے۔ وہاں ہماری بسیں دو گھنٹہ کے لئے ٹھہریں۔ ہوائی اڈہ سامنے تھا۔ ہمارے

سامنے دو ہوائی جہاز بڑے بڑے آترے اور آدھ گھنٹہ ٹھہر کر اڑ گئے۔ جن میں سے بہت

سے آدمی آترے۔ سامنے بحر شط العرب (یعنی دجلہ اور فرات کا مجمع) آدھ پایا ہے۔

یہاں آس کا پاٹ بہت بڑا ہو گیا ہے۔ اس دریا کے یہاں دو چھتے ہوئے ٹپکے بیٹے ہیں

ٹاپوسا ہے اس لئے اس کے دوپل ہیں۔ ایک پل چننے ہے جس پر ریلوے لائن بھی نیچی ہے اور ریس چلنے کی بھی جگہ ہے، دوسرا پل ایسا ہے کہ جب ضرورت پڑتی ہے تو اسے اٹھا کر جہاز کو پار نکال دیتے ہیں۔ پھر بچھا دیتے ہیں عجیب نظارہ ہے، دریا کے کنارے بہت سے شوقین لوگ سمجھنی سے مچھلی کا شکار کرتے ہیں۔ نماز مغرب اس جگہ جماعت سے پڑھی اور ساڑھے آٹھ بجے شب کو یہاں سے روانہ ہو گئے۔

۲۱ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج شب نماز عشا سے پہلے ہم نے بھرہ کے حدود چھوڑ دیئے دریا کے فرات و دجلہ عبور کرنے کے بعد بہت گھنے گھورے بانغات تھے۔ جو سیلوں میں تھے۔ بہت سبز ناز میں خوبصورت بانغات تھے۔ شب میں بہت ہی بھلے معلوم ہوتے تھے۔ ہم لوگ راستہ بھول گئے۔ اس پہاڑ نے راستہ پر پل دینے سے سیلاب نے خواب کر کے دلدل میں تبدیل کر دیا ہے۔ عرب لوگوں نے جو ہم کو غلط راستے پر چھتے دیکھا تو ہلکا کر سالانہ فائدہ کو خراب کر لیا۔ ادھر سے گھوڑا سواریوں میں دوڑی آئی اور کھرا لگا لگا۔ ورنہ دلدل میں پھنس جاؤ گے وائیں ہاتھ پر حکومت نے راستہ بنا دیا ہے۔ اس پر چلو۔ ہم ادھر پہلے پڑے۔ قریباً پندرہ میل آگے چلے ہوں گے کہ معلوم ہوا کہ ہم پھر راستہ بھول گئے۔ ہر طرف دوڑے دوڑے پھرے سگرا راستہ معلوم نہ ہوا آخر اسی جگہ میں لان میں قیام کر دیا۔ وہاں ہی کھانا کھایا۔ نماز عشا پڑھی اور فرش خاک پر سو گئے۔ دن جانے کے شوقین جانانے شب میں پانچ بجے ہی شور مچا دیا کہ بستر باندھو اور بسوں پر کھوسو سالانہ ایسی نماز میں پونے دو گھنٹے باقی تھے۔ فجر پونے سات بجے ہوتی ہے۔ اور آفتاب سات چالیس منٹ لگتا ہے۔ سب نے بستر پھینٹ پھینٹ کر چڑھا دیئے۔ اور خود سردی میں ٹھٹھہ نے لگے۔

خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ نماز فجر کی جماعت ادا کی۔ چائے پی اور آفتاب نکلنے ہی پہلے چڑے۔ کچھ کچھ پل کر پھر گئے کہ راستہ بھولے ہوئے تھے۔ کچھ عربی لوگ ملے۔ جن سے راستہ معلوم ہوا۔ اور پل پڑے۔ قریباً ۹ بجے میں خرم شہر کی چوکی کسٹم پر پہنچے۔ یہ جگہ یعنی خرم

شہر ایران کو پہلا شہر ہے۔ ریوے سنگش ہے اور پرانی بندرگاہ ہے۔ بصرہ سے ۳۵۰ میل فاصلہ  
 پڑ ہے۔ یہاں چوکی پر ہمارے قافلہ نے قیام کیا۔ یہاں ایک خوبصورت نہر ہے۔ کنارے  
 پر بہت بڑا اور خوبصورت کھجور کا باغ ہے۔ آج یہاں کھجوریں ٹوٹ رہی ہیں۔ ہم لوگوں نے خرید  
 کر خوب کھائیں۔ گدڑ کھجوریں باغ والے پھینک دیتے ہیں۔ ہم نے دودھ کھائیں بہت میٹھی اور  
 لذیذ تھیں اس چوکی کا نام پل نو ہے۔ یہاں اڑ بانی بنے دوپہر کا کھانا کھایا۔ ویزہ بیٹے میں بہت دیر  
 ہو گئی۔ عصر کی نماز پڑھ کر یہاں سے روانہ ہوئی۔ اب ہمارا قافلہ ہوازی کی طرف جا رہا ہے راستہ  
 میں رشک نہایت ہی خراب ہے۔ سیلاب نے رشک بالکل برباد کر دی ہے۔ اب تک  
 ماسد نظر پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔ دو طرفہ پانی بے تپتے میں مٹی ڈال کر کچی رشک بنا دی گئی ہے۔  
 جو ٹریفک کی وجہ سے بہت خراب ہو چکا ہے۔ ہمارے قافلہ کی بسیعت اس  
 رشک پر دلدل میں پھنس گئی۔ قریب آٹ گئی تھی۔ رُب نے خیر کر دی باڈی بھی دلدل  
 میں گھس گئی۔ کوئی حدبیر نکالنے کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ ایرانی مسافر جو اس رشک پر گذر رہے  
 تھے۔ سب ٹھہر گئے اور آپس میں بولے کہ پہلے ان بھائیوں کو نکالو۔ پھر چلو۔ بہت  
 سیان کی کاریں اور چھکڑے جمع ہو گئے۔ اتفاقاً ایک جڑا چھکڑا جسے میک کہتے ہیں ڈو آیا۔  
 اس میں باندھ کر بس کو نہایت آسانی سے نکالا۔ جیسے پیر اٹھایا ہے میں۔ خدا کا شکر کیا  
 اور قافلہ آگے چل پڑا۔ ہماری کمپنی کے مسافروں نے بغداد شریف کی زیارتوں سے ہم حجاج کو فخر  
 رکھا۔ تاکہ جلد سفر طے ہو۔ اور چھوڑا راستہ چھین۔ سگتیبجیر ہوا کہ ہمدان بصرہ میں لگے۔ حالانکہ ان  
 پیاروں میں ہم لوگ خود بغداد جا کر زیارتیں بخوبی کراتے۔ اور راستہ ہی میں یہ مصائب بھیل رہے ہیں۔  
 خرم شہر سے ایرانی ریوے لائن طہر ہوتی ہوئی شاہرہ وقتک جاتی یہ لائن ہمارے ساتھ ساتھ جا  
 رہی ہے ایک مسافر گاڑی ہمارے سامنے سے گذری بہت ہی تھی۔ خوبصورت ڈبے تھے۔  
 تیس میں کی رفتار پر چل رہی تھی۔

۲۶ ستمبر ۱۹۵۴ء ۳ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ لوم چہار شنبہ

آج شنب کو اربعے کے قریب ہمارا قافلہ ایک کستی میں پہنچا۔ جس کا نام حسینہ ہے۔

یہاں اچھی رونق ہے۔ پوسٹ سٹیشن بھی ہے۔ پوسٹ نے اطلاع دی کہ آگے راستہ خراب ہے۔ ڈاکوؤں کا سخت خطرہ ہے چنانچہ ہماری کپنی نے میں پوسٹ مسلح اپنے ہمراہ لی۔ ایک سپاہی شیخ کرم الہی صاحب کی کا رہیں آگے۔ ایک درمیان میں ہماری بس عٹ میں اور ایک پی کپ میں آخرین جن کے پاس بندو قہیں اور کاتوس کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ہماری بس میں جو سپاہی بیٹھا اس کا نام محمد باقر ہے بڑی عمدہ فارسی میں گفتگو کرتا ہے۔ ہم نے یہاں حسینہ میں نماز عشاء باجماعت پڑھ لی۔ اور قافلہ یہاں سے روانہ ہو گیا۔ دو بجے رات کو قافلہ مقام اہواز پہنچا۔ اہواز خرم شہر سے ۶ میل فاصلہ پر ہے۔ راستہ جو کھرا خراب تھا۔ اس سے اتنی دیر میں طے ہوا۔ یہاں آتے ہی ہم لوگ لیٹ گئے۔ ٹھکے تو تھے ہی نیند لگئی اور بالی نے رات کو بیدار کر کے کپنی نے کھانا دیا اور شہر بہت خوب صورت اور بڑا ہے اس کی لمبائی کئی میل ہے۔ باتار کچھ چھتے ہوئے ہیں۔ کچھ کھٹے ہوئے ہیں۔ لب دریا واقع ہے مگر دریا فرات یا دجلہ نہیں ہے۔ وہ تورات میں رہ گئے۔ ریوے سٹیشن ہے۔ اسکول لگی ہیں۔ لوگ طوش اخلاق ہیں۔ یہ شہر باغات سے گھرا ہوا ہے۔ ہم لوگ رات کو یہاں میدان میں سوئے۔ مگر سردی سخت تھی۔ باوجود کپل اور گرم چادر کے ہمارے گئے۔ صبح کو سردی نے نذر سے پہلے ہی اٹھا دیا۔ نماز پڑھ کر چانے پی اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ اب سرک نہایت عمدہ ہے۔ یہی ہماری گزرت میں جرنیلی گلاس رنگ والی سرک ہے۔ ایسی ہی یہ ہے۔ ابتداً بعض بعض جگہ خراب ہے۔ بارہ بجے دوپہر کو ہم ۹۴ میل طے کر کے ایک قصبہ میں پہنچے جس کا نام اندش ہے۔ یہاں فوجی چھاوٹی ہے۔ معمولی قصبہ ہے سینری کثرت سے ہے۔ اہواز سے ۹۴ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے۔ لوگ بہت محبت سے ٹٹنے لگے۔ کیونکہ ہم لوگ انجی نظر میں کہلائے اور نصف کے زائرین ہیں اندش میں ریوے سٹیشن بھی ہے۔ وہ ہی خرم والی گاڑی یہاں سے گذرتی ہے۔ اندش سے قریباً ۶ میل فاصلہ پر ایک چشمہ کے کنارے ہمارے قافلہ نے قیام کیا۔ نہایت صاف شفاف ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہے۔ ہم لوگوں نے کئی کئی بار منل کیا۔ بعض نے کپڑے دھوئے بہت گطعت آیا۔ بعض ناسمجھ جاج ان چشموں کو دیکھ کر جواز مقدس کی زمین پاک کو بوائی سے یاد کرنے لگے۔ ہم نے عرض کیا کہ اپنا پناہ سنبھالو۔ یہ وہ آبیں ہیں جس سے حج برباد ہو جاتا ہے۔ وہ جگہ بھی ہے۔ جہاں مومنوں کو گناہوں

کے صاف کیا جاتا ہے۔ اور صبحی میں قدر سے تکلیف ہی ہوتی ہے۔ اس سرزمین مقدس سے ہمیں ایان ملا۔ قرآن ملا۔ رحمن ملا۔

## ۲۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ پنجشنبہ

آج دس برسوں کو راستہ میں سنت جنپ لگا۔ جس سے اس کے تمام حجاج کو سنت چوٹیں آئیں۔ ایک حاجی ٹوکنڈ کی کاہنے والا جسے لوگ غلیف کہتے ہیں۔ سنت زخمی ہوا۔ سر پھٹ گیا۔ کمر میں کافی چوٹ آئی۔ اب وہ کٹھنے بیٹھنے سے معذور ہے۔ آج سوا پانچ بجے شام کو حجاج کو دوپہر کا کھانا دیا گیا۔ کھانے کے بعد عصر پڑھی۔ اور اصحابان کی طرف پل پڑے راستہ نہایت خطرناک سانپ کی طرح خم کھاتا ہوا پہاڑوں سے گذرتا ہوا جا رہا ہے۔ کہیں سوفا اور پرس چڑھتی ہے۔ یہیں شوافط نیچے اترتی ہے۔ رات کے ۹ بجے ایک منزل پر پہنچے۔ جسے شتر خواب کہتے ہیں۔

## ۲۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ پنجشنبہ

آج رات کو ۹ بجے ہمارا قافلہ منزل شتر خواب پر پہنچا۔ اندیش میں رات کے لیے کھانا پکا کر رکھیں تھا۔ مگر کھانے کی کھاری سپچے رہ گئی تھی اس لیے کھانا تیار نہ ہو سکا۔ اور چوک شام کو ۱/۵ بجے دوپہر کا کھانا کھایا تھا۔ اس لیے صبح کی کوئی خاص تکلیف نہ ہوئی۔

یہ جگہ شتر خواب اندس سے ہمہ میل جانب شمال واقع ہے۔ ہر چار طرف پہاڑیں مغربی پہاڑ کے نیچے ٹھنڈے میٹھے صاف پانی کا چشمہ بہ رہا ہے۔ پانی کی بہت کثرت ہے۔ بہت پرفضا بلکہ ہے۔ ایران کی ان ہجوموں میں آذوقہ زیادہ ہے۔ چنانچہ آج رات ہم راستہ کے بومل میں چائے پینے کے لیے گئے۔ تو وہاں شراب کی ایسی بو آ رہی تھی کہ دماغ خراب ہو جاتا تھا۔ اور ایک نوجوان بہت خوبصورت عورت لوگوں کے سامنے چائے دینے لگی تھی ہم ہنر چائے پینے لاکھل پڑھتے ہوئے ہوئے۔ ایران سے روٹی کی بے شمار گٹھیں بڑے بڑے چھکڑوں میں لدی ہوئی خرم کی بندرگاہ کو جا رہی ہیں۔ جہاں سے بذریعہ جہاز امریکہ جائیں گی۔ یہاں ایرانی چھکڑے دو دوسری وزن لاکھ پہاڑوں پر بے تکلف پڑھتے چلے جاتے ہیں آج صبح ہائیر کے ہمارا نورا دیکھ کر کھانچا کہ اس بہت ہی خطرناک ہے۔ بعض

جگر راستے سے قافلہ گذرا اگر ایک فٹ بھی دائیں بائیں ہو جاتا تو سینکڑوں فٹ گہرے کھدیں گر جاتا۔  
 آج تین سو فٹ کی بلندی تک پہاڑوں پر چڑھتا رہا۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے تھے تو وہاں بچا  
 خوب سرد ہوتی تھی۔ صبح ناشتہ کر کے شتر خواجہ قافلہ نے کوچ کی اور قریباً ۱۲ بجے ایک منزل  
 پر پہنچا۔ جس کا نام لاوی ہے۔ لاوی شتر خواجہ سے صرف ۵ میل دور ہے۔ مگر چونکہ راستہ  
 پہاڑی ہے۔ اس لیے قافلوں میں پہنچا۔ لاوی نہایت سرسبز درختوں کے سایہ میں آباد ہے  
 جس کے برابر اونچے پہاڑ کے دامن میں بیٹھے پانی کا چشمہ برہا ہے ہم لوگ اس چشمہ میں خوب  
 نہلائے۔ کچھ اچھوڑی فروخت ہو رہے تھے جو ہنٹوں میں قافلہ نے خرید لیے۔ کچھ ترش تھے۔  
 ۱۲ آن کے سوا سیرے ایلان میں فروٹ کستا ہے۔ لاوی سے روانہ ہو کر تین بجے چنار  
 منزل پر پہنچے۔ جہاں نماز ظہر پڑھی۔ اس جگہ چھوٹی سی آبادی اور چوٹی ہے۔ بعد نماز ٹول سے  
 کھانا خرید کر کھایا۔ چاول اچھے تھے مگر گوشت بغیر مرغ کے تھا۔ ایسے ایسے خوشنما پہاڑ  
 راستہ میں پڑے کہ سبحان اللہ ایک پہاڑ میں جگہ جگہ سورخ اور سوراخوں سے پانی کی دھاریں جاری  
 ہیں۔ قدرتی آبشاریں ہیں۔ اس میں رنگ بنا کر رشک بنائی ہے جس میں سے ہمارا قافلہ گذر۔ عجیب  
 قافلہ منظر ہے۔ پنا سے چل کر ہمارا قافلہ ساڑھے پانچ بجے مقام کو خرم آباد پہنچا۔ خرم آباد شتر خواجہ سے  
 ۱۱ میل فاصلہ پر ہے۔ اب ۵ بجے خرم آباد پہنچے ہیں۔ ہم لوگ شہر کی سیر کو گئے۔ بہت خوش نما  
 چھوٹا سا شہر ہے۔ سوسے بہت کستے ہیں۔ انکو ۱۹ آن کا سوا سیر کہتے ہیں۔ اعلیٰ سیدب دو تین یعنی سوا  
 روپیہ کیو سوا ایک کیو سوا سیر کا ہوتا ہے۔ یہاں ایک پھل دیکھا جسے گرا کہتے ہیں۔ سروے کی طرح  
 ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ نہایت شیریں ٹھنڈا اور ہاضم ہے ۱۲ آن کیو ۱۱ ایک گرا کیو یعنی ساڑھے  
 سات سیر وزن کا ہے۔ دو گے خریدے بہت ٹھنڈا آبلہ شہر کے کنارے چشمہ برہا ہے۔  
 لب چشمہ مختلف فروٹ کھاتے۔ گرمے کا طعم یاد رہے گا۔ نماز عصر ہی چشمہ کے میدان میں پڑھی۔  
 نماز مغرب کے وقت ایرانی لوگوں نے ہم کو گھیر لیا۔ ہم لوگ من کے لیے تاشہ تھے۔ ہر قسم کے  
 سوالات پاکستان اور پاکستانیوں کے بارے میں ہم سے کرنے لگے۔ ہم سے پاکستانی سکے ہانگ  
 کر دیکھتے اور خوش ہوتے تھے۔ چونکہ ہم لوگ ان نظروں میں گرا اور نصف شرف کے زائرین ہیں۔  
 اس لیے ہمارے ہاتھوں کو بوڑھے دیتے ہیں۔ ہماری خدمت کو اپنے لیے فخر سمجھتے ہیں۔ جب

ہم نے نماز مغرب کی اسی میلان میں جماعت کی تو سب لوگ ہمیں گھر کر تعجب سے تماشہ دیکھنے لگے۔ ان کے لیے نماز اور خاص کر سینوں کی نماز ایک عجوبہ تھی۔ بعد مغرب ہم کیمپ کی طرف چلنے لگے تو کیمپ سے حجاج آتے ہوئے تھے۔ پوچھا کیوں آرہے ہو۔ وہ بولے کہ کیا کھانے جا رہے ہیں۔ ہم یہ سُن کر ہوموں میں چلے گئے۔ کباب دہی۔ نماز روٹیاں خرید کر کھائیں۔ بعد میں گرا کھایا۔ ہم نے ابھی تک نماز عشاء نہیں پڑھی تھی۔ کیمپ میں پانی نہ تھا۔ واٹر ٹینک کے پاس کا واش خراب ہو گیا ہے۔ جس سے پانی نہیں بھرا جاسکا۔ پشتمر کچھ دور اور دشوار راستہ پر ہے۔ بمشکل پانی ایک واٹا ایک صاحب نے دیا۔ تب نماز پڑھی۔

(۲۴ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۵ محرم ۱۳۷۴ھ جمعہ)

آج کی شب حجاج کے لیے بہت تکلیف کی شب تھی۔ کیونکہ شیخ اکرم اہلی صاحب اور ان کے رفقا شیخ سام الدین صاحب اور محمد حسین صاحب بٹ میاں خدابخش وغیرہ نے تو کیمپ کے خرچ پڑ کر لاپرواہی سے بیٹھے ہیں۔ اور حجاج کو کھلے میدان میں ڈال دیا ہے۔ اور ایران میں سخت سردی ہے حجاج اڑ گئے۔ نجد سے پہلے ہی سردی نے اٹھا کر بیٹھا دیا۔ خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ حجاج کا ایک وفد شیخ صاحب کے پاس گیا۔ اور کہا کہ آپ نے راولپنڈی سے شائع کیا تھا۔ کہ حجاج کو موسم کے مطابق جلدی ہایا کرے گی۔ اب سخت سردی ہے۔ اور حجاج کھلے میدان میں پڑے میں پڑے ہیں۔ دیکھئے اس پر کیا عمل ہو۔ آج بسوں نے پٹرول لینا ہے۔ اس لیے خرم آباد سے قافلہ لے۔ ۱۰ بجے دوپہر روانہ ہوا۔ راستہ میں حیرت ناک یہ بات دیکھی۔ کہ اب آخر ستمبر میں گندم کی فصل گا ہی جا رہی ہے۔ بھوسہ دانوں سے علیحدہ کیا جا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی کئی جی ٹی کی جا رہی ہے۔ یعنی کئی اور گندم کی فصل ایک ہی وقت میں ہماری کیمپ نے اس راستہ میں بھی کانٹ پھانٹ کی یعنی تم شریف۔ حائر۔ عراق۔ چین۔ دلی جان والا راستہ چھوڑ کر دور و بالا راستہ اختیار کیا یہ راستہ بالکل نیا ہے۔ ابھی جاری ہوا ہے۔ ہمارا قافلہ نے قریباً ایک بجے دوپہر ایک تھوڑا سا پر قیام کیا۔ کھانا کھایا۔ نماز کا وقت آگیا۔

بعض حجاج نے کہا کہ جمعہ کی نماز پڑھائیے۔ ہم نے عرض کیا کہ جمعہ کی نماز صرف شہر میں ہو سکتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کو دوع میں عرفات میں جمعہ پڑھا۔ حالانکہ اس سال

جج کر تھا۔ جو کوچ قطارب فرماتا ہے۔ فَاسْعُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَسْرًا الْبَيْعِ۔ معلوم ہوا کہ  
 یہ وہاں ہی ہوگا۔ جہاں تجارتی کاروبار ہوگا۔ غیر لوگ ان گئے۔ نماز پھر پڑھی اور روانہ ہوئے نصعت  
 میل پر دور دو آیا۔ یہ جگہ اچھی آباد ہے۔ ریو کے سٹیشن بھی ہے۔ یہاں کے لوگ دوریہ قطار دور  
 قطار کھڑے ہو کر بنا اتنا شکر کرتے تھے اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے۔  
 اور پست خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ یہ بلخ خرم آباد سے ۷۵ میل ہے وہاں سے لافدا گے  
 بڑا۔ راستہ میں علی گور پھر طاہر اساری۔ پھر نوشہرہ وغیرہ آبادیاں آئیں۔ چنڈور نعرہ پاکستان زندہ باد  
 سے ہر جگہ استقبال ہوتے۔ اب رات کا وقت آیا۔ اس قدر سخت سردی تھی کہ دانست  
 سے دانست بچتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ برف پڑ رہی ہے۔ سب کی راتے یہ ہوئی کہ آج  
 کہیں آرام نہ کیا جاوے۔ کیونکہ سردی میں مبلان میں آکر نا نمونہ کر دے گا۔ سفر چاری  
 لکھا جاوے۔ اسی پر مل ہوا اور رات میں راستہ میں ہی مقام ہو۔ دشت میں کھانا کھایا۔ اور چل پڑے  
 پہاڑوں پر برف بھی ہوئی ہے۔ اور تمام راستہ باغات و سبزہ و پانی کے چشموں سے بھرا  
 ہوا ہے۔ انگور کے کعبیت تاحند نظر دیکھنے میں آرہے ہیں۔ مبلوں میں انگور ہے اس  
 علاقہ میں سردا۔ انگور۔ انار بھی۔ آڑھو وغیرہ میوہ جات کثرت سے ہیں۔

۲۵ ستمبر ۱۹۵۲ء ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ شنبہ

آج تمام رات سفر کرتے رہے۔ سخت سردی تھی۔ بس کے اندر بیٹھے رہے صبح  
 کو خدا خدا کر کے فجر کے وقت اصفہان پہنچے۔ اصفہان خرم آباد سے ۲۳۹ میل جانب مشرق  
 جنوب ہے۔ یہاں مبلان میں ٹھہر گئے۔ باورچی گوشت وغیرہ طیار کرنے میں مصروف  
 ہوئے اور ہم شہر کی سیر کرنے چلے گئے۔ ہمارا قافلہ پل ناخو جو شرک کے کنارے ٹھہرا۔  
 لوگ ہم کو دیکھتے جوق در جوق آ رہے ہیں۔ اصفہان پرانا اور پرست ہی خوبصورت شہر ہے۔ بازار  
 بڑا اور خوبصورت ہے کہ بغیر دیکھے ہوئے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ ہر سہا طرف بانہ چھتا ہوئے  
 گاندھیرے کا نام نہیں۔ اچھڑ چاراد کید اور سردہ روا نکید لا۔ کید سوا سیر کا ہوتا ہے۔ سردا اور  
 انجرا ایسے میٹھے کراں سے پہلے ایسے دکھاتے تھے۔ یہاں پڑے کے کارخانہ پرست ہیں۔  
 اسکول۔ کالج۔ امام ہائے مسجدیں کثرت سے ہیں۔ محرم میں صرف نماز کے وقت



کھلتی ہیں پھر کوئی نہیں دیکھ سکتا نہ جاسکتا ہے۔ بازار میں ایک مسجد شاہ عباس کی ہے۔ ہم  
 ۱۱ بجے دوپہر دیکھنے گئے۔ ہم سے دو آنہ فی کس کا مطالبہ کیا گیا۔ اور چھپے ہوئے ٹکٹ دینے  
 لگے۔ گر ایک آنہ فی کس پر فیصلہ ہو گیا۔ اور سب کی زیارت کرا دی۔ دوسری مسجد دیکھنے گئے۔ مگر  
 وہاں پولیس کا پہرہ تھا۔ مسجد بند تھی۔ پولیس نے بہت اخلاق سے کہا کہ آپ لوگ ظہر کے  
 وقت تشریف لائیں۔ اسی مسجد کھون خلاف قانون ہے۔ اصفہان میں پاکستانی روپیہ  
 کی کوئی قیمت نہیں۔ ہندوستانی پیسہ کی بہت قدر قیمت ہے۔ بائیں بئیں کرایہ پتھاب  
 چلتی ہیں ہم کو پل شاہ جوتنگ۔ فی کس پہنچایا۔ جو کہ ایک میل سے زیادہ ہے۔  
 آج طبیعت مضمحل ہے۔ کیونکہ کرات بیداری رہی۔ اصفہان کے بیچ بازار میں  
 بہت بڑا سبزہ زار میدان ہے جس کے بیچ میں ۱۰ فٹ لمبا سٹریٹ چوڑا حوض ہے جس کے  
 آس پاس چھوٹوں کے درخت کنارہ حوض پر بیٹھنے کے لیے بختہ چھوڑا بنا ہوا ہے۔ یہاں عام لوگوں  
 کا لباس انگریزی ہے۔ علماء کا لباس بھی انگریزی ہے۔ مگر ان کے منہ پر لادھی ہے۔ نماز مغرب  
 کی جماعت کے وقت ہمارے آس پاس سینکڑوں آدمی جمع ہوئے۔ جو نماز کو حیرت کی نگاہوں  
 دیکھتے تھے۔ اصفہان کے سارے پڑپل خوب ہوئے جہاں ہمارا قافلہ ٹھہرا ہوا ہے پل نہایت خوبصورت  
 ہے۔ نیچے دریا اور سڑک ہے۔ سڑک کے کنارے دروید برآمدہ کی شکل کی عمارت۔  
 اس عمارت میں سڈجیو اتارنے کے لیے سیڑھیاں ہیں۔ اور پانی کی سطح سے کچھ اوپر چھوڑا  
 محراب دار اور نادر محراب بہت عمدہ کمرے بنیڈ ایرانی صنعت کا بہترین نمونہ ہے۔ اصفہانی  
 لوگ گرمیوں میں دوپہری ان ہی کمروں میں گزارتے ہیں۔ خود پانی کی سطح پر پھینے کے لیے ان  
 محرابوں سے نیچے۔  
 آج بازار کے قریب ہمارے شیخ حاجی رحمت سے تین ٹھکوں نے مبلغ ایک سو ایک  
 روپیہ یعنی ۹۳ روپیہ پاکستانی اور ۱۰ اتن نہایت چالاک سے ٹھک لیے۔ بہت نموس ہوا۔ جاتے  
 وقت ایران میں پاکستانی روپیہ کا ایک کا ایک سو پچاس تین تھے مگر اب واپسی پر ایک سے تین قیمت ہے یعنی  
 پاکستانی روپیہ کی قیمت اور بھی گر گئی۔

۲۶ ستمبر ۱۹۵۲ء ۲۷ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یکشنبہ

آج صاف اور صافھان میں آئی گذری۔ سخت سردی تھی۔ اور حجاج میدان میں سوئے۔ بعض حجاج نے بعض ایرانیوں کے برآمدوں میں پناہ لی۔ سکا اکثر کھلے میدان میں سوئے۔ خلدتعالیٰ فضل کرے۔ نمونہ کا سنت اندیشہ ہے۔ فجر سے پہلے جگا دیا گیا۔ چائے پی۔ نماز فجر پڑھی اور آفتاب نکلنے سے پہلے تافلہ صفھان سے روانہ ہو گیا۔ آج شکر قدرے اچھی ہے۔ تین گھنٹہ میں ۹۰ میل طے کرے۔ ۹۰ میل فاصلہ پر ایک بستی آئی۔ جس کا نام قاین ہے یہاں ایک امام زادے صاحب کا مزار ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ نام علی ابن جعفر ہے۔ ابھی یہ بستی آباد ہو رہی ہے۔ کچھ مکانات بن چکے ہیں۔ پانی کا بہترین گول عوض بستی کے وسط میں ہے۔ بعض ریوں نے یہاں پڑھ لیا۔ گیارہ بجے دوپہر کے قریب یہاں پہنچے اور کچھ دیر ٹھہر کر روانہ ہوئے کچھ فاصلہ پر اردگان تیز بستی ملی یہ جگہ بہت آباد ہے۔ سرسبز ہے۔ موٹر سروس بھی یہاں سے چلتی ہے دو بجے دوپہر تک۔ ۱۹۰ میل فاصلہ طے ہو گیا۔ آج عجیب و غریب ہوا کا صفھان میں دوپہر کے پلے گوشت و پیاز پکا گیا۔ گرجوں میں لڑتے وقت دیگ ٹوٹ گئی۔ جس سے قریب نصف سے زیادہ گوشت گر گیا۔ چنانچہ دوپہر کو مسور کی دل میں باقی گوشت ڈال کر حجاج کو تقسیم کیا گیا۔ اس جگہ کا نام حاجی آباد ہے۔

نام کو تھ ۵ بجے ہمارا تافلہ شہر بزد میں پہنچا۔ یزد کا صفھان سے۔ ۲۰ میل جانب مشرق ہے۔ یہاں شہر میں اتنے بڑے تافلہ کے ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اس لیے ۳ میل دور تافلہ کو پہنچا گیا۔ گوردوں ہانی نہ تھا اس لیے اسے یہ ہوئی کہ پانچ میل تافلہ کو آگے بڑھایا جاوے۔ لب نہر قیام ہو۔ پھر جڑول کے لیے لاریوں نے قیام کیا۔ ہم نے اور صوفی محمد جمیل صاحب نے ارادہ کیا کہ بزد کی سیر کریں۔ ایک ٹیکسی کرایہ پر کر کے شہر پہنچے۔ یزد شہر نہایت عایشان اور خوبصورت ہے۔ سڑک بہت چوڑی ہے دو طرف فٹ پاتھ ہے۔ سڑک کے آگے دو رویدہ سرسبز درخت ہیں۔ سناٹا کہ بزد کی گلیاں اور رومال اچھے ہوتے ہیں۔ مگر کمیس بازاری میں یہ مال دیکھا نہیں۔ البتہ قابین بہت اعلیٰ تھے۔ سردہ۔ انگور۔ آڑھو بہت ارزاں ہیں۔ سردا بہت شیریں تھا۔

بازار میں وزن کرنے والا کاٹا لگا تھا جس میں نعمت قرآن یعنی دو پیسہ ڈالنے سے وزن نکل آتا تھا۔ صوفی صاحب نے اپنا وزن کرایا تو ۱۰۴ کلو ہوا۔ بہار وزن ۱۰۴ کلو ہوا۔ کبیلو ۱۰۴ کلو ہے۔ بازار کے آخری کنارہ پر نہایت خوشنما گول باغ ہے جس کے اندر سبزیاں اور آس پاس باغچہ ہے۔ اس باغ میں نماز مغرب پڑھی۔ پتہ کو بے پر معلوم ہوا کہ یہاں حضرت سید محمد ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کا مزار ہے۔ وہاں ماضی دی۔ کنارہ بازار پر ایک بڑی گلی سہی ہے اس میں بہت شاندار روضہ بنا ہے۔ بہت ہی عالیشان عمارت ہے۔ روشنی میں کی ہے۔ قبر شریف کے آس پاس چاندی کی جالی ہے۔ جالی پر سیاہ غلاف ہے۔ پھر یہاں بھی قبر پرستی تصویر پرستی کا وہ ہی عالم ہے جو ٹہران مشہور غیرہ میں ہے۔ کاشیہ لوگ تبرکوں کو سامنے لے کر نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی و اہل بیت کی بڑی بڑی تصاویر دیواروں پر لگا رکھی ہیں۔ جن کو پتھر سے ہیں۔ بہر حال وہاں فاتحہ پڑھی۔ بازار میں آئے ٹیکسی لے کر اس پٹرول پمپ پر آئے۔ ابھی تاریکی لاریاں وہاں ہی کھڑی تھیں۔ کچھ سڑکے بازار میں کھائے تھے۔ کچھ اپنے ہزار لائے۔

۲۷ ستمبر ۱۹۵۳ء ۲۸ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ دوشنبہ

آج شب یزد سے گیارہ میل دور ایک قیوقی میں ہمارے قافلے نے قیام کیا۔ نہر کے کنارے آئے۔ سردی بہت تھی۔ مشکل وضو کر کے نماز پڑھی۔ کھا کھایا۔ سو رہے۔ آج ہماری بس والوں نے اوپر کچھ ساٹھان کا انتظام کر لیا تھا۔ اس سے کچھ امن رہی۔ پھر صبح سوخت سردی تھی۔ ۱۰ بجے صبح اٹھا دیا گیا۔ یعنی فجر سے سوا دو گھنٹہ پہلے۔ چلتے پانی۔ تہجد والوں نے تہجد ادا کی۔ پھر طلوع فجر کا انتظار کیا۔ صبح ہونے پر نماز پڑھی۔ اور آفتاب کے طلوع سے پہلے چل دیئے راستے میں بہت سی بستیاں پڑیں۔ سردی سخت تھی۔ ۱۰ میل جانب مشرق راستہ طے کرنے پر ایک قصبہ ملا۔ جس کا نام سنہان ہے۔ یہ جگہ یزد سے ذریعہ سو میل جانب مشرق ہے۔ بارونی جگہ ہے۔ وسط شہر میں ایک گول باغ ہے۔ بیچ کوئل ہے۔ کوئل کے بیچ میں ایک اونچے چوڑے پر سنہری انسانی مجسمہ کھڑا ہے۔ جس کے آس پاس چار سنہری شیروں کے مجسمے ہیں۔ بلکہ کچھ بارونی نہیں ہے۔ بازار معمولی ہیں۔ مگر بہت

پس آبادی چلی گئی ہے ہمارا تامل میں اڑھنہ۔ پورے ساڑھے پانچ گھنٹے پر پانی کے کنارہ میدان میں قیام کیا۔ تعجب ہے کہ اس راستہ میں پچاس پچاس سلاٹک لڑیں۔ یہ زمین پتے نہ تھے بلکہ شہر میں نکلے تھے ماہانہ اس ایران میں اس جہانے والے راستہ پر تمام راستہ بانگات اور پانی سے بھرا پڑا تھا۔ مگر یہ راستہ بالکل عرب کا معلوم ہوتا ہے۔ آج تمام دن سمنجان کے کنارہ پر قیام رہا۔ کیونکہ بعض لاریاں خراب ہو گئی تھیں۔ ان کی مرمت کرنا تھی۔ آج شب کمپنی نے کھانا پکانے میں دیر کی۔ رات کے بارہ بجے کھانا کھا اور پھر سو گئے۔ آج رات بڑی کڑا کے سردی پڑی میدان میں کہیں ٹھکانہ نہ تھا۔ بعض لوگ بسوں میں سوئے اور بعض نے ترپال کا سایہ کر لیا۔ دوس میں پڑ رہے اور بعض لوگ ویسے ہی میدان میں پڑے رہے۔ صبح کو سب کا حال قابل رحم تھا۔ پچاسے ٹھٹھ رہے تھے آج کا دن حجاج کو بہت تھکنے سے گذر گیا کیونکہ آج ریڑیوں سے اٹھنا سہل ہے کہ لاہور میں پندرہ اونچ بارش ہوئی۔ سیالکوٹ بالکل زریاب ہے۔ جنہیں ہوائی جہاز سے خوراک پہنچانی جا رہی ہے چناب اور راوی میں زبردست طغیانی آئی ہوئی ہے۔ حجاج نے آج تمام نمازوں کے بعد اس کے دفعیہ کی دعائیں رورور مانگیں۔ رب تعالیٰ قبول کرے۔ یہ مسئلہ بھی زیر بحث رہا کہ اب کوٹھڑے سے لاہور کس راستہ سے سفر کیا جاوے۔ بنوں ڈیرہ اسماعیل کی راہ سے یا ملتان کے راستہ سے۔ کیونکہ سنا گیا ہے کہ ملتان کا راستہ کٹ گیا ہے غرض آج کا دن بہت فکر میں کٹا۔

## ۲۸ ستمبر ۱۹۵۶ء ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۶ء شنبہ

آج صبح ۱/۲ بجے حجاج کو بیدار کیا گیا۔ کہ جلد چائے پی کر چلو تہجد کے عادی حجاج نے تہجد پڑھی۔ چائے پی۔ نماز فجر پڑھ کر روانہ ہو گئی ہماری بس میں کچھ خرابی تھی۔ جس کی وجہ سے یہ بس کچھ دیر سے چلی آج راستہ میں کچھ ریت تھی۔ حجاج ڈر گئے کہ خدا یا ریت سے تیری پناہ اس ریت میں چکڑا ایرلینڈوں کا اٹا پڑا تھا۔ جس کا سامان گر چکا تھا۔ پولیس کا پہرہ لگا تھا۔ تاکہ اس کے پاس کوئی نہماے۔ خدا کے فضل سے یہ جگہ بہت جلدی طے ہو گئی اور

ہمارا قافلہ ساڑھے دس بجے دوپہر کو کرمان میں داخل ہوا۔ یہ کرمان اور ہجے اور جاتے ہوئے جو کرمان آیا تھا۔ وہ دوسرا شہر تھا۔ اس کو کرمان شاہ کہتے تھے۔ کرمان سنبان سے ۷ میل جانب مشرق واقع ہے۔ بڑا شہر ہے۔ اصفہان کے مقابلہ کا تو نہیں ہے۔ مگر پھر بھی بڑا شہر ہے۔ یہاں سے ۸۸ فاصلہ پر ایک جگہ ماہان معمولی سی بستی ہے وہاں نعمت اللہ شاہ ولی کا مزار ہے۔ غالباً یہ وہ ہے نعمت اللہ صاحب ہیں۔ جن کا قبیلہ پیش گوئی والا مشہور جو کشمیر میں رہتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کرمان کے لوگوں نے کہا کہ ان نعمت اللہ شاہ کو تمہارا ہند و پاکستان کے لوگ بہت مانتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ڈیڑھ بجے دوپہر کو ہمیں ان کے مزار پر انوار پر حاضر ہونا نصیب ہوئی۔ ماہان شریف کرمان سے ۸۸ میل فاصلہ پر جانب مشرق واقع ہے۔ زراچران جاتے ہوئے یہ جگہ راستہ میں پڑی۔ مزار پر انوار پر لاکھوں روپیہ کی عمارت ہے۔ قبر باہ بیگمیں زیارت تھی ہے ان کے اپنا صحنی کماں دھایا ہے۔ دو دروازے ہیں بڑے عظیم الشان بنائے بنے ہیں۔ دروازے سے داخل ہونے کے بعد بہت نفیس باغیچہ میں بہت عمدہ تونس۔ جس میں ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ گرتا ہے۔ پھر ان کے عمدہ باغات کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ جس میں کثیر کے خاص درخت موجود ہیں۔ ان کے درخت بھی یہاں کثرت سے ہیں۔ پھر آگے مزار شریف کی عایشان عراب پھلدار عایشان عمارت ہے۔ جس میں قبر شریف ہے۔ جو سیاہ خراف سے ڈھکی ہے۔ مگر ضیوں کی تصویر پر تھی یہاں بھی موجود ہے۔ کئی بڑی بڑی تصویریں آویزاں ہیں۔ برابر میں دوسری عمارت ہے۔ جس میں آپ کے پوتے شاہ شعیب اللہ ای بڑان الدین کی قبر شریف۔ اور بڑان الدین رحمۃ اللہ جو شاہ نعمت اللہ کے صاحبزادہ ہیں۔ ان کی قبر شریف، کشمیر میں ہے۔ دونوں جگہ فاتحہ پڑھی۔ عجیب و غریب سردی آیا۔ بہت فیض ہے۔ ماہان شریف پھولی سی بستی ہے۔ اس مزار شریف کی وجہ سے علی بھی ہے۔ درنہ گہوڑن بھی کے لاکھ نہیں۔ ان میں جتنے بستے۔ یہ سب کچھ بہت کثرت سے ہیں۔ سب سے ایسے میٹھے کھانے کے پیلے سردوں کو بھول گئے۔ برف کی طرح ٹھنڈے اور گڑ کی طرح میٹھے۔ انکو راضاں آنے کے تین پاؤں بڑے انگوڑے تھے۔ نہایت شرمی۔ یہاں ایک روپیہ کے

پہل ایک جماعت کو کافی ہیں۔ کرمان میں ایک روٹی بوقت ہے۔ جو شیرمال کی طرح سگ  
 نہایت نرم موٹی اور لذیذ ہوتی ہے۔ یہ روٹی دو آدھ میں ایک کے حساب سے مٹی ہے۔  
 اسے انگوڑ سے کھاتے ہیں۔ ہم نے بھی یہ روٹی انگوڑ سے کھائی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کججوریں سے  
 شیرمال کھا رہے ہیں۔ ہمارے کسی میں سوئی نمک میں صاحب سفر کر رہے ہیں۔ وہ اکثر فروٹ سے برتن  
 والوں کی دعوت کرتے رہتے ہیں۔ یہ روٹی بھی انہیں کی طرف سے ناشتہ کے طور پر سب  
 بسک داہن کو دی گئی۔ ماہان کے کنارہ پر بیٹھے ٹھنڈے پانی کا چھتیرہ۔ وہاں قیام کیا۔ نماز پڑھی۔ کھانا  
 کھایا اور پل دیئے۔ عصر کی نماز راستہ میں ادا کی۔ مغرب کے قریب ایک بستی میں پہنچے۔  
 جس کا نام بام ہے۔ یہ کرمان سے ۱۲۵ میل فاصلہ پر جانب مشرق ہے۔ چھوٹی سی خوبصورت  
 بستی ہے۔ جس میں جگہ جگہ چوراہوں پر گول دائرے کی شکل کے باغیچے وسیع میں گول ٹوٹوں۔  
 ٹوٹوں کے درمیان میں بجلی کی روشنی ہے۔ رات میں خوب چوڑی بازار تھم سا۔ سگ بہت صاف  
 اور خوبصورت ہے۔ غرضیکہ بہت قریب تھم سگ چاہتے ہیں۔ یہ بستی کو شش کی مطلع بھی صاف

تھا۔ چاہتے تھے۔ آج کئی راجہ تھمیں۔ کیونکہ رات کو سردی کھائی تھی

۲۵ ستمبر ۱۹۵۷ء۔ - حرم الحرام شہر چہار شنبہ

آج شنبہ کو ہمارا قافلہ بام تک گیا۔ یہاں عجوبوں کے بانات بہت ہیں۔ جن میں  
 کججوریں بھی موٹی ہیں۔ اور ٹوٹوں والی ہیں۔ چونکہ رات بجا جانے بہت سردی کھائی تھی اور  
 پیار بھی تھے۔ اس لیے آج کچھ نے ام میں ایک سرائے کرایہ پر لی۔ جس میں جھڑے تو سارے  
 بھرے ہوئے تھے۔ کچھ اصطبل خالی تھے۔ جن میں بعض جماع نے بسترہ جمادیتے۔  
 باقی اسی طرح سرائے کے میں ان میں سوئے۔ لیکن آج سردی کچھ کم تھی۔ سگ پھیر بھی کافی تھی  
 بازار میں ہم مسافر خانہ اور مکہ تراس لرنے گئے شو کہیں مکہ د تھا۔ صرف روٹی کی دہ میں  
 تھیں۔ بعض دکانوں پر بکاسے مردوں کے نوجوان خوبصورت۔ عورتیں دکھلا کر کی کر رہی تھیں  
 یہ دکانیں بہ عافیتی کے اڈے معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ ان عورتوں کے لباس اور  
 طریقہ گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ بدعاشش ہیں۔ مردوں کی کشش کے بیٹے  
 یہاں رکھی گئی ہے چونکہ کہیں مکہ نہیں لاس رہے سرائے کے اصطبل میں سوئے۔

سردی سے امن رہی اور خوب بند آئی۔ صبح نماز فجر کے بعد رات کی روٹی کھائی۔  
چائے پی۔ پھر قافلہ روانہ ہو گیا۔

ہم میں فاصلہ پر ایک بستنی فارغ آئی جہاں پانی کے چشمے اور درخت کچھ  
کچے مکانات ہیں۔ وہاں سے پانی چھٹا کر وہاں میں بھریا گیا۔ کیونکہ آئندہ پانی کی  
کمی ہے۔ کچھ آگے چل کر دشت لوط میں پہنچے۔ جہاں سے جاتے ہوئے بھی  
گزرے تھے۔ لیکن اس وقت ہم اس دشت کے اور حصے سے گزرے تھے۔

اب دوسرے حصے سے گزرے وہ راستہ تربت میدری مشہد کا راستہ تھا۔ اور یہ کہانہ دینہ  
کا راستہ ہے۔ یہاں بھی کچھ حصے ہیں ریت آئی۔ جس میں ایرانیوں کی ایک لاری بھنی ہوئی تھی۔ ہماری  
لاریاں ٹھہریں۔ اس لاری کے نکل جانے پر جاج نے گھاس کے پڑکاٹ کر جہاں زیادہ  
ریت تھی وہاں ڈالی۔ کچھ پترے واڑ ٹینک میں رکھے تھے وہ پھٹے۔ اور گاڑیاں سولہوں سے  
خالی کر کے ایک ایک کر کے گزاریں۔ یہ راستہ پیدل طے کیا۔ جب ساری سببیں نکل  
آئیں تو پھر قافلہ مارچ کیا کچھ دور جا کر قافلہ رکا۔ کیونکہ ایک بس کے ٹائرس ٹریڈ بک ہو گیا۔ اسے ہوائی  
کی یہاں ہی کھانا کھایا جائے کیونکہ رات کا سان پکا ہوا ہے۔ خراب ہو جانے کا خطرہ ہے۔ یگو  
یہاں پانی کا دھور دھور تک نام نہیں۔ سخت تکلیف کا سامنا ہے۔ واڑ ٹینک پر بھجوم ہو گیا۔ آخر  
فی لاری بارہ ٹوٹے پانی دینے کا اعلان ہوا۔ یہ پانی دے کر واڑ ٹینک رواد ہو گیا۔ سز ضیا آج  
بہت رنگ رہا ہم سے نماز ظہر ادا کی۔ آگے ۲۵ میل پر پانی ہے۔ اگر وہاں قافلہ روکا جاتا  
یہ دشواریاں نہ ہوتیں۔ مگر جو تکلیف مقدر میں ہو وہ کہاں جائے۔ تقدیر کے سامنے عقل  
بھی خراب ہو جاتی ہے۔ بعض جاج رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔ کہ خدا ہلا جب تک  
گھر نہ پہنچیں تب تک ہماری بھوک بند کر دے تاکہ ان غذاؤں سے بچیں۔

آج شام کے قریب بعض جاج کو دست لگ گئے ہیں۔ چنانچہ سید رفیق  
سین شاد صاحب ولد سید فضل حسین شاہ صاحب برادر چتر میں کئی گوز بردار دست  
سند ہو گیا۔ ان کی حالت خطرناک ہو گئی جسم ٹھنڈا ہو گیا۔ حشری طاری ہو گئی۔ آج  
شام کے وقت ان کا ٹیکہ دینہ کیا گیا۔ جسم میں سردی پہنچائی گئی۔ اب حالت

کھا چھی ہے۔ قریباً تین بجے اس جگہ سے تافلہ کی روٹائی ہوئی۔ پہاڑی راستہ آیا وہ ایک بڑی حالت کر کہیں سو فٹ اوپر چڑھ جانا اور کہیں سو فٹ نیچے اتھانا۔ دشت لوط سے گذر رہے ہیں۔ پانی کا کوسوں پتہ نہیں ملتا۔ ۵۰ میل طے کر کے ایک چھوٹی سی ٹوئیں ٹی جس کا پانی میٹھا مگر گدلا تھا۔ حجاج اس پانی پر ایسے گسے جیسے تونس کے اسے اونٹ پانی کو پٹ گئے۔ پسے خوب جی بھر کر آیا۔ پھر دھنوکیا۔ چھا بھیں بھری نماز عصر پڑھی۔ اس جگہ کچھ مکانات تھے۔ اس بستی کا نام نصرت آباد ہے۔ نماز عصر پڑھ کر چل پڑے۔ ایک اور پہاڑ عبور کر کے نماز مغرب پڑھی۔ یہاں ہی چاند نظر آیا۔ چاند آج کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ قدرے باریک ہے۔ پہر وہاں سے رطبان آجوتے۔ رات کو دس بجے زاهدان کی روشنی نظر پڑی۔ حجاج نے نعرہ تکبیر۔ نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدر کی لگائے۔ خوشی تھی لایران کی سرحد پر پہنچنے اور پاکستان قریب آیا۔

۳۰ ستمبر ۱۹۵۳ء عجم صفر المنظر ۲۸۲۷ھ پنج شنبہ | آغا لات ساڑھے دس بجے

ہملا کا قلعہ زہدان پہنچ گیا۔ امر پانچ آدمی ہوٹل میں پہنچے۔ تمام ہوٹلوں میں کھانا ختم ہو چکا تھا۔ ایک ہوٹل میں کھانا ملا۔ چادال گوشت آؤر دستے تھے ہوٹل سے اٹھ کر۔ روٹیاں چائے خریدی۔ مین روپیہ بل لادیا۔ دس روپیہ موٹی تمبیل صاحب نے اپنی جیب سے ادا کئے۔ اور باقی ہم چار آدمیوں نے کھانے سے فارغ ہو کر پاکستان سفارت خانہ میں جہاں حکومت پاکستان کے سیکر صاحب رہتے ہیں پہنچے۔ سفارت خانہ کا بڑا مال کوہ ہمارے واسطے خالی کر دیا گیا۔ بعض حجاج اس کمرے میں سوئے بعض برآمدہ میں کیونکہ صرف اس کمرے اتنے حجاج کی گنجائش نہیں۔ اس کمرہ میں شیخ کرم الہی صاحب سالار ناظر جی اپنے رفقہ کے بھی مقیم ہیں شیخ صاحب کچھ بیماریاں۔ نذر بخار کی شکایت ہے۔ رب تعالیٰ شفا فرمائے۔ شیخ صاحب دو پہر کو ہی زہدان پہنچ گئے تھے۔ تار یا سپورٹس کا کام بند ختم ہو جاوے۔ یہاں پانی کا اچھا انتظام ہے بڑا عمدہ نلکہ لگا ہوا ہے۔ صبح کو نماز فجر پڑھی۔ چائے پیا۔ شیخ صاحب کی کاوے ریڈیو سنا گیا۔ پتہ لگا ہے کہ پنجاب کے مین ہزار دیہات کو سیلاب سے نقصان پہنچا ہے۔ لاہور میں راوی کا پانی ڈیڑھ فٹ گھٹ گیا ہے۔ حجاج رورور کو دعائیں کر رہے ہیں۔ زہدان بام سے ۲۰۲ میل فاصلہ ہے۔ زاهدان میں شام کو ۱۴ بجے تک قیام رہا۔ دوپہر کو بازار میں گئے۔ کچھ کپڑا۔ انگر گرا وغیرہ خریدے۔ یہاں گراما ۱۳ آن کیسولا۔ گج سیرینی میں تمام جگہ کے گرمیوں سے بڑھ گیا۔ ساڑھے چار بجے زہدان سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں نماز عصر پڑھی۔ اور مغرب۔



کے وقت میر جاٹ پونج گئے میر جاٹا ناہان سے ۱۵ میل دور ہے۔ یہ ایران کی آخری حد ہے یہاں  
ایرانی کسٹم آفیسر اور اس کا ملا جتا ہے۔ آفیسر سناہل و میال رہتا ہے۔ بہت وسیع کمرے اور بڑا سہرا تہہ  
بنا ہوا ہے۔ آفیسر صاحب کے گھر والوں نے ہم لوگوں کے لیے بڑا حلال کمرہ خالی کر دیا۔ اور سارا تہہ  
اور باہر کے کمرے حجاج کے حوالہ کر دیئے گئے۔ میر جاٹا میں نماز مغرب اور نماز عشاء پڑھی مشاؤ کے  
بعد کھا کھایا۔ میر جاٹا بہت چھوٹی بستی ہے۔ گوشت اور کچھ بڑیاں مل جاتی ہیں۔ باقی تمام ضروریات زندگی  
زاہدان سے آتی ہے۔

یکم اکتوبر ۱۹۵۳ء ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۳ء جمعہ آج شب کو دس بجے ہمارا قافلہ میر جاٹا سے روانہ  
ہوا۔ میر جاٹا سے نکلنے ہی کچھ پیرت ہی جس میں سے دشواری سے ہماری بسیں گڈیز پھر سفید آیا۔ یہ پاکستان  
کی پہلی سرحد ہے۔ یہ جگہ دیکھتے ہی ہماری بس والوں نے خوشی میں نعرہ نعرہ نکیر نعرہ رسالت۔ نعرہ جبری  
پاکستان نعرہ باد کے نعرے لگائے۔ اور اعلان ہوا کہ تمام ڈولر سوڈا آب آئین کو ٹریفک کیا کریں۔ پانچ بجے  
رات کو نوکندی پہنچ گئے تمام حجاج کو نوکندی کے کسٹم کی بہت ٹکری۔ اگر یہ ٹکراحت کے کسٹم کی جو بائیس  
تو تیز ہاگن ہوں سے بچ جاویں۔ شعور

گڈریلاز خلابتر سیدے ○ ہینال کزنک ملک جڈوے

اس وقت نوکندی میں سخت سردی تھی۔ سرد ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ حجاج پریشانی میں اور ادھر ادھر گھومنے  
لگے۔ نوکندی میں کچھ کچے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اکثر حجاج نے ان کمروں میں پناہ لی۔ ہم نے اس  
ایک کمرے میں بیٹھ کر سو کر لات گذاری۔ صبح دیر میں اٹھ کھلے کیونکہ دیر میں سوتے تھے۔ الحمد للہ کہ  
وقت میں نماز جماعت سے پڑھ لی۔ نوکندی کے تین حاجی ہمارے قافلہ میں تھے۔ حاجی جمال خاں  
حاجی بابا خاں۔ حاجی شاہ محمد صاحب۔ یہ تینوں حضرات یہاں نوکندی میں آئے گئے۔ چار حاجی جو تک  
چوکی کے تھے جو شب میں اپنے مقام پر آئے گئے۔ نوکندی میں حاجی جمعد خاں صاحب نے دیکھا ایک من  
گوشت حجاج کو مفت دیا جو کچھ میں بکا گیا۔ پورٹ آفس کھننے پر بہت سے حجاج آئے۔ انہوں  
نے اپنے اپنے وطن عزت نوکندی پہنچنے کا تار دیا۔ آج صوفی جمیل صاحب نے حجاج سے فرمایا  
کہ دعا کر دو نوکندی میں میٹھا پانی نکلے۔ تمام کنویں ٹھاری ہیں۔ میں چائیسیل تک میٹھا پانی نہیں۔ سات دن میں  
ایک بار میٹھا پانی ریل کے ذریعہ کوٹڑ سے آتا ہے۔ اس کی آمد پر یہاں بڑا جھوم ہوتا ہے۔ ہفتہ سو ڈالر کے دن

گھڑی کوڑ سے آتی ہے۔ اور بدھ کے دن کوڑ جاتی ہے۔ یہ پانی بچہ گڑھوں میں بھریا جاتا ہے۔ جو مقفل رہتا ہے۔ اور مناسب قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے۔ اس کام کے لئے باقاعدہ منشی مقرر ہے آج ہمارے قافلہ میں تمام حاج نے سامان کی فہرستیں بنائیں۔ اور حکام کے حوالے کیے۔ کسٹم آفیسر نے بعض ڈرائیور اور کان کپنی کی چیکنگ کی جن کے پاس سے کچھ اہمیت زیادہ برآمد ٹھیلے معلوم ہوتا تھا کہ کویت کی کسٹم آفیسر یہاں ہی ٹانگی ہے بعض نے بوسکی کی دو دو قبضے۔ بارہ بارہ گز کی پگھلیاں۔ دس گز کے تین تہ جسم پر پہن رکھی ہیں۔ حکام اس پر بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ تم تو مجھ بوسکی بنے ہوئے ہو۔ یہاں سے پھٹے کپڑے پہننے لگے تھے۔ وہاں سے دوہائی کر آئے ہو۔ غرض کہ بڑی بدنامی ہوئی۔ اور حاج پر سختی شروع ہو گئی۔ آج دن بھر میں صرف فہرستیں تیار ہوئیں۔ اور چند خاص لوگوں کی چیکنگ ہوئی۔ سارے حاج اپنا سامان اذتارے ہوئے پاس بیٹھے رہے اور چیکنگ کے انتظار میں رہے۔ آج اتنی مار حاج کے لگے جن سے حاج نے اپنے اہل قربت کو نجات نوکندی پہنچنے کی اطلاع دی۔ پوسٹ امر نوکندی بہت غلطی آئی ہیں۔ راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔ آج جمعہ کی نماز نوکندی میں ہم نے پڑھائی۔ کیونکہ یہاں کے امام مولوی عبدالحمید صاحب کسی وجہ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔

۲ اکتوبر ۱۹۵۲ء ۳ صفر المظفر ۱۳۷۲ھ شنبہ

آج رات نوکندی میں حاج کی رات بہت تکلیف سے گزری کیونکہ حاج نے کسٹم آفسران سے اجازت چاہی کہ ہمارا سامان میدان میں پھیلا ہوا ہے۔ اجازت دو کر کسی جگہ رکھ لیں اور رات کسی محفوظ جگہ میں گذاریں۔ جہاں سردی نہ ہو۔ مگر حکام نے کچھ نہ سنا۔ بلکہ حکم دیا کہ اپنے سامان کے پاس رہو۔ ہم رات میں چیکنگ کریں گے۔ اس لئے حاج نے میدان میں رات گذاری۔ سردی سخت تھی۔ ہوائیں تھیں حکومت کی طرف سے حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ حاج نے دو دو گھنٹہ کی باری سے پہرہ دیا۔ مشکل مٹتی ہوئی۔ میں نے امام صاحب کے حجرے میں آرام سے رات گذاری ان کے شاگرد مولوی عبدالرحمن سلمہ نے بڑی خدمت کی۔ صبح کو سبز چائے پلائی جو بڑی خوش ذائقہ تھی۔ یہاں مسجد میں پندرہ میں طالب علم بھی پڑھتے ہیں۔ جو پندرہ نامہ عطار قدوری وغیرہ پڑھتے ہیں۔ آج صبح ۸ بجے حکم لاکر ہر شخص اپنا سامان بس پر باندھے اور ہر بس علیحدہ

پوسٹ کسٹم کے دفتر پر پہنچے۔ وہاں علیحدہ چیکنگ ہوگی۔ اس حکم کے ماتحت بس علاؤ دقت میں لگی۔ سڑک بجے تنگ اس کی چیکنگ نہ ہو سکی اور گلی میں بیسیں ہیں۔ حجاج گھبرا گئے کہ اس حساب سے میں دونوں میں چیکنگ ہو سکے گی۔ کپسی کے پاس پانی کا انتظام نہیں تھا۔ دوپہر کے کھانے میں بہت دیر ہوئی۔ بہت سے حجاج نے نوکٹڈی میں مکان سے روٹی کھائی۔ پراٹھے فی عدد چار آنے گوشت فی پیٹ ۲ آنے والے مسورے کھائی۔ اور دوپہر ہی بھر پریشان رہے۔ بعد نماز ظہر کپسی کی طرف سے ٹیکس چاول ملے۔ جو بعض حجاج نے کھائے۔ حجاج نے کوسے کو تار دیئے کہ یہاں نوکٹڈی میں پانی کی سخت تکلیف ہے۔ اور چیکنگ میں دیر لگے گی براہ ہربانی اس کا اچھا انتظام کیا جائے۔ جواب آیا کہ تم لوگ والہ بندین پہنچو۔ وہاں ہمارا کسٹم آفسیٹر پہنچ رہا ہے۔ وہیں چیکنگ ہو جائے گی۔ اس پر سب خوش ہو گئے۔ اس لئے اب والہ بندین جانا ہے۔ نوکٹڈی کے جانب گندمک کا پہاڑ ہے۔ جہاں سے بہت گندمک پیدا ہوتی ہے۔ دوسری طرف لوہے کا پہاڑ ہے۔ جہاں سے بہترین لوہا نکلتا ہے۔ ایک سمت سنگ مرمر کا پہاڑ ہے۔ نوکٹڈی بہت سی لائٹوں کا جگشن ہے۔ ایران، افغانستان، پاکستان، بحران وغیرہ تمام جگہ کو راستے نکلتے ہیں۔ شام کو چار بجے ہم کو حکم ملا کہ والہ بندین چلو۔ چنانچہ ہم نے کوچ کیا کچھ کسٹم آفس پر ٹھہرنا چاہا یہاں سے کسٹم پولیس ہمارے ہمراہ جانے والی ہے۔ انہوں نے اپنی جیب کار کے بیٹے پٹرول ہماری کپسی سے لیا۔ اور بہت دیر کے بعد رھاگی ہوئی۔ عصر کی نماز اسی دفتر پر پڑھی گئی۔ پھر اس طرح روانگی ہوئی کہ آفسران ہمارے آگے اور پولیس ہمارے پیچھے۔ درمیان میں حجاج کی بیسیں راستہ میں مغرب کی نماز پڑھی۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۵۲ء بمصر المنظر ۱۳۴۱ھ یک شنبہ

آج رات کو ۸ ۱/۲ بجے ہمارا قافلہ والہ بندین پہنچا۔ یہ جگہ نوکٹڈی سے ۵۰ میل جانتا مشرق ہے۔ سلاست بہت اچھا ہے۔ والہ بندین میں میٹھا پانی کثرت سے ہے۔ درخت بھی بہت ہیں۔ صوفی محمد عیسیٰ صاحب نے نوکٹڈی سے کچھ ٹیکس پراٹھے اپنے خرچ پر بنوائے تھے۔ جو بعض حجاج کو راستہ میں کھلائے۔ والہ بندین میں ڈاک بنگلہ میں قیام ہوا۔ تمام کمرے بند تھے حجاج کچھ تو برآمدہ میں ٹھہرے اور کچھ درختوں کے نیچے۔ اور کچھ میدان میں پڑ رہے۔ ہم کو

ایک درخت کے نیچے جگمگی۔ سردی کافی تھی۔ جن کے پاس اوڑھنے کو کم تھلا انہوں نے بہت تکلیف اٹھائی۔ کوٹڑ سے حکام کٹم لات کو ہی والہ بندیں ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے۔ صبح بعض حجاج نے نماز تہجد پڑھی اور پھر نماز فجر پڑھی۔ بعد نماز ایک بڈھے حاجی نے بندہ آواز سے کہا کہ اے حکام پاکستان ہم مغرب حجاج تین ماہ سے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں زمین پر سوراہے میں ملو اب سردی کھا رہے ہیں۔ ہم پر رحم کرو۔ ہماری بیسیں جلد چیک کرو تاکہ ہم اپنے گھر جلد پہنچیں۔ تمام حجاج نے تائبیہ کی اور شور مچا دیا گیا۔ سوچ نکلتے ہی کٹم آفسر غلام جیلانی صاحب مع اپنے عملہ کے کمرہ سے باہر آئے۔ ہم لوگوں کو سلام کیا۔ اور چینگ شروع کر دی غلام جیلانی صاحب بہت شریف آفیسر ہیں۔ انہوں نے نہایت پھرتی سے کام کیا۔ دس پندرہ منٹ میں ایک بس کی چینگ کی اور حجاج کے ساتھ نرمی اور اچھے اخلاق سے پیش آئے۔ آج حجاج بہت سی خوش ہیں۔ اور آفیسر مذکور کی بہت ہی تعریفیں کر رہے ہیں۔ قریباً ۱۲ بجے دوپہر تک بہت سی بسوں کو پاس کر کے باہر نکال دیا۔ بقیہ بسوں کے فارغ ہونے کی عنقریب ہی آمیسر آج دیکھنے میں آیا کہ جن لوگوں نے مال چھپانے کی کوشش کی ان پر سختی ہوئی۔ اور جن لوگوں نے اپنا سب کچھ ظاہر کر دیا۔ ان پر بہت نرمی کی گئی۔ پکٹی کے ایک ملازم نے رضائی میں کپڑا بھر لیا تھا بجائے روٹی کے۔ رضائی کھو لی گئی اور ۳ روپیہ ٹیکس وصول کیا گیا بس یہی آخرت میں ہوگا کہ اپنے جرم کا اقرار کرنے والا مزے میں رہے گا اور انکاری کی آفت ہوگی یہ چیزیں قابل عبرت ہیں۔ والہ بندہ بن میں اتنی دیر لگی کہ نماز مغرب وہاں ہی پڑھی گئی۔ نماز ظہر تو سستی میں ادا کی گئی اور نماز عشاء مغرب وہاں ہی پڑھی جہاں بیسیں کھڑی تھیں۔

۱۳ اکتوبر ۱۹۵۲ء محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم دو شنبہ

آج شب کو بعد نماز مغرب ہمارا قافرا والہ بندیں سے روانہ ہوا۔ راستہ نہایت صاف تھا اس لیے بیسیں بے تکلف تیس میل کی رفتار پر چل رہی تھیں۔ کہ اچانک جاناکہ حادثہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ بس ۱۱ میں ڈرائیور کے سامنے والا شیشہ ٹوٹا ہوا ہے۔ اس لیے ڈرائیور نے آنکھوں پر چشمہ لگا رکھا ہے۔ ہمارے ڈرائیور کی آنکھوں میں پانی آگیا۔ کچھ عنودگی بھی آگئی تھی اس لیے اس کی بس رٹک سے نیچے آگئی۔ جب ڈرائیور کو ہوش آیا تو اس نے رٹک پر لانے کی کوشش کی۔

جس سے بس علاؤٹ گئی۔ سارا قافلہ رک گیا۔ اور شور مچ گیا۔ حجاج اور پھنسے رہ گئے۔ لوگ  
 اوپر چڑھ گئے۔ اس بس کے حجاج کو مشکل نکالا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کسی حاجی کے پوٹ نہ آئی ایک حاجی  
 یہ ہوشیاری کی حالت میں سفر کی شفا خانے میں پہنچا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ صبح تک وہ بھی ٹھیک ہو  
 گیا۔ بس کے صرف شیشے ٹوٹے۔ باقی بس بھی محفوظ رہی۔ سب نے دل کر سیدھا کیا۔ اور  
 قافلو روان ہو گیا۔ رات کے ایک بجے قافلہ نوشکی پہنچ گیا۔ سردی سخت تھی۔ ہوا بہت ٹھنڈی  
 چل رہی تھی۔ نوشکی اسٹیشن پر قافلہ نے قیام کیا۔ اسٹیشن کے کارٹروں میں کچھ حاجی گھس گئے۔  
 اور بعض نے اسی طرح ہوا میں رات گزار دی۔ صبح کو پیٹ فارم کے پانی سے وضو کیا اور پیٹ فارم  
 پر ہی جماعت کی۔ کھانا کھایا۔ چائے پی اور بجے صبح قافلو روان ہو گیا۔ نوشکی والے بندین سے ۱۲۳  
 میل جانب مشرق ہے۔ صبح دس بجے ہمارا قافلہ کوٹڑ پہنچا۔ اور اس کی پہلی جگہ مدرسہ مطہح العلوم میں قیام  
 کیا۔ بعض حاجی نے کوٹڑ سے قافلہ چھوڑ دیا۔ اور ریل سے اپنے اپنے مقامات کو چلے گئے۔ کوٹڑ ۸۹  
 میل نوشکی سے جانب مشرق ہے۔ بعض حاجی نے نوشکی سے حکومت کو ماروے دیا تھا۔ کہ کنپٹی کی  
 بسیں سفر کے قابل نہیں اس لیے یہاں آتے ہی کنپٹی کو روکیں گا حکم پہنچا کہ پہلے گاڑیوں کی چیکنگ  
 کراؤ۔ پھر تم کو جانے دیا جائے گے چنانچہ آج قافلہ جا سکا۔ پوئیس نے بسوں کو گھیر لیا۔ تحقیقات کی اور  
 جانے کی اجازت دے دی۔ آج دوپہر کو ہم لوگوں نے کھانا منگین ہوٹل میں کھایا۔ کھانا بہت لذیذ  
 تھا۔ اور قیمت بھی مناسب تھی۔ اٹھو۔ سب۔ سوا۔ آٹو۔ اس وقت کوٹڑ میں ارزان  
 ہیں۔ سیب ہم آنے سیر۔ اٹھو آنے سیر۔ سردھام آنے سیر۔ آٹو آنے سیر عام فروخت ہو  
 رہے ہیں۔ ہم نے بھی فروٹ گھر کے لیے خریدا۔ حجاج کے الہی قرابت جو کوٹڑ میں رہتے ہیں۔  
 انہوں نے حجاج کی دعوت و قیام کا انتظام کی حکم کنپٹی نے اعلان کیا ہوا تھا۔ کہ قافلہ بھی مبارک  
 ہے کوئی حاجی اپنے الہی قرابت کے ہاں نہ جا سکا۔ چنانچہ میرے محرم دوست عبدالغنی صاحب  
 نے مجھے بہت تلاش کر کے پایا۔ اور اپنی دکان پر لے گئے اور بہت اصرار کیا۔ کہ آج رات  
 ہمارے ہاں قیام کرو۔ حکم کنپٹی کے اعلان سے مجبوری تھی۔ لیکن میں کنپٹی کے اس اعلان سے  
 نہ قیام کر کے سڑک کو دس بجے ہم لوگوں سے کہا گیا کہ قافلہ صبح چار بجے گا۔ کوٹڑ میں عام مسلمان  
 سنی عقیدے کے ہیں۔ مگر علماء و سب دیوبندی ہیں۔ اپنے آپ کو چھپاتے ہوئے ہیں۔

مگر رات کو دس بجے ہم لوگوں سے کہا گیا کہ قافلہ صبح جاوے گا، کوٹڑے میں عام مسلمان سنی عقیدے کے ہیں، مگر علماء سب دیوبندی ہیں، اپنے آپ کو چھپاتے ہوئے ہیں، مظاہر سنی بنتے ہیں، یہاں ربیع الثانی کی گیارہویں تاریخ کو ۵-۶ بجے سجا کر جلوس کی شکل میں نکلے جاتے ہیں، پھر انہیں ذبح کر کے پلاؤ پکا کر گیارہویں شریف کی جاتی ہے، سب دیوبندی علماء فاتحہ پڑھ آتے ہیں اور کھاتے ہیں، اسلامی جماعت اور قادیانیوں کا ہمت زور ہے کوٹڑہ مدینہ منورہ سے ۲۹۱۵ میل ہے۔

۵۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء ۶ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ شنبہ

آج رات قافلہ جانے کو تھا، مگر عبداللہ خان کنجاہی جو قافلہ کے اسٹنٹ ڈاکٹر ہیں، اور رفیق شاہ صاحب میں جھگڑا ہو گیا، اس لیے قافلہ چل نہ سکا، رات وہیں گذاری اور سب کے صبح کوٹڑے سے چل پڑا چند میل فاصلہ پر قافلہ رک گیا۔ حجاج میں مشہور ہو گیا کہ قافلہ کوٹڑے پولیس نے روک لیا ہے، کیونکہ ڈاکٹر عبداللہ خان نے رفیق شاہ کے خلاف رپورٹ دی ہے، رفیق شاہ روپوش ہو گئے ہیں، اس لیے تحقیقات ہوگی، سب حجاج پریشان ہو گئے، مگر یہ خیر غلط نکلی، ۵ بجے منٹ کے بعد قافلہ چل پڑا، ۱۱ بجے سی سے گذرا مگر وہاں قیام نہیں ہوا، ۳ بجے قافلہ جھٹ پٹ پہنچا، پھر قریباً ۴ بجے جبک آباد پہنچ کر قیام کیا، جبک آباد کے کنارہ پر بڑا عمدہ باغ اور مسجد ہے، مسجد میں نماز پڑھا، اجا ادا کی، پھر بہت سے حجاج کھانہ کھانے بازار چلے گئے، ہم نے بھی بوتل میں کھانہ کھایا، مچھلی گوشت، گرم روٹیاں بہت مزے سے کھائیں، جبک آباد کی سیر کی۔ اچھا شہر ہے، بازار سے کچھ ضروری اشیاء خریدیں، جب قافلہ میں واپس آئے تو دیکھا کہ اہل جبک آباد کا میلہ لگا ہوا ہے، بڑی محبت سے یہ لوگ پیش آئے، اور اپنی بے خبری پر افسوس کرتے تھے، کہ ہمیں اس قافلہ کی اطلاع نہ ملی ورنہ ہم لوگ دعوت کرتے۔ پھر مسٹر عبدالعزیز صاحب نے قافلہ کو چائے پلائی، ہفتہ طرا اخبار ستارہ جو جبک آباد سے نکلتا ہے، اس کے اڈیٹر اور کچھ دیگر اخبارات کے نمائندے ملاقات کرنے آئے، اور حجاج سے راستہ کے حالات پوچھنے لگے، سب لوگ ہمیں حج اور

زیارت کی مبارک باد دیتے تھے جبکہ آباد کو ٹرٹھ سے ۱۶ میل فاصلہ پر جانب جنوب مشرق ہے، اس کے بعد قافلہ جبکہ آباد سے روانہ ہوا اور نماز مغرب شکر پور پہنچ کر کنارہ شہر پر ادا کی، پھر شکار پور میں سے ہوتے ہوئے سکھ کو روانہ ہو گئے، شکار پور اچھی جگہ معمولی بستی ہے، اور جبکہ آباد سے ۹ میل فاصلہ پر ہے، شکار پور سے قافلہ بعد مغرب چل پڑا، اور قریب ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سکھ پہنچ گیا، سکھ میں قافلہ کو شہر والوں نے گھیر لیا، مبارک باد دی، ہماری بسیں شہر میں ٹھہریں، پھر ول بھر دیا حجاج نے سکھ کے بسکٹ وغیرہ خریدے، قریباً ایک گھنٹہ ٹھہر کر آگے بڑھے، اور دریاء سندھ کے پل سے گذرتے ہوئے کنارہ پر ڈیڑھ ڈال دیا، اللہ کی شان ہے کہ ایران اور کوٹھ میں سردی تھی، مگر جبکہ آباد میں پسینہ آرہا تھا۔ اور سکھ میں کھلمبیدان میں چادر اوڑھ کر سوتے، یہاں موسم نہایت خوشگوار تھا، حجاج وطن کی خوشی میں پھولے نہ سماتے تھے، سکھ کو ٹرٹھ سے ۲۵ میل ہے، جبکہ آباد میں چاول بہت پیدا ہوتا ہے۔ تاحظ نظر وہاں نظر آتا ہے، سکھ میں موسم خوشگوار تھا۔

۲۱ اکتوبر ۱۹۵۲ء بمصر المنظر ۱۳۵۲ھ چہار شنبہ

آج صبح صادق کے وقت کوچ کا اعلان ہو گیا، نماز فجر پڑھی، چائے پی اور قافلہ سکھ سے روانہ ہو گیا، راستہ بہت اچھا تھا، اچھا سفر ہوا، دس نیچے سے پہلے صاف آباد ریاست بہاول پور پہنچ گئے، کچھ وہاں ٹھہرے اور چل دیئے، رحیم یار خاں، بہاول پور سے ڈیڑھ گھنٹہ چھوڑتے ہوئے چلے گئے، ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا اور فوراً چل دیئے، ڈیڑھ گھنٹہ نہ پہنچے، جاتے ہوئے بھی یہ جگہ راستہ میں آئی تھی، مگر شب کی وجہ سے سیر نہ ہو سکی تھی، آج دن میں یہاں پہنچے، خوب سیر کی یہ جگہ سکھ سے ۹۹ میل فاصلہ پر ہے، یہاں پانچ دریا ملتے ہیں، ستلج، بیاس، راوی، چناب، جہلم، یہاں سے دوہری نکالی گئی ہیں، اور زبردست ہیڈ بنا ہوا ہے، دو طرف سبزہ زار اور درخت ہیں بہت ہی دل کش نظارہ ہے، پولیس کا اچھا انتظام ہے یہ پانچوں ندیاں مل کر بہت پانی ہو گیا ہے، ایک طرف نلکا لگا ہوا ہے، جس کا پانی نہایت ٹھنڈا اور ٹھنڈا

ہے بڑا بردست پل بنا ہوا ہے، پل پر لائن بھی ہے جس پر چھوٹی سی ٹرالی چلتی ہے، حجاج نے یہاں کی خوب سیر کی پل میں سیڑھیاں لگی ہیں، جس کے ذریعہ پانی تک پہنچا جا سکتا ہے کئی اجبانے نیچے اتر کر پانی پر پہنچ کر وضو کیا، یہاں ایک چھوٹی سی پختہ مسجد بھی بنی ہے، جو آباد ہے، وہاں نماز ظہر ادا کی گئی، اور قافلہ چل پڑا، کچھ میل طے کرنے پر ایک بس کا پتکچر ہو گیا، اور تمام قافلہ ترک گیا۔ یہاں پنج ند کا بہت اونچا اور چوڑا بند ہے، نیچے برابر میں پختہ سڑک ہے، دو دو دیر گھنٹے درختوں کی قطار ہے، جن کی شاخیں ایسی آپس میں ملی ہیں، کہ سڑک پر دھوپ نہیں آتی، کئی میل تک یہ قطار ہے تو شامتا منظر ہے، آدھ گھنٹہ کے بعد قافلہ یہاں سے چلا، راستہ میں چناب کا پل آیا، جس پر ریل بھی چلتی ہے، اور سواریاں بھی، اسی جگہ نماز عصر پڑھی، پھر، ۵ میل پر خاں گڈھ، وہاں سے ۵۸ میل پر مظفر گڈھ سے گڈھے اٹھا لگڈھ اور مظفر گڈھ کے لوگ دورویہ قطاریں بنائے ہوئے کھڑے تھے۔ جو نعرہ بجا رہا اور مبارک باد اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے۔ مغرب کے وقت ہمارا قافلہ مٹان پہنچا یہاں کھانے کا انتظام اہل مٹان نے کیا تھا۔ بہت پر تکلف دعوت کی۔ بیبر اور بکرے کا گوشت پلا۔ زردہ۔ حجاج کی خدمت میں پیش کیا مٹان میں مولانا سید مسعود علی صاحب صدر مدرس مدرسہ انوار العلوم سے ملاقات ہوئی۔ پھر کھانے کے بعد مولانا اعلام ربانی مع اپنے رفقاء کے ملنے آئے۔ ہار پھول گلوں میں ڈالے۔ حاجی عبدالغفار صاحب فاضل انوار العلوم مٹان بھی تشریف لائے یہ ہم کو مکہ مکرمہ میں ملے تھے۔ ہم سے پیچھے حجاز سے چلے تھے اور اساتذہ کو مٹان پہنچ گئے تھے۔ ان کے ذریعہ حضرت مولانا الحاج علی حسین صاحب مدنی نے عزیزہ منورہ سے اپنی تعینیت شدہ تین کتابیں ہمارے واسطے بھیجی تھیں۔ مولانا عبدالغفار صاحب نے وہ کتابیں مرمت کیں۔ بڑی محنت سے پیش آئے۔ حضرت مولانا الحاج سید ابوالانجم مولانا احمد سجد صاحب کاظمی مدظلہ سے ملاقات کی تمننا تھی۔ مگر وقت محدود ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ مٹان کے کسی بزرگ کے مزار پر حاضری کا موقع ملا وہاں سے ہی قاتحہ پڑھی۔



۷، اکتوبر ۱۹۵۳ء ۸ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ پنج شنبہ

آج شب کو ملتان پہنچنے پر پتہ لگا لگا لاہور کی سڑک براہ خانہ نوال پر سیلاب کھپائی آ گیا ہے، ٹریفک اور ریل سب بند ہے، دوسرا راستہ وہاڑی پورے والا سے گزرتا ہے وہ اب تک کھلا تھا۔ گھاس پر بھی پانی آ رہا ہے، بارہ بجے رات تک سڑک بھی بند ہو جاوے گی، اسی طرح سے سب کو پریشانی ہو گئی، اور ٹے یہ ہوا کہ ابھی قافلو روانہ ہو جاتے اور پور پور اور رستہ چل دیتے، ۳۰ میل چل کر موضع وہاڑی پر قیام کیا، بارہ بجے شب کو یہاں پہنچے اور سڑک کے لب سڑک سو رہے، حجاج کے دلوں پر بہت خوف تھا، کھانا کھا کر فضل سے کہیں پانی نہیں ملا، البتہ راستہ میں ہر جگہ پوئیس کے حفاظتی دستے مقرر ہیں، جو گھرائی کر رہے ہیں، منان سکھ سے ۲۰۰ میل جانب جنوب مشرق ہے اور ملتان سے مدینہ منورہ کا قاصد اس راستہ سے ۲۲۲ میل ہے، ملتان میں اگر معلوم ہوا کہ سیلاب کا خطرہ بڑھ رہا ہے، منان سے دست بردار قاصد پر کوئی عظیم الشان بند ہے، بند کیا ہے ایک قلعہ ہے اس کی حفاظت کے لیے تمام پوئیس فوج اور شہر کی تمام بسیں مقرر ہیں سیمنٹ ریت کی بھریاں پتھر اس بند پر ڈال رہے ہیں، شہر کے اس پاس کے گاؤں خالی کرانے جا رہے ہیں، صرف لاہور کا راستہ براہ ٹوہراں دینا پور کھلا ہے، باقی ہر طرف سے راستے بند ہو چکے ہیں، ریلیں بند ہیں، بہت پریشانی ہے، ہمارے قافلہ کی تین بسیں علاحدہ علاحدہ میں لاہور کے حجاج تھے، وہ ملتان سے براستہ مظفر گڑھ جھنگ روانہ ہو گئیں ماورہم لوگ ادھر لاہور چل دیئے، گو یا ملتان سے ہمارے قافلہ کے دو حصے ہو گئے ہیں، تین بسیں لاہور کو گئیں باقی لاہور کو صبح کو منار فجر جماعت سے ادا کی اور چائے پی کر پونے سات بجے وہاڑی سے چل دیئے، راستہ میں بہت سی بستیاں ہیں، جیسے پورے والا عارف والا، عارف والا سے ۲۰ میل سفر کر کے ۹ بجے ننگمری پہنچے، ننگمری ملتان سے اس راستہ سے ۳۰ میل ہے، اگر ہم خانہ نوال کے راستہ سے آتے تو قافلہ کچھ کم ہوتا، پونے دس بجے اداکڑہ اور ساڑھے دس بجے رینار خور پہنچے۔ عمارت مقامات پر قیام نہیں کیا، صرف گذر گئے، راستہ میں رب تعالیٰ کے فضل و کرم

سے پانی نہیں، خشک راستہ تھا، البتہ بھائی پھیر دے پاس کچھ پانی تھا اور سڑک پر بھی پانی تھا، جسے آسانی سے عبور کر لیا، ۱۲ بجے دوپہر کو ہمارا قافلہ ہو رہا تھا، اسٹیشن کے پاس امریس روڑ پر قیام ہوا، اس جگہ مسلمانوں کا بڑا ہجوم تھا، شہر کے لوگ اور حجاج کے اہل قرابت و اولیائی، گجرات، جلال پور وغیرہ دیگر مقامات کے آئے ہوئے تھے، یہ لوگ قافلہ کے انتظار میں کئی روز پہلے سے لاہور آگئے تھے، ہار پھولوں کے ڈھیر تھے، یہاں آتے ہی اعلان ہوا کہ کھانا تیار ہے، حجاج کھائیں، الحاج بابونورا حمد صاحب کی طرف سے کھانے کا انتظام تھا، بہترین بریانی حجاج کو کھلائی، حاجی نور احمد صاحب ہمارے قافلہ میں حج کو گئے تھے، مگر مدینہ منورہ میں ہم سے جدا ہو کر کئی جہاز سے واپس آئے، ہم سے بہت پہلے لاہور پہنچ چکے تھے، یہ کھانا انہوں نے ہی دیا، کھانا کھا کر ہم حضرت قبلہ مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب دام ظلہم کے دولت خانہ پر ملاقات کے لیے گئے، حضرت معراج بہت ہی کرم سے پیش آئے، وہاں ہی نماز ظہر پڑھی، غسل کیا، پھر نماز عصر ادا کی، حضرت مولانا ابوالبرکات دام ظلہم کے دولت کدہ پر حضرت مولانا امین الدین صاحب بلا یونہی سے ملاقات ہو گئی، آپ کا موکی سے تشریف لائے ہوئے تھے، بہت خوشی حاصل ہوئی، عصر کی نماز پڑھ کر ہم حضرت الحاج ابوالبرکات زید محمد ہم کے ہمراہ حضرت خواجہ دہانہ گنج بخش علی بھویری قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر حاضری دی وہاں فاتحہ پڑھی، نماز مغرب کے قریب حضرت الحاج میاں محمد صاحب اور مولوی الحاج غلام رسول صاحب سجادہ نشینان دانا صاحب سے ملاقات ہوئی، بہت ہی کرم سے پیش آئے، نماز مغرب تیار تھی، مجھے اصرار سے حکم دیا گیا کہ نماز تم پڑھاؤ، آج جمعرات تھی، اور بار شریف میں زائرین کا بڑا ہجوم تھا، قریباً دس صفیں نمازیوں کی تھیں، زائرین سے بازار بھرا ہوا تھا، نماز کے بعد تمام حاضرین نے بڑی محبت سے معاف کیا گلے ملے، ان حضرات کی محبت یاد رہے گی، نماز عشاء یہاں ہی پڑھی، نماز کے بعد میوہ ہسپتال گئے، وہاں عزیز محمد اشرف ولد حاجی فضل الہی حرم کو دیکھا، وہ بیمار ہیں، اور میوہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں، کرب تعالیٰ شفاء بخشنے، میوہ ہسپتال سے سیدھے اپنے کیپ میں آگئے، سونہ بزرگانی حلہ می حافظ

رحمت اللہ علیہ گجرات سے آئے ہوئے تھے، وہ بھی داتا صاحب کے ہر بار میں سے معلوم ہوا کہ دوپہر کے آئے ہوئے ہیں، اور ریڈیو سے قافلہ کی آمد کی اطلاع سن کر ہم سے ملنے بلکہ لینے آئے ہیں، لاہور ملتان سے راستہ پر ۲۴ میل ہے، اور کاہرہ صمدیہ منورہ سے اس راستہ پر ۳۶۸۲ میل ہے،

۱۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء صفر المنظر ۱۳۷۴ھ یوم جمعہ

آج رات ہم نے لاہور سیشن ریسٹ ہاؤس میں آرام کیا پونے چار بجے بیدار ہوئے، بعض حجاج نے نماز تہجد ادا کی، صبح ہونے پر نماز فجر باجماعت کیمپ میں ہی ادا کی، بعض نماز حجاج کو روانگی کی بہت جلدی تھی، لیکن کچھ نے روانگی میں کچھ توقف کیا سات بجے صبح کولاہور سے قافلہ روانہ ہوا، درمیان میں جہاں سے قافلہ گزرتا تھا، لوگ دو روپے بستر کھڑے ہو کر نعرہ بجز نعرہ رسالت، مبارک مبارک کے شور سے فضا میں گونج پیدا کرتے تھے، گوجرانوالہ بجے قافلہ پہنچا، وہاں بہت خلقت ہتھیوں لینے ہوئے موجود تھی، پندرہ منٹ قافلہ نے گوجرانوالہ میں نیا کیا، جو حاجی وہاں اترنے والے تھے، وہاں ہی اتر گئے، سو اتنے بجے قافلہ، گوجرانوالہ سے روانہ ہوا، کچھ دیر وزیر آباد میں قیام کر کے دس بج کر بیس منٹ پر قافلہ گجرات پہنچا، گجرات کے لوگ پہلے سے ہی رنگ برنگے، ہار بھول لئے ہوئے لب لٹک چٹم براہ کھڑے تھے، تمام بیس سیدھی راواپنڈی چلی گئیں، کیونکہ ان میں گجرات کے حجاج نہ تھے، صرف بس نمبر اور ۱ اور ۲ اور ایک دو اور بیس یہاں روکیں، جو ہم نے حجاج کی بسوں کو گھیر لیا مٹنے لانے میں بہت وقت صرف ہوا پھر سامان اتارا گیا، برتنو دار مسجد میاں سلمہ اپنا مٹا لے لے پہلے ہی سے کھڑے تھے، ان کے ساتھ میں بیٹھ کر لپٹا اٹھنے بخیریت منم گھر پہنچے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نَالِہٖ ۔ محترم دوستوں کا ساتھ بندھ گیا، ہر ایک دعا کا ساتھ سب سے پہلے محلہ کی مسجد میں نفل شکر ادا کئے، پھر گھر میں داخل ہوئے، جمعہ کی نماز کا وقت قریب تھا، غسل کیا، لباس تبدیل کیا، اور جامع مسجد چوک پاکستان میں پہنچے، آج نمازیوں کا جو ہم بہت زیادہ تھا تمام لوگ حالات سفر سننے کے لئے

تشریف لائے تھے، اس علاقہ میں پہلے ہی مشہور ہو چکا تھا کہ اس سفر میں مشکلات  
 درپیش آئیں مگر ہم نے عرض کیا کہ دیدارِ مشکلوں کا سمندر طے کر کے ہی نصیب ہوتا ہے،  
 وَاحْتَمَدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَحَسْبُ اللَّهُ تَعَالَى جَبْرُ خَلْقِهِ سَيِّدَانَا مُحَمَّدٌ وَآلِهِ وَصَحْبُهُ  
 أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِهِ وَهُوَ أَحْكَمُ الرَّحْمِيِّينَ ۵ ہمارا سفر ۲ جون ۱۹۵۲ء کو شروع ہوا اور آٹھ  
 اکتوبر ۱۹۵۲ء کو ختم ہوا، کل سو آٹھ دنوں میں سفر ہوا اور گجرات سے گجرات تک تو ہزاروں میل سفر  
 ہوا، مدینہ منورہ گجرات سے اس راستہ سے ۳۷۵ میل جنوب شمال مغرب ہے،  
 تمام اس سفر میں ہم نے دو چیزیں عجیب دیکھیں، ایک بکرہ دروازہ سفر یہاں گجرات سے مدینہ منورہ  
 تک ایک اونچ زین کسی غیر مسلم کی ذاتی، تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی ہیں، پاکستان کے بعد  
 ایران پھر عراق پھر کویت پھر نجد پھر حجاز، یہ تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی ہیں، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ  
 رَبِّ الْعَالَمِينَ کہتے ہیں دوسرے یہ کہ ان تمام اسلامی ممالک میں بندہ سیکھ آباد ہیں، خوب  
 کاروبار کرتے ہیں، چنانچہ مشہد مقدس میں سب سے بڑی فرم رام جی مول چندی ہے، گوالی پور مسلمانوں  
 کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ہم اپنے دیس میں یا راستہ میں ملک میں بڑی برابری و عافیت، آزادی  
 سے زندگی بسر کر رہے ہیں، مگر افسوس ہے کہ بھارت کے مسلمان بالکل غیر محفوظ ہیں، ہر  
 سال بلکہ ہر روز خالی نہیں جاتا کہ جب کسی دہائی سے مسلمانوں کا بیدار یعنی قتل ہوتا ہو بھارت  
 کو عبرت چاہیے۔

احمد یار خاں خطیب جامعہ مسجد غوثیہ

گجرات پاکستان

۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ جمعہ



## ( حج و عمرہ )

حج دو ہیں، ایک بظاہر جسے حج کہتے ہیں اور ایک چھوٹا حج، جسے عمرہ کہتے ہیں، حج و عمرہ میں فرق یہ ہے کہ حج صرف بقرعید کے ہینے میں ہو سکتا ہے اور وہ بھی خاص تاریخوں میں، اور عمرہ جب چاہو تب کر لو، نیز حج میں دو رکعتیں یعنی طواف زیارت اور عرفات میں ٹھہرنا، اور عمرہ کا صرف ایک گن ہے، یعنی طواف، حج تین قسم کا ہے، قرآن افراد، تمتع، حج و عمرہ ملا کے کرنا، اس طرح کہ دونوں کا احرام بیک وقت باندھا جائے قرآن کہلاتا ہے اور صرف حج کرنا افراد ہے، اور حج و عمرہ علیہ عمدہ احراموں سے کرنا تمتع ہے، سب سے افضل قرآن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کیا تھا، پھر تمتع کہ اس میں دو عبادتیں ک جاتی ہیں، پھر افراد، جن مسلمان بھائی کو عذیر نعمت نصیب کرے وہ قرآن ہی کرے کہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے، مگر چونکہ عام طور پر تمتع ہی کیا جاتا ہے، اس لیے ہم تمتع ہی کا طریقہ عرض کرتے ہیں، بغور مطالعہ فرمائیں اور اس کے مطابق حج کریں، اور جگہ گناہ گار کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں،

## ( حج کرنے کا طریقہ )

حج میں تین فرض ہیں، ایک شرط یعنی احرام اور دو رکعتیں یعنی طواف زیارت اور عرفات میں ٹھہرنا جسے وقوف کہتے ہیں، طریقہ حج کرنے کا یہ ہے، کہ مسند میں کامران سے نکلنے کے بعد ایک مقام آتا ہے علم پر ایک پہاڑی ہے، اس کے علاقے میں ہے، یہ ہم پاکستانی و ہندوستانی حاجیوں کا میقات ہے، جہاں حاجی کو احرام باندھنا فرض ہے، جب جہاز اس پہاڑ کے مقابل گزرتا ہے، تو سیٹی دیتا ہے۔ اس وقت تمام حجاج احرام باندھتے ہیں۔ مگر بعض لوگ کامران سے نکل کر ہی احرام باندھ بیٹے ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ اولاً بطریق سنت نسل کرے۔ پھر بغیر سلعے دو کپڑے پہنے، ایک تہبند اور ایک چادر اس طرح کہ سر و منہ کھلا رہے۔ جوتا ایسا پہنے جس سے قدم کے نیچ کی ہڈی کھلی رہے

یعنی ایسا لوٹ نہ پھرنے جس میں یہ بڑی ڈھک جاتی ہو، خوشبو ملے، سر نہ لگائے، ہواڑھی اور بالوں میں لنگھا کرے، دو رکعت نماز نفل ادا کرے، جس کی نیت یہ ہے، نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز نفل نماز احرام واسطے، اللہ کے امنہ طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر، بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ بعد قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سورتیں پڑھی ہیں، اور اگر یہ یاد نہ ہوں تو جو سورہ چاہے پڑھے، مگر خیال رکھے کہ مکروہ اوقات میں نفل نہ پڑھے یعنی فجر کے بعد سے آفتاب بلند نہ ہو تک، عصر کے بعد سے مغرب پڑھنے تک، اور بیچ دوپہر کی میں، جب نفل پڑھے چکے دو عمامے لگائے،

اللَّهُمَّ إِنِّي أَرِيدُ النِّعْمَةَ فَيَسِّرْهَا  
إِلٰہی میں عمرہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں مجھے  
رُحْمًا وَقَبَّأَهَا مَتًى  
آسان فرما، اور قبول کر،

پھر اس کے بعد تلبیہ یہ ہے،

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ  
لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْكُفْرَ وَالشِّرْكَ  
لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ  
إِلٰہی میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، نیز اکوئی شریک  
نہیں، میں حاضر ہوں تیری ہی تعریف ہے تیری ہی  
نعمت تیرا ہی ملک ہے، نیز اکوئی ساجھی نہیں،

یہ تلبیہ کہتے ہی عمر کے احرام بند گیا، آج تمام پابندیاں اس پر لازم ہو گئیں جو محرم پر ہوتی ہیں، یعنی سر یا منہ نہیں ڈھک سکتا، سلاخی نہیں پہن سکتا، بیوی سے صحبت نہ کر سکتا، شکار نہیں کر سکتا، ستنے کھٹھل اور جوں نہیں مار سکتا، آب وقتاً فوقتاً بلند آواز سے تلبیہ کہتا رہتے، خصوصاً صبح کے وقت، سو کر اٹھتے وقت بندی پر چڑھتے یعنی اس وقت اترتے وقت، اقامتوں سے ملنے وقت من زوں کے بعد، سواری سے اترتے اور چڑھتے وقت، ان کے علاوہ اوقات میں بھی، جب کہ معظّم پہنچے تو بہتر یہ ہے کہ تلبیہ صلیٰ یعنی گداع سے داخل ہو (یہ کہہ کر کہ ایک راستہ ہے، اور اگر ہو سکے غسل کرے، کہ معظّم پہنچ کر اپنے سامان وظیہ کا انتظام کر کے جہاں تک ہو سکے جلد

مسجد حرام شریف میں تلبیہ کہتا ہوا داخل ہو گا اگر بن پڑے تو بابت نبی شہید سے داخل ہو گا ہیں  
 سچی ہوں، پھر پر نفوس کے آثار ہوں، دل غفلت سے کانپ رہا ہو، پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھے لہجے  
 بِسْمِ اللّٰهِ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّىٰ  
 وَالسَّلَامُ عَلَىٰ رَسُولِ اللّٰهِ الْهَمَّ  
 أَفْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ  
 وَأَدْخِلْنِي فِيهَا

جب کعبہ معظمہ پر پہلی نظر پڑے تو دعائیں مانگے، یہ وقت بہت قبولیت کا ہے، اس وقت  
 دعامیں غفلت نہ کرے، اگر یہ موقع بار بار نہیں آتا، پھر کعبے معظمہ کی طرف بٹے، سب سے  
 پہلے سنگِ اسود پر آئے، اس کی طرف منکر کے اور نماز کی طرح دو نوں ہاتھ اٹھا کر کعبے اللہ اکبر  
 اور پھر سنگِ اسود کو چومے، اگر جیبہ کی وجہ سے نب و ہاں نہ پہن سکیں، تو ہاتھ یا پھڑکی  
 سنگِ اسود سے لگا کر تے و سردے لے، اگر یہ بھی ناممکن ہو، بوجہ زیادہ ہو تو سنگِ اسود کی  
 کی طرف دو تسمیہ بیان کر کے انہیں بی پرہیز اور اس وقت یہ دعا پڑھے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 اَللّٰهُمَّ اَعْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَطَهِّرْ  
 لِي قَلْبِي نَسْءِحْ لِي صَدْرِي وَبَسِّرْ لِي  
 اَمْرِي وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ  
 شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو وہ بیان  
 رحمت والا ہے، اللہ ہی مہرے گناہ بخش دے  
 میرے دل کو پاک کر دے، میرے سینہ کھول  
 دے، میرا سام آسان کر دے مجھے امن و  
 عافیت دے ان کی جماعت میں جنہیں تو  
 نے عافیت دی

خیال رہے کہ اس وقت مسجد شریف میں اضطباع کئے ہوئے داخل ہو۔ اضطباع یہ ہے  
 جو کہ احرام کی چادر اوڑھے ہوئے ہے اسے بائیں کندھے پر ڈالے اور بائیں بغل سے نکال لے  
 اس طرح کہ بائیں کندھا ڈھکا رہے اور دایاں کندھا کھلا۔ پھر طواف میں مشغول ہو جائے اس طرح  
 کہ سنگِ اسود سے کیسے کے ارد گرد چکر شروع کرے اور سنگِ اسود پر ہی ختم کرے۔ یہ ایک  
 چکر ہوا۔ ایسے سات چکر کرے۔ ہر مرتبہ سنگِ اسود اور دو گن میمانی کو چومنا جائے اس

طواف میں پہلے تین پجروں میں رمل کرے، اور آخر تین پجروں میں معمولی رفتار پر چلے، رمل یہ ہے کہ سینہ نکال کر کندھے پر ہاتھ رکھ کر گھومنا ہوا چلے، خبیال رہے کہ جس طواف کے بعد سعی ہے، اس میں اضطباع اور رمل دونوں ہیں، (عالمگیری) طواف کا فارغ ہو کر متقا، ابراہیم پر آئے اور وہاں دو رکعت نفل طواف کی پڑھے، پہلی میں یا لھما لھما فوحن دوسری میں قل ھو اللہ اھلاً، اگر وہاں جگہ نہ ملے تو مسجد شریف میں جہاں چاہے پڑھے، بعد میں کوئی دعا مانگے، پھر چاہے زمرہ پر چائے نہ زمرہ پینے، ہو سکے تو کچھ پی بھیٹے اپنے سینے پر بھی دے، اور اس وقت یہ دعا مانگے،

اللھم ائی ائسما لک ردقاً

اللھم ائی ائسما لک ردقاً

الہی میں تجھ سے وسیع رزق نافع

کاسیعاً وعلماً نافعاً وشفاعاً

علم ہر پیرا کی سے شفا مانگا

کاسیعاً وعلماً نافعاً وشفاعاً

ہوں،

من کل داع

پھر سنگ اسود پر آئے، اُسے بوس دے، ہوں سکے تو مختصر سے چلے، مختصر دو بار کعبہ کا وہ حصہ ہے جو سنگ اسود اور روضہ کعبہ کے درمیان ہے، پھر صفارہ مدنی کے نیلے نکل جائے، بہتیرے درباب السفا سے نکلے، سفلیا ہاڑت میں چار سیڑھیوں پر چڑھ کر کعبہ کو منہ کر کے دعائیں مانگے، حمد الہی کرے، حضور پرورد شریف پڑھے، پھر نیچا ترے اور مردے کی طرف آجستہ چلے، جب ہرے ستوں کے مقابل پہنچے تو دوڑ لگاتے یہاں تک کہ دوسرا ہرے ستوں آجاتے، یہ دونوں ستوں مسجد حرام شریف کی دیوار میں نصب ہیں دوسرے ستوں پر پہنچ کر پھر آہستہ چلے یہاں تک کہ مردہ پہاڑ پر پہنچ جائے، وہاں بھی چند ہی سیڑھیوں پر چڑھ کر کعبہ کو منہ کر کے حمد و صلوة پڑھے اور دعائیں مانگے، یہ سعی کا ایک پھر ہوا، ایسے سات پھر کرے اور ہر پھر میں دونوں ستوں کے درمیان دوڑ لگاتا رہے اور باقی راستہ آہستہ طے کرے، صفحہ سے شروع کرے مردے پر ختم کرے، اس پھر کا نام سعی ہے، یہ عمرہ ہو گیا، اس کے بعد احرام کھول دے، اس طرح کہ ہر منڈائے اور سہلے کپڑے پہن لے اور مکر مکر میں رہے، خدا توفیق دے تو دو تواتراً طواف کعبہ کرنا رہے ہر طواف کے بعد دو نفل نماز طواف کے ضرور پڑھا کرے مگر یہ نفل اوقات مکروہ میں نہ پڑھے، اگر کبھی عصر کے بعد طوافوں کا اتفاق ہو تو ان تمام کی نفلیں بعد مغرب پڑھے، بہ نسبت یہ ہے کہ ہر طواف کے نفل اس کے ساتھ ہی پڑھے لیئے جائیں، بلا ضرورت چھ طوافوں کے نفل



اکٹھ رخصتا مناسب نہیں، (قتادوی عالمگیری) پھر ساتویں بقرہ عید کو مسجد حرم شریف سے یا کو معطر  
 میں جہاں ٹھہرا ہوا ہو، وہاں سے ہی حج کا احرام باندھے، غسل کرے، بغیر سہلہ کپڑے پہنے علمے،  
 واڑھی اور سر میں کنگھا کرے، احرام کے دو نفل پڑھے اور نفل میں یہ کلمات لے  
 اللَّهُمَّ اِنِّى اَبْدَا بِحَجِّ قَبَسْتَا ۝ اہی میں حج کرنا چاہتا ہوں، تو اے مجھ پر اسرار  
 ربنی و تقبیلہ مہتی | کر، اور قبول فرمے

پھر بتلیہ کہے، لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ۱ لَحْ، آج حرم شریف میں امام حج کا خطبہ  
 دے گا، جس میں حج کے احکام بتائے گا، ہو سکے تو وہ خطبہ ضرور سن لے، حج میں کل تین خطبے ہوتے  
 ہیں، ساتویں بقرہ عید کو حرم شریف میں، نویں کو عرفات میں لگایا رہیوں کو منے میں، ساتویں اور گیارہویں  
 کا خطبہ زوال کے بعد ہی گھر نماز ظہر سے پہلے، پھر آج ہی دن یا رات میں طواف تہودم کرے، جو  
 حج کا پہلا طواف ہے، کہ اضطباع اور رمل کے ساتھ کہنے کا طواف کرے، پھر صفارہ کی سعی  
 جیسا کہ عمرے میں کیا تھا، پھر آٹھ تاریخ کو آفتاب نکلنے کے بعد منے کو روانہ ہو جاتے،  
 تیلیہ کہتا رہے، منے پہنچ کر پانچ نمازیں وہاں ادا کرے، نویں تاریخ کی فجر منے میں پڑھ کر  
 عرفات کو روانہ ہو جائے، عرفات میں جہاں بگولے ٹھہر جائے، کوشش کرے کہ جبل رحمت  
 کے پاس ٹھہرے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہیں ٹھہرے تھے، راستوں میں قیام ذکرے، کہ اس  
 میں گزرنے والوں کو تکلیف ہوگی، خیال رہے کہ عرفات کے راستے میں مزدلفہ بھی ملتا ہے، مگر اتنے  
 ہونے وہاں قیام ذکرے، بلکہ سیدھا عرفات پہنچ جائے، اگر ہو سکے تو بعد زوال غسل کر  
 لے، اگر خدا نصیب کرے اور مسجد نمزہ میں جماعت کے ساتھ نماز ظہر میسر ہو جائے تو سبحان اللہ  
 وہاں آج ایک ہی وقت میں ایک اذان اور دو تخیروں سے ظہر دو نون نمازیں ادا ہوں گی،  
 اگر جماعت میسر ہو تو یہ بھی دو نمازیں جمع کرے، اگر اپنے ڈیرے پر ہی پڑھے، خواہ اکیلے خواہ اپنی  
 جماعت کر کے تو یہ دونوں جمع نہیں کر سکتا، بلکہ ظہر اپنے وقت میں پڑھے گا عصر اپنے وقت میں  
 بعد نماز مسجد سے لوٹ آئے، ماگر ہو سکے تو جبل رحمت کے پاس کھڑے ہو کر درنا اپنے  
 ڈیرے سے ہی میں تسبیح، تحمیر درود شریف دعائیں، ذکر اللہ کرتا رہے، آج کل دعاؤں، مینا تیسرا  
 اور چوتھا کلمہ زیادہ پڑھے، غروب آفتاب تک عرفات میں یہی ٹھہرا رہے، آفتاب ڈوبنے

کے بعد بغیر مغرب پڑھے ہوئے واپس منے کی طرف کوٹھے، راستہ میں مزدلفہ میں ٹھہر جائے۔ یہ سفر نہایت آہستگی سے ہو، تاکہ کسی کو چوٹ نہ لگے، مزدلفے پہنچ کر عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھے، خواہ جماعت سے پڑھے یا اکیلے، بہر حال جمع کرے، ان نمازوں کی جماعت امام ایک اذان اور تکبیر سے کرائے گا، مزدلفے سے ہی جمروں کی رمی کرنے کے لئے کنکر چٹے جو چھنے کے برابر ہوں، کم از کم انچاس نکلے، جن سے منیٰ میں جمروں کی رمی کرے گا، پھر سو جائے، بہتر یہ ہے کہ آج رات فوائد تلاموت اور دیگر افکار میں گزارے اور دعائیں مانگتا رہے، کوشش کرے کہ قیام قرع پہاڑ کے پاس ہو جب آفتاب نکلنے کے قریب ہو تو مزدلفے سے منیٰ کو روانہ ہو جائے منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے جمرہ عقبہ پر پہنچے جسے آج کل بڑا شیطان کہتے ہیں، اور اس جمرے کو سات نکلے اس طرح اسے کہیں وادی میں کھرا ہوا ایک ایک کر کے نکلے بھینکے، اور ہر نکلے پر اللہ اکبر کہتا جائے، یہ رمی زوال سے پہلے کرتے، رمی کے بعد یہاں بالکل نہ ٹھہرے، بلکہ حج کے کاموں میں مشغول ہو جائے، اکیس پہلے قربانی کرے پھر سہ منڈاٹے پھر مکہ معظمہ روانہ ہو جائے، اور کعبہ معظمہ کا طواف کرے اسے طواف زیارت کہتے ہیں، یہ طواف حج میں فرض ہے، اس کا وقت بارہویں بقرعید کی شام تک، مگر بہتر یہ ہے کہ آج دسویں ہی کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت دسویں تاریخ کو ہی کیا تھا، یہ ترتیب یاد رکھو کہ آج کے دن میں پہلے جمرہ عقبہ کی رمی ہے پھر قربانی پھر سہ منڈاٹے ناخن کٹوانے کے پھر طواف زیارت حجاج کو بقرعید کی نماز نہیں، پھر منیٰ کو لوٹ آئے، اس طواف میں رمل اضطباع اور اس کے بعد سعی نہیں کرے سب کام طواف قدوم میں کر چکا، بارہ تاریخ تک منے میں ہی قیام کرے، گیا ہوں تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمروں کو جنہیں آج کل تین شیطان کہا جاتا ہے سات سات نکلے اسے، اس طرح کہ پہلے جمرہ اولے کو پھر جمرہ وسطے کو پھر جمرہ عقبہ کو پہلے دو جمروں کی رمی کر کے دونوں مقامات پر دیر تک ٹھہرے، اور دعائیں مانگے، مگر جمرہ عقبہ کی رمی کر کے بعد وہاں ٹھہرے، اور دعائیں مانگے گا، بلکہ فارغ ہوتے ہی اپنے ڈیرے پر آ جائے، پھر بارہویں تاریخ کو بھی بعد زوال انھیں تینوں جمروں کی اسی ترتیب سے رمی کرے اور آج بارہویں کو رات سے پہلے پہلے مکہ معظمہ واپس آ جائے، اگر تیرہویں شب بھی منے میں

گذاری تو اب تیرہویں تاریخ کو بھی تینوں جمروں کی رمی کر کے مکہ معظمہ جائے گا، خوب خیال رکھو کہ دسویں بقرہ عید کی رمی زوال سے پہلے ہے، اور گیارہویں اور بارہویں کی رمی زوال کے بعد، خیر دار خیر اور دونوں رمی زوال سے پہلے ہرگز ہرگز نہ کرنا، بہت بے خبر لوگ بارہویں کی رمی زوال سے پہلے ہی کر کے مکہ معظمہ بھاگ جاتے ہیں، محض آسانی کے لیے جلدی کرتے ہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا، حج عمر میں ایک دو بار ہی نصیب ہوتا ہے، کوشش کرو کہ سارے فرائض واجبات، سنتیں، مستحبات ادا کرو، لیجئے ارکان حج پورے ہو گئے، اب جب تک مکہ مکر میں رہو، طواف کرتے رہو، کربلا اللہ کی بڑی نعمت ہے، ہو سکے تو اپنے ماں باپ اور اپنے عزیزوں کی طرف سے بھی طواف کرو، بعض حضرات مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران میں، عمرے کرنے رہتے ہیں یہ بہت بہتر ہے، ان عمروں کا طریقہ یہ ہے کہ حد و حرم سے باہر جاؤ، بہتر یہ ہے کہ مقام تنعیم میں جاؤ، وہاں مسجد عائشہ سے احرام باندھو، کیونکہ امام المؤمنین، حضرت عائشہ صدیقہ نے عمرہ تضاویں یہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کیا تھا، پھر مکہ معظمہ اگر خاندان کعبہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کی سعی کرو پھر سر منڈا لو، اگر دن میں کئی عمرے کیے یا روزانہ ایک عمرہ کیا، تب بھی ہر عمرے کے بعد مسترا سر پر پھرانا ہی پڑے گا، اگر چہ سر پر مال نہ ہوں :-

## عورتوں کے مسائل حج

عورتیں مردوں کی طرح حج و عمرے کے تمام ارکان ادا کریں گی مگر چند چیزوں میں فرق ہوگا، عدا اگر احرام کے وقت عورت نماز کے قابل نہیں، تو وہ احرام کے نفل نہ پڑھے، بلکہ بغیر نفل پڑھے غسل کر کے احرام باندھ لے عورت بحالت احرام بغیر سہلے کپڑے نہ پہنے گی بلکہ اسی طرح کرتے، پاجامہ، دوپٹا پہنے رہے گی، عدا عورت کو احرام میں سر کھولنا ضروری نہیں، صرف چہرے پر کپڑا آنے دے، بوقت ضرورت پٹیکھے وغیرہ سے منہ ٹوٹھک کر پردہ کرے، عدا عورت بلند آواز سے تمبیہ نہ کہے بلکہ آہستہ کہے عدا عورت طواف میں داخلہ کرے گی دراصل، بلکہ معمولی

رفتار سے سارے کپڑے پہنے ہوئے طواف کرے، عورت صفحہ اوہ کی سعی میں دوڑنے  
 گی نہیں بلکہ سارا راستہ ہمستہ طے کرے گی، عت اگر مکہ معظمہ میں داخلے کے وقت  
 عورت نماز کے قابل نہ ہو تو وہ نہ مسجد حرم شریف میں آسکتی ہے نہ طواف کر سکتی ہے،  
 نہ صفحہ اوہ کی سعی کر سکتی ہے بلکہ بعض صورتوں میں اس پر طواف تقدم معاف ہو جاتا ہے، بلکہ  
 اگر عمرے کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ پہنچی اور حج تک نماز کے قابل نہ ہوئی تو عمرہ چھوڑ دے، اور  
 حج کرے، پھر بعد حج عمرے کی قضاء کرے، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہی  
 واقعہ پیش آیا تھا، ان سرکار کی ریاست تاقیامت ان کی تمام نونہالیوں کے لیے مشعل راہ  
 ہے، رضی اللہ عنہا خدا انھیں جزائے خیر دے کہ ان کی برکت سے تمام عورتوں کی اڑی مشکل  
 حل ہو گئی، عت اگر طواف زیارت کے زمانے میں عورت نماز کے قابل نہ ہو تو طواف  
 زیارت مؤخر کرے، جب خدا سے پاکی نصیب کرے، تب طواف زیارت کرے،  
 عت اور اگر عورت طواف زیارت کر چکی تھی کہ نماز کے قابل نہ رہی اور مکہ معظمہ سے روانگی  
 ہو گئی تو اس پر طواف وداع معاف ہے، ہنر ضکہ سوا طواف زیارت کے ایسی عورت پر  
 طواف تقدم اور طواف وداع معاف ہو سکتے ہیں، عت عورت احرام سے فراغت پر  
 سر نہ منڈائے، بلکہ ایک پورا پورا بالوں کی نوکین کاٹ دے،

## حج بدل

بعض نادان لوگ مکہ معظمہ پہنچ کر اپنے باپ داداؤں کی طرف سے حج بدل اس طرح  
 کاتے ہیں، کہ کسی کو دس پانچ روپے اور احرام کا پلاؤ دے دیا، اس نے ان کی طرف سے حج  
 بدل کر دیا، اور سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں کا حج ادا ہو گیا، یہ بالکل غلط ہے، اگر یہ ممکن ہو تا تو ہر سال  
 لاکھوں حجاج کو وہاں جانے کی ضرورت کیا تھی، بلکہ پورے ملک سے ایک آدمی جایا کرتا، اور  
 سب کی طرف سے پانچ پانچ دس دس روپے میں حج گراتا، بلکہ اس کی بھی ضرورت نہ تھی، ہنی  
 حج دس یا پانچ روپے کے حساب سے، روپیہ یہاں سے ہی سنی آرڈر کر دیا جاتا، دو سو روپے  
 حج بدل یہ شرط ہے کہ اپنے وطن سے کسی آدمی کو ساغف سے جھاڑ یا بیجھو اور اس

جانے آنے اور خورد و نوش وغیرہ کا سارا خرچ دو، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف اور صحابہ کرام کے زمانہ شریفین میں اس قسم کا حج بدل کبھی نہ کرایا گیا، ہاں اس طرح حج بدل کرانے میں نیت اور ان کے طواف وغیرہ کا ثواب مل ہی جائے گا، محکم ان کو یہ حج کافی نہ ہوگا، جن کی طرف سے حج کرایا گیا :-

**نوٹ ضروری**۔ مکہ مکرمہ کے زمانہ تہبیم میں وہاں کی زیارتیں ضرور کرو، انشاء اللہ فقیر کا یہ سفر نامہ وہاں کی زیارات کے لیے بہترین رہبر ثابت ہوگا :-

**طواف وداع**۔ جب حاجی مکہ معظمہ سے روانہ ہو تو چیتے وقت کیے معظفہ کا آخری

طواف کرے، جسے طواف وداع کہتے ہیں، یہ طواف بھی دوسرے طوافوں کی طرح ہی ہوگا،

بیغیر زل اور بغیر اضطباع کے، طواف کے نفل پڑھ کر چہان زمزم پر جائے اگر ہو سکے تو خود

پانی بھرے، در نہ بھرنے والوں سے لے کر قبہ رد ہو کر کھڑے ہوتے تین سانسوں میں

پیشے اور خوب پیٹ بھر کے پیشے، اور ہر سانس میں کیے معظفہ کی طرف دیکھے، اگر ممکن

ہو تو اپنے سر پر تمام جسم پر زمزم بہائے، پھر بیت اللہ شریف کے پاس آئے، پوچھتے

شریف کو بوسہ دے، اگر خدا نصیب کرے تو بیت اللہ شریف میں داخل ہو، پھر سترہ سے

پیسے اور وہاں اس کے پتھروں سے اپنا چہرہ اور سینہ اور اپنے دونوں ہاتھ

دروازہ کعبہ کی طرف پھیلائے اور یہ دعا پڑھے،

السَّلَامُ بِبَابِكَ يَا سَيِّدَاكَ

مِنْ فَضْلِكَ وَمَعْفُو تَدَا

دِي حِوَا حَمَّتِكَ ۞

تیرے دروازے کا بھیکاری تجھ سے

تیری مہربانی تیری بخشش کی بھیک

مانگتا ہے اور تیری رحمت امیدوار ہے

اور کوشش کرے کہ رونا آجائے، اگر نہ آئے تو رونے کی شکل بنائے، اور تکبیر حمد درود

شریف، دعائیں پڑھے حاجتیں مانگے پھر سنگ اسود کو بوسہ دے، پھر اٹھے پاؤں ہاں

الوداع تک اس طرح چلے کہ کعبہ معظفہ کی طرف منہ ہوا اور حسرت بھری نگاہوں سے

سے دیکھتا ہو، اور اس کے فراق پر روتا ہو دو بارہ سحری کی دعائیں مانگتا ہو،

سننے آکر باب الوداع سے نکل جائے پھر سواری پر سوار ہو اور کوشش

کرے کہ مکہ منظر کے نیچے راستے سے نکلے جسے کدئی یا شینہ سفلی کہتے ہیں۔ :-

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقٍ دَوَّرَ عَوْشِيَهَ سَيْدَةَ نَاوَمَ لَانَا  
مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِيهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِهِ وَهُوَ أَحْسَنُ  
الترجمین۔

## صلوٰۃ و سلام

جیسے کہ مکہ مکرمہ میں سب سے بہتر محل طواف ہے کہ دوسری مسجدوں میں جاؤ  
تو تحیرہ المسجد نفل پڑھنا چاہئے، اور جو مسجد حرام شریف میں داخل ہو تو اسے طواف کرنا چاہئے  
بلکہ خود کعبے کو دیکھنا بھی عبادت ہے، ایسی ہی مدینہ منورہ میں بہترین عبادت مواجہ  
شریف میں حاضر ہو کر نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا، بلکہ روضہ شریف دیکھنا  
ہے، وہاں عربی میں سلام پڑھوایا جاتا ہے، جس کا ترجمہ ہمارے ہندوستانی و پاکستانی  
حجاج نہیں سمجھتے، انہیں سلام سے پورا لطف حاصل نہیں ہوتا، اس لئے اس فقیر گناہ گار نے  
ارادہ کیا کہ اس رسالے میں وہاں کا صلوٰۃ و سلام مع ترجمے کے لکھا جائے تاکہ حجاج و زائرین  
لطف اندوز ہوں اور سمجھیں کہ ہم گنہگار امتی اسی نبیوں کے پیچھا لگا رہے ہیں کیا عرض کر  
رہے ہیں، خیال رہے کہ وہاں کی حاضری بہت باادب چاہئے، بغلیں رکھو کہ حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم ہر شخص کو سلام فرما رہے ہیں، اور اس کا کلام سن سچھ رہے ہیں، بوقت سلام  
ریاض الجنۃ سے نکل پڑو کہ سب لو، محراب النبی کے پاس جو دروازہ ہے اس سے نکلو ہاتھ  
باندھے ہوئے، سر جھکاٹے ہوئے، جھکتے ہوئے، سست و شوق میں ڈوبے ہوئے  
آہستہ آہستہ قدم بڑھاؤ، جہاں مبارک کے سامنے ایسے کھڑے ہو، جیسے نمازی  
نماز میں کھڑا ہوتا ہے، بہت نرم آواز سے آنکھیں نیچی کئے ہوئے بن سلام پڑھو،  
پہلا سلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرو، پھر دایم ہاتھ قدرے ہٹ کر  
یا رفاہ مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کرو، پھر حضور اہٹ  
کر خلیفہ المسلمین، غازی اسلام حضرت فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام پیش کرو،

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام میں الصلوٰۃ والسلام علیک ہوگا، اور ان بزرگوں کے سلام میں صرف السلام علیک ہوگا، ان سب سلاموں میں کہنے کی طرف بیٹھ ہوگا، اور روضہ انوار اور قبروں شریفہ کی طرف منہ ہوگا،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَاَوْلٰٓئَاکَیْنِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِمْ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

## سلام

۱۔ آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے رسول  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے نبی  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے پیارے  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام ساری مخلوق انہی سے اچھے  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اللہ کے عرش کی تہ تیہ و زینت  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اللہ کے رزق بٹانے والے

اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا زَیْنَتَ عَرْشِ اللّٰهِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا قَاسِمَ رِزْقِ اللّٰهِ

## سلام دیگر

آپ پر صلوٰۃ و سلام اے انبیوں کے سردار  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو اے چنے ہوؤں کی پسند  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو اے سارے دنیوں کے امام  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام ہے سکا کلام کے جامع  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے افضلوں کی پشت پناہ  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے ناسفہ سوتی  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے چنے ہوئے لازم  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے حسین دلوں میں اور سہاروں کے  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے انھوں اور دلوں کے نور آپ پر  
 صلوٰۃ و سلام اے انکا پھیلا سب کچھ جاننے والے

اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ هُمْ یَا سَیِّدَ الْاَنْبِیَاءِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سُنْدَ الْاَضْفِیَاءِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْاَوْلِیَاءِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَوْجِعَ الْعُلَمَاءِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ الْفَضْلِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا دُرَّ اَللّٰهِ الْمَكْنُوْنِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَبَبَ اللّٰهِ الْخَوْضِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِلٰهَ الْقَلْبِ الْبَرِّ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِلٰهَ الْاَرَضِ وَالسَّمٰوٰتِ  
 اَلصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِلٰهَ مَا كَانَ عَمَّا یُكْفَرُ

آپ پر صلوٰۃ و سلام اے غمخیزوں کے سوا  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے سب آخری نبی  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے جہانوں پر اللہ کی رحمت  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے گناہ گاروں کے معذرت  
 والے

آپ پر صلوٰۃ و سلام اے غمخیزوں کے غم گسار  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے فقیروں، غریبوں، مسکینوں  
 کے محبت کرنے والے

آپ پر صلوٰۃ و سلام اے عاشقوں کے چین  
 و قرار

آپ پر صلوٰۃ و سلام اے شتا قوں دل کی مراد  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اہل گھر کی بے روشن چراغ  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے قرب الہی رکھنے والوں  
 کی نورانی شمع

آپ پر صلوٰۃ و سلام اے معرفت والوں کے  
 چمکتے سورج

آپ پر صلوٰۃ و سلام اے بیوگان، یتیموں، فقیروں  
 بے سہاروں کے سہارے

آپ پر صلوٰۃ و سلام اے سارے اچھوں نے اچھے  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے ہر پرائی سے پاک

آپ پر صلوٰۃ و سلام اے آنکھوں کی ٹھنڈک  
 آپ پر صلوٰۃ و سلام اے حسن و حسین  
 کے نانا

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ  
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ  
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَةً  
 لِلْعٰلَمِينَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ  
 يَا شَفِيْعَ الْمَذْنُبِيْنَ -

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الْغُرَبَاءِ  
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَيِّبَ الْفُقَرَاءِ  
 وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسٰكِيْنَ -

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَاحَتَ  
 الْعٰشِقِيْنَ -

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُرَادَ الْمَشٰكِيْ  
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَمَاجِ  
 السَّالِكِيْنَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا مَبِيْئَةَ  
 الْمَقْرُوْبِيْنَ -

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَشْرِقَ  
 الْعٰرِفِيْنَ

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَعَادِيْ الْاَزَلِ  
 وَالْاَبَدِ وَالْمَسٰكِيْنَ -

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَيْنَ الدِّيْنِ  
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْزِلًا مِنْ سَمٰوٰتِهَا

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قُرَّةَ الْعَيْنِ  
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدَّ الْحَسَنِ  
 وَالْحُسَيْنِ -



الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا  
وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ .

الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ  
الثَّقَلَيْنِ .

الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الْحُرَمَيْنِ  
الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ وَسَيِّدِنَا فِي  
الدَّارَيْنِ .

الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ ثَابِتِ الْيَمِينِ  
الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا حَبْرَ رَبِّ  
الْمُنشَرِقِينَ وَالْمُعْرَبِينَ .

الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْبَلَجِ  
الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمِعْرَاجِ  
الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَيْكَ يَا رَجَاهُ جَاهِ

يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ

أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّكَ

أَدْبَيْتَ الْأَمَانَةَ وَبَلَّغْتَ رِسَالَاتَهُ

وَنصحت الامم وحيات موت في سبيل

الله حتى انك انك البقيتين في امرك

الله تعالى عبدا لربنا اعننا ومن

سائر المسلمين يا رسول الله قال الله

تعالى وكونوا لهم اذ كلتموهم انفسهم

جاءم لك فاستغفروا لله

آپ پر صلوة و سلام اسے ہمارے اور دونوں  
جہان کے والی وارث

آپ پر صلوة و سلام اسے دونوں قبیلوں  
کے امام

آپ پر صلوة و سلام اسے دونوں حرموں کے نبی  
آپ پر صلوة و سلام اسے دو جگہ میں ہمارے  
وسیلے

آپ پر صلوة و سلام اسے قاب قوسین کے مالک  
آپ پر صلوة و سلام اسے پورب بچم کے رب  
کے پیارے

آپ پر صلوة و سلام اسے تاج والے

آپ پر صلوة و سلام اسے معراج والے

آپ پر صلوة و سلام اسے چمکتے چراغ

اسے اللہ کے رسول اسے اللہ کے پیارے میں

گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ

کے رسول ہیں آپ نے امانت ادا کر دی

اور پیغام الہی پہنچا دیا، اور آپ نے ساری امت

کی ہمت خیر خواہی فرمائی، اور آپ نے اللہ کی راہ

میں اپنی وفات شریف تک جہاد کئے، اللہ تعالیٰ

آپ سے رکھ کر کو ہماری اور سارے مسلمانوں کی

طرف سے جزا و خیر دے، اس لئے کہ رسول اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے، اگر یوگ جب کبھی اپنی جانوں پر

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُولَ وَلَوْ جِدَّوْا  
 اللَّهُ تَوَّابًا يَا حَبِيبَا فَجِئْتُ عَلَى  
 مَا يَكْفِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَامًّا وَ  
 مُجْرِمًا وَعَلَى نَفْسِي ظَالِمًا وَجِدَّةً  
 عَلَى بَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ مُسْتَعِزًّا  
 وَجِدَّةً عَلَى بَابِكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ  
 مُسْتَشْفِعًا يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ  
 مِنْ مَنَازِلٍ بَعِيدَةٍ وَوَقَّعْتُ  
 بَحْرًا وَبَرِيَّةً وَسَافَرْتُ سَفْرًا  
 طَوِيلًا جِئْتُ عَلَى عَتَبَةِ بَابِكَ  
 رَاجِيًا مَرْتَمِيًّا وَإِلَى رِيقِكَ  
 مُنَوِّسًا وَاسْتَفَعْتُكَ يَا أَيُّهَا  
 النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَالرُّؤُوفُ الرَّحِيمُ  
 أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 أَسْأَلُكَ مَرَاةَتِكَ فِي الْجَنَّةِ  
 يَا حَبِيبَ اللَّهِ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَ  
 سَلَامُهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ  
 وَأَصْحَابِكَ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ  
 الدِّينِ بِرَحْمَتِهِ وَهُوَ أَرْحَمُ  
 الرَّاحِمِينَ ۝

پر ظلم کریں تمہاری بارگاہ میں آجائیں ، پھر  
 اللہ سے معافی مانگیں اور رسول اللہ بھی ان  
 کے لیے معافی چاہیں تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان  
 پائیں ، اہل ہذا میں یا رسول اللہ آپ کے دروازے پر  
 گناہ اور خطا میں اور اپنے پر ظلم کر کے آیا ہوں اور  
 میں یا حبیب اللہ آپ کے دروازے پر تویہ کر  
 کے آیا ہوں اور میں آپ کے دروازے پر شفاعت  
 کی بھیجک مانگنے آیا ہوں ، میں یا رسول اللہ آپ کے  
 دروازے پر بہت دور سے منزل میں طے کرتا ہوا آیا  
 ہوں ، اور میں نے خشکی تری کے راستے طے کئے  
 اور میں آپ کے آستانہ عالیہ پر اس لگا کر التجا میں  
 کرتا ہوا حاضر ہوا ہوں اور آپ کو رب کی بارگاہ  
 میں وسیلہ بناتا ہوں ، اسے کرم والے نبی سے مہربان  
 رسول اللہ سے رحمت والے پیغمبر مہربان شفاعت  
 فرماؤ اسے اللہ کے رسول میں آپ سے شفاعت  
 کا سوالی ہوں ، اسے اللہ کے حبیب میں بہتست  
 میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں ، اور سلام ہوا آپ پر  
 اور آپ کے آل و اصحاب پر قیامت تک یہ  
 آستانہ آباد رہے اور ہم بھیجکاریوں کو بھیجک  
 مٹی رہے ،

تا قیامت میرے آفاک یہ سلطان رہے ، درگاہ والا سے جاری فیض و جان رہے

## عرضِ گدالوقت ووداع



تیسرے حج پر مدینہ منورہ سے رخصت کے وقت عرض کی گئی



الفراق اے رحمتِ عالمین  
الفراق اے خلق کے مشکل کشا  
الفراق اے بیٹھ دو جی خدا  
اے درد یوار شہرِ مصطفیٰ  
ہے یقین دل کو چہرت تڑپائے گی  
لو غلاموں کا سلام آخدی  
عرض کرنے کو سلام بان سلام  
یہ توف سدا کہ بلا ڈو گے کب  
رکھنا اپنے سائے میں ہم کو سدا  
دامِ محبوب میں پھسو لو پھسو  
یاد ہم کو بھی کبھی کر بیجیو +  
خوب جی بھگر کر گنبد دیکھ لو !  
پھر مقدر میں ہوسو آئیاد ہنسوا  
فاملو کو سوں ہوسو جاتا ہے آب !  
دید آخدی کو غنیمت جان کر

الوداع اے سبز گنبد کے مکیں  
الوداع اے منظرِ ذاتِ خدا  
الوداع اے شہرِ پاکِ مصطفیٰ  
جا رہا ہے آب ہمارا قاف  
یاد تیری جس گھڑی بھی آئے گی  
اے دلوں کے چین آئے پیارے نبی  
دور سے آئے تھے پر ویسی غلام  
استان سے وداع ہوتے ہیں آب  
چشمِ رحمت سے دم کرنا جسدا  
اے مدینہ والو تم سب خوش رہو  
عرض اتنا ہے مگر اے دوستو  
آخری دیدار ہے اے زائر و  
کیا خبر ہے خوب دل شتوچ لو  
یر کوئی دم میں چھپیا جاتا ہے آب  
پھر کہاں تم اور کہاں یہ دوستو

ہے دُعا سالک کی اے بارِ شفا

زندگی میں پھر مدینہ سے رکھنا

## ہجرت مضامین سفرنامے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	مزار خواجہ فرید الدین عطار پر حاضری و حالات		دیس چچہ گجرات سے قافلہ کی روانگی
	سبزدار کے حالات		لاہور کے مزارات
	شہر دو کے حالات ، حضرت بازید بسطامی کے مزار پر حاضری		لاہور سے روانگی مستان کے مزارات
	سمنان کے حالات		کوٹڑ کے حالات ، مزارات و مقامات
	تہران کے حالات و مزارات		نوشکی و والہندین
	حضرت شہر بانو رحمہ کے مزار کی حاضری		قافلہ کی ترتیب
	شہر بانو کی سیر ، امام قاسم رحمہ کے مزار پر حاضری		قافلہ کی ترتیب نوکنڈی کے حالات
	تخت طاؤس کی سیر		میرجاوا کے حالات
	در بند کی سیر		زہدان کے حالات
	قصر شرب و کرمان		دشت لوط شوکت آباد کے حالات
	آستان میں داند		تربت حیدری
	بغداد شہریت کی حاضری		ایک انگریز جوڑا ہمارے ساتھ
	فرات کا نظارہ		مشہد مقدس کے حالات
	کربلا معلیٰ میں داخلہ		مقبرہ فردوسی کی سیر
	نجف شریف کے حالات		قریہ طوس چہاں کا محقق طوسی تھا
	بصرہ کا داخلہ		بیشاپور داخلہ اور مقبرہ عمر و خیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	عجیب نظارہ، جنت یقیع مسجد مبارک		بصرہ کے مزارات، خواجہ حسن بصری رحم
	مسجد اجابت کی زیارات		عراق کے لکے
	مسجد قبا اور دہاں کی زیارات		کویت کے حالات
	عشر مساجد		انقریہ کا داخدریگستان کا ہیبت ناک منظر
	احمد شریف و مسجد قبتین		منزل رماح کا ہیبت ناک منظر اور حجاج
	مدینہ منورہ شہر کی زیارات		کی پریشانی
	جنت البقیع کے مزارات		مزارات منزل کے حالات
	مدینہ منورہ کے حالات		سہل پہنچا، احرام باندھنا
	مدینہ پاک سے رخصتی اور صوفی جمیل		مکہ معظمہ میں داخلہ
	کی غشی حجاج کی آدوبکا		منی کے حالات و انتظام
	احمدی (کویت) کے حالات		سب میں بھارت حکومت کو پورے پکڑا
	کویت کی سڑا ہیں		کتا بوں کی اشاعت
	کویت کے کھانے		منی شریف کی زیارات
	بصرہ کے بقیعہ حالات و بیوسے		مکہ معظمہ کی زیارات
	خرم شہر اور حسینگیر		مکہ معظمہ کے موجودہ حالات
	اصفہان کے حالات		طائف شریف کی صافہ کی
	یزد کے حالات		طائف شریف کی زیارات
	کرمان کے حالات		جیل غزالہ کا عجیب واقعہ
	ماہان میں نعمت اللہ شاہ رح ولی		جسد کے حالات
	کے مزار پر حاضری		بیر علی و بیہ عروہ کے حالات
	نوکنڈ کی میں داخلہ		مدینہ منورہ میں داخلہ، بستان ابو جود
	نوکنڈ کی چیکنگ		بیں دعوت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	عوتوں کا حج		دالبندین کی چکنگ
	صلوٰۃ و سلام پر بارگاہ		پہنچ نہ کھنڈا رہ
	غیر الانام		لاہور کا داخلہ و اتنا دربار
	عرض گدا بوقت و داع یعنی و داعیہ		پر حاضری
	تعبیہ		حج و عمرہ
	قہرست مضامین		حج کے مسائل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیت المقدس کے چشم دید حالات و زیارات

پاکستان، حجاز، اردن، فلسطین، عراق اور

سفر نامہ قبلتین

رحمۃ اللہ علیہ

از

الحاج حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب

نَوَاصِحِيْ بَدَايُوفِيْ الْغُرَابَاتِ

پیشہ لفظ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے جہگناہ گارسیاہ کار کو کئی بار حرمین طہین کی حاضری سے نوازا، چنانچہ جب میں ۱۹۵۱ء یعنی ۱۳۷۰ھ میں تیسرے حج و زیارت سے مشرف ہوا تو یہ میسر آج میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرفت ادا کیا، یعنی حج بدلی گیا، اس کے بعد و آرزوؤں نے دل میں ہو گئی گدی پیدا کی، اور یہ گدی گویا جنوں کی حد کو پہنچ گئی، ایک یہ کہ میں کس طرح ماہ رمضان مدینہ منورہ میں گذاروں مسجد نبوی شریف میں ماہ رمضان کا اعتکاف کروں، دوسرے یہ کہ مسلمانوں کی محسنہ اعظم یعنی حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرفت سے حج ادا کروں یہ میری دلی تڑپ تھی، مگر کوئی تدبیر نہ آتی تھی، حالت یہ تھی کہ شعرا

کوئی تدبیر بر نہ نہیں آتی

کوئی صورت نظر نہیں آتی

صدقہ اس کریم کی کرم نوازی کے، قربان اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بندہ نوازی کے کائناتِ تعالیٰ کے نام پر زیارتی پاسپورٹ کی درخواست دے دی دس روپے کا ٹکٹ درخواست پر لگایا، امداد سوار سو روپے کی سکورٹی یعنی ضمانت جمع کرائی، ہن درخواست آٹھ سو روپے پر خوردوار مفتی میاں محمد مفتی مصطفیٰ میاں کی کوششوں سے بر شکل تمام پاسپورٹ بنا پھر ہم نے پاسپورٹ ہائی لینڈ ٹریورز کینیال روڈ لاہور کے دفتر میں چوہدری محمد امین صاحب کو سپرد کر دیا، انہوں نے یہ پاسپورٹ مع درخواست نزد تبادلا کے لیے کراچی بھیج دی، وہاں نزد تبادلا کے لیے یہ ہر ہنگریزی ماہ کی پچیس تاریخ کو قریب پڑتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ ہمارا نام قریب لگایا، پھر نزد تبادلا کے لیے ایٹھ بنک میں پاسپورٹ جمع کرا دیا گیا، وہاں سے پی فارم لا، جو ہائی لینڈ والوں نے اپنے پاس ہی رکھا، اور ہمارا پاسپورٹ پھر کراچی سوڈیہ عربیہ کے ویزے کے لیے بھیج دیا، امداد ہر دو دنوں نے آٹھ دن میں دو ٹیکے لگا کر ہیلتھ سرٹیفکیٹ حاصل کر لے، ہائی لینڈ والوں کا ایک دفتر کراچی میں وکٹوریہ روڈ پر نیشنل ٹیول کے متصل بھی ہے جہاں کے افسر بدر الدین صاحب ہیں، ہنگو دو ماہ کے بعد جب کہ ماہ رمضان بالکل قریب آگیا، تو اچانک جمعرات کے دن دوپہر کو مسدائین صاحب کا لفا فر پہنچا لاکھ پاسپورٹ کراچی سے واپس آگیا، ویزا نہ بن سکا، آپ خود کراچی جائیں، اس خبر نے مجھے دیوا کر دیا، فوراً خوردوار مفتی محمد میاں کو لے کر لاہور پہنچا، اور ہائی لینڈ کے دفتر سے پاسپورٹ لے کر تیز رو سے کراچی روانہ ہو گیا، اور جمعہ کے دن مغرب کے قریب کراچی پہنچا بعد مغرب مولانا محمد انصاف امین حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے فرمایا کہ جناب مولانا احمد نورانی صاحب یورپ کے تبلیغی دورے سے واپس آئے ہوئے ہیں، چلئے ہم ان کے پاس چلیں، ہم دونوں مولانا احمد نورانی صاحب میرٹھی ابی حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی کے دولت خانہ پر صدر متصل میں مسجد پہنچے، مولانا سے ملاقات ہو ہو گئی، آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، انشاء اللہ ویزہ بن جاوے گا مولانا کی اس سٹی سے ہمارا شرفک کھیتی ہری ہو گئی، اس کے بعد اس لگ گئی، ہفتہ کی شب آرام باغ میں،



عبدالرحیم صاحب مؤذن جامع مسجد آرام باغ کے حجرہ میں گذاری، سخت سردی تھی صبح بھفتہ کے دن مولانا حمد نورانی صاحب کے ہمراہ سعودی سفارت خانہ پہنچے، ماشاء اللہ وہاں مولانا کے بڑے اثرات ہیں، مولانا کو دیکھ کر سارا امدتِ عظیمہ کھڑا ہو گیا، مولانا نے حج کے دیزہ کی درخواست پر یک سعودی کو نفل صاحب نے بلا حیل و حجت منظور فرما کر مہر لگادی اور فرمایا کہ دیزہ منظور کریا گیا ہے، گل اتوار ہے، پرسوں سوموار کو انشاء اللہ دیزہ مل جائے گا، انْحَمْدُ لِلّٰہ کہ مولانا حمد نورانی منظرِ مدّتِ عمرہ کے وسیلہ سے رینا قابل صل معہ چل ہو گیا، گجرات کو مبارک باد کا ماردے دیا گیا، اس خبر سے سارے دوستوں میں چہل پہل ہو گئی، ہر طرف سے مبارک باد آنے لگیں، پیر کے دن مولانا حمد نورانی صاحب کے ہمراہ جا کر دیزہ حاصل کیا گیا سعودی سفارت خانہ میں جا کر دیکھی تو عشاقِ مدینہ کا جوم لگا ہوا ہے، چار ماہ سے لوگ کراچی پڑے ہوئے ہیں دیزہ کی کوشش کر رہے ہیں، مگر کامیابی نہیں ہوئی، آج دسید کا مسئلہ مشاہدے سے حل ہو گیا، کہ مولانا نورانی میاں کے وسیلہ سے دو دن میں کام ہو گیا، بغیر دسید چار ماہ میں کام د ہو سکا، یہی حال قیامت میں ہوگا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ بغیر رب تک کسی کی پہنچ نہ ہوگی، شفا عمت سے قیامت کا کاروبار شروع ہوگا، دوستو! خیال رہے کہ مولانا حمد نورانی مدّتِ عمرہ جو ہمارے اس حجِ ذریعہ کا ذریعہ بنے، آپ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی قدس سرہ کے فرزند ارجمند ہیں، میرٹھ کے رہنے والے ہیں، کراچی میں مقیم ہیں، حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی وہ مبلغ اسلام ہیں، جنہوں نے امریکہ، افریقہ، انگلینڈ، انڈونیشیا، سنگاپور، ملائیشیا، بھارت، تیلنگ کی آپ کی تبلیغ سے ۵۴ ہزار نیکو مسلمان ہوئے، آپ نے ہر تسی مسجدیں مدرسے تعمیر کرائے، ہمیشہ یورپ کے مسافر رہے، یرسب کچھ آپ نے اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کے ارشاد سے کیا اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں آپ کے پورے حالات کتاب نمونہ انڈونیشیا میں دیکھو یہ کتاب حکومت انڈونیشیا کی طرف سے بھیجی ہے، اور پاکستان میں اوس کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا ہے، اس کے صفحات ۵۰ سے ۵۵ تک مفصل مذکور ہیں کتاب میں اعلان کیا

گیا ہے، اگر انٹرنیشنل اسلام پھیلا نے والے حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی ہیں، جو مولانا نے عشقِ مدینہ کے جوش سے مدینہ پاک میں اپنا مکان بنوایا اور آخر کار مدینہ منورہ میں ہی وفات پائی، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے قدم شریف میں جنت البقیع میں دفن ہوئے اللہ تعالیٰ مولانا کی قبر کو نور سے بھر دیتے، آپ کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا احمد صاحب نورانی نے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان ہی مذکورہ بالا ممالک میں تبلیغِ اسلام میں مصروف ہیں، آپ کے ہاتھ پر بھی بہت عیسائی ایمان لائے اور آپ نے جگہ جگہ مساجد و مدرسے تعمیر کرائیں، آپ کی زلت سے بھی دینِ اسلام کو بہت فائدہ پہنچے، آپ کو بڑا شرف حاصل ہوا کہ حضرت والامرتبہ الحاج مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی دامت برکاتہم العالیہ کی پوتی سے آپ کا نکاح ہوا اور آپ آپ مدینہ منورہ کے باسی ہو گئے، حضرت مولانا، ضیاء الدین صاحب قادری مدظلہ علیہ حضرت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے خلیفہ ارشاد ہیں مدینہ منورہ میں بابِ مجیدی کے سامنے آپ کا دولت خانا ہے، جو حرم شریف سے بالکل ہی قریب ہے، صرف سڑک بیچ میں ہے، سعودی ہوائی جہاز کے دفتر کے پیچھے واقع ہے، آپ دولت خانا مدینہ منورہ میں نیستت کا مرکز ہے، آپ بظہلہ تعالیٰ مدینہ منورہ کے اولیاء کا میلہ سے ہیں، زائرینِ مدینہ کو آپ کی زیارت ضرور کرنی چاہیے، مولانا احمد نورانی صاحب کا اسی استاذ عالیہ سے رشتہ ہو جانا، اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی کرم ہے، اب مولانا احمد صاحب نے انی دو طرح سے اہل مدینہ سے ہیں، ایک اس طرح کہ ان کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب میرٹھی نے اپنا مکان مدینہ طیبہ میں بنوا کر چھوڑا ہے، جس کے ایک اب مولانا نورانی ہیں دوسرے اس طرح کہ مدینہ منورہ میں ان کی کسٹری ہے، ہم مولانا نورانی کو اسی ڈبل سٹاڈ پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں، بہر حال ہم سعودیہ عرب کا دیزہ حاصل کر کے لاہور یا ٹی لینڈ ٹریولرز کے دفتر پہنچے، انہوں نے دیزہ دیکھ کر ہم کو مبارک باد دی اور کراچی، جدہ، عمان، بیت المقدس، دمشق، بیروت، بغداد، طہرن، کراچی، لاہور کے ٹکٹ بنا دیئے ہم سے دو ٹکٹوں کے پانچ ہزار ٹھہر روپیہ یعنی فی ٹکٹ دو ہزار پانچ سو تالیس روپیہ وصول کیئے، اور ہم کو خور و نوافلہ کا اسٹیٹ بینک کا فارم دے دیا، پھر ہم گجرات واپس ہوئے،

تیسرے دن پھر لاہور حبیب بنک گئے جہاں سے جناب شیخ منظور حسین صاحب نے جناب شیخ صاحب کے ذریعہ دو ہزار پونٹیس روپیہ دے کر ایک سو پچاس پونڈ حاصل کئے، یعنی فی پونڈ تیرہ روپیہ نو آنے حرمین طہین میں ہم کو فی پونڈ سارے بارہ ریال ملے، یعنی فی پونڈ سترہ آن کم لہو کے ان تمام شخصوں سے نجات پا کر ہم گجرات آئے، اور پھر گجرات سے ملک عرب روانہ ہوئے،

## ۳ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ بروز پوری ۱۹۴۳ء یکشنبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ تَعَالَى آج ہماری روائی کا دن ہے، آج صبح جامع مسجد غوثیہ گجرات میں قرآن کریم کا اولادائی درس دیا، آیت یا ایہا الذین امنوا اطیعوا الرسول کا قرآنی گیدہاں درس تھا، آج اس آیت کریمہ کا آخری درس دیا گیا، عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تاقیامت روئے زمین کے مسلمانوں کو اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا، اطاعت واجب ہونے کی تین شرطیں ہیں، ایک زندہ ہو دوسرے یہ کہ وہ حاکم معزول نہ ہو چکا ہو اس فراروائی قائم ہو تیسری یہ کہ اورنگ زیب کی اطاعت وہم نہیں کہ وہ فرمان روائی ہو چکے، گذشتہ اربعہ کلام کی اطاعت واجب نہیں کہ وہ فرمان روائی زندہ ہیں، لہذا ان کی فرمان روائی ختم ہو چکی وہ بتوں میں منسوخ ہو چکیں، ہمارے رسول زندہ فرمان روائی ان کی فرمان روائی تا ابد قائم ہے ان کے فرمان ہمیشہ باقی ہیں، منسوخ نہیں، ہمارا فرمان روا زندہ جاوید حاکم مطلق ہے، درس قرآن کے بعد درس بخاری شریف دیا، پھر برنخوردار مفتی محمد اقدار خان نے دو نظیروں پڑھیں، ایک کے کچھ اشعار پڑھے،

شعر مدینہ سے بلاوا آرہا ہے مراد دل مجھ سے پہلے جا رہا ہے

وہ دیکھو حاریو بیہوشی سے نظر کعبہ کا کعبہ آرہا ہے

مٹی جی کو محمد کی غلامی انہیں آقا بنا یا جا رہا ہے !

بہت ہی لطف آیا مجمع بہت کافی تھا، سنبے بڑے زوق و شوق سے حاضر و مستحضر تھے۔

کیا، سیا لکوٹ سے بہت دوست و احباب ملنے کے لئے تشریف لائے، جن میں چوہدری محمد شفیع صاحب پیر صاحب محمد شریف صاحب وغیرہ ہم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ماہ رمضان کی وجہ سے ان بزرگوں کی کوئی خاطر نہ ہو سکی، گھر میں عورتوں کا باہر

مردوں کا بہت ہی جھوم تھا، ساڑھے بارہ بجے دوپہر ہم نے وضو کیا، دو رکعت نفل نماز سفر چار  
سُکت ظہر ادا کیں، تمام سیویں نے دعاؤں اور آنکھوں کی آنسوؤں کے ساتھ ہم کو وداع کیا، ایک  
بچے جامعہ مسجد نوشیہ چوک پاکستان گجرات میں نماز ظہر پڑھائی بڑا مجمع تھا، بعد نماز محمد یوسف  
صاحب نعمت خزان گجراتی، گل فروش صاحب وزیر آبادی نے نعت شریف اور الوداعیہ نظمیں  
پڑھیں، ٹھیک دو بجے گجرات سے روانگی ہوئی، حکیم سید بہار شاہ صاحب صوفی رشید صاحب  
قاضی محمد افضل صاحب، میاں نور حسین صاحب دو گنگا احباب اور بہت مجمع نے ہم سے کرائی  
برخوردار مفتی محمد مختار خاں کی خوشی تھی کہ ہماری اپنی کاریں لاہور تک سفر ہو، چنانچہ اسی ہی کار  
میں ہم ہماری اہلہ اور مفتی محمد مختار خاں، میر صاحب محمد حسین صاحب عرف میر  
صاحب ڈرائیو گجرات سے روانہ ہوئے، پروگرام یہ تھا، کہ کچھ دیر کے لئے کاموٹی کیا کریں،  
حضرت مولانا مفتی امین الدین صاحب کے بچوں سے ملاقات کریں، مگر گوجرانولہ میں کار خراب ہو  
گئی یہاں دیر لگی، آخر مجبوراً ہم مع اپنی اہلہ کے بس میں سولہ بج کر لاہور بعد مغرب پہنچ گئے، حضرت  
صوفی غلام قادر صاحب متولی گنڈمیدینہ مسجد نے لاہور میں اپنی ضابطہ زادی کے ہاں ہمارے  
قیام کا انتظام فرمایا تھا، اور اپنے فرزند مولوی محمد رفیق صاحب کو کل دُورِ رمضان المبارک ہفتہ  
کے دن اسی انتظام کے لئے لاہور نہ بھیج دیا تھا، اور آج ہم کو وداع کر کے برخوردار مفتی مختار خاں  
عرف مصطفیٰ میاں صاحب اور صوفی صاحب بس کے ذریعے لاہور روانہ ہو گئے، بعد مغرب  
ہم حضور داتا گنج بخش رحمت اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے، فاتحہ پڑھی، حضرت شاہ  
سید معصوم شاہ صاحب نانظم نوری کتب خاں کی قدم بوسی میسر ہوئی، حضرت صوفی غلام قادر  
صاحب اور مفتی مصطفیٰ میاں صاحب سے یہاں ہی ملاقات ہو گئی ہم حضرت صوفی  
غلام قادر صاحب کے ہمراہ ان کے داماد بابو فضل کریم صاحب کے دولت خانہ پر اچھرہ  
پہنچ گئے، رات وہاں ہی گذاری وہاں ہی نماز عشاء و تراویح جماعت سے ادا کی،  
بابو فضل کریم صاحب نے عشاہیہ اور سہری کا بہت شاندار انتظام فرمایا تھا،  
رب تعالیٰ انہیں جزا دے،

## ۴ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ بمطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۶۴ء

آج رات بعد از صبح چہت دیر تک نعت خوانی اور دیا محبوب کے تذکرے ہوتے رہے، کچھ دیر سوئے، سہری لکھ کر نماز فجر کے لئے مسجد پیر غازی صاحب میں حاضر ہوئے، اساتذہ اللہ کی اچھا نظارہ ہے صبح کا یہاں نا وقت ہے، سردی شباب پر ہے، مسجد کے اندر روشنی ہے، مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے، بہت زودق و شوق سے تلاوت قرآن مجید سب لوگ کر رہے ہیں، نماز فجر میں ابھی کچھ دیر ہے، سوا چھ بجے ہم نے نماز فجر پڑھائی، بعد نماز حضرت صوفی غلام قادر صاحب کے ہمراہ بابو فضل کریم صاحب کے مکان پر آگئے، تلاوت قرآن کے بعد کمرہ کاری کار صوفی صاحب نے منگائی اور ہم ہوائی جہازوں کے دفتر کی طرف روانہ ہو گئے، برنور دار مفتی محمد مختار خاں اور صاحبزادے بھی مع ہمارے سامان کے اپنی کار پر لایا ہوا آگئے تھے، دفتر سے ضروری معلومات حاصل کر کے ہوائی جہاز کے اڈہ پر پہنچے، بھولا پور سے کاتی دودھ چھاؤنی میں واقع ہے یہاں چہت سے اجاب پہلے ہی سے موجود تھے، صداقت، علی خاں صفدر صاحب، خالد صاحب منظور احمد صاحب، عطاء محمد صاحب وغیرہ جو ہم مراد ضلع شیخوپورہ سے تشریف لائے ہوئے ہیں، عطاء محمد منظور احمد صاحب نے ہوائی اڈہ پر بیعت کی، حضرت صوفی غلام قادر صاحب نوشاہی صاحب، بابو فضل کریم صاحب، الحاج عبدالرحیم صاحب شانی ٹل دارید ہمز، علی شاہ صاحب ہاشمی و غلام علی صاحب مولانا عبد الباقی صاحب کو کب، وغیرہم سب تشریف فرما ہیں، جنہوں نے ہم کو الوداع کیا:

## ہوائی جہاز کے سفر کی ابتداء

ہوائی جہاز پر شاور سے پورے گیرہ کچ کر پچاس منٹ پر لایا ہو رہنچا، ہم سامان پہلے سے ہی بک کرا چکے ہیں، مانی مسافر ہم پونڈ یعنی ساڑھے ۲۱ سیر وزن لے جاتے کی اجازت مع بستر ہمارے پاس دو منٹ ہیں، اس حساب سے ہم کو ۸ پونڈ یعنی ایک ہن تین سیر وزن لے جانے کی اجازت ہے، پی، آئی، اے، کاشا لہار

ہوائی جہاز سامنے کھڑا ہے، ہم کو ۸۸ اور ۸۸ کی دو سیٹیں ملی ہیں، جہاز بارہ بج کر دس منٹ پر لاہور سے روانہ ہوا، جس میں کچھ انگریز مرد عورتیں ہیں، باقی سب مسلمان روانہ ہوتے ہی جہاز کی طرف سے کھٹی مٹی ٹیکیاں مسافروں میں تقسیم ہوتی ہیں، بعد میں نہایت پر تکلف چائے مٹھائی، حلوہ وغیرہ پیش کی گیا، قریباً سب مسافر بخشنے بخشنائے بے روزی، ہم نے کوئی چیز قبول نہ کی، باقی سب نے بڑے مزے سے ناشتہ ادا ڈیا، اس تقسیم کے انتظام کے لیے ایک نوجوان خوبصورت لڑکے مقرر ہے، اس نے ہم کو انگریزی اخبارات انگریزی رسالے مطالعہ کے لیے تقسیم کئے، ہم نے اردو اخبار کا مطالعہ کیا، تو لڑکی نے معذرت کی، اردو اخبار رسالہ کوئی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں سے انگریزی کی محبت دور کرے، بار بار بذریعہ لادو سپیکر انگریزی میں خبریں دی جا رہی ہیں، کچھ دیر کے لیے اردو میں خبریں لاس وقت ہمارا جہاز زمین سے سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہا ہے۔ ہم رحیم یار خاں پر سے گذر رہے ہیں، محرابوں کی بادل ہے، اس لیے زمین نظر نہیں آرہی ہے، اللہ اکبر ہم بادل سے بہت اگے ہیں، ہمارا حد نظر بادل سفید پانی کی چادر کی طرح نظر آ رہا ہے، کہیں بادل پہاڑ سے محوم ہوتے ہیں، کہیں روٹی کے گائے کی شکل میں ادا پر سے بادل کا نظارہ عجیب ہی ہوتا ہے، ہم کبھی دھوپ میں ہو جاتے ہیں، کبھی ہم پر بھی بادل چھا جاتا ہے، آخر کار دو بج کر چالیس منٹ پر ہمارا جہاز کراچی کے ہوائی اڈہ پر اترا، یہاں جلال دین صاحب بھائی عبدالحمید خاں ظہیر میاں صاحب برخوردار ظفر علی خاں صاحب شیر والی وغیرہ ہتھ سے احباب تشریف فرما تھے، ہم ان کے کمرے میں گئے ہمارا مسلمان کمپنی کی طرف سے ٹیکسی تک پہنچایا گیا، ٹیکسی کے ذریعہ ظفر علی خاں صاحب شیر والی کے مکان پر کھوکھرا پانہ پہنچے، ہمارا شش ہو رہی تھی، ہم اس بارش میں بعد نماز عصر مولانا احمد نورانی صاحب کے مکان پر گئے جو کراچی صدر میں ہے، اور کھوکھرا پار سے قریباً اٹھارہ میل دور ہے، بس میں سوار ہونے لگے ننھے کبھی پل پڑی، بہت زور سے نیچے گرے مگر اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے چوٹ سمٹ دائی نہ کوئی عضو ٹوٹا، دوسری بس میں سوار ہو کر مغرب سے قبل مولانا نورانی صاحب کے مکان پر پہنچ گئے ۛ



## ۵ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج صبح سویرے ہی حاجی سیٹھ محمد الدین صاحب اور جلال دین صاحب ملاقات کے لیے ہمارے قیام گاہ پر تشریف لائے، پھر ہم ان کے قیام گاہ پر گئے آج مولانا احمد نورانی صاحب سے پتہ لگا کر ہمارے ہوائی جہاز کے ٹکٹ تلاش ہیں، ان پر حکومت سعودیہ کا ٹیکس ادا نہیں کیا گیا ہے اس کی ادائیگی کے بغیر اس ٹکٹ سے سفر نہ ہو سکے گا، اس خبر سے سخت فکر ہو گئی،

## ۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج کا دن جہت پریشانیوں میں گزرا جو راتھی کہ لاہور لینڈ ٹریڈرز کمپنی کے لوگوں نے ہمارے ٹکٹ غلط بنائے، جو ناقابل سفر ہیں، ان میں سعودی ٹیکس جمع نہیں کیا، جو سو سو روپیہ ٹکٹ ہوتا ہے اور سید ٹکٹ پر لگتی ہے، نیز ہم سے ٹی ٹی ٹی ساٹھ روپے زیادہ وصول کریتے گئے، نیز ہمارا دستہ غلط تجویز کیا گیا، شام نو ٹی ٹی ٹی کا سفر بالکل اٹا تجویز کیا گیا، ان سب غلطیوں پر حضرت شاہ احمد صاحب نورانی نے مطلع فرمایا، ان کے مشورہ سے ہی خود کراچی ہائی لینڈ کے دفتر میں گیا، وہاں جناب بدر صاحب نے بہت امداد فرمائی، ٹیکس کی رقم کی منظوری کاسٹیٹ بینک سے یعنی تھی، بینک والوں نے کہا کہ مفتی صاحب لاہور جا کر لاہور کاسٹیٹ بینک سے منظوری لادیں، اب سخت پریشانی ہوئی، اگر کل ہمارا جہاز جا رہا ہے، آخر بدر صاحب کی کوشش سے یہاں سے ہی مل گئی، اب ڈی ہائی سو روپیہ کی ضرورت پڑی ہم اپنے ساتھ بقدر ضرورت رقم لاتے تھے، ہم کو اس ٹیکس کی اطلاع لاہور ہائی لینڈ والوں نے زدی تھی، اچانک راستہ سلتے ہوئے میرے عزیز عزیز جلال دین صاحب گجراتی مل گئے، مجھے پریشان دیکھ کر گھبرا گئے، بولے میں ابھی رقم دینا ہوں یہ تا سید ٹی ٹی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام معجزہ ہوا، ہنر منکان سے رقم لے کر کاسٹیٹ بینک گئے، وہاں سے فارغ ہو کر لفت ہنس کمپنی کے دفتر میں گئے، جہاں انگریز اور مسلمان کام کر رہے تھے، پھر لاہور کے ٹکٹ راوی کرائے تھے ٹکٹ بنوائے، پھر سعودی حکومت کے ٹیکس کے دفتر میں گئے، جہاں کاسٹیٹ بینک کا کاغذ پیش کر کے ٹیکس کی رسید

حاصل کی، اتنے کاموں میں شام کے چار بج گئے، تب مولانا نورانی صاحب کے گھر پہنچے، وہاں سیٹھ محمد دین صاحب گجراتی و دیگر حضرات کا مجمع تھا، سب نے مبارک باد دی، سیٹھ محمد صاحب نے ڈہائی سو روپیہ جلال دین صاحب کو ہمارے قرض کے ادا کرنے، یہ رقم ان کو گجرات جانے پر دلوائی جاوے گی، وہاں خطوط لکھ دیئے ہیں، اب جوان کے ٹکٹ لفت ہنساکپنی نے بنائے اس میں ٹیکس بھی لگا دیا گیا ہے، فی ٹکٹ ساٹھ روپیہ ہم کو واپس دینے کا وعدہ کیا، ایک سو بیس روپیہ کا دو چر دے دیا، راستہ میں بہت تبدیلی کر دی، چنانچہ دہران کو نکال دیا، مدینہ پاک داخل کر دیا، لاہور ہائی لینڈ والے بالکل ناواقف ثابت ہوئے

### ۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۳ جنوری ۱۹۶۴ء پونچھ شنبہ

آج ہم اللہ کے فضل و کرم سے احرام باندھنے کی تیاری کر رہے ہیں، غسل وغیرہ یہاں کر لیا ہے احرام دھران جا کر باندھیں گے، انشاء اللہ سردی بہت سخت ہے، دوپہر کو نماز ظہر کو کھرا پار میں پڑھ کر ہوائی اڈہ کی طرف تقریباً سو اونچے روانہ ہوئے، برنور دار ظفر علی خاں شیروانی ٹیکسی کے نیٹے سعود آباد گئے، اور آنے میں دیر ہوئی، جہاز کی روانگی کا وقت قریب ہے، اس نیٹے ہم بس کے ذریعہ پل پڑے، ٹھیک تین بجے ایئر پورٹ یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے، یہاں بہت سے احباب موجود تھے، جن میں سیٹھ محمد دین صاحب، جلال الدین گجراتی ملے، سیٹھ آدم جی دسر ہم کراچی والے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ہم نے اول ٹکٹ حوالہ گئے دو ٹکٹوں پر دس روپیہ ایئر پورٹ ٹیکس لی گئی، مال کا وزن کرایا کسٹم پر معائنہ کرایا، ڈاکٹری سرفیکٹ کا معائنہ کرایا سیٹھ آدم جی اور دیگر لوگوں نے مدینہ منورہ کی سفار میں بہت شاندار قصیدے پڑھے، تمام اڈہ کا علم جمع ہو گیا۔ ہم دنوں کو بھولوں سے لا دیگیا۔ ایئر پورٹ کی بس میں اڈہ سے سوار ہو کر سعودی عرب کے جہاز تک پہنچے۔ بہت بڑا جہاز ہے۔ جہاز طیارہ ہے۔ اس میں ڈیڑھ سو آدمیوں کی سیٹیں ہیں مگر صرف میں تیس آدمی ہیں۔ باقی سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ الحمد للہ ٹیکٹ ساٹھ سو پانچ سو شام پہلا جہاز کراچی سے یار محبوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ تعجب ہے کہ سیتانگے شاہ صاحب گجراتی جو ہم سے تقریباً ایک ماہ پہلے گجرات سے



روان ہوئے تھے، وہ ابھی تک کراچی میں ہیں، کھل ٹیلی فون پر انہوں نے فرمایا تھا، کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہی ہوائی جہاز پر چلیں گے، مگر وہ رات آئے، ابھی تک کراچی میں ہی ہیں، جہاز میں عربی زبان میں اعلان ہوا کہ یہ جہاز فی گھنٹہ چھ سو میل کی رفتار سے اڑے گا، اب ہم سمندر پر سے گذر رہے ہیں۔ موسم بہار ہے، تقریباً اٹھارہ ہزار فٹ بلندی پر جا رہا ہے، بادل بہت نیچے نیچے بنے، اس کے بہت نیچے سمندر کا پانی ہے، معلوم ہوتا ہے، سمندر میں کالے تیر رہے ہیں، ہم نے کراچی سے چلتے وقت جہاز میں ہی عمرہ احرام باندھ لیا ہے، سمندر کا عجیب نظارہ ہے، کیا حسیب کی ہوائیں آرہی ہیں، شعر

آمدن بہ جاں فرما سوسے من از کوسے کے

ہمارا ہوائی جہاز شام کو، نیچے دھران کے ہوائی اڈہ پہنچا، یعنی آدھ گھنٹہ لیٹ آئے ساڑھے چھ بجے پہنچا تھا، دھران کا ڈھاس قدر خوبصورت و عالیشان ہے، اس شان کی عمارت میں نے آج تک نہ دیکھی تھی، یہاں غضب کی سردی ہے، ہوا نہایت سرد اور تیز ہے، مگر جب ہم اس عمارت کے مسافرخانہ میں گئے، تو سارے مسافرخانہ میں تہایت خوشگوار گرمی ہے، ہر جگہ پانی کی ٹوٹیاں لگی ہیں، بعض میں سے معمولی سرد پانی نکلتا ہے، بعض سے نیم گرم بعض سے ٹھنڈا ہمارا چہاز یہاں صرف پندرہ منٹ ٹھہرا، اڈہ کا ڈرگاز گیا، جہاز پر نہایت خوبصورت نو عمر لڑکیاں مسافروں کی خدمات کے بیٹے مقرر ہیں، جنہوں نے سُرخی، پوڈرو وغیرہ سے اپنے حسن کو اور دو بالاکر رکھا ہے، انگریزی لباس میں نیم بولیاں، میں عربی لوٹی ہیں جب جہاز اڑانے یا اترنے لگتا تو مسافروں سے کہتی ہیں، ہر نار، ہر تار یعنی بیٹی باندھ لو دھران سے اترتے ہیں، لڑکیاں افطار کے بیٹے چائے لائیں جس میں پھوسات قسم کی مٹھائیاں ہیں، مانٹے کے رس کا گلاس ہے، ہر سب کچھ ہے، کجھوڑیں نہیں جو افطار کے بیٹے سنت ہے۔ ہم منٹ کے بعد چار جہاز ریانس پہنچا، سعودی عرب کا دارالخلافہ ہے، مگر اس کا ہوائی اڈہ بہت معمول ہے، مسافر خانہ بھی بھدی قسم کا ہے، یہاں جہاز ڈیڑھ گھنٹہ کھڑا رہا، تقریباً ساڑھے آٹھ بجے شب پاکستان ٹائم سے روانہ ہوا، یہاں سے بہت مسافروں کو سوائے سارا جہاز بھر گیا، اڑتے ہی پھر چائے کئی۔ جس میں دوسری قسم کی مٹھائیاں، سنگسہ کے رس و ددھ کا پلوڈرز، توتوں کے نمکین پل و بیہ سات قسم کی چیزیں

تیس ڈیڑھ گھنٹہ بعد یعنی اسی بجے شب پاکستانی ٹائم سے بحیرت تمام ہم جدہ بندرگاہ پر لاڑ گئے  
 ہمارا کراچی سے جدہ تک یہ سفر ساڑھے چھ گھنٹہ میں طے ہوا، جس میں پونے دو گھنٹہ دھران اور ریاض  
 میں قیام رہا، ہمارا خیال تھا کہ ہم پاؤ یا آدھ گھنٹہ میں فارغ ہو کر، مکہ معظمہ حاضر ہو کر عمرہ کریں گے۔  
 مگر تو یہاں اتنے ہی معلم کا نام پوچھا گیا، ہم نے بتایا محمد عبداللہ رمضان اور ہمارے  
 پاس پورٹ پر قبضہ کر لیا گیا، ہم نے بہت کہا کہ ہمارا پاس پورٹ دیا جائے، مگر کہہ دیا گیا کہ کل  
 شام گئے گا، درقہ النزول بنے گا، پھر تم مکہ معظمہ جا سکو گے، اب ہم سخت حیران ہوائی اڈہ  
 پر تین گھنٹے پڑے رہے، دوسرے جناح کے وکلاء اڈہ پر موجود تھے، مگر ہمارے معلم کا وکیل  
 نہ تھا، بہت کاریں باہر کھڑی کہتی ہیں درقہ النزول لومکہ معظمہ چلو، مگر ہم حیران کھڑے ہیں،  
 آخر کار تقرباً تین بجے شب کو ہمارے وکیل خالد سیونی کے بھائی محمد احمد سیونی اپنی کار سے  
 کرپینچے اور ہم کو مدینہ الحجاج میں پہنچا کر اپنے دفتر میں مقیم کر کے چلے گئے، ان کے دفتر میں  
 دوڑ کے ملازم ہیں، مشتاق اور صدیق جو مظفر گڑھ کے رہنے والے ہیں، ان سے کچھ آرام ملا،  
 آج رات کو ہم کمرے میں بند ہو گئے، بشکل مشتاق کو آواز دے کر جگایا، تب اس نے قفل  
 کھولا اور ہم کو رہائی ملی، یہاں جدہ میں پھر پرہیز زیادہ ہیں، احرام کی وجہ سے سردی چہرہ تنگا  
 تھا، چھدرل نے خوب خون چوسا، رات کو ایک منٹ بھی نیند نہ آئی، یہاں  
 سردی بہت کم ہے۔

۸ رمضان ۱۳۸۳ھ ۷ جنوری ۱۹۶۴ء بروز جمعہ

آج جمعہ کا مبارک دن ہے، مگر ہم وکیل جدہ کے رخصت ہو کر مکہ کے منتظر مدینہ الحجاج جدہ میں  
 بیٹھے ہیں، وہاں سے رفتی نہ پائے، نابھان مدینہ الحجاج کے مستحق ہیں، حاجی کمیپ تمام  
 جگہ سناٹا ہے، کیونکہ یہاں رمضان شریف میں دو فائز بازار رات کو کھلتے ہیں،  
 دن کو سب کچھ بند رہتا ہے، یہاں سحری کے وقت دو توراہیں چلتی ہیں، ایک سحری  
 کے لئے اٹھتے کو دوسری سحری بند کرنے کے لئے، ہم نے نماز فجر پڑھنے سے فوجی پاکستانی  
 ٹائم سے پڑھی، جبکہ ہمارے ہاں گجرات میں ساڑھے چھ بجے یہ نماز ہو رہی ہے۔ بعد

نماز جمعہ ہم نے اپنے سڑنگ پونڈ بھنائے ساڑھے بارہ ریال کا ایک سڑنگ بھنا ہم نے  
 یہ روپیہ چھ آن کا ایک سڑنگ خریدا تھا، اس کے بعد ہم مزاحمہ ایوب صاحب بناری کلرک  
 سفارت خانہ کے دولت خان پر گئے، مگر ان سے ملاقات نہ ہوئی، ہم اپنا پتہ لکھ کر دے آئے  
 ایک گھنٹہ کے بعد مزاحمہ صاحب اور محرم عبدالجید صاحب قریشی جو ڈیپوٹری اپنی کار میں ہم تک  
 پاس وکیل خالد بیسوی کے دفتر میں تشریف لائے اور ہم دونوں محرم قریشی صاحب کے مکان پر  
 پہنچے جہہ کی سیرک، قریشی صاحب کے مکان پر روزہ افطار کیا، یہاں ریڈیو سے مکہ شریف  
 کے حرم کی اذان، دعاء اور افطار، نماز، مغرب سنائی جاتی ہے، بلکہ اس افطار پر یہی یہاں  
 افطار کیا جاتا ہے، بعد نماز عشاء وکیل بیسوی نے ہم سے بی محنت پچاسی ریال یعنی دونوں سے  
 ۷۰ وصول کیے ۲۲ ریال مکہ معظمہ جانے کی فیس ۴۲ ریال معلیٰ کی فیس اور ہم کو تازلی کا گانڈ  
 دے دیا۔ ہم نے اعلیٰ درجہ کی کار تین ریال کی کس کے حساب سے کلیر پر لی، مزاحمہ ایوب  
 صاحب بناری ہمارے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے، آخر شب میں حرم میں داخل ہوئے  
 اللہ اکبر کیا، سہانا سماں ہے، حرم شریف ٹیولوں سے جگمگا رہا ہے، بیچ میں کچھ معظمہ وہی کی  
 طرح رونق افز رہے، ہم کھانہ نہایت اطمینان سے کیا، کوئی اس وقت تھوڑے آدمی طواف  
 کر رہے ہیں، سہری کا وقت قریب آج ہماری خوشی کی انتہا نہیں ہے، طواف خود معلوم  
 رمضان صاحب نے کرایا، نوبت ہو کر نرم پیا، صفا، مردہ دوڑ رہے تھے، اس سہری کا گولہ مل  
 گیا، ہم فارغ ہو کر معلوم صاحب کے مکان پر آئے۔ سہری کھائی پھر سو گئے،

## ۹ رمضان ۱۳۸۳ھ ۲۵ جنوری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہم معلوم محمد مصباح صاحب کے ہاں یہاں ہیں، رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
 طواف کئے، چونکہ ابھی حجاج نہیں آئے ہیں، اس لیے طواف میں زیادہ بھیڑ نہیں ہے،  
 پھر صبحی کافی طائفین ہیں، آج ہم نے یہاں حرم شریف کے افطار کا نظارہ کیا، اللہ اکبر ایسا  
 پر بطف افطار کبھی دیکھا تھا، تمام حرم شریف روزہ داروں سے کچھ کچھ بھرا ہوا ہے  
 ترنم کی مراحمیاں ہر جگہ رکھی ہیں، انواع و اقسام کی نعمتیں بخرت موجود ہیں، میرے

پاس کراچی کی کھجور تھی خیال آیا کہ یہاں مدینہ پاک کی کھجور مل جاتی تو اسے نرم سے کھاتے ،  
 خیال ہی آیا تھا کہ ایک صاحب نے کھجوروں سے بھرا ہوا طباق دیا ، خوب کھائیں ، اور نرم  
 خوب پیا ، یہاں تڑایح میں رکعت ہوتی ہیں ، مگر تڑین رکعت دو سلام سے ہوتے ہیں لوگ  
 تڑایح کو معمولی سمجھتے ہیں ، کوئی چار پڑھ کر حل دیتا ہے ، کوئی آٹھ پڑھ کر ، مگر امام ہیں پڑھاتے  
 ہیں ، اس پاس تڑایح والوں کا ہجوم بیچ میں کعبہ مظہر کا نظارہ سبحان اللہ

### ۱۰۔ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ، ۲۴ جنوری ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج صبح بعد نماز فجر ہم عمرہ کیلئے مقام تنظیم مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا میں گئے احرام باندھ کر آئے ، عمرہ ادا کیا  
 یہ عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا ، بعد عمرہ میں تین ریاں دے کر بذریعہ اعلیٰ درجہ  
 کی کار کے جدہ شریف روانہ ہو گئے ، راستہ میں حدیبیہ کا میدان بحیرہ منزل کی زیارت کرتے  
 ہوئے ایک گھنٹہ میں جدہ شریف پہنچ گئے ، وہاں سفارت خانہ پاکستان کے سامنے کار  
 سے اتارے اور محترم مرزا محیالوب صاحب سے ملاقات کر کے ان کے گھر ٹھہر گئے ، انھوں نے  
 ہماری آمد کی خوشی میں اور لوگوں کی بھی دعوت کی ، دعوت بہت پر تکلف تھی ، پھر  
 عبدالمجید صاحب قریشی کے مکان پر پہنچ گئے ، رات ہی میں ہوائی اڈہ پہنچ کر اپنی دو  
 سیٹیں ہوائی جہاز سے بک کرائیں ، پھر آرام سے حاجی عبدالمجید صاحب کے ہاں  
 سو گئے ، سحر کی کھائی پڑ

### ۱۱۔ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ، ۲۴ جنوری ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج خوش نصیبی سے ہم کو وہ دن ملا ہے ، جس کا انتظار برسوں سے تھا ، یعنی آج ہم مدینہ منورہ  
 حاضر ہو رہے ہیں ، شب میں ہوائی جہاز کی دو سیٹیں بک کر گئے تھے ، صبح فجر سے پہلے  
 جناب محترم الحاج عبدالمحفوظ صاحب قریشی یعنی عبدالمجید صاحب قریشی کے چھوٹے  
 بھائی ہم کو اپنی کار میں لے کر ہوائی اڈہ پر پہنچے ، جیسے یہاں مطار کہتے ہیں ، مطار پر ، یہاں  
 ریاض کے سافر زیادہ ، مدینہ منورہ کے تھوڑے ہیں ، ایک گھنٹہ انتظار

کرنے کے بعد ہمارا بلاوا ہوا، ٹھیک آٹھ بجے صبح یعنی یہاں کے ایک بجے ہمارا جہاز اڑا، اور پورے ایک گھنٹہ میں یعنی دس بجے پاکستان اور دو بجے عربی وقت پر ہم مدینہ منورہ کے مطار ہوائی اڈہ پر اتر پڑے، وہاں کمپنی کی بس تیار کھڑی ہے، اس نے ہم کو عین باب مجیدی کے سامنے دفتر پر اتارا، ہوائی جہازوں کا دفتر یہاں واقع ہے، اس کی پشت پر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کا مکان ہے، ہم وہاں ہی پہنچ گئے، سامان رکھا اور باب اسلام سے حرم شریف میں داخل ہوئے، شکرانہ کے نفل پڑھے، پھر مواہب شریف میں اس طرح حاضر ہوئے کہ شرم و مذامت کے ذریعہ میں ڈوبے ہوئے ہیں، مگر منہ سے آقا کے سامنے کھڑے ہوں سلام عرض کیا، ابھی نماز ظہر میں بہت دیر ہے، یہاں ظہر سات بجے یعنی پاکستان چار بجے ہوتی ہے، پھر فیض محمد صاحب درویش پاکستانی خیاط کو تلاش کر کے رباط سیارانی میں پہنچ گئے، یہاں فیض محمد صاحب نے ہمارے واسطے ایک آرام دہ حجرہ خاص رکھا ہے، وہاں ہی مقیم ہو گئے اب مدینہ طیبہ کا نقشہ ہی بدل چکا ہے، پرانی عمارتیں نظر نہیں آتیں، نئی عمارتوں نے مدینہ پاک کو پیرس کی طرح حسین و جمیل کر دیا ہے اب حرم شریف کے کل دس دروازے ہیں، مغربی جانب میں باب السلام باب الصدیق بابت الرحمت باب السعد ہے، شمالی جانب باب عمر باب عبد المجید، باب عثمان ہے، شرقی جانب باب جبریل باب النساء باب عبدالعزیز ہے، جنوبی دیوار یعنی دیوار قبلہ میں کوئی دروازہ نہیں، ان تین دیواروں میں کل دس دروازے ہیں :-

۱۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۸ جنوری ۱۹۶۴ء سنہ شنبہ

یہاں رمضان شریف میں دن بھر بازار و دفاتر وغیرہ بند رہتے ہیں، تمام لوگ سوکرون گذارتے ہیں، ہم نے دوست و احباب کو خطوط لکھنا چاہیے مگر جب بھی ڈاک خانہ گئے، اسے بند ہی پایا، کٹ رزل سکے، خط لکھنے سے رہ گئے، معلوم ہوا کہ ڈاک خانہ صبح دس بجے سے ایک بجے تک ہی کھلتا ہے، ۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸ رمضان شریف کی تاریخوں میں کوئی خاص کام نہیں ہوا، حرم طریف کی حاضری ریاض الجندی میں

تہجد، فجر، تلاوت، ایشراق ادا کرتے ہیں، ظہر، عصر، مغرب، باب سعودی پرادا کرتے ہیں، کہ یہاں سے گنبد خضر صاف سامنے نظر آتا ہے، بیٹھے ہوئے اُسے دیکھتے رہتے ہیں۔

شع

در کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک یاں کی خاک پاک مل جائے خاک  
رمضان شریف میں یہاں تمام بازار و دکانیں کاروبار بند رہتے ہیں تراویح کے بعد کھلتے ہیں، اس لیے ہم بھی دن میں ظہر تک سوتے ہی رہتے ہیں۔

### ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ ۲ فروری ۱۹۶۶ء ایک شنبہ

پاکستان میں آج، ۱۹ رمضان المبارک ہے، یہاں ۱۹ تاریخ ہے حرم شریف میں باب حضرت عمر سے باب السعود تک ستونوں سے رسیاں باندھی گئی ہیں، اعتکاف کرنے والے حضرت اپنے لیے جگہ مخصوص کر رہے ہیں، میرا ارادہ بھی اعتکاف کا ہے، بلکہ میں تو اس بار آیا ہی ہوں اعتکاف کے لیے، چونکہ پہلے کبھی میں نے اعتکاف نہیں کیا یہ پہلا اعتکاف ہے، اس لیے بڑی فکر ہے، رب تعالیٰ آسان فرمادے آمین، یہاں باب حضرت عمر پر چہمت سی کاریں ہر وقت کھڑی رہتی ہیں۔ ہر نماز کے بعد پکارا ہوتا ہے زیارت، زیارت، مگر ہم نے ارادہ کیا ہے انشاء اللہ بعد رمضان شریف کے زیارت پر حاضر ہی دیں، گل الحجاج میاں محمد صاحب سجادہ نشین دربار وانا صاحب بھی مدینہ شریف پہنچ گئے، سنا گیا ہے کہ سیدنا گئے شاہ صاحب بھی آگئے ہیں، مگر عمرہ کرنے سے منع گئے ہوئے ہیں، غالباً وہ بھی یہاں اعتکاف کریں گے، الحمد للہ نجدی حکومت کی طرف سے گنبد خضر مبارک پر آج سبز رنگ دروغن ہو رہا ہے، لوگ کہتے ہیں، کہ دس سال بعد رنگ ہو رہا ہے، باب حرم خاض کے پردے پھٹ کر اتر گئے ہیں، کوئی پرواہ نہیں ہے، اندوئی دیوار کے پردے بہت شکستہ ہیں، رب تعالیٰ حکومت نجدی کو توفیق دے۔

## ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۳ فروری ۱۹۶۳ء پوسٹ شب

چونکہ ماہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے، جو بہت ہی مبارک ہے، اسی عشرہ میں شب قدر ہے، اس لئے مسجد نبوی شریف کی در دیوار کی صفائی ہو رہی ہے، متکفین نے باب مجیدی سے باب سیدنا عمربن چادروں، کبکوں کے حجرے بنائے ہیں، آج عصر کے وقت سے استکاف شروع ہے۔ ہم بھی انشاء اللہ آج عصر کے استکاف میں بیٹھ رہے ہیں، مگر ہم نے کوئی چادر وغیرہ کے حجرے کا انتظام نہیں کیا ہے، ارادہ ہے :-

شعر

گھیاں مدینے والی پھر تھے فقیرانگوں بو ہے تے مصطفیٰ دے پڑے فقیرانگوں  
مسجد نبوی شریف میں جہاں جگہ لی گی پڑ رہا کریں گے، انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اس حقیر سی عبادت کو آسان فرمائے، قبول کرے، عمر میں یہ ہمارا پہلا استکاف ہے :-

## ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۴ فروری ۱۹۶۴ء شنبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ تَعَالَى، ہم کل عصر کے وقت سے مسجد نبوی شریف میں استکاف بیٹھ گئے، باب سیدنا عمر سے ادھر باب سعود تک غری دیوار سے متصل اور باب مجیدی تک شمالی دیوار سے متصل متکفین کا گاؤں سا بس گیا ہے چادروں کے جردوں کی لائیں لگی ہوئی ہیں، ہمارا خیال تھا کہ فقیری استکاف کریں گے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر و کرم نے مجھ فقیر کو شاہان استکاف کرادیا، کہ جناب محترم غلام حسین صاحب پہاڑپوری جو حضرت علامہ احمد سعید صاحب کاظمی کے شاگرد ہیں، یہاں بارہ چودہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں، پاکستان ہومز کے مالک ہیں، انہوں نے سب عادت قدیم باب سیدنا عمر سے بالکل قریب نہایت اعلیٰ درجہ کا حجرہ بنا لیا ہے، جس کے بہت سے حصے ہیں ایک حصہ میں ہم اور حضرت الحاج میاں محمد صاحب زیب سجادہ حضور داتا گنج بخش صاحب لاہوری ٹھہر گئے ہیں، جناب غلام حسین صاحب کی طرف سے اس حجرے

کے مستکفین کے لیے فکر اور سیسل مگے ہوئے ہیں، ظہر اسیوں کا اور نماز مغرب کے وقت افطار  
بعد مغرب کھانے نے زیرِ سحری کا ہرمت اعلیٰ انتظام ہے، گیارہ بارہ آدمی کھانا کھاتے ہیں مستکفین  
کو کھانے پر مجبور فرماتے ہیں، جناب غلام حسین صاحب اور الحاج میاں محمد صاحب لاہوری  
دیگر حجاج نے مجبور کیا، کہ تم یہاں بعد نماز عصر قرآن مجید کا درس کیا کرو، جو گجرات میں دیتے  
تھے، چونکہ یہ درس اس احتکاف کے حجرے میں ہوگا، اس لیے نجدی حکومت کو اعتراض نہ  
ہوگا، چنانچہ آج ہم نے اس آیت کریمہ کا درس شروع کر دیا، یا ایھا الذین امنوا  
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم - انشاء اللہ احتکاف کے  
دس دن اس ہی آیت کریمہ پر درس دیں گے، میری تقدیر کی یادری ہے، کہ عمر میں پہلی بار سجد  
نبوی شریف میں درس دے رہا ہوں، جو واقعہ نبوی بیان کرتا ہوں، تو حضور کے طرف اشارے  
کے بیان کرتا ہوں، الحمد للہ علی احسانہ

## ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ فروری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج پاکستان میں بیسواں روزہ ہے مگر ہمارے مدینہ شریف میں بیسواں روزہ ہے بڑھ ضلع  
گجرات کا ایک حاجی امنبلی بی ہماری بیوی کے ساتھ رباط میں رہتی ہیں، وہ ہم کھانا وغیرہ  
پہنچاتی ہیں، وہ کھانا ہم تمام مستکفین غلام حسین صاحب کے فکریں مل بانٹ کر کھاتے ہیں،  
اس کھانے اور رہنے کی لذت نہ پوچھو، یہ گھڑیاں عمر بھر یاد رہیں گی، شعر  
لذت ہاذہ مشتقش در سن مست پرس ذوق ایسا سے نشہ بخدا تانوشی  
ایک اور کرم خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر ہوا ہے، وہ یہ کہ مولانا محمد مناں صاحب،  
ساکن ضلع جھنگ اور ان کے ساتھیوں نے ریاض الجنتہ میں دیوارِ روزہ مظہرہ کے بالکل متصل  
جہاں سبز جامی ہے، وہاں تین مصلے، پچھادیئے ہیں۔ اور مجھے حکم دیا ہے، کہ ہر نماز افطار  
نزاویج تلاوت قرآن مجید و تہجد یہاں ادا کیا کروں، الحمد للہ اب تو بڑی بہادری ہے، کہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ان کے خاص دامن کرم ریاض الجنتہ میں یہ عنایات  
کوری ہیں، یہ اس سزاہ کہ صدقہ ہے، اور زر ریاض الجنتہ میں نماز جماعت کے



یہ جگہ مناسن نہیں ہے، بہت پہلے سے وہاں بیٹھنا چڑتا ہے، ہم نہایت آسانی سے یہاں اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں :-

۲۴ رمضان شریف ۱۳۸۳ھ ۶ فروری ۱۹۶۴ء پنج شنبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدینہ منورہ میں ہماری کتب جہاء الحق تفسیر سی وغیرہ بہت لوگوں کے پاس موجود ہیں، مسجد نبوی شریف میں درس شروع کر دینے سے لوگوں کو ہماری یہاں کی حاضری معلوم ہو گئی، بہت لوگ ملنے آ رہے ہیں، اسکاٹک کے دن بڑے ہی بہادر کے ہیں آج بوقت شب بعد نماز تراویح جلال مبارک کا دروازہ شرفی کھلا اٹھا، آغا صاحبان اندرون روزہ سطرہ جھاڑ دینے گئے، پوئیں کا پہرہ باہر باجالی مبارک کے باہر لوگ ٹھوڑا ت رہے جو اس منظر نظر کر رہے تھے، آغا صاحبان نے فرش مبارک تو اور جھاڑ دے صرف کیا اور اندرون دیوار شریف مور کے پروں کی جھاڑ دے صاف کی، غلاف شریف جو پھٹا ہوا ہے۔ جھاڑا۔ باہر لوگ اپنے سینے کھولے کھڑے تھے، اگر غبار پڑے، آغا صاحبان نے جھاڑ دے کر غلاف شریف پکڑ کر دیوار پر ہاتھ لکھ کر دعائیں مانگیں۔ باہر سے زائرین آئیں کہتے رہے۔ جب آغا صاحبان باہر نکلے تو لوگ ان کے ہاتھوں کو لپیٹ گئے، کوئی چومتا تھا، کوئی اپنے منہ اور سر پر پھیرتا تھا، عجیب رقت آمیز نظارہ تھا، ہر جمعہ کی شب کو اندر کی صفائی ہوتی ہے۔ مگر مسجد بند ہو چکنے کے بعد چونکہ رمضان شریف میں مسجد حرم بند نہیں ہوتی، اس لئے حجاج کو اس منظر کے دیکھنے کا موقع مل جاتا ہے، خوش قسمتی سے ہم کو بھی یہ نظارہ آج نصیب ہو گیا، اندر کا گرد و غبار آغا صاحبان آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، جو بعد میں حجاج بھاری قیمت سے ان سے خرید لیتے ہیں،

۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۶ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

آج جمعہ الوداع ہے، یہ مبارک دن ہوا کی طرح اڑے جا رہے ہیں پھر یہ ساتیں کہاں نصیب ہوں گی، اس دفعہ الحجاج محمد میاں صاحب سجادہ نشین داتا صاحب کی ہمراہی

سے بڑی برکتیں نصیب ہوتیں ملت اندر کی جھاڑو شریف کا نظارہ انہیں کے ذریعہ نصیب ہوا۔ نماز جمعہ میں سارا حرم شریف نمازیوں سے کچا کچھ بھر گیا۔ سلطان مراکش یعنی سلطان محمد ثانی مع اپنے وزرا کے زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں، ان کے لیے ریاض الجنۃ میں اگلی صفت کا نصف حصہ اور مہراب البنی خالی رکھی گئی ہیں، حاضرین کو وہاں سے جبراً ہٹا دیا گیا، بعد نماز جمعہ ان کے لیے روضہ پاک کھولا گیا۔ وہ مع اپنے رفقاء کے اندر حاضر ہوئے، پاکستان کے انسر جی محمد احسن خاں صاحب پشاوری بھی آج کل مدینہ پاک حاضر ہیں، ہر نماز ریاض الجنۃ میں پڑھتے ہیں، وہ بھی جہاں پاک کے اندر حاضر ہوئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہمارا درس روزانہ بعد نماز عصر برابر ہو رہا ہے، آج جمعہ خوب اچھا ہے، ہماری کتب خصوصاً جلاء الحق مدینہ منورہ میں بہت لوگوں کے پاس ہے، حاجہ غنیہ صاحبہ مدنی سے آج ملاقات ہوئی، وہ کہتے تھے کہ یہاں آپ کی کتب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے خاندانوں کو ہدایت دی ہے کہ چہیچھے وہابی تھے، اب پختہ سنی ہو گئے، چنانچہ حافظ عبدالرشید صاحب خیال پہلے پختہ وہابی تھے، جلاء الحق کے مطالعہ سے اب مع اپنے خاندان سنی ہیں، یہاں بہت لوگوں کو جلاء الحق کے مضامین حفظ ہیں۔

## ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ ۸ فروری ۱۹۶۳ء شنبہ

آج کوئی خاص قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا، اعتکاف کے دن بڑے مزے سے تیزی کے ساتھ گزار رہے ہیں، میاں محمد صاحب نے یہاں نجدیوں کی بے ادبیاں دیکھ کر ایک مفتی نجدی سے کہا کہ تم لوگ ایسے مردود ہو کہ تم میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے سردار کو بھیجا، مگر تم بے ایمانی ہی سہے، ہم پاکستانیوں میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہ بھیجا دلیوں سے کام چلایا تو ہم لوگ ایمان دار ہو گئے، نجدی بولا کہ تم نے ہماری بے ایمانی کیا دیکھی ہے، میاں صاحب نے فرمایا! تمہاری بے ادبی کہ تم قرآن کے اوپر جوتے بیٹے پھرتے ہو، تم لوگوں نے سارا حرم شریف جوتوں سے بھر دیا ہے، جو کوئی جہاں مبارک کو ہانڈ لگا دے تو تم اس کے

تیچھے پڑھ جاتے ہو، مگر لوگ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانے لگے رہتے ہیں، روڑھی پاک کی طرف ہٹ کر کے بلکہ پاؤں پھیلنا کر بیٹھتے ہیں، تم منع نہیں کرتے نجد کی لاجواب ہو گیا :-

۲۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۹ فروری ۱۹۶۴ء یک شنبہ

حرم مدینہ کے متعلق ہم کو جناب الحاج غلام حسین صاحب سے عجیب باتیں معلوم ہوئیں، مثلاً یہ کہ یہاں کچھ روڑوں کے موسم میں قطعاً بارش نہیں ہوتی، جس سے کچھ روڑوں کو نقصان نہیں ہوتا، یہاں طوطے، کھوٹے اور موزی جانور کچھ روڑوں پر نہیں پڑتے، کبھی کبھی دیگر غیر نہیں لگتا، سفر سکر! یہاں کے پھل ہر آفت سے محفوظ ہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا سحر ہے۔ ایک بدوی نے شکایت کی تھی، کہ بے وقت بارش نے کچھ روڑیں برباد کر دیں، تو فرمایا کہ کچھ روڑیں کا موسم کب ہوتا ہے، اس نے بتایا تو افسانہ ہو کر انشاء اللہ قیامت تک اس موسم میں یہاں بارش نہ ہو کرے گی اب تک وہ ہی ہو رہا ہے، نجدی حکومت نے مسجد نبوی شریف کے زمین حصہ شرقی، مغربی، شمالی، گرا دیئے ہیں، صرف جنوبی حصہ باقی ہے جس میں روڑھا طہر ہے، ان زمینوں میں اپنی نئی عمارت بنائی ہے جس پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا، اب بنتے ہی ساری عمارت پھٹ گئی ہے پھت چلتی ہے، جس میں لاک ڈال گیا، جو بہہ کر دیواروں پر آیا، اب بھی موجود ہے یہ عمارت میں سال بھی زنگ لے گا پرانے حرم شریف کا ملبہ پانچوں گڑوں میں استعمال کیا گیا، پچھ روپیہ لاک کے حساب سے فروخت ہوا، جو نجدیوں نے خرید کر اس سے اپنے پانخانے بنائے، باب سید نامہ کے پاس جو پانخانے وضو خانے بنے ہیں، اسی مسجد شریف کے ملبے سے بنے ہیں، جس پر سینکڑوں سال مسجد سے کوٹے ہیں، نئی عمارت کے روشنی کا خرچ نجدی حکومت اٹھاتی ہے، پرانے حرم شریف کا سارا خرچ اور لوگ اٹھاتے ہیں پانچ اس کے جھاڑ فائوس ایک بمبو پال کے مسلمان نے گواہی دی، ان کی روشنی کا خرچ اس پر ہی ہے، باقی، ٹیپوں اور ان کی پادر کا خرچ ہماری فاطمہ جناح صاحبہ سے ہی ہے، مقدہ سلم اب جو رنگ روغن گنبد خضر پر ہو رہا ہے، وہ ایک حبشی مسلمان نے کرایا ہے، سفر سکر نجدی حکومت پرانے حرم پر ہی کم خرچ کرتی ہے :-

## ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ۔ افوری ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج شب حرم شریف میں بڑی ہی رونق رہی، بہت سے حفاظ جو الگ الگ قرآن مجید سنا رہے تھے، ان کے قرآن مجید ختم ہوئے، مدنی کمپوزوں سے ہماری بھول بھرائی، نجدی خطیب غالباً کل انیسویں شب کو ختم کرے گا، کیونکہ آج اس کے اٹھائیس پارے ہوئے ہیں، اکیسویں شب حرم شریف میں تہجد کی جماعت نجدی امام اکرار ہے، جس میں علیحدہ ختم قرآن ہو رہا ہے صبح کی نماز چاشت و سلام سے فارغ ہو کر ہم آ رہے تھے، اگر الحاج میاں محمد صاحب گنبد خضر کے سامنے کھڑے ہوئے، بولے مفتی صاحب سلام پڑھو ہم نے اعلیٰ حضرت تھیں سرفو کا سلام مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام اور اپنا تراز و ولادت تحت ہے، ان کا تاج ہے، ان کا پڑھا، بڑی ہی رقت طاری رہی اور حضرات بھی جمع ہو گئے، آج کی ریلڈت عمر بھر یاد رہے گی،

## ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ۔ افوری ۱۹۶۴ء شنبہ

ستائیسویں رمضان شریف گنبد جانے سے ایسا محسوس ہو رہا ہے، کہ ماہ مبارک و دواع ہو گیا، اگرچہ حرم شریف میں غنق کا، هجوم بہت ہے، مگر اس کے باوجود رونق رمضان پہلی بیسی معلوم نہیں ہوئی، ہمارے درس میں رونق بفضیلتاً رمضان پڑھ رہی ہے، کل مسلیات اپنی پر تقریر ہوئی، الحمد للہ بہت لوگ مستفید ہوئے،

## ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ۔ افوری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج پاکستان میں ۲۷ رمضان المبارک ہے، ہمارے یہاں عرب میں ۲۹ ہے، آج لڑتے تزاروح اور تہجد دونوں میں نجدی امام کا قرآن مجید ختم ہوا یہاں ختم قرآن مجید میں چند چیزیں دیکھتے (۱) ختم قرآن مجید پر کوئی اہتمام نہیں، اندروشنی، دواع فاتحہ و ختم شریف و مسجد نبوی کی کوئی سہولت و شرمعی حکم ہے ختم قرآن میں ایک بار بسم اللہ بلند آواز سے پڑھے نجدی امام نے نہ پڑھی ہے ختم قرآن مجید کے الم کا پہلا کوع مضمون تک پڑھنا چاہئے مگر نجدی امام

نے بڑھا دانا س پر ختم کر دیا اس بعد ختم دعا مانگی چاہیے، مگر کوئی دعا مانگی، سلام پھیر کر گھر چلے گئے اور بیسویں رکعت میں دانا س تک پڑھ کر بہت لمبی دعائیں قریباً آدھ گھنٹہ تک پڑھتے رہے، دعائیں بہت رقت آمیز تھیں، امام خود بھی روتا تھا، بہت مقتدیوں کی بچی زندہ گئی تھی، اس رکعت میں دو تول درود آیا یہی جو قرآنی واثورہ وبقیرہ، ثورہ دعائیں پڑھیں، یہ بالکل نئی چیزیں ہیں، بعد نماز لوگوں نے امام کی پیشانی چومی، اس کے پیٹھے پوسے بھی کھڑے ہوتے بھی چلتے ہوئے بھی، یہ امام آتے جاتے کسی وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جال کے آگے رکھنا ہوتا ہے، اسلام پڑھتا ہے، سیدھا گنڈ جاتا ہے، اس کا راستہ ہی جال مبارک سے ہے، ہمارے میاں چھو صاحب اعتقاد کے ایام میں رات کو کبھی رات سے ہات بھر قدم مبارک کی طرف پیٹھے رہے، گل بعد نماز بصر حرم شریف میں جال مبارک کے سامنے ریاض الجنۃ کے متصل ختم بخاری ہوا ایک ماہ میں بخاری ختم کی گئی، ہم بھی شریک رہے بخاری مغربی مصحفی علماء کا اجتماع ہونا تھا، پاکستانیوں میں ہم تھے بعد ختم حاضرین میں حلوے کی پڑیاں تقسیم کی گئیں، عین افطار سے متصل دعا کی گئی، دعائیں بہت ہی لطف آیا، اس ختم کی وجہ سے ان علماء سے خوب ملاقات ہوتی رہی، خصوصاً مولانا محمد علی حکیم جنہوں نے مجھے اپنا پتہ بھی دیا، شارعیہ دینت ملاذقیہ، سوریر، قریب دمشق اور مجھے سخت تاکید فرمائی، کہ دمشق پہنچ کر لازماً ضرور آؤ، مجھ سے ضرور ملو، لطف رہے کہ یہاں حرم شریف میں تراویح میں رکعت ہوتی ہیں، بہت سے غیر مقلد صاحبان آٹھ رکعت پڑھ کر چلے جاتے تھے، مگر آج سب نے بیس رکعت پوری پڑھیں، درمیان سے کوئی نہ گیا، سالانہ حیرت حضرت صرف آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہیں، ہم احناف اپنے وتروں کی جماعت الگ کرتے ہیں:



## عید بیدینہ

یکم شوال ۱۳۸۳ھ ۳ فروری ۱۹۶۴ء پنج شنبہ

یہاں عید کا چاند دیکھنے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا، تمام سعودی عرب میں ریاض کی حکم پر عید منائی جاتی ہے، کل سب لوگ کہتے تھے، کہ یہاں چالیس سال میں صرف ایک بار میں ۳۰ روزے ہوئے، ورنہ ہمیشہ اتیس روزے ہوتے ہیں، اور کبھی پہلا روزہ تراویح نہ ہوا، اور کبھی عید بغیر تراویح کے نہ ہوئی، آخر شب یا صبح کو اعلان ہوتا ہے، کلاچ عید ہے، چنانچہ ہم نے بھی از ایلا کل ۲۹ رمضان بدھ کے دن باقاعدہ شب کو تراویح پڑھی گئی، جس میں امام نے پارہ الم پورا پڑھا، ہم نے رات کا اکثر حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی و سلام میں گزارا پھر سو گئے، رات کو سونے سوانو کچے یعنی پانچ بجے شب تو پیں چلنا شروع ہو گئیں۔ تمام منگھیں کو حکم لاکر فوراً اپنی جگہ خالی کریں، پندرہ منٹ میں سا ابا سوا، چادروں کا گاؤں اجڑا گیا، سامان ابر و طمانہ حضرت عمرؓ پر رکوا گیا، اس علاقے میں جھاڑو لگا کر پھر حرم کے قدامین بچھا دیئے گئے، ہم بھی الحمد للہ انگنٹا پورا کر کے اپنے گھر آ گئے، کچھ سوئے، پھر غسل و تبدیل لباس کر کے بارہ بجے شب حرم شریف پہنچ گئے، نماز فجر پڑھ کر لوگ اس ہی طرح بیٹھے رہے، تھوڑی دیر میں حرم شریف کھجا کچ بھر گیا، سڑکیں بھی بھر گئیں، غرض کہ عجیب پر لطف نظارہ دیکھا، اور گرفتار کا ہجوم ہے و بیچ میں روضہ رسول دہن کی طرح جلوہ گر ہے، حاضرین مل کر تیسرا کھم پڑھتے ہیں اور پھر پڑھتے ہیں، اللہم صل علی سیدنا محمد و آل سیدنا محمد و اوصحاب سیدنا محمد و اولادنا و ج سیدنا محمد و انصار سیدنا محمد و اہل بیتنا و اولادنا و سلمہ۔ اور ادھر کچھ لاڈ لے لے کر تین آدمی مل جل جاب میں تجیر شریف کہتے ہیں، ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھا تھا، سورج نکلنے ہی اشراق کے وقت نماز عید قائم ہو گئی، امام صاحب نے رکعت اول میں سات تجیریں، اور رکعت دوم میں قبل قرات پانچ تجیریں کہیں، بعد نماز بہت طویل نظر پڑھا، پھر لوگ جنت البقیع شریف کی زیارت کے لئے گئے ہم بھی گئے،

زائرین سے تمام جنت البقیع شریف بھرا ہوا تھا حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا غنی، اور جناب  
 سلیمہ دانی کے منارات پر ہجوم تھا، پھر گھر واپس آئے، خیال رہے کہ خطبہ میں امام نے اعلان کیا  
 بار اللہ اکبر کہہ کر پھر دوسرا مضمون شروع کیا، دوسرے خطبہ میں بار اللہ اکبر کہہ کر خطبہ پڑھا مدینہ  
 پاک میں چار دن عید منائی جاتی ہے، آج شام جناب محرم احمد بخش صاحب ہاجر سکنہ تیلور  
 خاص سندھ حال مدینہ طیبہ نے ہم کو اپنی کار عنایت کی، ہم معہ امیرہ الحاج میاں محمد صاحب  
 احد شریف کی زیارت کے بیٹے گئے، وہاں سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مصعب  
 بن عمیر کی زیارات کیں، پھر خاص پہاڑ پر گئے، راستہ میں دانت مبارک شہید ہونے والے  
 زخم کے علاج کیے جانے کے مقامات کی زیارات کیں، جہاں مسجدیں ہیں، جو نجدیوں نے  
 گرا دی ہیں، شکستہ حالت میں ہیں، پھر خاص پہاڑ پر چڑھ گئے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے بعد واقعہ جنگ احد دو تین دن آرام فرمایا، پہاڑ میں شگاف ہے، جس میں بمشکل دو آدمی  
 کھڑے ہو سکتے ہیں، دو نفل ادا کئے پھر حرم شریف اگر نماز عمر لاک، احد شریف سے  
 مدینہ شہر اور وسط میں گنبد خضر کو نظر ارہ ایسا دکش و حسین ہے جو بیان نہیں ہو سکتا، آج  
 دو پہر الحاج احمد صاحب کے ہاں ہم لوگوں کی دعوت ہوئی، جہاں حضرت مولانا احمد سعید صاحب  
 کاظمی، مولانا حافظ الحاج محمد شفیع صاحب اکاڈمی کی تقریریں اور حرم شریف کے  
 درس رکاؤ کئے ہوئے اور ستارہ صاحب گجراتی کی نعت اعظم صاحب کی نعت کے رکاؤ  
 سننے خوب لطف دبا بعد کھانے کے احد شریف گئے

## ۲ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۴ فروری ۱۹۶۴ء یوم جمعہ

اس سال کا رمضان ہمارا عجیب گذارتین روزے گجرات ایک روزہ لاہور میں تین  
 روزہ کراچی ایک روزہ جتدہ دو روزے مکتہ معظمہ اور باقی روزے مدینہ منورہ میں ہمارے  
 روزے ۲۷ ہوئے، کیونکہ یہاں رمضان دو دن پہلے شروع ہوا تھا، یہاں بدھ کو  
 پاکستان میں جمعہ کو اس بیٹے ہم نے دو روزے قضا کرنے ہیں، ایک آج کریں، ایک  
 انشاء اللہ مکمل کریں گے:

## ۱۳۸۳ھ ۱۴ فروری ۱۹۶۳ء اتوار

ریڈیو نے خبر دی ہے کہ پاکستان میں عید گل ۵ فروری ہفتہ کے دن ہوئی، باقی سب عرب ممالک میں ۳ فروری جمعہ کے دن ہوئی صرف حجاز مقدس میں ۱۳ فروری جمعرات کو نجدیوں نے عید کرائی، معلوم ہے کہ موجودہ خطیب مسجد نبوی شریف عبدالعزیز عالم بھی ہے، حافظ بھی ہے، قاری بھی ہے، اور میں الادارۃ العدریہ بھی، تناضی القضاۃ یعنی ٹینشن جج بھی اسی کے حکم سے قتل کی سزا دی جاتی ہے، اس کی تنخواہ پانچ ہزار ریال ماہوار ہے سنیوں کے سوا ہر مذہب میں امام کی بڑی حیثیت ہے، سنی ہی وہ جماعت ہے جس کے نزدیک جاہل بے شرح پیروں گانے بجانے والے قوالوں کی عزت ہے، اربے لام و خطبہ، وہ محض روٹی مانگ کر گزارہ کرنے کے لیتے ہیں، رب تعالیٰ ہم لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمادے، ہم نے موجودہ سنیوں کی حالت دو شعروں میں یوں عرض کی ہے

شعر

اہل سنت بہر قوالی و دعاس  
خرچ سنی ہر قبور و خاںقاہ

دیوبندی بہر تصنیفات و درس  
خرچ نجدی ہر علوم و درگاہ

## ۱۳۸۳ھ ۱۸ فروری ۱۹۶۳ء بروز منگل

آج شب الحاج غلام حسین صاحب کے ہاں جلسہ عید میلاد النبی ہوا، جس میں ہماری تقریر ہوئی، **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْمُسُكَ شَاهِدًا** الخ مقام نبوت کے موضوع پر ہوئی۔ **أَحْمَدُ لِلَّهِ** عام اہل مدینہ بڑے جذبہ کے لوگ ہیں، بہت شوق سے تقاریر سنتے ہیں، اور اردو خوب سمجھتے ہیں، اردو نعت خواں بھی بہت کافی ہیں، الحاج حضرت محمد حسین صاحب رمز نے اردو میں بہت اعلیٰ درجہ کی جناب کیفیت کی نعت شریف پڑھی، دیگر نعت خواںوں نے بھی نعت شریف پڑھیں، قیام و سلام پر میلاد شریف ختم ہوا، مگر معظمہ سے بعض احباب تقریر میں شرکت کرنے آئے تھے، وہ ہماری تقریر خطیب کی، حاجی غلام حسین

ساجی غلام حسین ریکارڈ کر کے اجاڑے گئے ہیں، یہ تقریر بھی تقریر ریکارڈ کر مائی غلام حسین



صاحب نے دوران میلاد میں بار بار چائے تقسیم کی، بعد میں اعلیٰ درجہ کی مٹھائی اپنی دکان کی اور کمرہ آمدنی تقسیم فرمایا، وہاں ہی الحاج فیض محمد صاحب نے جو ہمارے میزبان ہیں، انہوں نے جلسہ میں اعلان فرمایا کہ شب جمعہ کو مفتی صاحب کی تقریر مسجد اجابہ کے پاس جو ہم نے مسجد بنائی ہے، وہاں ہوگی، اور جلسہ پھر دو ٹوٹی شتم ہوا:

## سوال ۱۳۸۳ھ ۱۹ فروری ۱۹۶۴ء بروز بدھ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں مجلس میلاد شریف منعقد ہوئی، جس میں تمام عمری حضرات نے باری باری سے نعت شریف پڑھیں حتیٰ کہ عربی کلام تمام کلاموں کا امام ہے، ایسی پر کیفیت نعتیں اس سے پہلے کم سنتے ہیں آئی ہیں، بہت سلیقہ سے نشست کا انتظام کیا گیا تھا بار بار چائے پیش ہوتی تھی جناب الحاج محمد حسین صاحب معرفت رمنو کی نعت بہت ہی اعلیٰ درجہ کی، سید السادات متہلی الغایات میں تعریف نہیں کر سکتا، مجمع، یا حبیبی، علاوہ، کرم، کرم، کرم، کرم، طیب کی صدائیں بلند ہوئی تھیں، غرض کہ عجیب پر کیفیت منظر تھا، آج ہم بیرون مدینہ کی زیارات کو حاضر ہوئے، یہ عثمان کو دیکھا، وہاں کی تو دنیا ہی بدل گئی ہے، وہاں حکومت نے گاندھی گارڈن کراچی کے مقابلہ کا باغ لگایا ہے آلاب میں چڑیا گھر ہے، جس میں ہر قسم کی مرغیاں، بطخ، ہنس وغیرہ جانور ہیں، حد ہا اندر سے روز بوتے ہیں، یہ گھنڈے کے اندر بجلی کے ذریعہ بچے نکالے جاتے ہیں، بہت زیادہ دودھ دینے والی گائیں پرورش کی گئی ہیں، ان کا سب کا علیحدہ علیحدہ بنایا گیا ہے، جس میں انگریز بھی ملازم ہیں اور پیر عثمان سے قریب قلعہ الملک یعنی شاہی محل ہے، اسی سے متصل جامعہ اسلامیہ کے نام سے بڑا کالج ہے، جہاں ہر ملک کے طلبہ پڑھتے ہیں، ہر طالب علم کو تین سو ریال ماہانہ وظیفہ ملتا ہے، دو سال کے بعد انہیں دو ماہ کے لیے وطن بھیجا جاتا ہے، ہوائی جہاز کا ٹکٹ اور مصروف سفر بذمہ حکومت، ہوتے ہیں، پانچ سال کا کورس ہے، مدرسے میں تمام بدترین قسم کے وہابی ہیں، آج کل جامعہ میں تعطیل ہے، اس لیے ہم تعلیم نہ دیکھ سکے، اس کے بعد مسجد شندق، مسجد فتح، مسجد سلمان فارسی، مسجد ابو بکر، مسجد عمر، مسجد علی، مسجد فاطمہؓ

غرض کہ چھ مساجد کی زیارات کیں، پھر مسجد قبلتین پھر مسجد قبا شریف کی زیارات کر کے قریباً گیارہ بجے پاکستان ٹائم سے واپس گھر آ گئے۔

### ۸ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۱ فروری ۱۹۶۴ء جمعرات

آج ہم مدینہ منورہ کے بازار میں گئے، ایک قیمتی گھڑی انجلس خریدی ہماری رباط میں ایک صاحب محمد مسلم خاں، سکریٹری ڈھاکہ، مشرقی پاکستان کے مقیم ہیں، وہ جامعہ اسلامیہ میں پڑھتے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ جامعہ اسلامیہ میں پانچ سو طلباء ہیں، ۲۰ مدرسین ہیں، مدرس اعلیٰ کی تنخواہ نو ہزار ریال ماہوار ہے، باقی کی تین ہزار کسی کی دو ہزار کسی کی ایک ہزار تین مدرسین پاکستانی ہیں، اور ۵۵ ملکوں کے طلباء ہیں، جمعہ میں امریکہ، روس، انگلینڈ کے طلباء بھی ہیں، ہر ایک ملک کا طالب علم اپنے ملک کے سعودی سفارت خانہ میں درخواست داخلہ دے۔ پھر کوئی بڑی سفارش ملے، تب داخلہ ہوتا ہے، جامعہ میں بورڈنگ ہاؤس دارالافتاء سے بھی ہے، جو وہاں رہنا چاہتے اسے کمرہ درمی، میز، کرسی، روشنی، پانی مفت ملتا ہے، کھانے کے لیے ٹوٹل ہے، جو مدینہ منورہ شہر میں رہنا چاہے، اس کے لیے سرکاری بس لانے پہنچانے کو مفت ہیں، مدرسین کے لیے کاریں مفت، نو سال کا کورس ہے جامعہ کو قائم ہوئے ابھی دو سال ہوئے ہیں، اس جامعہ میں پندرہ رمضان سے پانچ شوال تک اور حج میں پندرہ روز کی باقی جمعہ کی چھٹیاں ہوتی ہیں، گرمی میں ساڑھے تین ماہ کی تعطیل ہوتی ہے،

### ۹ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۱ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

آج شب کو مسجد اجابہ کے پاس جو مسجد ہمارے فیض محمد صاحب نے بنوائی ہے، وہاں میلاد شریف میں ہماری تقریر تھی، ہم نے رسالت کے مفہوم اور مقام رسول پر ایک گھنٹہ تقریر کی جو مولانا فضل الرحمن صاحب ابن مولانا ضیاء الدین صاحب نے ریکارڈ ڈلی، پھر خود مولانا نے عربی میں بہت شاندار طریقہ سے میلاد شریف پڑھا، عربی

سلام تیار کر کے بعد میں عربی قصائد نعتیہ پڑھے گئے، بہت لطف آیا، اعلیٰ درجہ کی مدنی چائے بعد میں مدنی لٹو تقسیم کئے گئے، تہنائیش محمد نے خرچ کیا، ایک دہائی غلام رسول نے میلاد شریف کو بدعت کہا۔  
تو ہم نے بدعت کے متعلق مفصل گفتگو کی جس پر وہ خاموش ہو گیا۔

## ۱۱۔ اشوال ۱۳۸۳ھ ۲۲ فروری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہم بعد نماز فجر سلام عرض کر کے فارسلع اور مسجد الوداع زیارات کے لیے حافظ غلام نبی صاحب کے ہمراہ سیدل گئے، فارسلع پر پہنچ کر نعت شریف اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا سلام پڑھا، بہت رقت طاری ہوئی فارسلع جبل سلع میں ایک غار ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل کئی دن تک عبادت اور گریہ زاری کی، جس کی وجہ ہے، اس پاس کے جانوروں نے کھانا چھوڑ دیا، کانت کی بخشش کی دعائیں فرمائیں، جانے آنے کے لیے نہایت تنگ سوراخ سا ہے، ترکوں نے وہاں چھوٹا سا قبر بنا دیا ہے جو اب تک بفضلہ تعالیٰ نجدیوں سے محفوظ ہے، ہم بے تکلف اس سوراخ میں اس لیے داخل ہوئے کہ ان تپھروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے یقیناً مس ہوا ہے، مسجد الوداع وہ جگہ ہے، جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کرام کو پہنچانے سیدل اتے تھے، جن کو کسی جگہ کا سا مقرر فرما کر بھیجتے تھے، اسے شہیۃ الوداع کہتے تھے اب اس مسجد سے متصل کلاوی کوٹلے کی منڈی ہے، اور بسوں کا اڈہ ہے جہاں بسوں والے پکارتے ہیں، شوک، شوک، خیر، خیر، ریاض، ریاض، یہاں سے خیر کا لایہ ۱۵ اریل شوک کا تیس ریال ایک طرف کا بلیتے ہیں، ان کے منہ سے خیر اور شوک کی آوازیں بہت پیاری معلوم ہیں، اب تک ہم اڈوں پر گجرات لاہور کی آوازیں سنا کر تے تھے، آج ہمارے کانوں نے یہ مبارک آوازیں پہلی بار سنی ہیں۔

## ۱۱۔ اشوال ۱۳۸۳ھ ۲۳ فروری ۱۹۶۴ء یک شنبہ

آج فجر تلاوت سے فارغ ہوئے، الحاح میاں محمد صاحب لاہوری

حرم شریف میں ملے کہنے لگے چلو زیارات کرائیں، چنانچہ ہم چھ سات آدمی مسجد مبارک گئے، جسے اہل مدینہ مسجد نبلہ کہتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے مبارک فرمایا تھا، اور نجرانی عیسائی مبارک ذکر رکھتے تھے، اسی جگہ ترکوں نے مسجد بنوائی تھی، جو نجدی حکومت نے گرا دی ہے، گری ہوئی پڑی ہے، وہاں کئی جگہ پتھروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حجر کی ٹاپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف، کہنی مبارک سر شریف کے نشانات موجود ہیں، نجدیوں نے چھینی نسنے دو نشانات مٹا دیئے ہیں مگر کشتاب بھی موجود ہیں، راہ میں ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصواک قبر ہے، جس پر عمارت تھی مگر نجدیوں نے گرا دی ہے، گری ہوئی عمارت موجود ہے، پھر مسجد گئے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے بیٹے تین دعائیں فرمائی تھیں، جن میں سے دو دعائیں قبول ہوئیں، یہ مسجد مبارک اور جنت البقیع کے کچھ آگے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے آج برخوردار مصطفیٰ میاں سلسلہ کا خط گجرات سے اور برخوردار میاں سلسلہ کا خط کراچی سے آیا، اور جہاں کا خط آنسوؤں سے بھیگا ہوا ہے، اور بہت ہی دردناک مضمون بارگاہ رسالت میں تحریر کیا ہے، کہ میرے پاس اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے سواء اشک عقیدت کے اور کچھ نہیں زحمن عمل ہے، نہ قابل قدر عقیدت ہی ہے، یہ فقیر شاہ کوئین بارگاہ میں کیا پیش کر سکتی ہے، اس خط کے الفاظ دل کے جوش عقیدت کی غمازی کرتے ہیں، یہ خط ہم نے بار بار پڑھا اور بارگاہ رسالت میں اس کا مضمون پیش کیا، خدا کرے قبول ہو جائے:

۱۲ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۶۴ء سنہ شنبہ

آج رات جناب الحاج خلد بخش صاحب کے ہاں ہماری تقریر ہوئی، شاہد ا کے معنی پر تقریر تھی، آج کے جلسہ میں مجمع بہت تھا، بہت لطف آیا، اعلیٰ درجہ کی بالوشا ہیاں تقسیم ہوئیں، بہت نفیس چائے بار بار پلائی گئی:

### ۳ اشوال ۱۳۸۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء شنبہ

آج صبح ہم حافظ غلام نبی صاحب و احمد دین صاحب کے ہاں ہمراہ پچھتر مسجد قبائلی کی زیارات کے لیے گئے، مسجد قبائیں حکومت کی طرف سے وضو، استنجا کا پورسین طرز کا نہایت شاندار انتظام ہے، مدرسے بھی قائم ہیں، مسجد قبائے قریباً دو فرلانگ جانب مشرق مسجد شمس ہے، جس کے متعلق مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ڈوبا ہوا سورج واپس فرمایا تھا، والد اعلیٰ علم پر مسجد بھی نجدیوں کے ہاتھوں اب ٹوٹی پڑی ہے، اس سے ایک فرلانگ پر بیرنگس ہے، جو خشک کر دیا گیا ہے، اس کو زیر پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رغبت سے پیتے تھے، اسی کوئیں کے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات غسل دیا گیا، ان مقامات کی زیارات کے لیے گئے، قبائیں کھجوروں کے باغ انگوروں کے کھیت دیکھے، تاہم نظر انگور کے کھیت تھے، ابھی نہ کھجوروں کا موسم ہے نہ انگور کا، پھر ہم قبائے جانب مدینہ منورہ پیدل واپس ہوئے، راستہ میں مسجد جمعزوں ٹوٹی پڑی ہے، یہ وہ مسجد ہے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ ادا فرمایا، پہلے یہ ٹوٹی پڑی تھی، اب کسی شخص نے یہاں نہایت شاندار کوٹھی بنا لی ہے، اور اس کے ساتھ یہ مسجد بھی بنا دی ہے، پھر اس سے قریب ہی مسجد جمعہ میں ٹوٹی پڑی ہے، یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر قبیلہ بنی حجار کی بچیوں نے دفت بجا کر استقبال کی گیت گاتے تھے، یہ مسجد ٹوٹی پڑی تھی، گنجا ب بنا دی گئی ہے، پھر وہاں سے پیدل مدینہ منورہ آئے، قبائیں میں پیدل جانے میں بہت زیادہ زیارات بیٹھ رہے ہو جاتی ہیں،

### ۴ اشوال ۱۳۸۳ھ ۲۶ فروری ۱۹۶۳ء چہار شنبہ

ہم روزانہ نماز تہجد صبح کے سامنے علی جگہ جہاں چھوٹی ٹی سی محراب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تہجد ہے، وہاں پڑھا کرتے تھے، لوگ بہت شوق

سے وہاں جمع ہو جاتے تھے، پھر آج وہاں نجدی سپاہی کھپہرہ منگھل کسی کو وہاں نقل نہ پڑھنے دے، سپاہی نے اس جگہ نماز پڑھنے کو ممنوع و حرام کہہ کر ہم لوگ کو روک دیا،

### ۲۱ سوال ۱۳۸۳ھ ۲۷ فروری ۱۹۶۴ء پنج شنبہ

بیچئے آج اس جگہ نماز تہجد جائز ہو گئی، آج وہاں پولیس کا پیرہ نہیں ہم لوگوں نے عمدہ تعالے وہاں ہی تہجد ادا کی، حکومت کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں آج ایک چیز حرام و ممنوع ہے، گل وہ بھی چیز حلال و مباح ہے۔

### ۲۲ سوال ۱۳۸۳ھ ۲۸ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

یہاں حضرت امیر حمزہ کی شہادت ۱۶ شوال کو مانی جاتی ہے کتب میں جنگ اُحد ۱۶ شوال ہے، چنانچہ آج بہت لوگ جبل اُحد حضرت حمزہ کی زیارات کرنے گئے، مگر پولیس نے وہاں نقل لگا کر کسی کو زیارت نہ کرنے دیں کہ نہیں سرس میں شمار نہ ہو جائے، آج شب مدینہ منورہ میں جگہ جگہ جلسے و مجلسیں منعقد ہوئی، خدا بخش صاحب کے ہاں فضائل صحابہ، فضائل صدیق اکبر و امیر حمزہ کے موضوع پر ہماری تقریر رکھی گئی، جس میں بہت بڑا مجمع تھا، ہم دوران تقریر میں عرض کیا، کہ جیسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوق ہیں ویسے ہی حضور سے نسبت رکھنے والی ہر چیز افضل ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ کو تمام نیویوں کے شہروں سے افضل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن تمام نیویوں کی کتابوں سے افضل، حضور کے صحابہ و اہل بیت تمام نیویوں کے صحابہ و اہل بیت سے افضل ہیں، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تمام نیویوں کے زمانوں سے افضل وہ ہے، کہ رُب تعالیٰ نے حضور کے زمانہ، حضور کے شہر حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قبروں کی خاک کی قسم ارشاد فرمائے، فرمایا، لا اقسسہ بطلت البلد اور فرمایا والعصا اور فرمایا فلا اقسسہ بمواقع النجوم :- دیکھو مواقع النجوم، یعنی تاروں کے غروب ہونے کی جگہ کیا ہے، صحابہ کرام کی قبریں ہیں، صحابہ کرام تاروں سے ہیں،

ان کی قربان کے غروب ہونے کی جگہ اور عرض کیا کہ حضرت انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں، ان میں رسول تین سو تیرہ اور ان میں مرسل چار، پھر ان چار میں افضل المرسلین ایک اس طرح صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں، ان میں اصحاب بدر تین سو تیرہ ان میں خلفاء راشدین چار ان چار میں افضل اثنی عشر بعد رسل حضرت صدیق ہا ایک اور عرض کیا کہ خیر القرون قرنی میں ق سے صدیق کی طرف رہے، عمر کی جانب رہا ان سے عثمان کی طرف کی سے حضرت علی کی طرف اشارہ ہے، اور عرض کیا کہ درگ کتب یکم کھی لکھائی انبیاء کا گوئیں، مگر آیات قرآنیہ اکثر صحابہ کرام کے واقعات پر نازل ہوئیں، چنانچہ آیت تیمم حضرت صدیق کے بارگم جانے پر آئی، اور رمضان میں سحری تک کھانے کی اجازت حضرت ابوہریرہ کے واقعہ پر رمضان کی رات میں یوں سے صحبت کی اجازت حضرت عمر کے واقعہ پر نازل ہوئیں، تاکہ صحابہ کا احسان باقیامت مسلمانوں پر رہے، نیز جمع قرآن کا کام صلحہ سے لیا گیا قرآن صحیفہ والا رب، لانے والے حضرت جبرائیل، لینے والے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اور امت تک پہنچانے والے صحابہ رضہ ہیں، اگر ان میں سے کسی میں شک ہو جاوے تو قرآن مشکوک ہو جاوے گا، پھر حضرت صدیق و امیر حمزہ کے فضائل حضرت بلال کی آزاد کی پر گشتگوئی، سید الشہداء کا ایسا فیض ہوا کہ رنگ جم گیا لوگوں کی چپکیاں بندھ گئیں، بہت لطف رہا، صادق و صدیق کے فرق بیان کرنے میں بہت لطف آیا، کہ صادق وہ جو جھوٹ زبوں سے، صدیق وہ جو جھوٹ زبوں سے، صادق وہ جو کلام کا سچا، صدیق وہ جو کلام کا کام بہان سچا ہو، صادق وہ کہ جیسا واقعہ ہو وہ کہے صدیق وہ جو کہہ دے واقعہ ایسا ہی ہو جاوے، اس پر قرآن و حدیث گواہ ہیں، دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کی رہائی، اور دوسرے قیدی کو سولی کی خبر دے دی، ایسا ہی ہوا، اس لیے اس قیدی نے کہا یوسف ایہا الصدیق، یوں ہی حضرت ابو بکر رضہ نے مالک بن سنان جو شہید ہو چکے تھے، ان کی زندگی کی خبر دے دی، تو رب نے انہیں زندہ کر کے صحیح دیا، دیکھو ان کی قبر مدینہ پاک میں ہے، جس کی زیارت ہوتی ہے۔



۱۷ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۹ فروری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہمارے محترم دوست صالح سعید صاحب ہم کو بدر شریف کی زیارات کے لئے لے گئے، نہایت نفیس کا صبح ہی لے آئے، اپنے ساتھ بیوی ساس پانچ بچے ایک لڑکا نندا اور چار لڑکیاں، مریم، آمنہ، یحییٰ وغیرہ کو ہمراہ لیا، ایک بگری جھٹ سے فروٹ کھانے کے لئے روٹیاں راہ میں منہ بام میں تقسیم کرنے کے لئے روٹیوں کی بورکی اور بادرچی، سمراہ یاروان ہو گئے، راہ میں سیر، عودہ، امیر علی القریش، منزل براجی وغیرہ منتر لیں پڑیں، قریباً بارہ بجے پاکستانی ٹائم سے ہم بدر شریف پہنچ گئے، آج ہم پہلی بار اپنی عمر میں اس واد کی مقدس میں آئے جاتے ہی بکافرح ہوا، کھانا تیار ہونے لگا، راہ میں بدوئل کی چھوٹی پڑیاں نظر آئیں، جہی کے بچے عورتیں لب رشک، بگریاں چراتے، صالح صاحب ان کی طرف روٹیاں پھینکتے رہے، تین گھنٹہ میں ہم بدر پہنچے ۛ

## بدر شریف کے حالات

مقام بدر کی اہمیت تمام اہل اسلام خصوصاً علماء اسلام سے مخفی نہیں، یہاں ہی اسلام کا پہلا جہاد ہوا، یہاں ہی ابو جہل ملعون، دو مسلم بچوں، معاذ ابن عفراء اور سہاق بن عمرو کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا، یہاں چوٹی کے سرداران کفار قریش مارے گئے، گویا یہاں اسلام کی جڑ قائم ہوئی، یہاں کا ہرزہ مومن کی آنکھ کا سرمہ ہے، بہت عرصہ سے یہاں کی زیارت کی ترغیب جو رب تعالیٰ نے آج پوری فرمائی، عتہ بدر شریف مکہ معظمہ کے راستہ پر ہے، اب بدر اس راستہ کی ایک منزل ہے، عتہ بدر شریف مدینہ منورہ سے ایک سو اترتالیس کیلو ہے، ایک سو کیلو پچھتر پاکستانی میل ہوتے ہیں، مدینہ منورہ اور بدر کے درمیان کل چند منتر لیں ہیں، آج کل چونکہ حجاج نہیں آتے، اس لئے منزلوں پر سون سان ہے، عتہ بدر شریف میں اچھی خاصی آبادی ہے، وہاں پانی کے چشمے بہت ہیں، چشمے کیا ہیں، زمین دودنہر ہے، جو جگہ جگہ سے کھول لی گئی ہے، سرکاری اسکول ہے،



جس پر لکھا ہے، المدینۃ السعودیہ فی البدر۔ لب سڑک نئی مسجد بنائی گئی ہے، مدینہ طیبہ سے کمرے معظمت تک ٹنگ کی بہت بھڑی سڑک ہے، جو پاکستان جرینلی سڑک کی طرح پختہ صاف و ستھری ہے، جیسے پشاور و کراچی کے درمیان کی سڑک، عت بدر سے آگے ستورہ منزل ہے، جہاں سے مقام ابواء ہے صرف تیس کیلو، جانب شمال ہے، ابواء میں ایک پہاڑی پر حضرت آمنہ خاتون والدہ ماجدہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور ہے وہاں کی حاضری تمنا ہے رب تعالیٰ وہاں کی حاضری نصیب فرمائے اب ابواء کا نام حیر ہے، دونوں نام مشہور ہیں، عت خود بدر اور بدر کے راستے میں کھجوروں کے باغات اور باغوں کے درمیان گندم وغیرہ کے کھیت بہت ہیں، پہاڑوں کے دامن میں یہ ہرے بھرے باغ بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں، یہاں پٹرول پمپ بھی ہے یہاں موٹریں ٹھہر کر پٹرول لیتی ہیں، عت بدر میں حسب ذیل زیارت گاہیں ہیں، مسجد عربیہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت صحابہ کرام کو مسلمانوں کی فتح و نصرت کی دعا کی، اب اس جگہ حکومت نے جامع مسجد بنا دی ہے، یہ جگہ سڑک سے کچھ دور ہے، دوسری وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے کچھ پہلے مسجد فرما کر دعاء نصرت فرمائی، جناب صدیق نے آپ کو مسجد سجے اٹھایا، پھر اپنے ٹھہر کر کفار کی طرف پھینکے جو ان سب کی آنکھوں میں بڑے، اس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا اذْهَبْ فَاَنْصُرْ رِجْسًا مِّنْ دُونَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ، یہاں بھی مسجد ہے، اور گنج شہیدان جہاں ۱۳ شہید دفن ہیں، چودھویں غازی جو زخمی تھے، مدینہ منورہ پہنچائے جا رہے تھے، مقام حراء میں ان کا وصال ہو گیا، وہیں دفن کئے گئے، حراء مدینہ پاک و بدر کے درمیان ہے، یہ گنج شہیدان بالکل ٹھا دیا گیا ہے، اس پاس چھوٹی سی چار دیواری بہت شکستہ حالت میں ہے تمام قبری نجدیوں نے کھود ڈالی ہیں، اس چار دیواری میں ریت بھری ہوئی ہے مگر نائزین اسی ریت کے ڈھیر کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں، یہ گنج شہیدان سڑک سے قریب ایک میل جانب جنوب ہے، اس گنج شہیدان سے متصل ایک بہت اونچا ٹیلہ ہے غالباً یہ مسجد ہے، جو نجدیوں نے ڈھا کر برباد کر دی، بڑے بڑے پتھر بچرے پڑے ہیں، ہم نے اسی ناہموار

زمین پر تھپڑوں کے درمیان بمشکل دو رکعت نفل پڑھے، تمنا تھی وہاں بیٹھ کر تلاوت و ذکر کرتے، مگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ رکزہ پوری نہ ہو سکی، نجدیوں کی جانوں کو دماغیتے چلے آئے اس وقت بدرین گل میں مسجدیں ہیں، مسجد عربیہ، مسجد لاقہ، مسجد سعودیہ، جوبل سڑک ہے، کنواں بدرین کے نام سے اس میدان کا نام بدر ہے، وہ باگل ڈپڑے ہو چکا ہے، گنگ ہشیدال کے پاس جو شکتہ اونچی مسجد ہے، یہ جگہ ہے، یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین کفار بدر کے ہلاک ہونے کی جگہ لکھتے دن پہلے بتادی تھی، کہ گل یہاں ابو جہل سے لگا، یہاں ابولہب، یہاں امیر ابن خلف، ہم نے آج کی نماز ظہر اور نماز عصر بدرین پڑھی، اور نماز مغرب راستہ میں قریشیہ منزل میں باجماعت ادا کی واپسی میں راستہ میں کاوشچر ہو گیا، کچھ دیر اس کی درستی میں لگی مشاء کے وقت مدینہ منورہ لوٹ آئے حرم شریف سے لوگ نماز پڑھ کر نکل رہے تھے، کہ ہم پہنچ گئے۔

## ۱۸ شوال ۱۳۸۳ھ یکم مارچ ۱۹۶۴ء یک شنبہ

آج شب کو ہماری تقریباً حاج غلام حسین صاحب کے مکان پر رہنے بڑا اہتمام فرما رہے ہیں، آج ہم کو ہمارے معلم غلام جیدر صاحب جیدری لہجہ نکی کار میں اپنا باغ دکھانے بعد عصر لے گئے، مسلم صاحب کے دو باغ نہایت شاندار ہیں یہ باغ میل احد پر حضرت امیر حمزہ کے مزار شریف کے پاس ہے باغ میں مسجد بنوا رہے ہیں، قریباً آٹھ بیگہ میں کھجور کا باغ ہے، درمیان میں سبز جاواں ہیں، کنواں درمیان میں ہے، جس میں ٹیوب ویل لگا ہے، نہانے کے بیٹے حوض ہے، یہ نظارہ چھت روز تک یاد رہے گا، اس باغ کا پودینا اور سبز مرچیں معسّم صاحب نے ہم کو مرحمت فرمائیں، پودینہ بہت خوشبودار ہے۔

## ۲۱ شوال ۱۳۸۴ھ ۴ مارچ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج میاں الحاج محمد صاحب نے ہم کو مدینہ پاک کے عوالی کی ایسی

زیارات کرائیں، جو اس سے پہلے تین جگہوں میں کچھ نیم سیر یہودیوں نے تھیں، اور عوام جمگٹے کو میسر نہیں ہوتیں، چنانچہ ہم نے مدینہ منورہ کے جنوبی جانب شہر سے متصل ایک باغ میں بیر عریس کی زیارت کی، یہ کنواں ایک سرسبز باغ میں ہے، جسے نجدی حکومت نے خشک کر دیا ہے اور اس کی بجائے قریب ہی دو سرائے کنواں کھول دیا ہے، جس میں ٹیوب ویل لگا ہوا ہے، اس کنویں کے متعلق یہاں روایت سنی کہ اس کنویں کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا، اور وفات اسی کے پانی سے غسل دیا گیا، اس سے آگے وہ میدان ہے۔ جہاں کی مٹی کی خاک شفا کی مکیاں بنائی جاتی ہیں، یہ مٹی سفید ہے، اب وہاں حکومت نجدی اس میدان میں مدینہ شہر کے سارا کوٹھا چھکواتی ہے، کہ کوئی شخص یہ مٹی داٹھا سکے ہم اللہ اس میدان میں گندگی کے ڈھیر دیکھے، اس میدان سے متصل ایک چھوٹا ہے، لوگ یہاں سے تبر کا مٹی لے جاتے ہیں، ہم بھی وہاں سے سفیدی تبر کے بیٹے لائے، اس مٹی کا طعم یہاں مشہور ہے کہ غزوہ بدر کے کچھ زخمی صحابہ اس میدان میں واپسی کے وقت لوٹے تھے، تو فی الفور انہیں شفا ہو گئی تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کھڑے ہو کر دعا فرمائی تھی، یہاں سے قریب نصف میل فاصلے پر بیر عریس ہے، جو نجدیوں نے خشک کر دیا ہے، ترکوں نے اس کنویں میں بیڑھیال بنا دی ہیں، اس میں کچھ پانی ایک گوشہ میں ہے، کنویں کے ارد گرد بہت سی یہاں ہیں، اس سے متصل ترکوں کی بنائی مسجد ہے، جسے مسجد الامین العظیمہ کہتے ہیں اس کے متعلق یہاں سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہاں تشریف لاتے پانی سے وضو کرے مسجد کی جگہ آرام فرماتے تھے، ہم کنویں میں آگئے، پانی پیا کچھ پکے بیر کھائے، مسجد میں نوافل پڑھے، یہاں سے قریب آٹھ فرسنگ پر باغ سلمان ہے، جس میں کھجور کے دو درخت وہ ہیں، جن کا تخم خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بویا تھا، یہ دو درخت تمام باغ میں مشکل و صورت میں ممتاز ہیں، اس کے پل نیریہاں کھجور کتی ہیں، ہم کو آٹھ پل ملے اس باغ کے متعلق ہم نے یہاں یہ روایت سنی کہ حضرت سلمان فارسی کہہ بہودی کے غلام تھے، جب سلمان ہو گئے۔ تو اس یہودی کو اپنے دعوت اسلام دی، وہ بولا میں حضور کا یہ معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں، کہ آپ

آپ میرے اس باغ میں کھجوریں بوئیں اول ایک ماہ میں درخت تیار ہو کر بار آور ہو جائیں ہتب  
 میں ایمان لاؤں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معجزہ دکھا دیا، وہ یہودی مسلمان ہو گیا، اور یہ  
 باغ حضرت سلمان کو دے دیا، اور انہیں آزاد کر دیا، حضرت سلمان نے یہ باغ وقف کر دیا  
 یہ درخت تین تھے، جن میں سے اب دو ہیں، اس باغ سے قریب ہی مسجد فیض ہے، کہ جب  
 شراب حرام ہوئی، تو صحابہ کرام کی ایک جماعت شراب نوشی میں مصروف تھی، انہوں نے  
 حرمت کا اعلان سنتے ہی تمام گھر سے شراب کے توڑ دیئے، سب سے پہلے شراب کے برتن ز  
 یہاں توڑے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حرمت کی خوشخبری دی، اس مسجد کے  
 محراب میں ایک سیاہ پتھر لگا ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں، ہاتھوں کے  
 نشان ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کو مطہی شریف میں لے کر چوڑا، تو اس سے  
 پانی پکا، پتھر کی شکل بھی بتا رہی ہے کہ اسے مٹھی سے چوڑا گیا، ہم نے یہاں نفل پڑھے، اس  
 سے دو فرلانگ فاصلہ پر مسجد ام ابراہیم ہے، یہ جوہ جگہ ہے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے فرزند ابراہیم ایک دائی کے ہاں پرورش پاتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 اکثر انہیں دیکھنے یہاں تشریف لاتے تھے، یہاں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی گود میں آنے کا انتقال ہوا، یہاں ترکوں نے مسجد عالی شان بنوا دی ہے، نجدی حکومت  
 نے وہ مسجد گرائی تو نہیں مگر اس کے گرد دیوار کھینچ دی ہے، تاکہ کوئی وہاں نماز نہ پڑھ سکے  
 ہم اس مسجد کی زیارت کر کے آگئے، اس علاقہ کو عمالیہ دینہ کہتے ہیں، اس سارے  
 علاقہ میں ایسے سرسبز باغ ہیں، کہ سبحان اللہ کھجوروں کے گھنے باغ درمیان  
 میں سبزہ زار بیچ ہیں کنواں کہیں تا حد نظر انار کے باغ، کہیں، انگور کے کھیت واپس آتے  
 ہوتے ہم نے ایک جگہ پرانی مسجد نبوی کے ستون پڑے ہوئے دیکھے جو توڑ کر پھینکے  
 ہوئے ہیں، نجدیوں نے مسجد نبوی شریف کے تین حصے مشرقی، مغربی، شمال، منہدم کر کے  
 نئی مسجد بنائی ہے، اس کا مبداء استیحاء مناوں میں لگایا ہے، جو باب عمر کے پاس ہیں،  
 اور لوگوں کو چھ روزہ ہر ترک کے حساب سے فروخت کر دیئے۔

۲۷ شوال ۱۲۸۲ھ ۱۵ مئی ۱۹۶۴ء سوانح شہید

## ایک بے مثال واقعہ

آج ہم نے ایک نہایت ہی عجیب بات دیکھی وہ یہ ہم نے بیس دن پہلے باب الرحمۃ کے سامنے ایک دکان سے اصلی گھڑی انجس ایک سو چالیس ریال میں خریدی تھی، آج ہم کو صاحب دکان دہلی بازار میں لے کر اپنے گھر کے انجس گھڑی کی قیمت میں ریال گر گئی ہے، آپ اپنے میں ریال واپس لے جانا۔ ہم بعد عصر دکان پر گئے، انہوں نے بیس ریال واپس کر دیئے، یعنی چالیس روپیہ ہم نے ان کا نام پوچھا تو بے کیوں پوچھتے ہو، ہم نے کہا ہم پاکستانی اخبارات میں یہ مضمون دیں گے، تاکہ معلوم ہو کہ اہل مدینہ کیسے ایماندار اور دیانتدار ہیں، انہوں نے نام بتانے سے انکار کر دیا، آخراں کی دکان کا پیڈ حاصل کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا پتہ یہ ہے، عطا اللہ ساعاقی بآرحمت مدینہ منورہ ٹیلی فون عرصہ ب ۵۵، ہم لوگ امریکہ انگلینڈ کے لوگوں کی ایمان داری کے ڈھول بجاتے ہیں، زرار رسول اللہ ﷺ کے پڑوسیوں کی خوشش معامگی اور ایمان داری ملاحظہ کرو، کہ ہماری خرید کے وقت اس گھڑی کی قیمت ایک سو چالیس ریال تھی، بعد میں قیمت گری، انہوں نے خود ملاقات کر کے ہم کو اپنی دوکان پر بلا کر بیس ریال یعنی چالیس روپیہ واپس کئے۔

==...==

۲۳ شوال ۱۳۸۳ھ بمطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۴ء جمعہ

## مدینہ پاک کے موجودہ حالات

مدینہ پاک کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں، ہم نے دس سال پہلے جو مدینہ دیکھا تھا، اس کا رنگ و روپ، شکل و شبہا بہت ہی کچھ اور تھی اور اب کچھ اور ہے، حرم شریف کی تبدیلی تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، شہر کی تبدیلیاں ملاحظہ فرمائی، عاب مدینہ پاک پیرس کا نمونہ بن چکا ہے، پرانی عمارات گرا گرا شاندار بلڈنگیں دس دس منزل تک کی تیار ہو چکی ہیں اور پوری ہیں، اجی میں بجائے زینہ کے لفٹ ہے، بہت اعلیٰ درجہ کے ہوٹل ہو گئے ہیں، جن کے ایک کمرہ کا کرایہ دس ریال، یعنی بیس روپے یومیہ ہے، کھانا وغیرہ علاوہ فندق قصر المدینہ، فندق بہاؤ الدین، فندق القیسر، تینوں ہوٹل حرم شریف کے قریب ہیں، وہاں ہوٹل کو فندق کہتے ہیں۔ فندق قصر المدینہ تو باب مجیدی کے سامنے ہے اور فندق بہاؤ الدین اب عثمانی کی کروٹ میں، عاب مدینہ منورہ بلکہ سارے حجاز و نجدی میں دولت کی بہت فراطی ہے۔ تیل نکل آنے کی وجہ سے مال کی بہت کمزورت ہو گئی ہے، یہاں درمیانہ لاج کی اجرت بیس ریال یومیہ ہے، مزدور کی اجرت آٹھ ریال روزیہ حال تمام مزدوریوں کا ہے اب یہاں بھکاری بہت کم ہیں، جو ہیں وہ بھی پھر کے ہیں، عرب بھکاری قریباً نہیں ہیں اور حکومت کا انتظام قابل تعریف ہے، ہر شخص پر حکومت کا کنٹرول بہت سخت ہے، کسی کو قانون کی جرات نہیں، عاب یہاں جرم بہت کم بلکہ یوں کہو کہ قریباً بالکل نہیں، نماز کے وقت بڑی قیمتی دوکانیں بغیر تغل رہتی ہیں، مالک حرم شریف پہنچ جاتے ہیں، کیل کا کھنکا نہیں، عاب کوئی شخص کسی کو دھوکا نہیں دیتا، صاف گو سچے لوگ ہیں، میں ایک بیگ کی دوکان پر گیا۔ مجھے بیگ بہت ہی پسند آئے،

ہوائی جہاز کے لئے خریدنے کا ارادہ کر لیا، میں نے پوچھا کیا یہ مضبوط بھی نہیں؟ ہاں جبر لانا نہیں صرف ایک سفر کرادے وہ بھی شاید پوچھا کیا چمڑے کے ہیں، بولا نہیں یہاں نہ کبھی نہیں ہوا، مدینہ منورہ کی تاریخ اس جرم سے خالی نظر آتی ہے، جراثیم کی کمی کا وجہ یہ ہے کہ یہاں مقدمہ بازیاں نہیں کسی کی سفارشات نہیں مانی جاتی، بہت جلد فیصلہ اور بغیر دروغ عایت فوراً سزا دے دی جاتی ہے لوگ حکومت سے بہت ہی ڈرتے ہیں، حکومت کا رعب بہت ہے، وکیل مختار بالکل نہیں، سزا یہاں امیٹری میں انگریزیت بہت تیزی سے آرہی ہے، یہاں بھی میٹک۔ بی اسے وغیرہ کی لعنت آپہنچی ہے، روکیاں، لڑکے عموماً سکولوں میں جانے لگے ہیں، جن کو لے جانے واپس لانے کے لئے حکومت کی بسیں مقرر ہیں۔ صبح ہی لے جاتی ہیں، شام چھوڑ جاتی، عمر توں میں نیم عمر یا اس مروج ہو چکا ہے، حرم شریف میں کچھ عورتیں سہا کے وقت اس لباس میں دیگھی گئیں، کرپنڈیاں کھلی مومیں ہنگے سرسلا پڑھ رہی ہیں۔ مرد بھی انگریزی لباس میں ننگے سر دیکھے جاتے ہیں، گھرا بھی ابتدا ہے، ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔ سٹ ریڈیو کی وجہ سے گانا ما آ پوچھا ہے، دوکانوں، گھروں، بلکہ راستہ چلتے لوگوں کی بنٹوں جیوں بسوں، کاروں سے ریڈیو کے گانے سننے میں آتے ہیں۔ بلکہ اب بغیر ریڈیو کے گانے کے ڈرائیور بسیں، کاریں چلاتے نہیں، ہسٹ دوکانوں، رٹری والوں کے پاس جاندار چیزوں کے بستے۔ بندر، ننگور، بارہ منگا، ہرن وغیرہ عام فروخت ہو رہے ہیں، یہ سب دلاتی ہیں، بہت فوشی کا بازار گرم ہے، بازار مدینہ بہت خراب چکا ہے، جو دلاتی چیز بازار سے خریدواں پر بے چائی دلے فوٹو موجود ہیں۔ ہم نے یہاں سے ایک آئینہ خریدیا عورت کے فوٹو والا ہی لاسٹ یہاں کے لوگوں کے دلوں میں بمقابلہ پاکستان کے ہندوستان سے محبت زیادہ ہے، بعض دیہاتیوں نے اپنے بچوں کے ناک جواہر سارک رکھے ہیں جو ہلہ سے نسبت جواہر سہل نہرو کی طرح ہے، انڈیا کو پروٹیکٹڈ بہت ہے معلوم پاکستان کا کا پروٹیکٹڈ کم کیوں ہے۔ سن یہاں بے ادبی حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے، حرم شریف جوتوں سے بجا ہوتا ہے، ختنے کر لوگ نہیں ہیں جو تے دہائے سہا پڑھتے ہیں، نمازیوں کے آگے سے گذرنے میں کوئی عار نہیں، قرآن مجید نیچے رکھا ہوتا ہے، جوتے لئے ہوتے

اوپر سے گزر جاتے ہیں۔ کبوتر مخطرہ، بلکہ روضۃ مسطہرہ کے طرف پاؤں پھیلائے بیٹھے، بیٹھے رہتے ہیں، پولیس والے جہاں مبارک کو ہاتھ لگانے اور حرم منہ کرنے سے روکتے ہیں، لیکن اُدھر پشت کرنے پاؤں پھیلانے سے بالکل منع نہیں کرتے، بلکہ خود جہاں شریف سے پیٹھے لگائے کھڑے رہتے ہیں۔ علامہ مدینہ منورہ بلکہ سارے حجاز میں سینما و فلم بھی نہیں دیکھے گئے تھے، مگر اب خاص مدینہ منورہ کے ایمر لوگوں نے اپنے گھروں میں فلم رکھی ہیں، اور امریکہ کی طرف سے خاص حرم شریف کے سامنے یعنی باب عبدالعزیز سے صرف ۱۲۰ فٹم کے فاصلے پر جنت البقیع شریف سے متصل بہت بڑے میدان میں، سفری سینما لگا دیا گیا ہے، جس میں دن کے وقت عام نمائش کی جاتی ہے، لوگ جا کر تیل کے چشموں وغیرہ کی نمائش دیکھتے ہیں، رات کو بے سڑک فلم دکھائی جاتی ہے، رات بعد آخری سلاہ پہلا گزرواں سے ہمارا دیکھا کہ وہاں قریباً دو ہزار آدمی فلم کے آگے بیٹھے ہوئے تھے، باقی پانچ چھ سو آدمی ارد گرد کھڑے تھے، لہذا گہری کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے، نہایت گندے ناپچ، عورتوں و مردوں کا اختلاط جہاں لڑکیوں کی فحش حرکتیں فلم پر دکھائی جا رہی تھیں، فلمی گانے عربی و انگریزی میں ہو رہے تھے، لوگ خوشی میں تھیاں بجا رہے تھے، آواز سے کس سے تھے، نرسکو جو کچھ ہمارے ہاں فلموں میں ہوتا ہے، اس سے بدتر ہو رہا تھا اس وقت میاں محمد صاحب سجادہ نشین حضور دانا صاحب اور روستان خان لارڈ لرنڈی والے ہمارے ہمراہ تھے، یہ دیکھ کر ہم لوگوں نے سر پکڑا لیا کہ حرم شریف کے سامنے یہ حرکتیں ہو رہی ہیں، آج ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی سے یہ ذکر کیا، تو فرمانے لگے ابھی کیا ہے، آگے دیکھنا، آج ہی اخبار میں تھا کہ سابق شاہ نجد عبدالعزیز کی زندگی کی فلم تیار ہو رہی ہے، جس پر اسٹی ریال <sup>ٹیلی ویژن</sup> خرچ ہوں گے میں نے یہ دلد و زوا تعویذ ایک عربی صاحب سے بیان کیا کہ نجدی حکومت یہ کیا کر رہی ہے، وہ بوسے آپ کے پاکستانی علماء نے سینما و فلم کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، اس پر ہماری حکومت نے یہ کیا ہے، میں نے پوچھا کون عالم بوسے، مولانا مودودی اچھڑے والے، نرسکو اب حالات اچھے نہیں ہیں، یہاں حرم شریف میں تبلیغ و بائیت کا بہت زور ہے،



بعد مشرب سے عشاء تک الگ الگ ٹولیوں کے ہجوم ہوتے ہیں مولیٰ بنگلہ اردو۔ نجاری  
 زبانوں میں دہائی علم کو دماغ بڑے زور و شور سے جاری رکھتے ہیں یہاں سستی  
 مسلمانوں کو ایمان بچانا مشکل ہو گیا ہے، مجھ سے کل صلح گجرات کے شاہ صاحب کہنے  
 لگے کہ ایک مولوی صاحب کل دماغ کہہ رہے تھے کہ جو لوگ یہاں سے خاک شفا لے  
 جاتے ہیں انہیں خاک ہی ملتی ہے یہ لے جانا حرام ہے، اور خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر  
 کھڑا ہونا شرک ہے میں نے عرض کیا کہ شاہ صاحب بڑے خزانہ پر چور بھی پڑا ہی پڑتا ہے  
 بازار کے شیاطین سے مسجد کے شیاطین وہاں اور نہ کرے سخت میں اگر  
 ایمان بچانا ہے تو کسی دماغ میں شریک ہو ہم یہاں کی مٹی ہی دیکھنے لینے تو آئے ہیں، اکلڑا،  
 سونا، چاندی تو ہمارے ہاں بھی ہوتے ہیں، یہ مٹی وہاں نہیں ہوتی، سب یہاں سے ہم لوگ  
 کھجوریں، تسیج، اکلڑے لے جاتے ہیں اور شرک نہیں ہونے، تو خاک شریف لے جانے  
 سے شرک، کیسے ہوں گے۔ یہاں کی خاک شفا ہے، جیسے نرم کا پانی شفا ہے، وہ پانی  
 جناب اسماعیل کے پاؤں کا دھون ہے، یہ مٹی جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم  
 چوم چکا ہے، حضور کا معجزہ یہ ہے کہ وہ اپنی مولیٰ دن رات لوگوں کو سہ ماہ اور تغلیم سے  
 روکتے ہیں، مگر لوگ جالی شریف کے سامنے پہنچ کر ان کے سارے دماغ بھول  
 جلتے ہیں، وہاں دیوانہ دار سہ ماہ پڑھتے ہیں۔ روتے ہیں ابو جہل کی ساری کوششیں  
 حضور علیہ السلام کے چہرے کی ایک جھلک سے ختم ہو جاتی تھیں، وہ سی نعمت اب  
 بھی ہے، سہ ماہ یہاں موٹر کاری بہت ہی ہیں، چار چار کن میں قبا شریف وہ کاری لے  
 جاتی ہیں، جو ہمارے ہاں دزیروں کو بھی نصیب نہ ہوتی ہوں گی، بہت نصیب کار حضور سے  
 کاری لے لے جاتی ہے۔ سہ ماہ اس دفتر حکومت اور پولیس کا رویہ حجاج کے ساتھ  
 بہت شریفانہ ہے، کسی کو اتنے پیٹتے برا بھلا نہیں کہتے ہیں، نرمی و محبت  
 سے بات کرتے ہیں کسی عورت کو ہاتھ سے نہیں چھوتے، زبان سے سمجھانے  
 ہیں، ہم اپنی جماعت کرنے میں، کچھ نہیں کہتے، ہاں پاکستان دہائی نجدیوں کی  
 نمک حلائی میں چڑچڑاتے ہیں، مگر نجدی کچھ نہیں کہتے سہ ماہ سا فظ احمد دین صاحب

جواب نے مجھ سے فرمایا کہ اس قدر روایت کی تبلیغ کے باوجود کہ حکومت اس پر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہی ہے، مگر مدینہ منورہ میں اسی فی صد سنی ہیں، خدام حرم جن کی تعداد تین سو نفر ہے ان میں مدیر حرم یعنی صدر سے لے کر کنسی یعنی جھاڑوں والوں تک سب سنی حنفی ہیں۔ بجز ما کے اور ایک جواب کے جو باب النساء پر بیٹھتا ہے اور ان تمام کے ہاں دلائل الحیثرت قصیدہ بردہ شریف کے شتر پر فائز میلا د شریف وغیرہ سب ہوتے ہیں جن میں سب کا اجتماع ہوتا ہے :-

۲۶ شوال ۱۳۸۳ھ ۹ مارچ ۱۹۶۳ء بروز شنبہ

## عطیہ خیروان

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھ فقیر بے نو کو ایسے شاندار عطیات بخشے گئے، جو شاہد ہی کسی کو ملے ہوں، اس کی تفصیل یہ ہے، کہ جناب الحاج غلام حسین صاحب منظر گروہی مالک پاکستان ہونگ نے مجھ فقیر کو دو جوڑے نہایت اعلیٰ اور چار ٹیپیاں میرے دو کون محمد میاں مصطفیٰ میاں کے بیٹے عطاء فرمائیں، جب میں نے اس کے قبول میں حجاب سامعوس کیا، تو فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطیہ خیروان ہے، ہم لوگ تو ان کے نوکر اور کارندے ہیں، اس پر میں روپڑا۔ یہ عطیہ سر پر رکھا، آنکھوں سے لگایا، اس کے علاوہ انہیں حاجی غلام حسین صاحب۔ اور الحاج محمد یار صاحب فریدی نے حضرت آغا احمد عبدالرحمن صاحب، خادم حجرہ نبویہ شریف سے ان کا وہ جہ حاصل کیا جسے پہن کر وہ روح مبارک کے اندر کی جھاڑو دیتے ہیں، یہ جہ شریف پچیس بار روح مبارک کے اندر گیا ہے، اور اس نے وہاں کی گرد شریف چاٹ لی ہے، اس کے علاوہ گنبد خضر کے زبیرین حصہ کا چونہ کا وہ عکرا کسی

سے حاصل کیا، جو اس سال گنبد خضرا کی مرمت کے وقت علیحدہ کیا گیا، تہہ بجا لیس سال وہاں لگا رہا ہوگا یہ نعمتیں حاصل کر کے مجھ کو بگاڑ سیاہ کار کو عطا فرمائیں، بجز دو ماہ اور کیا شکر یاد کر سکتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان دنوں صاحبوں کا بھلا کرے میں اپنے نصیب پر جس قدر ناز کروں کم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ میرے بیٹے میری قبر کا سامان صحیح دیا ہے، میں اپنے وارثوں کو وصیت کرتا ہوں کہ مجھے اس جبرہ شریف میں کفن دیں، اور یہ چوڑے کا ٹکڑا میری قبر میں میرے سینے پر رکھ دیں بے اختیار یہ شعر زبان پر جاری ہے۔

شعر

تجھ سے سخی کو مانگ کر مانگ لی دو جہاں کی خیر  
مجھ سا کوئی لگا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

نیز ان ہی اہماج محمدیہ صاحب فریدی نے جن کی دوکان باب جبریل کے سامنے ہے مجھے انٹر سمر کی ایک شیشی ایک مدینہ پاک کی سلامتی عنایت فرمائی انٹر سمر کے بہت فضائل حدیث پاک میں ارشاد ہوئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیشتر شب کو سوتے وقت یہ سر لگا کر ہر اکلمہ شریف میں تین تین سلامیاں پھر میں نے ان کے فرزند حافظ رحمت علی صاحب سے چھ شیشیاں اور بھی حاصل کیں، یہ سر نہہری رنگ کا ہے، شاہد اسے سر اصفہائی کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے لگانا نصیب فرمادے اس کے متعلق حدیث پاک میں وارد ہے، کہ تم انڈ لگایا کرو یہ روشنی چشم تیز کرتا ہے، پلک اگاتا ہے، عجب جیسے موافق آجاوے، اس کے بیٹے یہ حدیث ہے، خدا کرے مجھے موافق آجاوے :-

۲۹ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۲ اپریل ۱۹۶۴ء جمعرات

آج بوقت شب اہماج سیٹھ محمد حسین صاحب عرف رضو صاحب کے ہاں شتم دلائل الحجرات شریف کے جلسہ میں گئے وہاں ہر جمعرات کو

یہ مبارک مجلس ہوتی ہے۔ ہم جب دوسرے دوسرے حج کو آتے تھے تب بھی اس محفل میں شریک ہوتے تھے۔ بڑی نورانی مجلس تھی، ختم دلال کے بعد حاجی رضو صاحب نے عربی میں میلاد شریف پڑھا، پھر تیار میں عربی اردو میں سلام پڑھا بہت ہی لطف رہا انشا ء اللہ عنقریب حاجی صاحب کے ہاں پھر میلاد شریف ہوگا، جس میں ہماری تقریر بھی ہوگی۔ آج ہی طے ہو گیا ہے، آج یہاں چاند نظر تو نہ آیا مگر یہاں چاند آسمان پر نہیں ہوتا بلکہ ریاض میں ہوتا ہے پھر وہاں سے بذریعہ ریڈیو بتایا جاتا ہے :

۸ ذیقعد ۱۳۸۲ھ ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء شنبہ

اس ہفتہ میں بجز نماز پڑھ لینے آقا کے آستانہ عالیہ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کر لینے کے کوئی نیا کام نہ ہوا، البتہ ایک دن بعد نماز عصر مولانا عبدالغفور صاحب کے ہاں مجلس ذکر و حلقہ مراقبہ شرکت کی آپ کے ہاں روزانہ بعد عصر یہ حلقہ ہوتا ہے ہم سے فرمانے لگے :

وتشبهوا ان لم تكونوا مثلہم ان التَّشْبِہَ بِالْكَرَامِ فَلَاح

یہ حلقے وغیرہ اچھوں سے مشابہت ہے۔ ہم اچھے نہیں صرف اچھوں سے مشابہت کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس مشابہت کے صدقہ ہم پر رحم فرما دے جموات کے دن حاضر معنو صاحب کے ہاں ہماری تقریر ہوئی، سنا ہے کہ یہ چاند تیس دن کا ہوا۔ ہفتہ کے دن پہلی ذیقعد ہوئی۔ آج آٹھ ذیقعد ہے، انشاء اللہ ہم ذی الحجہ کا چاند ہو جانے کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ حج کے لیے روانہ ہوں گے، مدینہ منورہ کے اس زمانہ قیام میں ہم نے دیکھا کہ عصر سے عشا تک وہابی سولویوں کے وعظوں کا شور مچا ہوتا ہے، بعد مغرب سے حرم شریف میں قریباً گیارہ بجے وعظ ہوتے ہیں، جن میں سب سے زیادہ گستاخ ایک شخص بدر دین درحقیقت بدر دین بہت ہی سز چھٹ ہے، اس کے

و عظموں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ روضہ مظہرہ کے سامنے مجمع گانا، کھڑے ہونا، ہاتھ باندھنا حرام ہے، شرک ہے کفر ہے مگر حالت یہ ہے، کہ یہ ہی سامعین جب یہاں سناٹھ کر سلام کرنے پہنچتے ہیں، تو برسارے وعظ بھول جاتے ہیں وہاں پہنچتے ہی ہاتھ بندھ جاتے۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بھی بہنے لگتے ہیں، اور سلام میں ایسا مجمع ہوتا ہے، کہ سبحان اللہ میں نے کہا ابو جہل وغیرہ بھی اپنا اندر لگا چکے۔ اب تم بھی زور لگا کر دیکھ لو، انشاء اللہ ان کا ذکر کبھی نہ بند ہوا ہے، نہ ہو گا تم خدا سے لڑائی لیتے ہو، میں حجاج کو وصیت کرتا ہوں کہ اگر اپنے ایمان کی سلاستی چاہتے ہو۔ تو حرمین شریفین میں کسی وہابی کے وعظ میں شرکت نہ کرو، حرم شریف دریا ہے اس دریا سے ادب کے موقی لو، یہاں ایمان نہ گناؤ ۛ

۱۰ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ ۲۳ مارچ ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج شب کو جناب ڈیرے صاحب الحاج احمد بخش صاحب کے ہاں میلاد شریف ہوا۔ جس میں تقریر کے لیے ہم اور مولانا حافظ الحاج محمد شفیع صاحب اور کاٹوی مقیم کراچی مدعو تھے، بفضلہ تعالیٰ اچھا مجمع تھا، مدینہ والے اور بیرونی حجاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات سننے کے لیے ترسے ہوئے ہیں۔ حرم شریف میں وہابیوں کی تقریریں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں، چنانچہ اس میلاد شریف میں لوگوں کے اندر عجیب و لولہ، شوق و زورق محسوس کیا گیا۔ ہم ڈیوان تقریر میں عرض کیا، کہ مسلمانوں اپنے سارے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دو انشاء اللہ ان اعمال کے سارے عیب چھپ جائیں گے، شاہی مال کی چینگ نہیں ہوتی، جن اعمال صالحہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی مہر لگ گئی۔ بارگاہ الہی میں ادن کی تحقیقات نہ ہوگی، انشاء اللہ قبول ہی ہوں گے۔ نیز دیوبند والا قرتی سے پہلے اپنا مال دوسروں کے گھر رکھ دیتا ہے، تاکہ قرتی سے بچ جائے قیامت

میں ہمارا دیوالیہ ہونے والا ہے، کراہل حقوق ہماری عبادت تھیں میں گئے، لہذا اپنے اعمال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بااگاد و کترقی سے بچ جاویں، نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخی دانا ہیں نہ معلوم اس حقیر نذرانہ پر کیا عطیہ شاہانہ اور انعام خسروانہ عطا فرمائیں گے۔ نیز خفا تحکہ یہ ہی مقصد ہوتا ہے، نیز عرض کیا کہ جب بھی بدگاہ رسالت میں سلام کے یسے حاضری دو تو عرض کرو، کہ یا رسول اللہ جس لائق ہم تھے وہ ہم نے کر لیا، جو تمہاری شان عالی کے شایان ہے۔ وہ تم کو حرم ہم نے کر یسے بخشوا تم دو، سیاہ کاری ہم نے کر لی۔ پردہ پوشی تم فرما دو۔ نیز عرض کیا، کہ اگر حرم کے عزم خود کریم حاکم کی عدالت میں حاضر ہو جاوے۔ تو کریم حاکم پڑتے نہیں بخشش دیتے ہیں، ہم مجرم خود عدالت میں حاضر ہو گئے ہیں۔ معافی دے دو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں ابرسیان۔ حندہ۔ وحشی، عکر مرضی اللہ عنہم حاضر ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معافی دے دی۔ اب ہم مجرمین حاضر ہو گئے ہیں، ہم کو بھی معافی دے دو اسی پر حضرت شاہ سید نانگے شاہ صاحب گجراتی کو وجد گیا، بہت رو سے پھر حضرت الحاج مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی ہم کراچوی نے مولانا حسن رضا خاں صاحب کی مشہور نعمت شریف بہت عمدہ طریقہ سے پڑھی، شعر

ہمارے دست نمناک لاج لکھ لینا تیرے فقیروں میں اسے شہ پارا، ہم بھی ہیں  
 یہ کس شر والاکا صدقہ بیٹا ہے کشرودن ٹٹا پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

بہت نورانی محفل رہی:

## ابو اشرف کی حاضری

جناب آسز مرضی اللہ عنہا کے آستانہ قدسیہ پر حسین فرسائی میری زندگی میں آج کا دن، آج کی ساعت بہت ہی مبارک ہے کہ آج میری بڑی پرانی امید بر آئی، کل میں حرم شریف ریاض الجنۃ میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا، کہ الحاج عبدالنقی صا

سکنہ ملک دال ضلع گجرات میر سے پاس تشریف لائے، فرمایا ہم نے ایک سے  
 دس ریال میں آٹھ آدمیوں کی کاربوا بشریف کے لئے کرایہ چرلی ہے۔ آپ بھی مواپنی  
 اہلیہ کے چلو۔ میں اس خبر سے اوجھل پڑا، صبح سویرے ہی وہاں کے ایسے کھانے کا  
 انتظام کیا، بعد نماز ظہر سلام عرض کر کے مواجر شریف درود پڑھ رہا تھا کہ حضرت  
 صاحبزادہ جید رحیم شاہ صاحب علی پوری نواسہ حضرت امیرت محدث علی پوری  
 رحمت اللہ علیہ تشریف لائے، اور فرمائے لگے کہ آپ کو حضرت مولانا فضل الرحمن  
 صاحب، صاحبزادہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی بارہے ہیں، اہم نے  
 ایک کار کر لی ہے۔ ابواہ کے ایسے آپ بھی چلے میں نے کہا کہ میں تو سماجی عبدالغنی  
 صاحب کے ساتھ ہوجکا ہوں، بہر حال میں مولانا فضل الرحمن کی خدمت میں حاضر  
 ہوا، اور طے کیا کہ ہم اور وہ دونوں ہمکاس سفر میں ہمراہ ریٹن خیر پانی کھانے وغیرہ  
 کا انتظام کر کے بعد نماز عصر ابواشریف روانہ ہو گئے، باب العتبری پر صالح سعید صاحب  
 کی ڈیوٹی تھی، انھوں نے غلام جید راہبدری صاحب معلم کے دیئے ہوئے -  
 اجازت نامہ پر اپنا اجازت نامہ بھی لکھ دیا۔ اور ہم روانہ ہو گئے۔ سیر علی کے  
 آگے سیر ار حایر نجدی حاکم نے ہم کو روک لیا، اور کہا کہ تم نہیں جا سکتے تا وقتیکہ  
 ادارہ کالج کا اجازت نامہ زلاؤ، سمعت بلو سی ہوئی۔ پھر مدینہ پاک واپس ہوئے،  
 ہم نے تو باب عنسہ کی پر نماز مغرب پڑھی اور مولانا فضل الرحمن صاحب ادارہ کالج  
 کے دفتر میں تشریف لے گئے، قریباً آدھ گھنٹہ میں اجازت نامہ لے کر تشریف  
 لے آئے اور ہماری دونوں کاریں روانہ ہو گئیں، پر دو گام یہ بننا یا آج شب ابواشریف  
 میں گذاریں۔ اس دھن میں کسی منزل پر نہ ٹھہرے تھے کہ بدر شریف راستہ میں  
 میں آیا وہاں بھی نہ ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور قریباً ساڑھے بارہ بجے شب ستورہ  
 منزل پتہ پہنچ گئے۔ وہاں سے ایک رہبر ساتھ لیا، میں ریال اجرت پر پھر چار  
 کیلو (سربی میل)، واپس لوٹے اور اللہ کا نام لے کر ریگستان میں داخل ہو گئے،  
 چوکی ابواہ میں پانی نہیں، اس لئے پانی کے مین بھی ہمراہ ہیں، مٹھوڑی ہی دیر میں

رہبر کی غلطی سے ہم خوفناکیت میں پھنس گئے، کسی صورت سے کارریتز سے نکلتی ہی نہ تھی، خدا خدا کر کے چار گھنٹہ کی محنت سے ہماری کارریتز سے نکلی اور ہم ابلا شریف روانہ ہو گئے اور رات کے آخر میں ابلا پہنچ گئے، جس پہاڑی پر جناب آمنہ خاتون دائمی نیند سو رہی ہیں اس پہاڑ کے دامن میں اتر پڑے، وہاں ہی کھا نا کھایا۔ اور پتھر ٹپے میدان میں لیٹ رہے، دل چاہتا تھا کہ اس جنگل اور یہاں کے پتھروں کو سینہ میں رکھ لیں آنکھوں میں بسالیں بنے۔

### اذ کی قعدہ ۲۸۳ھ ۲ مارچ ۱۹۶۴ء منگل

آج رات یوں ہی معمولی سی نیند آئی صبح تڑکے اٹھ بچے ہی اٹھ کھل گئی، چاروں طرف پہاڑی بیچ میں حضرت آمنہ کا پر پہاڑ ہے۔ اس جنگل میں حبیبنا پور دیکھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نورانی تڑکا نہ دیکھا تھا باجماعت نماز پڑھ کر پہاڑ پر روانہ ہو گئے، پندرہ بیس منٹ میں چوٹی پر پہنچ گئے، اب آپ کا مزار پر انوار ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس قبر شریف پر قبر بنا ہوا تھا برابر میں مسجد شریف تھی۔ مگر نجدیوں نے قبر شریف اور مسجد دونوں گرا دی ہیں، قبر شریف بھی ادھم پڑی ہے۔ مگر اس کے باوجود اس قبر انوار اس پہاڑ اس جنگل پر انوار کی ایسی بارش ہے۔ کہ آج تک ایسے انوار میں نے کہیں نہیں دیکھے۔ وہاں پہنچتے ہی حجاج قبر انوار سے پست گئے سب کی روتے روتے، چکیاں بندہ گئیں۔ حجاج کے آنسوؤں سے قبر شریف کے پتھر بھیگ گئے۔ ارے پیارے نبی کی ماں، ارے پیارے رسول کو گود میں کھلانے والی کا شور مچ گیا، صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری نے گلاب کی پھولوں کی قبر انوار پر بارش کر دی، پتھروں پر عطر لا کر بنیوں کے بندل سگامے پھر رہے، فاتحہ شریف پڑھی پھر میلاد شریف قیام سلام ادا کیا، مزار شریف پر بیٹھے ایک تیسری لی۔ جو یہاں حاضر کی کے وقت نہ تھی۔ اب نظر آن میں نے سمجھا کر عطر شاہد ہے، جو مجھے دیا گیا۔ وہ تیسری میرے پاس ہے۔



اس سر میں سونچ بہت ادنچا ہو گیا، دھوپ خوب تیز ہو گئی۔ کوئی جگہ سار کی نہ تھی، اس لیے مجبوراً واپس لوٹے واپسی میں کچھ لکھتے نہ ہوئی۔ اگر ابو شریف میں سار کی جگہ ہوتی تو آج کا دن ہم لوگ یہاں ہی گزارتے رات کو مزار اقدس کے ارد گرد نوافل پڑھتے اور انگلی صبح کا نظارہ کر کے واپس آتے کڑا کے کی دھوپ نے یہاں ٹھہرنے نہ دیا، آج معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات پر عمارت کیوں بنائی جاتی ہیں۔ ان عمارت سے مقصود ہے، زائرین کو راحت پہنچانی۔ وہاں حاضری قیام، تلاوت میں آسانیاں کرنا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ نجدی حکومت نے ان تمام حکمتوں سے آنکھ بند کر کے ہر جگہ توڑ پھوڑ کر ڈالی ہے۔ خیر ہم ابواء کی زیارت سے فارغ ہو کر آگے پڑھے، راستہ میں ایک جگہ کی پر دو پہر کا کھانا کھایا۔ اور قریباً ساڑھے بارون بجے دو پہر بدر شریف پہنچ گئے۔ وہاں مسجد عربی میں قیام کیا۔ سامنے آب رواں کا چشمہ ہے۔ وہاں خوب نہائے۔ پھر شہداء بدر کی زیارات کیں پھر وہاں سے واپس روانہ ہوئے۔ بدر سے آگے مدینہ پاک کی جانب آگے منزل ہے جس کا نام ہے حنیف البراعی یہاں چائے، پانی وغیرہ پیا۔ یہ منزل ایک پہاڑ کے دامن میں ہے، اس پہاڑ پر شہور عاشق رسول حضرت عبدالرحیم براعی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پرانوار ہے۔ ہم اس پہاڑ پر گئے۔ مزار شریف پر پہنچے۔ صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب نے اس مزار پر بھی گلاب کی بتیاں برائیں۔ عطر لگایا۔ اگر بتیاں جلائیں۔ پھر سبے فاتحہ پڑھی۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے، اور عصر کے وقت واپس مدینہ پاک پہنچ گئے۔ فی الحال بدر شریف بہت پر رونق رہتی ہے، ہم ابواء جاتے وقت رات کو وہاں سے گذرے۔ تو وہاں بقیہ روشنی ایسی بے نظیر دیکھی کہ سبحان اللہ واپسی میں دوپہر کی میں شہداء بدر کے مزارات پر حاضری دی۔ سلام عرض کیا۔ فاتحہ پڑھی وہاں مزدور صاحب سے معلوم ہوا کہ تیرہ شہید یہاں مدفون ہیں۔ اور چودھویں شہید مقام حمیرا میں ہیں۔ ان شہداء کے نام یہ ہیں، عمرو ابن ابی وقاص۔ سعد بن شیبہ، صفوان ابن وہب، حارث ابن سراقہ، بشر بن عبدالمعذر، ذوالشامین ابن عمرو، مععبان صالح۔ عاتق ابن بکیر۔ رافع ابن یعلیٰ، عمیر ابن حماد، یزید ابن حارث، عوت ابن حارث، معوز ابن سارث اور چودھویں شہید،

شہید عید ابن حارث مقام حمیرا میں مدفون ہیں۔ آپ زخمی تھے۔ رات میں وفات پائی، وہاں ہی دفن ہوئے۔

## ابوہ شریف کے حالات

مدینہ منورہ سے ۲۰۸ کیلونا فاصلہ پر جانب مکہ معظمہ مستورہ منزل ہے وہاں سے ایک رہبر لپٹا ہے۔ پھر مدینہ پاک کی طرف چار کیلوا پس آکر ابوہ کی طرف ریگستان میں پل پڑتے ہیں، جو بالکل مشرق کی طرف ہے ابوہ یہاں سے تیس کینو (عربی میل) فاصلہ پر ہے، اس خاص جگہ بہت ہی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ بالکل سامنے والی پہاڑی کی چوٹی پر حضرت طبر طاہرہ آمنہ خاتون کا مزار پر افوار ہے، پہاڑی بہت اونچی نہیں۔ دس پندرہ منٹ میں اوپر پہنچ جاتے ہیں۔ اس مزار شریف میں نہایت شاندار قبزا اور برابر میں مسجد نئی، یہ دونوں عمارتیں نجدیوں نے گادیں۔ پھر اہل مکہ سامنے وہاں بنوادیں۔ پھر نجدیوں نے گادی۔ قبر شریف بھی اکھیر دی ہے، اب لوگوں نے قبر شریف پر پتھر چن دیئے ہیں، اگر دیکھو تو دل کی چہار دیواری بنا دی ہے، اس علاقہ میں پانی قطعاً نہیں۔ لوگ پانی کا انتظام کر کے جاتے ہیں۔ اس جگہ انوار کی بارشیں اور رونق اس قدر ہے کہ بیان نہیں کی جاسکتی۔ قبر انوار میں ایسی کشش ہے کہ سبحان اللہ سخت سے سخت دل بھی وہاں چھین کر کر رونے لگتا ہے۔ یہاں سے قریباً تین میل فاصلہ پر بستی ابواس ہے۔ جہاں بے کثرت سبزیاں باغات ہیں، یہاں سے قریباً تین سبزیاں مدینہ منورہ تک کے ذریعہ رطبانہ آتی ہیں، یہ ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں جناب آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا اپنے تنہا مدینہ منورہ سے سکر معظمہ جہاں ہی تھیں کہ یہاں سے پہنچ کر سنت میرا ہو گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پانچ سالہ تنہا تھے آپ ساتھ تھے مدحوش والدہ کا سر شریف حضور اپنے دست اقدس سے دباتے جاتے تھے۔ اور دوتے جاتے تھے، جناب آمنہ کے رخسار پر آپ کے

آنسو گسے۔ آنکھیں کھول دیں اپنے دہریڑ کے گوشے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں  
 پونٹھیں اور چند اشعار حسرت امین فرمائے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری بے کسی  
 پر بہت افسوس کا اظہار فرمایا کہ آپ کے سر پٹی کا سہرا تو پیدا آتش سے پہلے بندھ چکا تھا۔  
 اب میری گودھی ان سے تھوٹ رہی ہے، اور جان جان آفرین کے سپرد کردی، اور اس جگہ  
 دفن کر دی گئیں۔ اس خط زمین پر ہماری جا میں فدا، دل قربان، فقیر نے آپ کی قبر انوار کی خاک  
 آنکھوں میں، چہرہ پر خوب لگا لی چاہتا تھا۔ اسی آستانہ پر مجاور فقیرین کر بیٹھ جاؤں،  
 اللہ تعالیٰ پھر حاضری نصیب کرتے ہیں ہر حاجی کو مدیت کرتا ہوں، کہ اس جگہ شریف  
 کی زیارت ضرور کرے کچھ خرچ اور تکلیف کی بالکل پرواہ نہ کرے :-

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۲۶ مارچ ۱۹۶۳ء پنج شنبہ

## خیبر کی حاضری

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج ہم زیارات کے لیے خیبر جبار ہے ہیں،  
 صبح اشراق و سلام سے فارغ ہوئے تھے، کرم شریف میں ہی جناب حاجی عبدالغنی  
 صاحب ملک وال ضلع گجرات والے مل گئے۔ فرمایا موٹر دروازہ کھڑی ہے۔ ساٹھ  
 ریل میں کر لی ہے۔ چلتے خیبر چنانچہ ہم نے مع اپنی اہلیہ کے جناب الحاج غلام حسین  
 صاحب کے ہول میں ہی تاشستہ کر لیا۔ اور وہاں سے ہی خیبر روانہ ہو گئے،  
 حاجی صاحب، آدنی تھے۔ اور پچھلے نوآدی کار میں سوار ہو کر براستہ احمد  
 شریف دہوالی اڈہ مدینہ منورہ سے خیبر کی طرف چلے، اللہ اکبر بالکل تھم پڑے علاقہ  
 ہے، جو دو طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے، رشک بنتے ہے۔ جو مکہ، معظّمہ  
 سے آتے ہے، اور تنوک کو جباتی ہے، ایک سو بیس کیلو (سولہ میل)، تک کوئی  
 منزل یا پانی یا آبادی نہ ملی۔ ایک سو بیس کیلو پہنچنے پر ایک منزل ملی۔ جس کا نام

سے سلسلہ یہاں کچھ گھروں کی معمولی سی آبادی ہے، اور چائے کا موٹل ہے، یہاں سے  
 خیبر چائیس کیلو ہے، یہاں پانی کے سرکاری نل لگے ہوئے ہیں، پانی نہایت شیریں و لذیذ  
 ہے، ایک چھوٹی سی مسجد ہے، یہاں سے بارہ میل نکل کر ہماری کارنراب ہو گئی، گذرتے  
 ہوئے ڈرائیوروں نے بہت کوشش سے کار ٹھیک کی کچھ مل پھر بالکل ہی ریکار ہو گئی  
 سلسلہ کے آگے پہاڑ تو نہیں ہیں، مگر تمام علاقہ پتھر بڑ ہے، سیاہ پکنے پتھروں سے  
 تمام زمین ڈھکی ہوئی ہے، اس فی دق جنگل میں دوپہر کے وقت ہم سب لوگ بیٹھ گئے، آخر  
 اللہ تعالیٰ نے ایک ٹرک بھیج دیا اس میں سوار ہو کر ہم قہربا ایک نئے محلے دوپہر عین پونج گئے،  
 اور وہاں کی تمام زیارات کیں، ہماری کار راستہ میں ہی چھوڑ دی گئی، اس کا مالک !  
 عبدالعزیز بھی خیبر آگیا، زیارت سے قہربا چار گھنٹہ میں فارغ ہوئے مسجد علی میں نماز  
 ظہر پڑھی، وادی صعبا میں مسجد شمس میں نوافل پڑھ کر دوسری کار سے ہم دونوں واپس مدینہ  
 منورہ روانہ ہوئے، ہمارے باقی ساتھی خیبر میں ہی رہ گئے، جب کبھی جوک سے آتی ہوئی  
 کوئی بس وغیرہ ملے گی۔ تب واپس ہوں گے۔ ہم رات کو جب عشا کی اذان ہو رہی تھی۔  
 مدینہ پاک پہنچ گئے۔ نماز عشا حرم شریف میں ادا کی بعد نماز الحجاج احمد بخش  
 صاحب کے ہاں جلسہ میلاد شریف میں منعقد کیا۔ پھر سو رہے۔

## خیبر کے حالات و زیارات

خیبر پہاڑوں کے درمیان، کھجوروں، اور انار کے گھنے خوشنابانگات سے  
 گھری ہوئی چھوٹی سی پرانی بستی ہے، اس بستی کے تین نام ہیں۔ خیبر، قریہ، بشر، مکیدہ۔  
 اسے قریہ بشر اس لیے کہتے۔ کہ یہاں براہین بشر صابانی شہید کا مزار شریف ہے، اور  
 مکیدہ اس لیے کہتے ہیں، کہ اسی خیبر میں یہودیوں نے مکہ و مدینہ سے حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو گوشت میں زہر دیا تھا جس کا واقعہ مشہور ہے، خیبر مدینہ منورہ سے جانب  
 شمال تنگ جانے والی شہرک کے کنارہ ایک سو ساٹھ کیلو کے فاصلہ پر ہے،

بستی کے کنارہ پر پولیس کی چوکی ہے۔ خیبر کے متصل پہاڑوں کے دامنوں میں یہ بہت سی بستیاں ہیں۔ جو اس طرح باغوں کے سار میں واقع ہیں، یہاں سات قلعے ہیں سب بڑا قلعہ ہے۔ جو اس بڑی بستی میں ہے، جو حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فتح فرمایا یہاں سے جانب جنوب مدینہ منورہ ایک سو ساٹھ کیلونا فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہاں سے تبوک پانچ سو کھلو جانب شمال ہے۔ پھر تبوک سے عمان وہاں سے بیت المقدس کو ترک کر لیا جاتی ہے خیبر میں حسب ذیل زیارات ہیں۔ جو وہاں کے مزدور نے ہم کو کرائیں، اسل عین حضرت علی یر خیبر کے مغربی جانب واقع ہے۔ چھوٹا سا چشمہ ہے، پانی ابنا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے متعلق وہاں یہ معلوم ہوا کہ اس جگہ جناب شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مرحب پہلوان کو اس طرح مارا کہ آپ کی تلوار اس کی کھوپڑی پر پڑی، جسم کی دو تاشیں کر گئی۔ گھوڑے کے دو کڑے کرتی ہوئی زمین کو چیر گئی۔ اس سے چشمہ ابل آیا۔ جو اب تک جاری ہے۔ واللہ اعلم، اس مسجد علی۔ یہ مسجد عین علی سے بالکل قریب ہے۔ حضرت علی نے خیبر فتح فرما کر یہاں نماز شکر ادا کی۔ کافی وسیع ہے۔ اس قلعہ خیبر اگرچہ خیبر میں سات قلعہ ہیں۔ جو مختلف پہاڑوں پر واقع ہیں۔ مگر یہ قلعہ سب سے اونچا اور سب سے زیادہ بڑا زیادہ پختہ ہے اب یہاں سرکاری دفاتر ہیں، یہ قلعہ مسجد علی سے قریب ہی ہے اس کے آس پاس گل خندان ہے۔ جو اگرچہ اب بند ہو چکی ہے۔ مگر کہیں کہیں اس کے نشانات محسوس ہوتے ہیں۔ قلعہ کا دروازہ۔ جو ! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اکھیر امت میں اس کی جگہ اب تک موجود ہے، دروازہ صاف محسوس ہوتا ہے اس قلعہ کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت کا پتہ لگتا ہے قلعہ کیا ہے پورا پہاڑ ہے، اب بھی بہت مضبوط ہے۔ مجھے وہ قلعہ دیکھ کر اپنا شعر یاد آیا۔

شعر

تعالیٰ اللہ تیری شوکت تیری مصلحت کا کیا کہنا

کہ خطبہ چوہا رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرہ

سے مزارات شہداء یہ گنج شہیداں خیبر کے مغربی جانب تبوک کی

سڑک پارکر کے کنارہ سڑک پر ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اس جگہ سترہ<sup>۱۴</sup> شہداء صحابہ مدفون ہیں۔ جن میں سے صرف حضرت سلمہ ابن اکوع اور براء ابن بشر کے نام معلوم ہو سکے۔ باقی شہیدوں کے نام ہمارے مزدور کو بھی معلوم نہ تھے۔ عہد مسجد شمس۔ یہ جگہ خیبر سے لوٹتے ہوئے مدینہ منورہ کی راہ میں خیبر سترہ میں فاصلہ پر دو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے۔ اس جگہ کا نام دادی صحباء ہے۔ اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضا کی نماز عصر قضا ہو جانے پر سورج واپس لوٹایا۔ اور حضرت علی کی عصر ادا کرادی۔ گنج شہیدال اور یہ مسجد نجدیوں نے توڑ پھوڑ کر برباد کر دی ہے۔ لوگوں نے نشان باقی رکھنے کے لئے پتھروں سے اس کے حدود قائم کر لئے ہیں۔ اور خاص سورج لٹانے کی جگہ پر محراب نما جگہ بنا دی ہے۔ وہاں ہم نئے نئے پڑھے۔ ع۔ باغ فدک۔ ہم کو اس کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ مگر رشوق پورا نہ ہو سکا۔ کیونکہ خیبر سے تیس میل دور ہے۔ مزدور نے بتایا کہ آب وہاں باغ نہیں ہے۔ خالی زمین ہے یہ باغ دو میل مربع میں تھا۔ جس کے نشان تک نہ رہے۔ اہل مدینہ سیر و تفریح کے لئے خیبر جایا کرتے ہیں۔ وہاں باغوں میں بچے ذبح کر کے کھانے پکاتے کھاتے ہیں۔ دو چار دن وہاں ہی رہتے ہیں۔ ہم نے بھی آج کا کھانا دوپہر کو ایک باغ میں کجوروں کے سایہ میں کھایا۔ یہاں کے باغ بہت ہی سائے دار گھنے اور خوشنما ہیں تو جب ہے کہ گھنے درختوں کے سایہ میں کھیت بھی ہیں سارے سرسبز ہیں، جسے خدا تعالیٰ مدینہ پاک کی حاضر کی نصیب کرے۔ وہ فرور خیبر حاضر کی دے۔

۲۷ دیقعدہ ۱۳۸۳ھ اپریل ۱۹۶۲ء پنجشنبہ

آج ہم نے مدینہ منورہ کی بارش دیکھی۔ ہم صفہ شریف میں تہجد ادا کر رہے تھے۔ کہ تیز بارش شروع ہو گئی۔ پرانے حرم شریف کا پہلا پرنا جس کے نیچے کے اندر رکھا ہوا ہے۔ علی یہ وہ پرنا ہے جہاں گنبد خضر کا پانی

آتا ہے۔ اس پر نالہ کے نیچے لوگوں کا ہجوم لگ گیا، ہم بہت ہجوم کی وجہ سے وہاں نہ جا سکے۔ نماز فجر بلاک شراق سے فراغت ہوئی۔ مگر بارش موسلا دھا رہا رہی ہے پہلے خوب چل رہے ہیں اب ہم بھی اس پر نالہ کے نیچے پہنچ گئے۔ لوگ یہاں نہا رہے ہیں، بالٹیاں بھر رہے ہیں۔ ہم نے بھی یہ پانی خوب سیر ہو کر پیا۔ جسم پر ڈالا۔ سر اور آنکھوں پر ملا۔ کپڑے جھگوڑے۔ پانی بہت ہی ٹھنڈا ہے۔ سردی بھی خوب ہو گئی۔ پھر اس بارش میں ہم بازار گئے۔ دواہ و نیزہ خرید کر پھر حرم شریف میں آئے اور پانی پھر پیا۔ اسی بارش میں گھر آئے، ایک بگداشتہ کی دعوت ہے۔ وہاں حضرت قاسم صاحب شہ شوری مع مریدین کے اور حضرت منظور حسین صاحب سندھی شہ مدنی بھی موجود ہیں، ناشتہ کے بعد پھر گھر آ گئے :-

۲۶ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ - ۸ اپریل ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

اس سال حجاج کی ایسی کثرت ہے کہ سبحان اللہ مسجد نبوی شریف نئی اور پرانی نمازوں کے وقت کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ دروازوں کے باہر ک زمین پر جمی تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ ہر اپنی پر، نمازیوں کے سر ہوتے ہیں۔ شہر مدینہ منورہ کے کوچہ بازار بالکل بھرے ہیں۔ پختے پھرنے کو مشکل جگہ ملتی ہے۔ معلوم شکل انسانی میں فرشتے آئے ہیں۔ مدینہ پاک میں حجاج کو صرف آٹھ دن ٹھہرنے کی اجازت ہے، تب یہ حال ہے۔ اس سال ایران سے شیعہ بہت آئے ہیں۔ جن کے مسلم عجیب قسم کا سلام پڑھواتے ہیں۔ کبوتروں کو دان اس کثرت سے پڑ رہا ہے۔ کروڑوں پولیس والے دس بارہ بوریاں گندم کی دو تین بوریاں تواریک بھر کر علیحدہ رکھ دیتے ہیں۔ باب مجیدی کے متصل اسٹورینٹل ہے۔ جہاں بوریوں کی چوڑی دیوار بن گئی ہے۔ سنا ہے۔ کہ یہ گندم خود انسان کھائیں گے۔ کبوتروں کو اس میں سے کچھ نہ لے گا، ہمارے پاس دان کے کچھ روپے تھے۔ ہم نے دان ڈالنا بند کر دیا اور وہ روپیہ بیٹری اور عید اللہ لابلاب باب عمر کو دے دیا۔ کریم اللہ سے دان ڈالنا شروع کریں۔

احاج فیض احمد صاحب دزیر آبادی کو بھی ہم نے برہی مشورہ دیا۔ انہوں نے تین بورگی دانہ پچاس ریال بشیر باب کے حوالہ کر دے، معلوم ہو گئے۔ بعد موسم حج حرم شریف کے کیوڑ بھوک پیاس سے تڑپ کر جاتے ہیں۔ مگر حرم شریف نہیں چھوڑتے۔ حکومت کی طرف سے دانہ پانی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

۲۷ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ اپریل ۱۹۶۳ء پنجشنبہ

آج شب حضرت خواجہ عبدالحمید صاحب۔ پیر دیول شریف مع اپنے ۲۵ ہمراہیوں کے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جو باب عمر کے سامنے خندق قصر المدینہ پھول میں یقین ہیں۔ اور آج ہی حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب پیر گوڑہ شریف کے مدینہ منورہ پہنچ جانے کی خبر ہے۔ یہاں تبلیغی جماعت یعنی ایسا پارٹی کی تبلیغ کا بہت زور ہے ان کی تبلیغ کا واحد مقصد مسلمانوں کو سلام شریف سے روکنا ہے، بہت سے حجاج کو تبلیغی اجتماع کے بہانہ سے اپنی خود ساختہ مسجد نور میں لے جاتے ہیں۔ وہاں ہی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اور بعد مغرب و بعد فجر حرم شریف میں اپنی تبلیغی تقریریں شروع کر دیتے ہیں۔ ایک شخص تقریر شروع کر دیتا ہے۔ دوسرے بہت سے لوگ حجاج میں پھیل کر کہتے ہیں۔ آؤ وعظ سنو، بڑا اچھا وعظ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ان کے تین آدمی میرے پاس آئے۔ بولے آئیے نہایت اعلیٰ وعظ سنئے۔ میں نے کہا ہم یہاں مدینہ منورہ میں آپ کے وعظ سننے نہیں آئے، ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے آئے ہیں۔ آپ لوگوں کے وعظ پاکستان میں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں، کچھ حجاج سے بولے کہ تم لوگ مدینہ میں پڑے پڑے کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ مکہ معظمہ جاؤ۔ وہاں ایک عبادت کا ثواب ایک لاکھ ہے، وہ حاجی صاحب لو لے کر آپ لوگ اب تک مدینہ میں کیوں پڑے ہو، آپ مکہ معظمہ کیوں نہ گئے، اپنے قبول پر خود عمل کیوں نہیں کرتے وہ بولا کہ ہم ایک خاص وجہ سے یہاں ہی ٹھہرے!



ہوتے ہیں۔ حاجی صاحب بولے ہم بھی ایک خاص وجہ سے یہاں ٹھہرے ہیں۔ بڑے خزانہ پر چور بھی پڑتے ہیں۔ مدینہ پاک میں گمراہ کن بڑے خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ہمارے ایمان بچائے۔ مگر الحمد للہ آج کل سلام اس دھوم سے ہو رہا ہے۔ کہ سبحان اللہ! جو شریف تک پہنچنا مشکل ہے۔ ایسا سلام بے کاس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ، اپریل ۱۹۶۴ء جمعہ

آج نماز جمعہ میں اتنا ہجوم رہا۔ کہ یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ کئی سال سے اتنا بڑا ہجوم نہ ہوا۔ حرم شریف کے باہر کی تمام سڑکیں بازار نمازیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ آج ہم نے خارجی فریقے کے لوگ بھی دیکھے جو مسقطا درز نیچا سائے! ہوئے ہیں، ان لوگوں نے بعد نماز جمعہ اپنی جماعت الگ کی۔ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔ محراب دار پیشانیوں لمبی واڑھیاں آدھی پینڈلی تک تہ بند بہت دراز نماز لے ہیں، ایسے خشوع سے نمازیں پڑھتے ہیں۔ کہ بڑے دیندار معلوم ہوتے ہیں۔ احادیث شریف کی بتائی ہوئی ساری علامات ان میں موجود ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان، حضرت امیر معاویہ، حضرت امام حسین، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم کے بدترین دشمن ہیں۔ ان حضرات پر تبرے کا وظیفہ پڑھتے ہیں۔ مولانا احمد صاحب نورانی میاں نے بتایا کہ دیکھو خوارج یہ ہیں، سام کے ایسے مواجہہ شریف میں حاضر ہوئے۔ ہم نے اس سے پہلے یہ فرقہ نہ دیکھا تھا۔

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ، اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

آج دوپہر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کے ہاں ہم چند حجاج کی دعوت طعام ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے ایک عجیب مکالمہ سنایا۔ کہ کسی نے ان سے کہا کہ اگے تو مدینہ شریف میں ہمارا حاجی

گھبرا گیا۔ مولانا نورانی نے فرمایا کہ بولنا۔ نیکیوں کا ثواب صرف سچا س ہزار ہے۔  
 محض معظّم میں ایک لاکھ تو ہر کم کیوں ایک لاکھ نہیں۔ وہ ہی کلمہ پارٹی کا پڑھایا ہوا سبق۔ مولانا  
 نورانی نے فرمایا۔ کہ محض معظّم میں اگر کسی کا ثواب ایک لاکھ ہے تو ہر گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ  
 ہے۔ مدینہ مطہرہ میں ہر کسی کا ثواب تو سچا س ہزار ہے۔ ہر گناہ کا عذاب صرف ایک وہ بولا کہ  
 محض معظّم میں رہ کر عمر سے کرنا ممکن ہے جو یہاں ناممکن ہے۔ مولانا نورانی نے فرمایا یہاں  
 بغیر محنت کا عمر ہے۔ کہ آپ ہفتہ کے دن مدینہ پاک سے وضو کر کے جائیں۔ مسجد  
 قبا میں دو نفل ادا کریں عمرہ کا ثواب پائیں گے۔ اس سے قوت کو یہ بھی پتہ نہ تھا کہ حج کے مہینوں  
 میں یعنی شوال سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ تک ملکی کو عمرہ کرنا ممنوع ہے۔ اور جو باہر سے اگر  
 محض معظّم میں ٹھہر گیا وہ بھی مکہ بن گیا۔ اسے بھی سوا پہلے عمرہ کے اور عمر سے کرنا ممنوع  
 ہیں۔ ۱۳ ذی الحجہ کے بعد عمر سے کرنے چاہیں آج کل حرم شریف میں بعد نماز فجر  
 روزانہ خطیب حرم عبدالعزیز صاحب پندرہ بیس منٹ لاؤڈ سپیکر میں وعظ کرتے ہیں  
 جس میں حج و عمرہ کے مسائل اور مختلف احکام بیان کرتے ہیں ۛ

۵ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء جمعہ

آج مدینہ منورہ سے ہمارا کوچ ہے۔ ۲۳۵۱۲ دن یہاں حاضری وہی مگر یہ  
 زمانہ چشم زدن میں گذر گیا ۛ

شعر

حیث در چشم زدن صحبت یار آخر شد

سیر گل سیر نہ کر دیم ہر را آخر شد

اس وقت مدینہ پاک کا عجیب نظارہ ہے۔ زمانہ حج بالکل قریب ہے، صرف  
 تین دن در میان میں ہیں۔ فجاج کی ٹولیاں مواجر شریف میں حاضر ہو کر اوداعی سلام عرض  
 کر رہی ہیں۔ مرد عورتیں حرم شریف کی دور دیوار سے پٹ کدوتے آہ و زاری  
 کرتے ہیں۔ ان کی آہ و بکا سے کچھ منہ کو آتا ہے۔ ہم نے بھی احرام کی تیاری کر لی ہے۔  
 بعد نماز جمعہ ہمارا بھی کوچ ہے، ہم اپنا سارا سامان مدینہ پاک میں ہی چھوڑ

کراچ و عمرہ کو جا رہے ہیں۔ کیونکہ بعد حج انشاء اللہ پھر یہاں آنا ہے اور یہاں سے شام و عراق وغیرہ کے سفر کو جانا ہے، ہمارا خیال تھا کہ ہندوستان پاکستان کی طرح یہاں بھی اتنے زیادہ حجاج کو سواریاں مشکل سے ملیں گی۔ کیونکہ آج اور کل دو برسوں میں دن میں قریباً ایک لاکھ حجاج کو یہاں سے مکہ معظمہ پہنچانا ہے، مگر ہم جب مندرجہ منورہ کے بسوں کے اڈہ پر پہنچے جو باب الشامیہ میں مسجد الایمان کے متصل ہے۔ تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی، ہم نے دیکھا، کاروں، بسوں، ٹرکوں والے لوگوں کی آدازیں دے کر بلا رہے ہیں اور رکاب یعنی سواریوں کا انتظام کر رہے ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد ہم مع اپنی اہل اور ہمارے مین پان فیض محمد صاحب، نیا ط، مولانا نور اللہ صاحب بصیر پوری مع اپنے دو ہمراہیوں کے مولانا حافظ محمد طیف صاحب اور کاڈی مع اپنے ایک ہمراہی کے کل آٹھ آدمیوں کا قافلہ بن گیا، ہم نے الوداعی سلام عرض کیا، مولانا نور اللہ صاحب کی روتے روتے پچکیاں بندھ گئیں۔ سواجر شریف سے باہر آگئے۔ پھر گنبد خضراء کو حسرت بھری نگاہوں سے ہم لوگ تکتے رہے آنکھوں سے آنسوؤں کے تار بندھے رہے۔ بعد عصر حرم شریف سے روانہ ہوئے۔

باب الشامیہ پہنچ کر کسی تیرہ ریال کے حساب سے ہنایت نفیس کار کرایہ پر کیا بعد مغرب روانہ ہوئے۔ میر علی پر بعض اصحاب نے اجرام باندھا سٹاپڑھی۔ صرف رابع میں آدھ گھنٹہ ٹھہرے، اور رات کو تین بجے پاکستانی ٹائم سے جدہ پہنچ گئے۔ جدہ کے اڈہ پر مکہ معظمہ کے لیے بھرت کاریں، بسیں، ٹرک، نیڈا کھڑے تھے۔ ٹرک کرایہ صرف ایک ریال ہے۔ بسوں کا دو ریال کار کا تین ریال، ہم نے بھرت اعلیٰ درجہ کی کار تین ریال فی کس کرایہ پر لی۔ بعد نماز فجر جدہ کے اڈہ سے روانہ ہوئے۔ دو بجو چیکنگ ہوئی اور قریباً ۸ بجے صبح ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

۴ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ، ۱۸ اپریل ۱۹۶۳ء شنبہ

آج صبح ہم ۸ بجے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ حرم شریف کے باب ابراہیم کے

سامنے بلکہ بابِ ابراہیم کے بالکل قریب سندھی رباط ہے، ہمارے مین بان فضیل محمد صاحب خیاط ہم کو وہاں لے گئے۔ وہاں اپنے دوست محمد دین صاحب کے ہاں ٹھہرایا۔ وہ اور ان کی زودبیر ناظمہ بہت محبت سے پیش آئے۔ اور ہم کو ایک حجرہ دے دیا اب ہم تین ساتھی رہ گئے ہیں۔ ہم جمع اہلیر کے اور فیض محمد صاحب خیلے۔ وضو کی حرم شریف میں آئے۔ اللہ اکبر یہاں مطاف میں طواف ہو رہا ہے۔ آدمیوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے ہم نے مسجد نبوی شریف سے قرآن کا احترام باندھا ہے۔ ہماری اہلیا اور فیض محمد صاحب نے افراد کا۔ ہم عمرہ کا طواف کرنے اور یدوں فل طواف قدم کے لیے بسم اللہ کہہ کر مطاف میں داخل ہو گئے۔ اور آدمیوں کے اس سمندر میں ہم بھی تیرنے لگے۔ اگرچہ بہت بھیڑ تھی۔ مگر اللہ کے فضل سے طواف کر یا بعد طواف زمزم کے کنوئیں پر پہنچے اب زمزم زمین دوز کر دیا ہے نہ بہت سی بیڑھیال اتر کر وہاں پہنچتے ہیں۔ اس جگہ بجلی کے ٹکپوں برقی روشنی کا بہت اعلیٰ انتظام ہے۔ اب زمزم بذریعہ پائپ لائن اوپر آ رہا ہے، مگر ٹیوں پر اتنی بھیڑ ہے کہ ہم وہاں پہنچ نہ سکے۔ خرید کر زمزم پیا۔ اور نہ باب الصفا سے۔ صفا پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر دیکھا۔ اللہ اکبر صفا سے مروہ تک انسانی دریا رواں ہے۔ اب صفا مروہ حرم شریف میں داخل کر یا گیا ہے۔ بہت وسیع جگہ سی کے لیے ہے۔ جانے کا راستہ اور ہے۔ آنے کا اور تمام رقبہ پخت ہے۔ جہاں برقی روشنی کا انتظام ہے، ہم تینوں نے سعی کی پھر قیام گاہ میں آ گئے یہ دونوں تو فارغ ہو گئے۔ ہم کو طواف قدم اور سعی اور کرنا ہے۔ کیونکہ ہم نے قرآن کا احترام باندھا ہے۔ چنانچہ بعد عصر الحمد للہ ہم نے طواف قدم مع رمل اور سعی کر لی۔ اس وقت ہجوم صبح سے بھی زیادہ تھا۔ مگر شکر ہے۔ رب کا کہ بخریت یہ دونوں کام ہو گئے :-

۷ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۱ اپریل ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج ۷ ذی الحجہ ہے۔ خاک کبر کا غسل ہے۔ اور کعبہ کو احرام پہننا نا ہے۔ صبح سات بجے سے

ہمیں پورے روز بوجہ بارشیں منع حرم شریف میں آگئی۔ ۹ بجے ایک دروازہ پر مکمل پہلا ہو گیا۔  
 ۱۰ بجے شاہ فیصل مع اپنے بہت سے ساتھیوں دیگر مالک کے دُزرا سفر اہل کے  
 ہمراہ قریباً دو سو آدمی حرم شریف میں داخل ہوئے۔ خادکبہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ خاص  
 زیزہ کلوی کا گلا دیا گیا۔ طواف روک دیا گیا۔ مطاف خالی کر لیا گیا۔ یہ لوگ خادکبہ میں داخل  
 ہوئے چھوٹی چھوٹی جھاڑ بھی ہاتھوں میں پکڑیں۔ اب زمین میں عرق، کیڑا دگلاب ملا ہوا  
 تھا۔ اس کی بالٹیاں۔ خدام کبہ کے اندر پہنچائیں۔ اداران بادشاہ وزیر نے فرش کبہ چھو یا  
 لوگ مطاف کے باہر باب کبہ کے سامنے برنظارہ نورانی دیکھ رہے تھے۔ اس نسل  
 سے فارغ ہونے پر اندر سے ان لوگوں نے باہر سے حجاج نے نہایت خشوع و خضوع  
 سے دعا میں مانگیں۔ لوگوں کی بچکیاں بندھ گئیں۔ پھر یہ غسل کا پانی جھاڑوں کی تیلیاں حجاج  
 میں قیمتاً فروخت کر دی گئیں۔ جنہیں حجاج نے بہت رغبت سے خریدا پھر طواف شریف  
 ہو گیا۔ خدام کبہ نے کبہ معظمہ کی دیواروں کے نچلے حصے پر سفید کپڑے کے تھان پہنا،  
 دیئے۔ یہ کبہ احرام کہلاتا ہے۔

۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۰ اپریل ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج حجاج منے شریف کو روانہ ہو رہے۔ بعض جاہل معلموں نے گل ہی اپنے ماحیوں  
 کو سننے پر بچا دیا ہے۔ محض سہولت کے لیے ہمارے معلم محمد عبداللہ رضانی کے بہت  
 سے حجاج گل ہی پہنچ گئے۔ حلال کو سنت ہے کہ ۸ ذی الحجہ کو اشراف کی نماز کے بعد  
 منیٰ کو روانگی ہو۔ آج ہم معلم سے آنا دیکھ کر پانچ آدمیوں کا قافلہ بن گیا ہے۔ ہم مع اپنی  
 اہل کے ہمارے مینجان فیض محمد صاحب حیاط۔ مدنی۔ الحجاج مستری محمد رفیق  
 مکی مع اپنی اہل زینت کے سڑمغل میں بسوں، کاروں، ٹرکوں، پیدل لوگوں کا اس قدر عجم  
 ہے۔ کہ ٹرکوں پر تیس دھرنے کی جگہ نہیں، ہم نے ٹیکسی یعنی چاہی دلی، آخر کار کچھ  
 سامان سروس پر لاد کر فقیر ہی جہیں میں جنت سلی پہنچے وہاں ڈک ایک ایک میل  
 فیکس کے حساب سے کرایہ پر لی اور قریباً دو بجے صبح منے شریف پہنچ گئے،

الحاج متری محمد رفیق صاحب، اپنے ہمراہ ہکا ساٹان مع سامان ساتھ لائے ہیں۔  
 لب رطک کن رہ پر دو طرفہ حاج نے ساٹان کی لائن بنا رکھی ہے۔ ہم نے بھی ایک  
 جگہ ساٹان ڈال لیا۔ آرام سے بیٹھ گئے۔ آج منے شریف بمبئی یا کراچی ہے سامنے  
 حکومت کا مسافر خاند ہے۔ جو حاج کے لئے بنایا گیا ہے مگر بند ہے مخصوص۔  
 صاحبان وہاں ٹھہرے ہیں۔ جن کی حکومت تک پہنچ ہے۔ باقی تمام  
 حاج باہر ٹھہرے ہیں۔

## منی کی ترقیاتی تبدیلیاں

اب منی شریف بالکل ہی بدل چکا ہے۔ یہاں ایسی عالی شان  
 عمارتیں بن گئی ہیں کہ پتہ نہیں چلتا کہ ہم منے میں ہیں یا کراچی میں۔ قصر شاہی بہت  
 شاندار ہے۔ جو مسجد خیف سے جانب مشرق قریب نصف میل دور ہے۔  
 عتہ جگہ حکومت نے بہت سے مسافر خانے بنوادیئے ہیں۔ جن میں بہت  
 سے کمرے کی لائیں متعدد دپاخانے، غسل خانے بھی بہت نفیس ہیں، عتہ مسافر  
 خانے میں بذریعہ لاڈل پیکر اعلانات پورے ہیں کہ فلاں مسلم کے حاج راہ بھول  
 گئے ہیں۔ یہاں موجود ہیں۔ مسلم صاحب اگر لے جائیں۔ عتہ مسجد خیف  
 بہت وسیع کردی گئی ہے۔ متعدد دروازے بنا دیئے گئے ہیں، صحن  
 مسجد میں دو جگہ کپڑے کے محفوظوں سے سائر کر دیا گیا ہے اور کئی جگہ برآمدے  
 بڑے وسیع بنا دیئے گئے ہیں۔ عتہ بہت جگہ موسو پائٹھانوں کی لائیں بنا دی  
 گئی ہیں۔ جو چھتی ہوتی ہیں، ان میں پانی کا بہت اچھا انتظام ہے۔ چنانچہ مسجد  
 خیف کے شرقی دروازے سے متصل بھی یہ پائٹھانہ موجود ہیں۔ عتہ منے میں  
 پانی کے نل قدم قدم پر لگے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ جگہ جگہ پانی کی ٹھکیاں  
 لگے ہوئے موٹریں گشت کر رہی ہیں۔ غرض کہ وہ منے جہاں پانی کم

باب بلکہ نایاب ہوتا تھا۔ اب وہاں پانی کی کوئی کمی نہیں۔ عہدِ کو عظیم سے منیٰ کو قریباً پندرہ سو اعلیٰ درجہ کی پختہ سڑکیں ہیں۔ حجاج کی موٹریں ان سڑکوں پر تقسیم ہو کر سفر کرتی ہیں۔ جس سے راہ میں بہت بھیڑ نہیں۔ نہایت آرام سے ہم لوگ منیٰ پہنچ گئے۔ سو شفاخانہ کی بیسیں عام طور پر چکر لگا رہی جو مریضوں کو دعائیں دیتی ہیں، زیادہ بیمار کو اٹھا کر سفر کی ہسپتال میں پہنچا دیتی ہیں۔ بہت سے ملکوں کی ریسیں ہیں۔ بے علم اور بے پرواہ معلم صاحبان کی مہربانی سے بہت حجاج آج ۸ ذی الحجہ کو ہی منیٰ میں بغیر ٹھہرے یا کچھ ساعات ٹھہر کر عرفات چل دیئے۔ تاکہ وہاں آرام وہ میگہ پر قبضہ کریں۔ اور عرفات میں آرام کریں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اس بار منیٰ کی پانچوں نمازیں ہم نے مسجد خیف میں اپنی جماعت سے ادا کیں کیونکہ اس بار ہم کو جہاد قیام یا کل مسجد شریف کے متصل نصیب ہوئی یہ سب برکتیں ہمارے رفیق الحجاج مستری محمد صاحب مہاجر کی پانی تپی۔ اور فیض محمد صاحب خیاط کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ آج صلات ہم نے جو نظارہ منیٰ اور خصوصاً جبل ثبیر کا دیکھا۔ وہ عمر بھر یاد رہے گا۔ آج بھی بعد نماز عشاء نجدی علماء مسجد خیف میں حجاج کو جمع کر کے مختلف جگہ وعظ کرتے رہے، تعلیم حج کے بہانہ سے شرک و کفر کی ہی تقسیم کرتے رہے۔

### ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ، ۲۱ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

آج حج کا دن ہے۔ ہم خوب آرام سے سوئے نہج کے وقت وقت آٹھ بجے کھلی ضروریات سے فارغ ہو کر ڈبیر سے پرہی نقل پڑھے۔ پھر مسجد خیف میں خاص اس گول تہ کے اندر نماز فجر کی جماعت کرائی۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے عبادت کی ہے۔ اور جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں قیام فرمایا ہے۔ یہ قبر مسجد خیف کے وسط صحن میں ہے۔ بہت رقت طاری رہی، بہت سے لوگ نماز پڑھتے ہی عرفات چل دیئے۔ مگر ہم نے قیام کیا۔ سورج نکلنے ٹیڑھا پھاڑ چمکنے کے بعد سفر کیا۔ آج بھی یہ معجزہ دیکھا کہ بلا وجودیکو

لاکھوں حجاج بیک وقت اس گھڑی عرفات کو جا رہے ہیں۔ لگ بھگ سوڑیں خالی گھڑیاں ہیں، صرف ایک ریل کرار پر مٹی سے عرفات بے جانے کے لیے پکار پڑی ہے۔ ہم نہایت آسانی سے اعلیٰ درجہ کی بس میں سوار ہو کر تقریباً ۸ بجے عرفات شریف پہنچ گئے۔ مٹی سے ہم بجائے پانچ کے چھ ساتھی ہو گئے ہیں مولوی محمد منظر حق صاحب پشادری بھی محض ہماری محبت میں ہمارے ہمراہ ہو گئے۔ ہم تو ہمت ہار کر مسجد نبوہ کے پاس ہی ٹھہرنے پر تیار ہو گئے مگر ہمارے رفیق حج محمد رفیق پانی پتی مہاجر مکی کی ہمت سے ہم خاص جبل رحمت پہنچ گئے۔ وہاں چوٹی کے پاس صفرات صحنہ یعنی بڑے پتھروں کے پاس خیر لگا دیا۔ جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ شام کے وقت ساتھیوں کے اصرار پر ہم جبل رحمت کی خاص چوٹی پر پہنچے۔ جہاں حضرت آدم عیالات لاک کی توبہ قبول ہونے کی جگہ ہے وہاں ایک ستون نما دیوار ہے۔ اس پاس مربع زمین ہے۔ جس پر بھجری ہے لوگ اس ستون سے پٹے ہوئے دعائیں مانگ رہے تھے۔ جبل رحمت کے پیچھے بادشاہ اور ان کے اسٹاٹ کے ڈھیر سے تھے۔ تمام میدان ان سے بھرا ہوا تھا۔ مغرب سے پہلے ہی پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر اپنے ڈھیر سے پہنچ گئے آفتاب ڈوبنے کے بعد وہاں سے لڑانہ ہوئے۔ یہاں ہی مزدلفہ پہنچے۔ عرفات سے مزدلفہ تک بھرت سی سڑکیں ہیں۔ ہر سڑک بسوں سے بھری ہوئی ہے۔ رزکی، ایجر، ایبا، مغرب (در اکش) ایجر، مصر، بغداد، کربلا، نجف، ایران، کویت، قطر، دامر، دھران، نجران وغیرہ بہت ممالک کی اعلیٰ درجہ کی بسوں کی قطاریں بندھی ہیں۔ ہم قریباً چار گھنٹہ میں مزدلفہ پہنچ گئے۔ وہاں مغرب عشاء جمع کر کے ادا کیں۔ اس طرح کہ پہلے! مغرب کے فرض پڑھے۔ پھر عشاء کے پھر مغرب کی سنتیں، پھر عشاء کی سنتیں، اور توراہ کئے، عجیب دکش نظارہ ہے۔ چاندنی لات مزدلفہ کا میدان سامنے قصر شاہی جو ہزار بابوں سے جگمگا رہا ہے۔ لاکھوں حجاج کا اجتماع بیک اہم لیک کی دکش صدائیں سامنے مشعر حرام جو دو ٹھکانے کی طرح اس بلات سے متصل کھڑا ہے



سُبْحَانَ اللَّهِ اَلْطَّهْرُ كَابِيَانِ جَمِيْلٍ يُوَسِّطُ - بعض نماز فیض محمد صاحب کچھ چاول  
لائے۔ کھا پکا کر سو رہے۔ آج سخت سردی ہے۔ فجر کے بیٹے اول وقت  
اودھ بیٹھے۔ نماز فجر بہت اندھیرے میں پڑھی۔ کچھ جمع کئے۔ اور  
منے کو پل دیئے :-

اذی الحجہ ۱۳۸۳ھ، ۲۲ اپریل ۱۹۶۳ء بدھ

آج صبح ہم ۳ ریال نی کس کے حساب بس میں نزدلف سے روانہ ہوئے۔ سڑکیاں  
میل چلے ہوں گے۔ آگے کو سڑک پر بسوں، کاروں، ٹرکوں کی پانچ پانچ لائنیں جو  
کئی کئی میل لمبی ہیں۔ کھڑی تھیں۔ سب کو کوئی نہیں ہمارے ڈرائیور سے بہت  
سڑکوں پر بس دوڑائی سگر ہر جگہ لائینوں کا سلسلہ پایا آخر کار ہم سیدل ہوئے  
منے پہنچ گئے۔ اولاً مسافر خازن سعودیہ میں اپنے قیام کا انتظام کیا۔ پھر جرہ عقبہ کی  
رہی کی آج جرہ عقبہ کی مدی خلافت امید بہت آرام سے ہوئی۔ ہم نئے اور مستورات  
لے نہایت سہولت سے کرنی ہجوم بہت کم تھا۔ در نہ یہاں تو جان کے لانے  
پڑ جاتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ - غالباً اس کی ہجوم کی وجہ یہ ہوئی کہ ہم نے بہت  
دیر کے بعد رہی کی زوال سے کچھ پہلے کی لوگ صبح ہی رہی کر کے قربانی کے  
یٹے چلے گئے بعد رہی ہم نے ایک گائے میں جھڑایا اس گائے میں ہمارا حصہ  
جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ہے۔ ستری محمد رفیق صاحب نے  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی حصہ ڈالا۔ اس یٹے یہ گائے بڑی  
سیرک ہوئی۔ بعد قربانی ہم کو معظم طواف زیارت کے یٹے گئے۔ اللہ اکبر آج  
طواف میں ایسا ہجوم ہے کہ سمان اللہ بہت گھمسان میں طواف کیا بعد مغرب  
مکہ معظمہ سے واپسی ہوئی بہت مشکل سے منے پہنچے۔ کیونکہ ہر سڑک پر بسوں  
کی صد ہا قطاریں سیلوں تک لگی ہوئی ہیں تین گھنٹوں میں مکہ معظمہ سے منے تک،  
ہماری سب پہنچی راہ میں قربانی گاہ پڑی تا مسد نظر ذبح شدہ جانوروں کے پشتے

لگے ہوئے ہیں۔ غالباً اسی نوے ہزار جانور چڑھے ہیں۔ جو بعد قربانی وہاں ہی چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اگر حکومت چاہے تو ان قربانیوں کی کفالت و گوشت کے ذریعہ کروڑوں روپیہ کمائے۔ حرمین طہین میں چمڑہ کے کارخانے جاری کر کے لوگوں کو کام لگا دے چمڑے کی پیٹیاں کبس و طیرہ بنا سے۔ گوشت ڈبوں میں پیک کر کے تمام اسلامی ممالک میں اسی کی تجارت کرے اب تو یہ ہوتا ہے۔ کہ بذریعہ مشین یہ جانور ایک گہرے غار میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی جاتی ہے۔

## ۱۱ اذی الحجہ ۱۳۸۲ھ ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء

آج بعد ظہر تینوں جہروں کی رمی کی اس قدر ہجوم تھا۔ کہ سبحان اللہ بڑی شکل سے رمی ہوئی عورتوں کو رمی بہت ہی دشواری سے کرائی گئی حالانکہ ہم نے بعد عصر رمی کی اس خیال سے کہ کل کی طرح آج بھی دیر لگانے سے بھیڑ کم ہو جاوے۔ مگر آج معاملہ برعکس گیا۔ خلا خدا کر کے مغرب تک گھر واپس ہوئے۔

## ۱۲ اذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۴ اپریل ۱۹۶۳ء جمعہ

آج شب حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب مدظلہ زریب سبحانہ کو گورہ شریف سے بعد نماز عشاء اسی مسافر خاد میں ملاقات ہو گئی۔ بہت اخلاق سے ملے۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ مولانا محافظ محمد بشیر صاحب، خطیب حافظ آبا د زید عمر ہم واقباہم بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور سراج قضاہی معلم کے ہاں قیام پذیر ہیں۔ آج صبح ان سے بھی ملاقات ہوئی۔ آج جمعہ ہے۔ مگر سجدی امام نے جمعہ نہ پڑھا یا صرف ظہر پڑھا تھا۔ وہ بھی قصران کا عقیدہ ہے کہ وطن سے دو میل نکل جانے پر بھی انسان مسافر ہو جاتا ہے۔ ہم نے اپنی ظہر علیحدہ جماعت سے پڑھی۔ معلم صاحبان نے اپنے اکثر حجاج کو آج صبح ہی رمی کرانے کا معظنہ بھیج دیا۔ حالانکہ آج رمی کا وقت بعد زوال شروع

ہوتا ہے۔ بنگال حضرات کو اس سے کیا تعلق۔ اس لیے فقیر نے معلم صاحب سے  
علیحدہ رہ کر آزاد چل گیا :-

### ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۵ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

ہم اس بار بارہویں ذابجھ کو منی سے نکلے۔ بلکہ تیرہویں کی رمی کرنے کے لیے منی  
میں ہی ٹھہرے رہے۔ دو فی صدی حجاج رہ گئے ہیں باقی سارے محکمہ  
چلے گئے۔ منی میں بہت سکون ہے۔ حجرہ عقبہ سے نصف فرلانگ دور کو  
مظفر کی طرف پہاڑوں کے درمیان مسجد عقبہ ہے۔ جس کی چھت نہیں ہے۔ یہ  
دیواریں وغیرہ مضبوط ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں انصار نے دو دفعہ حضور سے بیعت  
کی بیعت عقبہ یہ بیعت ہی آئندہ ہجرت کا ذریعہ بنی۔ پہلے سال ۱۱۲ انصار نے  
بیعت کی۔ دو سال شہداء انصار نے آج رمی نہایت آسانی سے ہو گئی۔ ہم رمی  
کر کے محکمہ آئے۔ آج شب کو حضرت شاہ نظام الدین صاحب۔ زین  
سجادہ تونسہ شریف سے ملاقات مسجد الخنیف میں ہوئی بہت اخلاق سے پیش  
آئے۔ یہاں ہمارا عرفات کے بعد قیام منی میں سعودی مسافرخانہ میں رہا۔ یہ  
مسافرخانہ مسجد الخنیف کے مشرقی دروازے سے جانب مشرق قریباً دو سو  
قدم کے فاصلہ پر ہے۔ اس مسافرخانہ کے دروازہ پر مدیر کالج کا دفتر ہے۔ یہاں  
سے پذیر لیاؤ ڈسپیکر گم شدہ حجاج و معلمین کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ یہاں سرکاری  
ہسپتال بھی ہے یہاں روزانہ چار دیگہ پلاؤ حجاج کو کھلایا جاتا ہے۔ چودہ  
پاخانہ ہیں۔ دو لائٹوں میں ساٹھ ساٹھ فی لاکھ۔ واپسی میں بہت بسیں منی میں  
موجود تھی۔ جو ایک ریال بلکہ نصف ریال فی کس کرار پر محکمہ سے جا رہی ہیں، سواری  
میں کوئی دستواری نہیں :-



۱۴ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۸ اپریل ۱۹۶۴ء سنہ شنبہ

آج شب حضرت مولانا محمد خلیل صاحب - لاہور کی کے ذریعہ سیٹھا احمد صاحب  
 یکن بیرسٹر کا ٹھہا واڑی میٹرم کراچی اور مولانا سالم میاں صاحب ابن حضرت مولانا  
 عبدالقدیر صاحب بدایونی رحمت اللہ علیہ سے حرم شریف میں ملاقات ہوئی۔  
 بہت مسرت ہوئی، سالم میاں صاحب زیب سجادہ قادریہ بدایونی سے تشریف  
 لائے میں - نہایت بزرگ سیرت پر نور و جوان ہیں - پھر آج صبح سیٹھا احمد صاحب  
 بیرسٹر کے ساتھ اندرون محو مظہر کی زیارات نصیب ہوئیں میت ارقم جواب مسئلی  
 میں داخل ہو چکا ہے - صفا کے قریب جگہ ہے - یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 ایساں لائے - جاتے ولادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جواب العصفا سے کچھ فاصلہ  
 پر ہے - یہاں آب لائیبی بنی ہوئی ہے - مکان حضرت خدیجہ - یہاں حضورؐ کا  
 نکاح بی بی خدیجہ سے ہوا - یہاں ہی حضرت فاطمہ زہرا کی ولادت شریف ہوئی -  
 آب یہاں مدرسہ ہے - جام ولادت حضرت علی آب یہاں ایک معلم کا مکان ہے،  
 تمام مقامات حرم شریف سے قریب ہی ہیں - مسجد جن چہاں جنات نے حضورؐ کا  
 قرآن سنا اور ایمان لاکر بیعت سے مشرف ہوئے - یہ جگہ قرستان جنت معلیٰ کے  
 قریب ہے - ایک سبز مینارہ کی مسجد بھی ہے - گودوسی مسجد، مسجد جن ہے - پہلی  
 مسجد کا منارہ بھی سبز ہے - گروہ مسجد جن نہیں - مزار حضرت خدیجہ (ام المومنین رضی  
 اللہ عنہا) یہاں جنت معلیٰ کے دوسرے حصے میں ہے - جنت معلیٰ کا پہلا حصہ آب  
 خوبصورت کر دیا گیا ہے - ان دونوں حصوں میں مردوں کو جانے کی اجازت ہے  
 عورتوں کو نہیں - جنت معلیٰ میں حضرت عبداللہ ابن عمر - عبدالرحمن ابن ابی بکر صدیق،  
 حضرت عبداللہ ابن زبیر ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق حضورؐ کے  
 دادا عبدالطلب - ہاشم - عید مناف رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں -  
 مگو بے نشان - حضرت خدیجہ کی قبر بھی اوکھڑی ہوئی ہے،

مگر نشان ہے :-

۷ اذی الحجہ ۱۳۸۳ھ، ۲۹ اپریل ۱۹۶۲ء چہار شنبہ

آج صبح حن العفاق سے الحاج عبدالغفور صاحب سکڑوٹ سرور تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کی ہمراہی میں دادی محصب اور جبل نور غار حرام کی زیارات میں شرکت ہوئی۔ ہم صبح فجر پڑھتے ہی حرم شریف سے بیدل روانہ ہو گئے۔ ہمارے ساتھ آٹھ مرد عورتیں اور بھی تھے۔ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد جن بخت معلی شریف ہوتے ہوئے منیٰ کی طرف چل پڑے۔ کچھ منظر اور منیٰ کے درمیان یعنی مکہ شریف سے دو میل فاصلہ پر جاتے ہوئے داپنے ہاتھ کو یاد کی محصب کے راتہ میں سڑک کے درمیان شاہی باغیچے نہایت خوبصورت اور شاہی محل پڑے ہم ان سب کو طے کرتے ہوئے وہاں اشراق کے وقت پہنچے۔ دادی محصب وہ مقام ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر منیٰ سے واپس ہوتے ہوئے قیام فرمایا۔ رات یہاں ہی آرام کیا۔ اب بھی سنت یہی ہے۔ کہ منیٰ سے واپسی پر یہاں آرام کر کے بلکہ شب گزار کر تیرہویں یا چودھویں بقرعید کو کچھ منظر آئے۔ اس دادی کے کنارے پر ایک تختہ کنواں ہے۔ جس پر پانی کھینچنے کی مشین لگی ہے، جس سے قصر شاہی اور سڑک کے درمیان بل پتھروں کو پانی دیا جاتا ہے۔ لوہے کی سیڑھی بھی کنوئیں میں لگی ہے۔ اس دادی میں نیم کے درخت کثرت سے ہیں، بہت پُر نضا جگہ ہے۔ ہم یہاں بعد اشراق کچھ دیر لیٹ گئے۔ تاکہ اس جنگل کے ذرے بدن کو لگ بھادیں۔ سامنے پولیس چوکی ہے۔ اس میدان میں سرکاری نل پانی کا ہے۔ اس دادی کے سامنے قریباً ایک یا سو ایل پر جبل نور شریف ہے، جو یہاں سے نظر آتا ہے۔ ہم لوگ یہاں سے فارغ ہو کر سورج بلند ہو جانے پر جبل نور کی طرف چل دیئے چونکہ واسے سپاہیوں سے پانی مانگا۔ کہ چھاگل ہی بھر لیں۔ وہ ہماری زیارت کا نام سن کر جبل گئے پانی گرم ہے۔ بہر حال جبر پانی

یہ سٹی کی سڑک پار کی اور بائیں ہاتھ کچی سڑک پر چل دیئے۔ قریباً بیس منٹ میں پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ اللہ اکبر بڑا اونچا پہاڑ ہے۔ سیکڑوں زائرین کا اتنا بندھا ہوا ہے۔ بوڑھی عورتیں کمزور مرد شوق میں کھمبے چلے جا رہے دھوپ بھی تڑاقے کی ہے۔ تپش بھی بہت ہے۔ چڑھاؤ بھی بہت ہے۔ مگر عشق رسول کے جذبے نے سب کچھ اُساں کر دیا ہے۔ یہاں دامن پہاڑ میں ایک پودے پانی کی ٹوکاں لگا رکھی ہے۔ ہم لوگوں نے یہاں کچھ معمولی سا ناشتہ کیا۔ جو حاجی عبدالغفور صاحب کی والدہ نے ساتھ لیا ہوا تھا اور پھر بسم اللہ کہہ کر روانہ ہو گئے۔ قریباً ڈیڑھ میل چڑھاؤ ہے۔ بعض جگہ راستہ خطرناک ہے۔ پتھر چٹکے۔ راستہ بہت تنگ کنارہ پر روک کوئی نہیں سیدھی اونچائی پر چڑھاؤ ذرا پاؤں پر پھسلے تو نیچے جاؤں۔ ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلے۔

الحمد للہ کہ ہم ۵۵ منٹ میں چوٹی پر پہنچ گئے، راہ میں صرف دو جگہ بیٹھ کر سانس لی۔ شتی صدر فارحان پکا قحجاج موجود تھے۔ جو نوافل پڑھ رہے تھے، ایسا نورانی غار ہے کہ سبحان اللہ لوگ اس غار کے پتھروں سے چمکتے چومتے تھے ہم سب کہہ دتے روتے چکیاں بندھ گئیں، معری، محرونی، ترک، افغانی ہندوستانی، پاکستانی وغیرہ تمام حجاج جمع تھے۔ سب کی آنکھوں کے آنسوؤں سے پتھر تر ہو رہے تھے، دو دو شریف، لغت شریف کی صدقوں سے پہاڑ گونج رہا تھا۔ قریباً ۵۵ منٹ ٹھہرے۔ تین جگہ نوافل پڑھے شتی صدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ۔ اور غار حرام دیاں سے مٹھنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ دو لہا ابھی اس بزم سے اٹھ کر گیا ہے۔ معقل کی رونق ویسی ہی باقی ہے۔ وہاں سے واپس ہوئے۔ راہ میں دو جگہ سانس لیا۔ اور ۲۵ منٹ میں زمین پر آگئے قریب ہی ہوٹل ہیں۔ ٹھنڈا پانی پیا۔ مٹی اور طواف سے آنے والی بسوں کا سلسلہ بندھا ہوا دیکھا۔ ایک بس میں چار قریشی کش دے کر حرم شریف اتر پڑے دو پہر تک گھر پہنچ گئے۔

## غار حرا شریف کے فضائل اور حالات

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل ظہور نبوت چھ ماہ غار حرا شریف میں چھوڑا تھا کیا۔ ہفتہ میں ایک دن کو مظہر شریف لاتے۔ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کچھ کھانا پانی ساتھ فرادیتیں۔ آپ پھر اس غار میں آجاتے اور ہفتہ بھر اسی پر گزار دیتے عبادت الہی کرتے رہتے۔ چھ ماہ بعد اسی غار میں حضرت جبریل علیہ السلام پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے اور سورہ اقرآ شریف الم یسلم تک نازل ہوئی۔ بڑی عظمت والا غار ہے۔ حضور کا چوڑا گاہ نزول قرآن کی پہلی جگہ یہی غار ہے۔ گویا اسلام کے سہج کی پہلی کرن یہاں ہی پڑی حضرت جبریل پہلی بار یہاں ہی آئے۔ وحی لائے۔ اس پہاڑ کے راستہ میں کسی آدمی نے جگہ جگہ سرخ رنگ کے تیر کے شکل نشان لگا دیے ہیں۔ جو زاہر کو راستے کی رہبری کرتے ہیں۔ لاکھوں ایک تھوڑے ہیں۔ جو ترکوں نے پانی کے بیٹے بنایا تھا۔ کان گہرا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی متبرک سمجھ کر یہاں کود جاتے ہیں۔ فوائل پڑھتے ہیں۔ پھر بڑی مشکل سے ادر آتے ہیں، اس حوض سے اوپر چاکر پہاڑ کے اندر ایک چھوٹا سا سنگ کی شکل کا ایک غار ہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ احتکاف میں کبھی آرام فرماتے تھے۔ یہاں بیٹھ کر مشکل نقل پڑھ جاتے ہیں۔ دو آدمی بیک وقت نقل پڑھ سکتے ہیں بالکل چوٹی پر معمولی سی ہموار زمین ہے۔ جہاں ترکوں نے مسجد بنائی تھی۔ جدیدوں نے توڑ دی۔ مگر دیواریں قائم ہیں۔ اس مسجد کے داہنے چوڑے کے نیچے ایک تنگ سا شگاف ہے۔ اس شگاف کے نیچے حضور کو لٹا کر سید مبارک شق فرمایا گیا۔ شق الصدقین یا چار بار ہوا ہے۔ دوسرا شق الصدقین جگہ ہوا ہم لوگوں نے اس شگاف میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر دھوکے۔ آخر اسی شگاف کے منہ پر لیٹ کر پتھروں سے جس کو کسی کی یہ شگاف لہائی میں تدارم ہے، اندر ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ ہے، مگر اس کا منہ بہت تنگ ہے۔ یہاں سے پہاڑ کی دوسری جانب

کچھ نیچے اتر کر عارحرامک پہنچتے ہیں غار حرا ایک عجیب نوعیت کا غار ہے۔ ایک بڑا سا پنچر اوپر سے چھت کا کام دے رہا ہے۔ اس کے نیچے چند پتھروں طرح لگے ہیں۔ کرسٹون سے معلوم ہوتے ہیں۔ جن سے بہت تنگ سا حوض سا بن گیا ہے، یہاں دو آدمی مشکل کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے برابر میں داہنے ہاتھ پر ایک اور غار ہے، یہاں بیٹھ کر ایک دو آدمی نفل پڑھ لیتے ہیں۔ مگر غار حرا وہ وہی اگلا غار ہے۔ اس غار میں ایسی کشش ہے کہ یہاں پہنچ کر آدمی کادل بے قابو ہو جاتا ہے، لوگ ان پتھروں سے جسم رگڑتے آنکھیں مٹتے ہیں :-

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ۔ ۳۰ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

حاجی عبدالغفور صاحب نے کل وعدہ کیا تھا کہ بعد فوراً غار ثور پر چل پڑیں گے، آج صبح ہم نے حرم شریف میں ان کا بہت انتظار کیا مگر وہ نہ آئے۔ ان کی والدہ کو کل کی تنگی سے بخارا گیا۔ اور زائرین بھی گل کے نکلے ہوئے تھے۔ غالباً اس لئے وہ دآ سکے جن اتفاقات سے آج حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب خطیب المدینہ سنی جامع مسجد ماڈل ماڈن کراچی سے حرم شریف میں ہی ملاقات ہوئی۔ مولانا فرانسے لگے کر کیا آپ نے حرم شریف کی بالائی منزل دیکھی ہے ہم نے کہا نہیں فرمایا۔ ابھی پلو وہ دیکھنے کے قابل بلکہ ہے۔ چنانچہ ہم تنہا باب السعد سے سیڑھیوں پر چڑھ گئے۔ وہاں پہنچے تو وہ جھٹ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اوپر بھی پورا حرم شریف بن رہا ہے، صفا سے مردہ تک اور کچھ اس کے علاوہ تو مکمل ہو چکا ہے۔ باقی میں سنتوں کے حصے بن رہے ہیں ہم اس حصہ کی تعریف نہیں کر سکتے۔ ناظرین اگر یہاں پہنچیں تو ضرور اس جگہ کو دیکھیں پھر ہم باب البیاد سے نکل کر پہاڑ صفا پر چڑھ گئے۔ وہاں مسجد حضرت بلال اور مقام شق القمر کی زیارت کیں۔ اشراق کے نفل مقام شق القمر پر پڑھے۔ وہاں بھی زائرین کا ناتنا بندھا ہوا تھا۔ مسجد بلال کو وہ صفا کی چوٹی پر ہے۔ جو حرم شریف سے نظر آتی ہے۔ اس کے متعلق یہاں تین روایات مشہور ہیں :-



ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبیر معظمہ بنا کر اس جگہ کھڑے ہوئے اور ہر چار طرف چار اڑنریں تھیں تعاداً عباد اللہ ان بیوت اللہ یہ آواز تا قیامت پیدا ہونے والی روحوں سے مٹی، جس نے لیک کہا وہ ضرور حج کرے گا، معنی باریک کہا اتنے حج کرے گا۔ جو سناوش راہ وہ حج نہ کر سکے گا۔ اس نلکا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے وَذَلَّلْنَا النَّاسَ بِلَحْيِكَ يَا قُتَيْبُ ۝ دوسری یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کھڑے ہو کر ہی اہل مکہ کو آوازیں دیں۔ اور پہلی تبلیغ فرمائی جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے وَذَلَّلْنَا رُءُوسَهُمْ لَكَ يَا قُتَيْبُ ۝ تیسری روایت یہ ہے۔ کہ فتح مکہ کے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان یہاں دی۔ جس سے سارا مکہ گونج گیا۔ اس لیے اس کو مسجد بلال کہتے ہیں غرض کہ یہ مسجد شریف بہت سی تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ مسجد سواہر وقت نماز کے ہر وقت بند رہتی ہے چنانچہ ہم جس وقت یہاں پہنچے تو مسجد بند تھی پولیس کو پہرہ تھا۔ اس مسجد سے مشرقی جانب پچاس قدم پر شتی القمر ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند جیرا تھا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ اَلتَّوْبَةُ ۝ السَّاعَةَ وَفَشَّقَّ الْقَمَرَ ۝ - یہاں پہلے چھوٹی سی مسجد تھی انجیدی حکومت نے گرا دی ہے گرد و لواریں کھڑکی ہیں، یہاں بھی نوافل پڑھے دونوں جگہ بہت محقق تھی۔ پھر نیچے اتر آئے۔ حضرت صفی خلام قلا در صاحب نے انسان اور ام کے رس سے ناشتہ کرایا۔ مفتی صاحب جوان صاحب نہایت درندار ہیں۔ سب اللہ تعالیٰ۔ سرزمین حجاز میں سفر قلم نہ بان کوئی چیز آزاد نہیں۔ ہر چیز پر نہایت پابندیاں ہیں۔ ہم حجاج جس شہر میں پہنچ جاویں۔ وہاں قیدی بن کر رہتے۔ کہ بغیر تازل کے وہاں سے مل نہیں سکتے۔ نہ کہ مظہر سے جہدہ جا سکتے ہیں۔ نہ جہدہ سے مکہ معظمہ سننے کے طائف جانے کے لیے تصور لگا کر درخواست دینی پڑتی ہے۔ جس پر دینارا ملتا ہے۔ تب طائف جاتے ہیں۔ ہر جگہ راستہ میں چوکیاں ہیں۔ جن پر سخت تفتیش کی جاتی ہے۔ بہت روپیہ دے کر تازل ملتا ہے۔ چنانچہ ہم کو جہدہ میں ساڑھے بائیس ریال دینے پر مکہ معظمہ تازل یعنی راہ داری ملی۔ اور اب مکہ معظمہ سے

جدہ جانے کے لئے بائیں ریل دے کر تنازل ٹا ہم تو حجاج ہیں۔ یہاں کے باشندوں کو اتنا یہ یا تا بعد دکھائے بغیر سفر کی اجازت نہیں۔ زبان و قلم پر تو پابندی کا یہ حال ہے۔ کہ لہیوں کے سوا کوئی شخص تقریر نہیں کر سکتا، اور وہابیوں کے سوا کسی کی کتاب نہ چھپ سکتی ہے۔ زفر و خست ہو سکتی ہے۔ حجاج تنازل کے مسئلہ میں سخت پریشان ہیں۔ حجاز مقدس میں معاصری دینے سے پہلے ہی ہم سے ڈھائی سو فریہ کراچی میں۔ حکومت سعودیہ نے داخلہ کی نیس وصول کر تھی۔ پھر جدہ میں اترتے ہی ۱۷۰ ریل وصول کئے۔ نیس مٹلی اور نیس دخول کی وصول کی۔ آج ہم سے مکہ منظر سے نکلنے کی قیمتیں ۲۲ ریل وصول کئے۔ صرف جدہ جانے کی اجازت دی۔ دیکھئے ابھی کیا کچھ وصول کرتے ہیں

### ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ یکم مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہمارے وداع کا دن ہے۔ یعنی آج تک معظمہ در کعبہ شریف سے رخصت ہو رہے ہیں۔ نماز فجر حرم شریف میں اپنی جماعت سے پڑھی نماز کے بعد حرم شریف میں ہی الحاج عبدالغفور صاحب شریف سے آئے کہنے لگے چلتے غار ثور کی زیارت کرائیں میں نے معذرت کی کہ سفر در پیش ہے۔ اور غار ثور کی حاضری کوئی انسان کام نہیں ہے۔ اس لئے انشاء اللہ آئندہ حج میں یہ حاضری دیں گے۔ آج تو ہمت نہیں پڑتی ہے۔ کہنے لگے کہ زندگی کا بھر دسہ نہیں یہ موقع بار بار نہیں ملتے۔ ہمت کیجئے، سارے سارے ساتھی آگئے ہیں ناستہ پانی ہمراہ لے لیا ہے۔ اٹھے ہیں نے خیال کیا کہ رب تعالیٰ کی ہر بانی ہے جو اس نے اسباب مہیا کر دیئے۔ چنانچہ بسم اللہ کہہ کر ہم مع مولانا محمد صادق صاحب جلی گل تیرہ ساتھی۔ حاجی عبدالغفور کے ساتھ روانہ ہو گئے، باب السعود سے فی نفر ۲۲ ریل کرایہ پر ٹیکسی لے لیں۔ عملہ مسفلہ سے گذرتے ہوئے جیل ثور پر ۵ منٹ میں پہنچ گئے۔ اللہ اکبر پہاڑ کی بلندی اور دشوار راہ دیکھ کر عقل و نگ رہ گئی ہے ساختہ سب کے منہ سے نکلا کہ اسے صدیق اکبر تمہاری شان کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھے پر لیکر اس پہاڑ پر چڑھ

تھے۔ گیدہ بچ کر میں سنٹ صبح کو ہم نے چڑھائی شروع کی اور عربی بارہ بج کر میں سنٹ پر پہاڑ کی چوٹی پر غار شریف میں پہنچ گئے۔ راہ میں چار جگہ سانس لیا۔ راستہ سیدیدہ اور دشوار ہے۔ اکثر جگہ خالار درخت اور پاڈل میں چھینے والے پتھر ہیں بہت احتیاط سے قدم رکھنا پڑتے ہیں۔ بگاس کے باوجود ہمارے ساتھ بڑھی ٹوئیں کمزور رہیں، جو فتنی میں چڑھے چلے جا رہے ہیں۔ کسی نے کہہ دیا۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق اس پہاڑ پر ننگے پاڈل چڑھے تھے یہ سنتے ہی اکثر ساتھیوں نے جوتے اتار لئے۔ حاجی عبدالغفور مجھ سے کہنے لگے۔ کہ مفتی صاحب آپ میرے کندھے پر آجاویں تاکہ یہ سنت صدیق بھی مجھ سے ادا ہو جائے۔ کہ نائب رسول کو کندھے پر سے کر ننگے، پاڈل جیل ٹور پر چڑھوں یہ کہتے تھے۔ اور انکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے میرے منع کرنے پر انہوں نے اتنا ضروری کہ میرا بازو کڑکری سفر طے کرایا۔ اگر میں کسی جگہ پھلتا تو وہ مجھے روک لیتے جتن آئے گا اللہ جیتو! تجھ آئے ہمارے کچھ ساتھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہم لوگ ایک ایک کر کے لیٹ کر غار ٹور میں داخل ہوئے اندر کا نظارہ دیکھ کر سب رونے لگے۔ اس پتھر اور فرش پر سینہ ملتے منہ رگڑتے اور روتے ہیں، دو رکعت نماز نفل ادا کی، پھر ہم سب نے مل کر اعلیٰ حضرت کا شہور سلام

مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام

پڑھا۔ لطف آگیا۔ اس غار کی نورانیت اور وہاں پہنچنے پر قلب کی کیفیت الفاظ سے بیان نہیں ہو سکتی۔ سخت سے سخت دل والا یعنی وہاں پہنچ کر انکھوں سے جھری لگا دیتا ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق کے نام پاک کے نعرے لگانے لگتا ہے اس جگہ عبداللطیف افضل کا قصیدہ پڑھا گیا۔ جو انہوں نے واقعہ ہجرت کے متعلق لکھا ہے۔

ادہ مد غمخوار نبی دا ادو دسا غار دے اندر یان نبی دا ادو دسا

ڈاپچی سے کے آیا درتے

ہجرت دی تیاری کز کے

چھٹ کے دیں ہمارے دینی بن کے خدیگاری خداوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

پہاں بھارت قدم نہیں لاند ا  
ثور پہاڑ نے چڑھدا جاندا

صدقہ جو پوریا اٹھاندا پشت تے بھالا بار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

کیتا فضل خداوند باری یار نے خوب بنھائی یاری

دے کے پلکان نال بہاری صاف چاکیتا غار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

مشق تے کیتا حال فقیر ال کپڑے کر کے لیرال لیرال

بند سوراخ چا غار دے کیتے نہیں منظور آزار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

ڈنگ گیا جہاں ناگ تئی نوں درد ہو یا تاں جالی جلی نوں

اتھرداں دا قطرہ ٹٹھا گرم ہو یا رخسار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

کافر تک کے غار کنارے یا نبی صدیق پکارے

ڈرڈر نہیاں پیارے کہنا نال پیار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

حضرت داساتھی / سفر داساتھی خندق ۲ حد، بدر، داساتھی

قبر داساتھی چشم داساتھی کون نیچرے یار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

شان کہہ کے رب وڈھیا یا ! لقب اصحاب خدا تھیں پایا

ذکر قرآن دے اندر آیا صاف اس یار غار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

افضل ہے اس غارتے جاواں میں زیناں دافر شس پچھا داں  
جس جا بیٹھے نبی پیا رنگاے عاشق زار نبی دا اوہ دسا

اوہ دسا غمخوار نبی دا اوہ دسا

اس قصیدہ پر جو لطف آیا، جو رقت طاری ہو وہ عمر بھر یاد رہے گی اتنے میں ملامت  
محمد صادق صاحب خطیب جہلم، جو چھپے رہ گئے تھے۔ پہنچ گئے بولے غار ٹوریہ  
نہیں ہے۔ کچھ آگے ہے۔ حالانکہ اس غار کے مزہ لکھا ہے، مغانا لشوار اور جہ سے  
تیر کے نشان جو راستہ میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ یہاں ہی بند کئے گئے ہیں۔ اور یہاں  
نورانیت دلوں کی نشس کہہ رہی تھی۔ کہ محبوب کی جلوہ گدیر ہی ہے۔ مگر مولانا  
کے اس ارشاد پر ہم لوگ بادل ناخواستہ دہال سے ان کے ساتھ ہوئیے۔ قریباً  
بیس قدم دور دوسری جانب نیچے اترے ایک اور غار دیکھا۔ مولانا بولے غار یہ  
ہے۔ وہاں بھی داخل ہو کر نفل ادا کئے مگر وہاں گھستے ہی گھبرا گئے۔ یہاں وہ بات  
ہی نہ تھی۔ آخر مولانا نے بھی مان لیا۔ کہ واقعی غار ٹور وہ ہی ہے۔ اس جگہ حاجی  
عبد الغفور صاحب کالایا ہوا ناشتہ کیا۔ پانی پیا، پرلٹھے اور چنے کی دال تہا  
ہی لذیز، چھاگل کا ٹھنڈا پانی بہا دے رہا تھا۔ پھر وہاں سے چلے پیلے والے  
غار پر لوٹے۔ اب جو آٹے تو یہاں افغانی، حبشی، ترکوئی، پاکستانی، ہندوستانی  
مجاج کا میدلگ چکا تھا سب ہم اندر داخل نہ ہو سکے۔ باہر سے ہی درود شریف  
وغیرہ پڑھتے رہے سفر نکل ایک گھنٹہ قیام کر کے سوا ایک بجے واپس  
ہوئے۔ راہ میں جگہ آرام کیا۔ اور سوا دو بجے (عربی ٹائم) سے نیچے پہنچ  
گئے، ہم میں سے بعض اجاب کا یہ حال تھا۔ کہ جاتے آتے وقت راستے  
کے پتھروں کو منہ لگا کر چومتے تھے۔ کہ غالباً حضرت ابو بکر صدیق کے قدم  
ان ہی پتھروں سے لگے ہوں گے جناب صدیق کو برا کہنے والے ذرا اس پہاڑ  
اس کے نوکیلے پتھروں، خاردار درختوں کو دیکھیں۔ پھر پتہ لگائیں کہ حضرت صدیق  
پرواد شمع رسالت نے کیسی قربانی پیش کی۔ رب نعلے نے قرآن مجید میں

میں اس غار کا اور حضرت صدیق یار غار کا ذکر بلا وجہ نہیں فرمایا۔ اس کی بہت اہمیت بارگاہ الہی میں ہے۔

## غار ثور کے فضائل و حالات

غار ثور بہت اہم تاریخی مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یا اصحاب کہف کے غار کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یا غار ثور کا فرمایا ہے ثانیاً اللہ تعالیٰ نے انصاف و انصاف لاصحابہ لا تحزن ان اللہ معنا یہ غار کو کہا ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی رات حضرت ابو بکر صدیق کے کندھے پر سوار ہو کر یہاں پہنچے۔ یہاں ہی تین دن قیام فرمایا۔ اس ہی غار میں یار غار اور مار غار کا مقابلہ ہوا، آخر کار یار غار اس یار غار پر غالب آیا۔ نجد کی حکومت نے جو محلہ سفد کی طرف سے منی دعوات کو تہیٰ شرک نکالی ہے۔ یہ شرک کا شریعت سے مشرقی جنوبی جانب ہے۔ اس شرک پر یہ پہاڑ واقع ہے۔ محلہ سفد سے سات میل چل کر یہ شرک چھوڑ دی جاتی ہے، قریباً ایک میل کچی شرک پر چل کر اس پہاڑ پر پہنچتے ہیں۔ چڑھائی قریباً تین میل ہے، اس پہاڑ کا راستہ جبل ثور کی طرح تنگ اور پھسلن والا نہیں ہے۔ بلکہ قدرے وسیع ہے۔ اکثر جگہ دو طرفہ اور کہیں ایک طرف تیسرہ ہموار کر کے دیوار وسیطریاں بنا دی گئی ہیں۔ اس دیوار پر جگہ جگہ سبز رنگ کے تیرے دیئے گئے ہیں۔ جو بیکار کام دیتے ہیں۔ اکثر جگہ تیسرہ نہایت کھردرے بلکہ نو کیلے ہیں، جہاں اصحاب سے قدم رکھنا پڑتے ہیں، اتنے وقت تلگے پاؤں اترنا بہتر ہے۔ ہم بچھڑانگے پاؤں ہی چڑھنے لگے، چار جگہ غار ملتے ہیں، جن سے دھوکہ لگ جاتا ہے، ہمیں غار اصلی ہے یہاں عربی میں ہذا غار ثور اور انگریزی میں دی حولی کہا ہوا ہے، ایک بہت بڑا پتھر کمرے کے برابر ہے، جس میں چھوٹا سا سوراخ ہے۔ بیٹ کر اندر جاتے ہیں۔ اندر چار پانچ آدمیوں کے پیشکش بیٹھنے کی جگہ ہے۔ دوسری طرف اور سوراخ ہے۔ جگہ جانا اسی ہی پہلے سوراخ سے ہوتا ہے۔ اس غار سے قریب

قریب مختلف جگہ پر خاردار خت ہیں۔ جن پر جاہل لوگوں نے ریچھریں باندھی ہوئی ہیں۔ یہاں زائرین ہمیشہ، جاتے آتے رہتے ہیں۔ اللہ توفیق دے تو حاجی یہاں ضرور حاضری دے۔ اس غار کے اندر کی زمین ہموار نہیں بلکہ ابھری ہوئی ہے۔ ہم دو بجے کے بعد اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔ آج جمعہ کا دن ہے۔ نماز جمعہ کا وقت قریب ہے۔ کچھ دیر آرام کیا۔ نماز جمعہ کے لیے گئے۔ اللہ اکبر ان لوگوں کا ایسا نجوم دیکھنے میں کم آیا۔ بعد نماز مستری حاجی محمد رفیق صاحب کے ہاں دعوت کھائی، عصر سے پہلے طواف و دعا کیا نرم پیا۔ کچھ جدہ کے احباب کے لیے نرمز لیا، عصر کی نماز پڑھی۔ حضرت مولانا شاہ سالم میاں صاحب بدایونی اسے ملاقات ہو گئی۔ حضرت مولانا نورانی میاں سے وعدہ ہوا ہی تھا۔ مگر وہ نزل سکے۔ حضرت سالم میاں صاحب کی ہمراہی نصیب ہوئی۔ بعد نماز عصر ہاں سعود سے سواری لی اور جدہ کو روانہ ہو گئے۔ پانچ میل فاصلہ پر لوہے سے چمکی پر تحقیقات کی ہمارے پاسپورٹ اور تنازل دیکھے دو شحصوں کے پاس تنازل نہیں دیا پس کراچی گئے ہاں دو دن اور قریب اڑتار بجھ کر ایسی آگ بجھ کر کی پتھرتھا ہوں۔ نماز خرب ہم نے اور حضرت سالم میاں نے یہاں ادا کی پھر جدہ روانہ ہوئے۔ راہ میں دو جگہ اور تحقیقات ہوئی۔ تب کہیں جدہ دیکھنے کو لا۔ یہاں اوقت السیارات یعنی بسوں کے اڈے پر اتارے۔ ٹیکسی کرایہ پر یکے بعد دیگرے اسی جگہ پہنچے۔ یہاں خالد بسیونی صاحب سے ملاقات ہوئی جو ہمارے مسلم محمد رضانی صاحب کے دیکھیں۔ مسلم صاحب نے ان کے نام ایک خط بھی ہم کو دیا ہے۔ بنگال بزرگ نے نہ تو وہ خط پڑھا۔ نہ ہماری طرف التفات فرمایا۔ نہ ہم سے کلام کرنے کی زحمت گوارا فرمائی۔ ہمارا سامان سڑک پر رکھا رہا عرصہ بھی کیا سچا التفات نہ کیا آخر حضرت مولانا سالم میاں صاحب قادری بدایونی کی ذریعہ شاہد حسین صاحب لکھنؤی سے ملاقات ہوئی۔ جو مسلم شاکر سکندر صاحب کے معاون ہیں۔ اور جدہ میں اپنے حجاج کو رخصت کرنے آتے ہیں۔ وہ ہم کو محترم عبدالمجید صاحب قریشی، کے مکان پر پہنچا آئے۔ جہاں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب بھی پہنچ چکے تھے

یہ حضرات بہت محبت سے ملے۔ اور قریشی صاحب فوراً کارے کر مدینہ الجحاج پہنچے۔ اور ہماری اہلیہ اور سامان کو لائے۔ بہت آرام سے ہم ان کے مہمان رہے، انہوں نے ہماری بڑی خدمت کی:

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲ مئی ۱۹۶۴ء شنبہ

آج مولانا احمد نورانی صاحب مدظلہ نے بہت کوشش سے ہمارے ویزے بنوائے۔ بیت المقدس کا ویزہ تو نہایت آسانی سے بن گیا۔ مگر عراقی سفارت خانہ ہمارا پاسپورٹ لے گیا۔ اور کہا کہ بعد مغرب ویزے جاننا دہال سے ہم مدینہ الجحاج پہنچے اور مدیر ایج کے دفتر سے نوے ریال میں مدینہ پاک کا تازل حاصل کیا۔ پھر ناک کو بعد نماز مغرب عراقی سفارت خانے گئے ویزا حاصل کیا۔ آج دن بھر اس میں گذر گیا۔ اور کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ بیت المقدس کا ویزا مفت میں حاصل ہوا عراقی ویزا چھ روپیہ میں حاصل ہوا:

۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۳ مئی ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج صبح حضرت نذر محالیب صاحب سے ملاقات ہوئی قریشی صاحب اپنی کار میں ان کے مکان پر لے گئے، انہوں نے بیت المقدس، بیروت بغداد کے سفارت خانوں کو پٹھیاں دیں اور فرمایا کہ ہماری پٹھیاں دہال پہنچا دینا۔ انشاء اللہ ان کے ذریعہ آپ کو زیارات و قیام میں بہت سہولت ہوگی۔ آج شنبہ کو جمعہ شریف میں ہماری ایک تقریر ہوئی، جو سبیل، (ٹیپ ریکارڈ) کر لی گئی، پھر جناب محترم مولانا نورانی احمد صاحب نے ملک شام کا ویزہ بنوایا۔ جو چودہ روپیہ میں حاصل کیا گیا۔ آج دوپہر کو بھارتی جہاز اسلامی بمبئی روانہ ہو رہا ہے۔ اور قاہرہ کا جہاز مصر اپنے حجاج کو لے کر مصر جا رہا ہے۔ کل پاکستانی حجاج کا جہاز سفید عرب کراچی روانہ ہو چکا ہے۔ ہم گودی پر پہنچے گودی کے دو طرفہ کناروں پر یہ جہاز کھڑے



تھے۔ روانہ ہونے والے ہی تھے۔ عجیب نظارہ تھا۔ نعرہ بھیرا لگا کر نعرہ رسالت  
یا رسول اللہ سے جو نجدی حکومت کی طرف سے لاؤڈ سپیکر پر لگا کے جا رہے تھے۔  
ساری گودی گونج رہی تھی نجدی حکومت کی طرف سے یہ شعر لاؤڈ سپیکر پر پڑھا گیا:  
محمد کا دامن چھوڑ د عزیزو

وہی رہتا ہے ہمارا انتہا را

مجھے یہ رسالت اور شعر کی کرحیرت ہوئی کہ خدا کی شان ہے نجدی بھی یہ نعرے لگائے  
یہ شعر گانے لگے۔ اس نعرہ پر دو طرفہ بندی دھمکی حجاج جو جہازوں میں سوار ہو چکے  
تھے نعرے لگاتے اور روتے کاب دیا حبیب ہم سے چھوٹ رہا ہے۔ آخر  
اچانک اسلامی جہاز نے دو سیٹیاں دی اور ٹکرا دیا۔ بمبئی روانہ ہو گیا۔ ادھر مصری جہاز  
نے سیٹی دی اور رواجی کی تیاری کرنی۔ پھر ہم گھر واپس ہوئے۔ کھانا کھایا۔ نماز ظہر پڑھی  
کچھ آرام کیا۔ بعد میں موقع سیارات یعنی جدہ کے، بسوں کے اڑنے پر آئے اور  
نہایت نفیس کارنیز ریل فی کس کے حسابے کرایہ پر لی۔ اور مدینہ منورہ واپس روانہ  
ہو گئے، چوتھنہ میں یعنی شب کو دو بجے پاکستانی ٹائم سے مدینہ منورہ پہنچ گئے،  
نماز عشاء پڑھی سو رہے نہ

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۴ مئی ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج صبح حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب دامت برکاتہم کے ہاں حاضری دی،  
وہاں کئی ملکوں کے اہل سنت حجاج جمع تھے۔ بہت دلچسپ نورانی مجلس رہی،  
حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے ہماری رواجی بیت المقدس کے لیے ہوائی  
جہاز کے دفتر سے دو سیٹیاں مانگیں۔ انہوں نے کہا کہ عمان کو ہوائی جہاز اتوار  
اور بدھ کو جاتا ہے۔ اس بار بچاٹے بدھ کے جمعرات کو جاوے گا، انشاء اللہ  
اس میں سیٹیں دے دی جائیں گی۔ آج قبل مغرب سماجی فلام حسین صاحب،  
مالک پاکستانی ہوٹل نے باب جبریل کے ابہر ہماری دستار بندی کی اسے علی

کہ عمارت گزرا کہ ہمارے سر پہ لپٹا۔ گیند خضر اور شریف ماسنے تھا۔ پھر پانچم نم ہم نے اور انہوں نے گیند پاک کی طرف رخ کر کے دعائیں مانگیں۔ عجیب پرکیت منظر تھا معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم کو منقریب وداع فرمانے والے ہیں، یہ سب علامات اسی کی ہیں۔ اب ہم حسرت سے روزِ خضر اٹھ کر تے ہیں۔ یہ تین ماہِ چشمِ زون میں گذر گئے :-

### ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۵ مئی ۱۹۶۳ء شنبہ

آج صبح جناب سیٹھا احمد صاحب۔ بیرون کٹھیا واڑی مقیم کراچی ہمارے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ مختلف باتیں ہوتی رہی۔ ذکر کیا کہ تاریخِ مدینہ میں کتاب وفاء الوفاور بہت بہترین کتاب ہے۔ میں نے کہا کہ خلاصہ الوفاور تو میرے پاس ہے۔ وفاء الوفاور نہیں۔ اور یہاں حرمین طہین میں مٹی بھی نہیں۔ کہ ممنوع ہے۔ یہ ذکر اتفاقاً ہی ہوا تھا۔ ڈیرہ گھنٹہ بعد سیٹھا صاحب نہایت اعلیٰ جملہ چار جملہ تلاش کر کے لائے۔ اور مجھے تحفہ دے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطیہ مبارک ہے۔ اس بار مجھ پر عطا یا نبویہ کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ حج سے واپسی کے بعد قلب کی کیفیت وہ نہیں ہے۔ جو اس سے پہلے تھی۔ دل کہہ رہا ہے، کتاب حضور وداع فرما رہے ہیں۔ حرم شریف حجاج سے بھرا ہوا ہے، بہت رونق ہے، مگر دل اٹا اڑا سا رہتا ہے۔ پہلا سا سکون نہیں۔ آج بعد نماز ظہر حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب مدنی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب دامت برکاتہم الفدویہ کے مکان پر کرایہ، شامی۔ مصری، تھکرونی، پاکستانی حجاج کا اچھا مجمع تھا۔ اولاً ختم قرآن مجید ہوا پھر شامی مدنی حضرات نے میلاد شریف پڑھا، پھر سب کو زردہ پلاؤ کھلایا گیا۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ خوش نصیب مرد مومن ہے۔ جنہوں نے اپنا

مکان مدینہ منورہ میں بنایا۔ جب ۲۲ سال کی عمر شریف ہوئی۔ تو مدینہ منورہ میں جمعہ مقیم ہو گئے۔ باہر سے دعوتیں آئیں تو فرمادیتے کہ میری زندگی کا ایک سال اور باقی ہے وہ میں یہاں ہی گزارنے لگا ہوں، اب میں مدینہ طیبہ کی موت کا منتظر ہوں آخر کار عمر شریف کے ۶۲ سال پورے فرما کر ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ کو مدینہ پاک میں ہی وصال فرمایا اور جنت البقیع میں اپنی والدہ محترمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کے قدموں میں ہمیشہ کے لیے سو گئے۔ چنانچہ یہاں ہی ان کا عرس ۲۳ ذی الحجہ کو ہر سال کیا جاتا ہے۔ جس سال ہم بسوں کے ذریعہ حج کو آئے تھے، ہمارے مدینہ منورہ پہنچنے سے چار دن پہلے آپ کا وصال ہوا تھا۔

۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۶ مئی ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج ہم نے اردن، شاہ اور عراق کے سکے مدینہ منورہ سے ریال کے ذریعہ تبدیل کر لے، عراق دینار اور ریال دو قرش میں اردنی دینار ۱۲ ریال ۲ قرش میں شامی لیرا ایک ریال ۲ قرش میں لا۔ اب ہم ضرورتاً تین دن کے مدینہ پاک میں ہمارے ہیں، آج شنبہ ایک نجدی مولوی مے حرم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار کیا۔ اور اولیاء اللہ کی شان میں بہت بکواس کی حضرت احمد کبیر نامی اور حضور غوث الثقلین بغدادی رضی اللہ عنہ کی توہین کی۔ جس پر شامی، مصری حجاج بگڑ گئے پورے۔ انت کذاب انت عدد اولیاء وانت عماد الانبیاء اور جو قوں، لاقوں، گھونسوں سے بہت مرست کی، حرم شریف کی پولیس فساد روکنے میں ناکام رہی۔ آخر شہر سے ڈی ایس پی، کونوال، مدینہ وغیرہ مع گارڈ کے پہنچے۔ اس نجدی عالم کو گرفتار کر کے اسرا بالمعروف کے دفتر سے گئے، حجاز سے کچھ نہ کہا۔ نہ معلوم اس نجدی کو کیا سزا دی، حکومت اگرچہ نجدی ہے۔ مگر حجاج کا بہت لحاظ کرتی ہے۔ نجدی مولوی گستاخوں سے باز نہیں آتے آج شنبہ کو مدینہ شریف باب التمار میں ہمارا وعظ ہے۔ مدینہ منورہ



حضرت مولانا خلیل صاحب مع ایک ساتھی کے ہماری رباط میں تشریف لائے  
 فرمایا کہ آپ کا عمان کا جہاز مطار یعنی ہوائی اڈہ پراچکا ہے۔ بہت جلد مطار پھونچو  
 مولانا نورانی میاں مطار کے دفتر پر تہہ ہارے منتظر ہیں، یہ سنتے ہی ہم بہت جلد دفتر  
 پہنچے مولانا نورانی صاحب نے فرمایا کہ مطار کی بس کا انتظار نہ کرو فوراً اپنی ٹیکسی لے کر  
 مطار پہنچ جاؤ، ہمارے میزبان فیض محمد صاحب نے نوریال میں ٹیکسی کی ہم  
 پہنچنے معلوم ہوا کہ خبر بالکل غلط تھی۔ فیض محمد صاحب ہم کو الوداع کرنے مطار پر  
 ایک ہوائی جہاز دمشق کا آیا۔ اور شام کی سواریاں لے کر اڑ گیا۔ ہم نہ دیکھتے رہ گئے،  
 بہت افسوس ہوا کہ چلتے وقت ہم نے اپنے نبی کو آخری سلام بھی عرض نہ کیا، مطار  
 سے ہی سلام پڑھا۔ الوداع ہوئے۔ مطار مدینہ منورہ سے قریباً ۲۰ کیلو یعنی  
 ۱۵ میل ہے۔ قریب مغرب تک ہم نے ہوائی جہاز کا انتظار کیا۔ آخر کار  
 حضرت مولانا نورانی میاں۔ مفتی غلام قادر صاحبان مطار پہنچے۔ ان بزرگوں نے  
 ہمارے گھٹ و سامان واپس لیا ہم کو مدینہ منورہ ٹیکسی میں واپس لائے، ہم نے  
 نماز مغرب حرم شریف میں ادا کی، اور بعد عشاء صلوٰۃ والسلام سے مشرف  
 ہوئے۔ اس بار ہم اب تک چھ دفعہ مدینہ شریف میں آچکے ہیں۔ رمضان میں  
 مدینہ پاک آئے، پھر زیارات بدر کے بعد آئے پھر زیارات ابواء کے بعد  
 آئے، پھر زیارات خیبر کے بعد آئے۔ پھر حج کر کے آئے۔ پھر آج تو بالکل  
 جا کر آئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ کہ بار بار مدینہ شریف  
 بلا رہے ہیں۔ حاجی غلام حسین صاحب دیکھتے ہی لپٹ گئے بولے  
 میں نے آج آپ کے وعظ کا اعلان کر دیا تھا۔ مجھے آپ کے جانے  
 کی خبر نہ تھی۔ رب نے آپ کو میرے ہاں وعظ کے لیے دوبارہ  
 مدینہ پاک بھیجا ہے۔ رات کو ان کے ہاں تقرباً کی:



## ۱۰۔ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ۲۱ مئی ۱۹۶۴ء پینچشنبہ

آج عاشورہ کا دن ہے۔ یہاں مدینہ منورہ میں اس تاریخ کا کوئی اہتمام نہیں معلوم ہی نہیں ہوتا، آج سید الشہداء کی تاریخ شہادت ہے۔ البتہ مدینہ پاک کے عوام اہل سنت چھپے دبے اپنے گھر وں میں فاتحہ کرتے ہیں۔ چنانچہ آج شب حاجی قاسم ندھی کے ہاں جلسہ ذکر شہادت ہوا۔ جس میں ہماری تقریر ہوئی۔ جلسہ کے اختتام پر بعض حضرات نے میلاد شریف پڑھنا چاہا۔ ہم نے عرض کیا کہ مجلس ذکر شہادت میں میلاد شریف جائز نہیں۔ تب ان حضرات کو اس مسئلہ پر بہت تعجب ہوا۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے ہاں وعظ ہے۔ جگہ جگہ مدینہ پاک میں شہرت کی سیلے لگی ہوئی دیکھی گئیں :

## ۱۱۔ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ۲۲ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہم نے مدینہ منورہ سے عمان و بیت المقدس کے سفر کا ارادہ کر لیا۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے ہاں ہمارا ایوانی جلسہ ہوا۔ ذکر شہادتیں کی تقاریر ہوئیں۔ اولاً ہم نے پھر حضرت مولانا محمد رادق صاحب خطیب جامع مسجد خانسا مال جہلم نے شہادت امام عالی مقام پر تقریریں کیں۔ آخر میں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے مستحیات النبی و حیات شہداء پر نہایت اعلیٰ تقریر فرمائی۔ مجمع جمعہ گیا۔ گل عمان کو ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے جاوے گا۔ ہر شیچر کو یہاں سے عمان دمشق جہاز اڑتا ہے۔ ہم نے ٹکٹ داخل کئے سامان اور سفر کی تیاری کر دی۔ بعد نماز جمعہ بارگاہ نبویہ عالیہ میں سلام عرض کرنے کھڑے ہوئے۔ تو فراق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے آنکھوں سے

بھڑی لگ گئی۔ بعد نماز عصر ہوائی جہاز کے دفتر میں سامان پہنچایا۔ مگر انہوں نے کہا کہ کل بعد نماز فجر فوراً مع سامان یہاں پہنچو آخر کار حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولت خانہ میں سامان رکھا اور واپس آگئے۔

## ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ۲۲ مئی ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہماری الوداع کا دن ہے، بھائی عبدالحفیظ صاحب ابن حافظ عبدالرشید صاحب پان والے متصل باب مجیدی مدینہ منورہ نے ہماری الوداعی دعوت کی صبح تہجد کے وقت اٹھے، ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کیا۔ حرم شریف حاضر ہوئے۔ الوداعی سلام عرض کیا۔ اور نائل پڑھے ایک گھنٹہ بعد نماز فجر ہوئی بعد نماز فوراً ہوائی جہاز کے دفتر پہنچے عبدالحفیظ صاحب اور ہمارے میزبان فیض محمد صاحب ہم کو پہنچانے مطار پر آئے بہت سے حجاج نے دفتر سے ہی الوداعی کہی، میں منٹ میں مطار یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچے۔ یہاں بھائی فیض محمد صاحب نے پر تکلف ناشتہ کرایا۔ حاجی غلام حسین صاحب نے چلتے وقت بہت سا کھانا دیکھا اور ساتھ ساتھ کر دی تھی۔ تمام کاموں سے فارغ ہو گئے ہی تھے۔ اور نماز اشراق پڑھی ہی تھی۔ کہ ہوائی جہاز آگیا۔ سامان رکھوایا، سوار ہوئے۔ پورے ساڑھے بارہ بجے یعنی پاک ستانی ساڑھے نو بجے جہاز نے پرواز کی۔ ہم کو پہنچانے والے حضرات بہت ممنوم تھے۔ دو بارہ حاضر کی کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ ہم نے مدینہ پاک میں تین ماہ تیرہ دن قیام کیا۔ مکہ معظمہ میں چودہ دن حاضر کی دی۔ اس وقت ہم ہوائی جہاز میں بیٹھے ہوئے یہ طور لکھ رہے ہیں۔ جہاز نمبر ۱۰۱۰۱ ہندی پر لڑ رہا ہے۔ ہر لمحہ مدینہ پاک دور ہوتا جا رہا ہے۔ راستہ میں ہم کو بہت پر تکلف ناشتہ مع چاؤ دبو تل اور ٹھنڈا پانی دیا گیا۔ ہمارا جہاز عربی ٹائم سے سو اتین بجے یعنی پاک ستانی سوا بارہ بجے دہرہ کو عمان کے مطار پر پہنچا۔ یہاں ہوائی اڈہ بہت شاندار ہے، گھڑیاں عجیب قسم کی دیواروں میں لگی ہوئی ہیں۔ پونے تین گھنٹہ میں ہم مدینہ منورہ سے

عمان پہنچے۔ اللہ اکبر بیت المقدس کی سرزمین میں ہم نے آج قدم رکھا۔ عمان کا ہوائی بہت خوبصورت ہے۔ اتفاقاً ہم کو ہوائی جہاز میں دوسرا تھی ل گئے۔ نعمت اللہ صاحب عامسی، ڈپٹی ڈائریکٹر انجینئر سٹلاٹ ٹاؤل راولپنڈی، اور وکیل معداٹ صاحب بہار کالونی کراچی مسان روڈ مسان نمبر ۵، مسان روڈ مع اپنی اہلیہ کے اس لیے عمان پہنچتے پہنچتے پانچ آدمی ہو گئے۔ عمان پر ہوائی جہاز میں ہی کسٹم آفیسر آگے۔ ہمارے پاسپورٹ ہی لے لیے پھر ہم کو اترنے کی اجازت دی۔ تھوڑی دیر ہم ہوائی اڈے پر ٹھہرے کہ انہوں نے خود اگر ہمارے پاسپورٹ واپس کر دیئے۔ ہر دماغ لگا دی، یہاں حکومت کی طرف سے شہر پہنچانے کے لیے کس نہیں مٹی۔ بلکہ ہر مسافر اپنے خرچ پر شہر جاتا ہے۔ سٹارپر کرایہ کی کار میں بہت کھڑی ہوتی ہیں۔ ہم نے پانچ آدمیوں کی کار سات دینار سے کرایہ پر لی۔ اور سب ذیل زیارات کی شرط لگائی۔ عمان کی سیر، بحر لوط میں کو آج بحیرت بھی کہا جاتا ہے۔ روزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس شہر میں پہنچانا، بیت الفوم اور خلیل الرحمن کی زیارات۔ پنا پنچر میسی واسے نے ہم کو یہ تمام زیارات کرا کر سات کو دس بجے پاکستانی ٹائم سے شہر بیت المقدس زائر ہندہ میں پہنچایا۔ زائر ہندیہ ایک آرام دہ مسافر خانہ ہے۔ جس کے مستم شیخ محمد تیر صاحب اور ان کی بوڑھی ماں مریم بی بی ہیں۔ بہت خوش خلق ہیں۔ فی چار پائی دور پیر روزانہ کرایہ لیتے ہیں، آرام دہ کمرے دیتے ہیں، ہم نے پانچ آدمیوں والا کمرہ کرایہ پر لیا اور اسے سات گناری:

## شہر عمان

عمان شہر اردن کا دارالخلافہ ہے۔ پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ بہت خوبصورت ہے، یہاں کے لوگ بہت خوبصورت نہایت بااخلاق ہیں، شہر ہموار جگہ پر آباد نہیں بلکہ شیبہ و فرار میں آبادی ہے۔ کوئی محلہ بہت بند کی پر ہے کوئی نہایت ہی لپٹی میں یہاں قصر شاہی اور جامع مسینہ دیکھنے کے قابل ہیں، قصر شاہی نہایت



خوبصورت باغ کے درمیان بہت وسیع عمارت ہے۔ جہاں جانے کی اجازت نہیں۔ ہم نے دور سے ہی عمل دیکھا۔ شاہ حسین بادشاہ اردن کا محل ہے۔ جامعہ حسینیہ عمان کے آخری کنارہ پر بہت خوبصورت تین منزل عمارت ہے۔ سنگ سیاہ سنگ سفید سے بنی ہوئی ہے۔ پختی عمارت زمیں سے متصل ہے، جس میں مدرسہ ہے۔ اوپر کی دو عمارتوں میں مسجد ہے۔ مردوں کے لئے علیحدہ جگہ ہے، عورتوں کی علیحدہ جگہ ہے۔ اس مسجد پر ۷۵ ہزار دینار خرچ ہوئے ہیں۔ جو صرف ایک شخص نے خرچ کئے، اس کے موجودہ مؤذن سیف الدین ہیں۔ اور امام شیخ احمد مؤذن صاحب اسکول کے طالب علم ہیں۔ جو انگریزی لباس، انگریزی شکل میں رہتے ہیں، کوٹ پٹون پہنے ہوئے ننگے سر کی اذان کہتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں، نہایت خوش الامانی سے انہوں نے اذان کہی اور بعد اذان الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا۔ امام صاحب باشرع ہیں، وارثی والے ہیں، تعمیر ۱۸۶۱ء ۱۹۶۱ء عیسوی میں ہوئی۔ حسین ابن حلال اس کے بانی ہیں، ہم پانچوں نے نماز ظہر باجماعت یہاں ہی ادا کی، عمان میں کچھ عیسائی بھی ہیں۔ مگر اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ جامعہ حسینیہ سے کچھ فاصلہ پر عیسائیوں کا گرجا ہے مسلمان اور عیسائی ملے جلے آباد ہیں۔ جامعہ مسجد کے دونوں حصوں میں ایسے خوشنما غالیچے پتھے ہیں کہ سلمان اللہ ان کی تعریف نہیں ہو سکتی، ایک سائز، ایک وضع قطع کے غالیچے تمام مسجد میں پتھے ہیں، ہم نے دو گھنٹہ عمان میں قیام کیا۔ پھر بیت المقدس کی طرف بد نماز ظہر چل دیئے، عمان سے بیت المقدس تک سڑک نہایت بوجھتہ ہے۔ دو طرف چھوٹی پہاڑیاں ہیں جو سبزہ سے ڈھکی ہوئی ہیں، اور پہاڑوں کے دامن میں میدانی علاقہ ہے، جو سبز و شاداب ہے، ابھی یہاں گندم ہری ہے، تا حد نظر کھیت نظر آتے ہیں، ہماری کار بھاس سے بائیں کرتی فراتے بھرتی چلی جا رہی ہے۔ قریباً تیس میل پر ایک خوبصورت بستی ٹی جس کا نام نامور ہے، پھر ہزار دن سے گذرے، اردن چھوٹی سی نہر ہے۔ جس میں اس وقت پانی ٹھوڑا ہے۔ اس پر خوبصورت پل بنا ہے، پل کے اس طرف کا

علاقہ اردن کیلکاتا ہے۔ اور دوسری طرف کا علاقہ فلسطین ہے۔ یہاں کسی کو اترنے کی اجازت نہیں، پولیس کبہرہ ہے، سماں پل کو پار کر کے فلسطین میں داخل ہو گئے۔ یہ علاقہ اردن سے بھی زیادہ سرسبز ہے۔ عمان سے بیت المقدس ۹۵ کیلونا فاصلہ پر ہے۔ ۵۵ کیلو پر پہنچ کر بحیرہ لوط یعنی بحیرہ ایلت ہے، یہاں بہت خوبصورت غسل خانے، حمام بنے ہیں، جہاں اکثر عیسائی اور مغرب زدہ مسلمان مرد و عورت غسل کرنے آتے ہیں سمندر نما ہے، سامنے خوبصورت پہاڑ ہیں سامنے خوبصورت پہاڑ ہیں سامنے یہ سمندر ہے۔ یہاں بہت لوگ جہاز ہے تھے، یہاں ڈوبتا جنس، پانی اس قدر کڑوا ہے کہ اس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہتا، ہم نے پانی چکھا تو زبان کٹ سی گئی، ہاتھ پاؤں پر ننگ جم گیا۔ اس بحیرہ کے پاس ننگ جانے کے کھیت سے ہیں، جہاں یہ پانی جمع کر کے خشک کر دیا جاتا ہے، سوکھ کر نمک بن جاتا ہے، یہاں سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر انوار پر پہنچے :

### مزار موسیٰ علیہ السلام

عمان سے ۶۳ کیلوا ترے طے کرنے کے بعد بائیں طرف ایک میل پختہ شکر طے کرنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار شریف ہے، یہ جگہ بیت المقدس سے ۲۷ کیلو کے قریب ہے، یہاں کوئی تسی نہیں، اس جگہ کا نام نجی موسیٰ ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر عمارت پرانی طرز کی ہے، ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نام لکھے ہیں، اس کے بائیں طرف ایک حجرہ ہے، جس میں موسیٰ علیہ السلام کا مزار شریف واقع ہے، مزار ساڑھے چار پنجہ ہاتھ لیا اور آٹھ فرٹ اونچا ہے، قبر شریف کے آس پاس کڑی کی خوبصورت جالی ہے، اور تمام قبر شریف پر سبز سائے کا غلاف چڑھا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ غلاف کے نیچے کوئی روٹی والا گدہ بٹھائے۔ حجرہ مبارک کے دروازہ پر یہ آیت لکھی ہے،

وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَلَوًّا مُّجِيَّبًا حجرہ شریف مقفل رہتا ہے، یہاں مسلمانوں

کا قبضہ ہے، یہودیوں کو جانے کی اجازت نہیں، چار طرف بہت سے دروازے ہیں، جن میں فوج لگتی ہے۔ سخت پہرہ ہے ہم نے ایک فوجی سپاہی سے قبر انوار کا دروازہ کھولنے کو کہا تو اس نے جواب دیا کہ اتنی صاحب گئے ہوئے ہیں، چاہی ان کے پاس ہے، دوسرے فوجی نے کہا کہ چاہی میرے پاس ہے، چنانچہ حجرہ کھولا۔ ہم سب داخل ہوئے، حجرے میں فاتحہ پڑھنے کے لیے خوبصورت چٹائل رکھی ہے۔ اور قبر کے جنوبی جانب نوافل کے لیے محراب بنی ہے۔ ہم نے مسجد میں بھی نوافل پڑھے۔ اور یہاں محراب میں بھی پڑھے۔ چٹائل پر بیٹھ کر پڑھی۔ صحن میں نہایت شریف اور بہت ٹھنڈے پانی کا کنواں ہے، جو صرف چار پانچ ہاتھ لہے، وہاں پانی بھر کر خوب سیر ہو کر پیا، یہاں کے منتظم کا نام حاجی محمد ان عبدالرحمن ہے، مزار شریف کے سر ہانے پیسے ڈالنے کے لیے صندوق بنی ہے۔ ہم نے وہاں سوئس میٹل کئے مزدور نے قبول نہ کیے۔ بلکہ فرمایا کہ اس صندوق میں ڈال دو، اس مسجد میں بہت سے قرآن کریم کے نسخے رکھے ہیں۔ تلاوت کے لیے مزار مقدس میں بہت دلکشی بھی ہے حیبت و جلال بھی وہاں پہنچ کر تمام واقعات موسوی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ فاتحہ اور دعاؤں میں بہت دل لگا کر بھلا ایک گھنٹہ وہاں ٹھہرے پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ یہ جگہ پہاڑوں کے بیچ میں ہے۔ اس کے قریب ایک سرخ رنگ کی پہاڑی ہے، بہت دل کش نظر ہے، مزار مقدس پر بہت فیض ہے۔ ہر ناسر کو یہاں ضروری حاضری دینی چاہیے۔

## بیت اللہم

بیت اللہم شہر بیت المقدس سے قریب تیس کیلومیٹر دور مشہور ہے، بہت اچھا شہر ہے، اس کے اگلے کنارہ پر حضرت راسل زور جو یعقوب عیلا سلام یعنی یوسف عیلا سلام کی والدہ کی قبر شریف ہے، یہ قبر شریف یہاں کے قبرستان میں ہے، قبر شریف پر قبر بنا ہوا ہے، آٹھ فٹ اونچی، پانچ ہاتھ لمبی قبر شریف ہے،

یہاں کے منظم عیسائی ہیں، بیت اللحم میں دس فی صدی مسلمان ہیں اور نوے فی صدی عیسائی  
 بجلی کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے، سارے شہر میں صرف ایک جامع مسجد ہے، اس  
 کے مقابل میں قریب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جاوید یادگار ہے، یہاں بہت  
 پرانا گرجا ہے اس گرجے کو بیت اللحم کہتے۔ اسی نام پر شہر کا نام بیت اللحم ہے یہ گرجا تمام  
 دنیا کے گرجوں سے زیادہ پرانہ ہے عجیب قسم کی عمارت ہے۔ ہم کو ایک عیسائی  
 انگریز اندر لے گیا۔ بہت گہری عمارت چلی گئی ہے۔ اندر جا کر دیکھا کہ ایک محراب  
 سی پتھر کی بنی ہوئی ہے، جس پر غلاف پڑا ہے، اور بہت آرائش ہے محراب کے اندر اور  
 دروازہ پر موتی لٹک رہے ہیں۔ غلاف اٹھا کر اصلی پتھر نظر آیا۔ اسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ  
 السلام کی ولادت ہوئی۔ اصلی پتھر ویسے ہی محفوظ ہے، وہ پادری ہم کو سورہ مریم کی آیات نہایت  
 فصاحت سے پڑھ کر سنانا جاتا۔ اور زیارات کرتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ہمارے رفیق  
 سفر حاجی نعمت اللہ صاحب کو شہر ہوا کہ مسلمان ہے جاوہ ولادت کے قریب ہی  
 اسی گجور کی جگہ ہے۔ جس کے پل حضرت مریم نے بوقت ولادت عیسیٰ علیہ السلام  
 کھائے یہاں درخت تو نہیں ہے۔ بل اس جگہ سنگ مرمر کا ایک پتھر رکھا ہے جس  
 کے وسط میں گجور کی جڑ کی برابر سوراخ ہے، میں نے آج تک ایسا خوبصورت گرجا نہیں  
 دیکھا۔ یہاں بہت راجہ مور ہیں اور بڑے بڑے تہنہ ہوتے دارحمی والے پادری  
 صاحبان سے ملاقات ہوئی جو بڑے اخلاق سے ملتے تھے مر جا تفضلو یعنی آئیے  
 خوش آمدید، انہوں نے گرجا ایک ٹوکا ایک تمثال میں موسم تہی جلائے تہی کے آس  
 پاس کچھ پیسے رکھے ہوتے ہمارے پاس آیا اور چند مانگا آخر ہم سے پچاس فلس  
 وصول کیے پھر ہم گرجا سے واپس آئے میرے کرانے والے عیسائی نے ہم سے تین  
 شلنگ نہیں مانگی مگر ہم نے اسے کچھ دیا۔ یہ شکل جان چھوڑائی جو گرجے میں پچاس  
 فلس دے آئے تھے اور اس کا ناسوس ہے پھر ہم علیل الرحمن کو روانہ ہوئے۔



## خیل الرحمن

خیل الرحمن بیٹ اچھا خوبصورت شہر ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ اس جگہ کا نام پہلے کنعان تھا۔ اٹلا بلکہ شہریت المقدس سے ۸ میل جانب جنوب مغرب ہے بیٹ المقدس سے بیٹ سوریال بس ٹیکسی وغیرہ چلتی ہیں اس شہر کے وسط میں ایک نہایت شاندار مسجد ہے، اس مسجد کا نام خیل الرحمن ہے۔ اس نام سے یہ شہر خیل الرحمن کہلاتا ہے، اس مسجد کا فرش ایک بہت بڑے تہ خانہ پر بنایا گیا ہے، اس تہ خانہ کا نام غار امیہ ہے۔ اس غار میں ۷۵ ہزار پیغمبروں کے مزارات ہیں۔ جن میں حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل حضرت یعقوب، حضرت یوسف علیہ السلام اور بنی رفیقہ زوہر اسماعیل علیہ السلام بنی لائقہ زوہر یعقوب علیہ السلام کے مزارات قابل ذکر ہیں، ان مزارات کے اوپر فرش مسجد میں بہت اونچی اونچی قبریں بنادی گئی ہیں۔ جن قبروں پر بہت شاندار قبے ہیں۔ بیٹ العظم سے انھیں تک کا علاقہ بہت سرسبز ہے۔ تمام راستہ قوت انجیر، سیب، خرابی، زیتون کے درختوں سے بھرا ہوا ہے، یہ تمام اہم اہم قبیل کے درمیان بیٹ جبارستی قبیلہ مخدب نام کی آبادیاں پڑیں جو کچھ تھوڑے فاصلہ پر ہیں۔ انھیں بستی بہت نورانی ہے، وہاں سے آنے کو دل نہیں چاہتا۔ تمام مزارات میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبریں بہت خوبصورت ہے۔ یہ مسجد انھیل کے فرش کے کنارہ پر ایک چھوٹی سی چوڑی بنا ہے، جس کے وسط میں میل کی جالی ہے۔ وہ جگہ غار میں آ رہا ہے۔ جالی سے جھانک کر دیکھا جاوے تو خوب نیچے ایک چراغ جلتا نظر آتا ہے۔ جو زیتون کے تیل سے روشن رہتا ہے۔ اوپر سے کسی ذریعہ ٹھکانا میں زیتون کا تیل ڈال دیتے ہیں، غرض کہ یہ جگہ بہت متبرک ہے۔ اَللّٰہُمَّ بَارِكْ لَنَا حَوْلَہَا کا مظهر ہے۔ ہم نے نماز عصر مسجد انھیل میں پڑھی۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے۔ نماز مغرب جامعہ اسلامیہ بیٹ العظم میں پڑھی۔ یہاں رہے کہ بستی انھیل کو حبران کہتے ہیں، عربی رات انھیل بھی کہتے ہیں، پھر ہم بعد نماز مغرب بیٹ العظم سے رواد ہوئے۔ نماز عشاء کے وقت بیٹ المقدس میں

زاویر ہند میں پہنچ گئے :-

۱۳ محرم ۱۳۸۲ھ ۲۴ مئی ۱۹۶۳ء یک شنبہ

آج شب کو عشاء کے وقت ہم بیت المقدس پہنچے وسط شہر میں زاویر ہندیر کے نام سے ایک مسافر خاد ہے، جس کے منظم شیخ منیر اور ان کی والدہ بی بی مریم ہیں، شیخ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بہت اخلاق سے پیش آئے۔ فی چار پائی دو روپے یومیہ کے حساب سے ہم نے پانچ آدمیوں والا کمرہ کرایہ لیا۔ جس میں چار پائیال مع بستر نرم و گرم و مع حمام نہایت صفائی سے بھی ہوئیں ہیں، بجلی و پانی کا اچھا انتظام ہے، یہاں بہت سردی ہے، ہم حمام اور ڈھکے سوئے، صبح بعد نماز فجر ناشتہ کیا، اور زیارات کو روانہ ہو گئے :-

## بیت المقدس

اس شہر کا انگریزی نام یروشلم ہے۔ اور یہاں کے لوگ اسے قدس کہتے ہیں، یہ شہر بڑا چلانا ہے۔ یہاں بہت سی زیارات گاہ ہیں، زاویر ہندیر سے بازار بہت قریب ہے، اور وسط شہر میں مسجد اقصیٰ واقع ہے اللہ اکبر مسجد ہے، کہ قدرت خداوندی کا نمونہ ہے، بازار کے بائیں ہاتھ بہت مضبوط دروازہ ہے۔ یہاں صد ہا کاریں زائرین کی کھڑی ہیں، اندرون دروازہ دور تک عظیم الشان بازار ہے، اس بازار سے ہم گذر رہے تھے، کہ ہم کو ملازم جمیل جو مسجد اقصیٰ کے خطیب و امام ہیں۔ مل گئے، ان سے ہم کو بہت معلومات حاصل ہوئیں۔ کئی دروازے گزر کر مسجد اقصیٰ اور سامنے صخرہ شریف کی اعلیٰ عمارت نظر آئی، دیکھ کر بے اختیار منہ سے نکلا اللہ اکبر مسجد اقصیٰ بہت وسیع۔ اور عالی شان عمارت ہے، جس کی چھت بے مثال ہے، جانب جنوب قبلہ ہے، محراب کے متصل بارہ سر حویوں کا منبر ہے۔ عمارت عبدالملک ابن مرثان اور اس کے بیٹے ولید

ولید ابن عبدالملک نے بُوائی ہے، اسکی مسجد اقصیٰ کے نیچے ہے۔ جہاں زین العابدین  
 ہوتے تھے، ہم نے یہاں محراب دیکھیں نوافل پڑھے، منبر پر چڑھ کر دیکھا، بہت وسیع مسجد  
 ہے۔ بعد نوافل ہم کو شیخ انجیل انصاری اور شیخ ابو داؤد انصاری نے جو مسجد اقصیٰ کے  
 مزدورین ہیں ہاں بزرگوں نے ہم کو زمین کے اندر لے جا کر اصل مسجد اقصیٰ دکھائی جو  
 حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے تعبیر کرائی ہے، یہ بھی بہت شاندار  
 اور وسیع مسجد ہے۔ اس جگہ حسب ذیل چیزیں ہیں۔ جن کی زیارات کریں۔ محراب  
 مریم جہاں ذکر یا عید الشہام۔ نے حضرت مریم کو پرورش کے لیے رکھا تھا، اور  
 جہاں ادن پر صلیبیو سے آئے تھے، جہاں آپ نے یحییٰ علیہ السلام کے پیدائش  
 کے یسے دعائیں فرمائیں یہ محراب شرقی دیوار میں واقع ہے۔ دوسرے محراب داؤد  
 جہاں حضرت داؤد علیہ السلام عبادت فرماتے تھے۔ اور یہ محراب جنوبی دیوار  
 میں محراب مریم سے بالکل قریب ہے، محراب داؤدی محراب مریم سے بالکل قریب ہے،  
 محراب ابی یوسف محراب داؤدی محراب سے غریب جانب کچھ فاصلہ پر ہے اور ان محرابوں  
 سے نسبتاً کچھ اونچی ہے، یہاں حضور صلوات اللہ علیہ وسلم نے سراج کاشف حضرت  
 انبیاء اکرام کی امامت فرمائی۔ ہم نے یہاں ہر جگہ نوافل پڑھے، لوگ محراب مریم پر  
 اولاد کے لیے اور محراب داؤد میں دستِ علم کے یسے دعائیں کرتے ہیں۔ پھر ہم اوپر  
 آئے، وسط میدان میں صخرہ شریف کی شانِ عمارت ہے، گول قبر ہے، اوپر کارنگ  
 سنہرا ہے، اس میں چند دروازے ہیں۔ ہم شرقی دروازے سے داخل ہوئے۔  
 اندرون عمارت دیکھ کر دنگ رہ گئے، صخرہ کی چھت ایسی خوبصورت نقشتیں  
 ہے۔ جیسے زری کے گاہ کا اوپر کا حصہ ہوتا ہے، اس سے بھی اعلیٰ ہے، جس  
 میں پہاڑ بنا بڑا پتھر ہے۔ جس کے آس پاس نہایت خوبصورت لکڑی کا کٹھڑا ہے  
 اس کٹھڑے میں ایک جانب چھوٹا سا قتبہ ہے۔ جس میں اوپر تو حضور کا بال شریف بندھی  
 قدم شریف ہے۔ یہ جگہ، ۲۷ رمضان کو زیارات کے لیے کھولی جاتی ہے۔  
 دوسری جانب یہاں بھی محراب داؤد ہے جہاں داؤد علیہ السلام عبادت

عبادت کیا کرتے تھے۔ صحفہ شریف کے دیوار میں سورہ طہ شریف نہایت خوبصورت  
 لکھی ہوئی ہے۔ اس جگہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے یسے آسمان پر رواں ہوئے،  
 صحفہ شریف کی زیارت مسلمان عیسائی اور یہودی سب ہی کرتے ہیں۔ یہاں حسب معمول  
 روشن کی جاتی ہے۔ تو چھت کا عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ اس جگہ کو لوگ تخت رب العا  
 لین بھی کہتے ہیں، جو پہاڑ نما پتھر اس کے وسط میں ہے۔ اسے صحفہ معلقہ کہا جاتا ہے  
 ہم نے یہاں دعائیں مانگیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم قید خانہ جنات میں گئے۔ جو صحفہ سے  
 غربی جانب ہے۔ یہاں بیرونی عمارت ہے، اس کے اندر ایک دروازہ چھوٹا سا ہے  
 جس پر سبز فلکات ہے، یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہے۔ جہاں آپ  
 جلوہ گر ہوتے تھے۔ یہاں شیشے کا صحن تھا، جسے ملک بلقیس پانی بکھر پڑیاں کھولنے  
 لگی تھی۔ اس جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام بوقت وفات نماز میں کھڑے ہوئے  
 تھے۔ یہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے۔ ہم نے یہاں فاتحہ پڑھی یہاں سے فارغ ہو کر حرم  
 شریف کی حد در سے باہر گئے۔ وہاں حضرت مریم علیہ السلام کی قبر شریف نکذاریات  
 کی دیوار حرم اور قبر کے درمیان صرف مترک ہے۔ یہ جگہ بہت نجی تہ خانہ کی شکل میں ہے،  
 اور بہت سی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچتا ہوتا ہے، ایک پادری وہاں موجود رہتا ہے،  
 جو نوم تہیاں بگاڑا کر کودتا ہے۔ ہم کو بھی دو بتیاں دے دیں۔ جن کی روشنی میں ہم ہمارے  
 بیچ دار سنگ میں داخل ہو گئے، بہت محنت سے قبر مریم پر پہنچے۔ وہاں ایک دیوار  
 پائی، جس پر جناب مریم کا پورا فوٹو لٹکا ہے۔ اس جگہ دیوار سی ہے جس کے آگے محراب نما طاق  
 ہے۔ اس محراب میں بہت اعلیٰ موتی لٹک رہیں۔ اور زینتوں کے بلکے بلکے چراغ جل  
 رہے ہیں۔ جن کی روشنی نہایت ملکی دھندلا ہے، ان زیارات میں ہم کو دو پہر کا وقت ہو گیا  
 بھوک لگی تھی۔ قبر مریم سے اوپر آتے ہی تل والی روٹیاں فروخت ہوتی ہیں، ہم نے روٹیاں  
 اور موٹگی کی دال کی کچڑیاں خریدیں۔ وہاں ہی کھائیں بڑے مزے کی تھیں۔ پھر بس کے  
 ذریعہ اپنی تیار گاہ زادیر حندیر پآ گئے۔ آرام کر کے پھر زیارات کے یسے چل دیئے۔  
 اولاً مسجد سیدنا عمرؓ پہنچے جسے یہاں جامعہ عمر کہتے ہیں، یہ مسجد پرانے زمانہ کی تاریخی



عمارت ہے۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد تعمیر کرائی۔ مسجد قلعے سے قریب ہی ہے۔ اس کے ارد گرد عیسائیوں کے گرجا ہیں۔ اس کے متصل بہت بڑا گرجا ہے۔ جس کی عمارت دیکھنے ہم اندر چلے گئے۔ اس گرجا کی عمارت ایسی مضبوط اور عجیب ہے۔ جس کا بیان نہیں ہو سکتا، یہ دو منزلی عمارت ہے۔ آج چوچکا اتوار ہے۔ اور بعد نماز عصر کا وقت ہے۔ اس ایسے بالائی عمارت پر کچھ عیسائی گورہے ہیں۔ ہم کو پڑ جانے کی اجازت نہ دی گئی، پھلی عمارت کی سیر کی یہاں سامنے ایک لمبا پتھر کا تختہ ہے۔ جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی کے بعد اس پر غسل دیا گیا۔ یہاں عیسائی زائرین بڑی عقیدت سے آتے ہیں۔ اس کے شرقی جانب ایک اندھیرا منگھارا نما عمارت ہے۔ جہاں موسم تہی کی روشنی میں جاتے ہیں وہاں برآمدے ہیں۔ ایک ادبچا پتھر ہے جس پر شیشا چڑھا ہے، اور چوڑے موسم ہتیاں روشن ہیں۔ عیسائی بڑے احترام سے اس کی زیارت کرتے ہیں۔ مندر وہاں موجود ہے۔ اس پتھر کے متعلق وہ کہتے ہیں۔ کہ اس پر جناب مسیح کو سولی دی گئی۔ اس کے متصل چھوٹا سا دروازہ ہے۔ جسے عبور کر کے اندر پہنچے۔ وہاں چھوٹی محراب ہے جس میں سنت اندھیرا بنے محل کے دروازہ پر زیور کے چراغ جل رہے ہیں جن کی روشنی بہت ملکی ہے۔ ہم کو موسم قیام لے کر بھیجا گیا۔ اس محراب کے اندر حضرت مسیح علیہ السلام کا مصوبی توڑ ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اس جگہ جناب حضرت مسیح علیہ السلام سات دنوں رہے۔ پھر یہاں سے زندہ کر کے آسمان پر اٹھائے گئے یہاں چھ سات آدمیوں کے کھڑے ہوئے کی جگہ ہے، یہاں ہم دو تین مسلمان تھے باقی سب عیسائی تھے۔ جو قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کر رہے تھے۔ پھر وہاں سے باہر آئے تو عجیب نظارہ دیکھا۔ وہ دیکر بلاخانہ پر گانے والے عیسائی گاتے ہوئے نیچے اترے جن کے آگے ایک پادری زری کا تاج پہننے خاموش اُرتھا، اس کے پیچھے یگانے والوں کی جماعت تھی، پیچھے ایک اور پادری تھا۔ جس کے ہاتھ میں چھڑی تھی بہت سا لہان سگایا ہوا ہاتھ میں لگانے والے خاموش

ہو گئے۔ اب یہ پارسی ایسا گانے لگانے کے گیت لا معلوم کس زبان کے تھے، جو ہم میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ بہت دیر یہ تماشا دیکھ کر ہم باہر آئے اور مسجد اقصیٰ گئے۔ اس بار ہم نے مولوی محمد علی جوہر مرحوم کی قبر پر فاتحہ پڑھی مسجد اقصیٰ کی مغربی جانب صخرہ شریف سے قریب ایک طویل بلکندہ ہے جس کے پیچھے دروازہ ہے۔ اس میں کئی قبریں ہیں۔ مگر محمد علی مرحوم کی قبر بہت ممتاز ہے جال دا کھڑکی اور جالی دار دروازہ کے اندر سو رہے ہیں۔ جس کے اوپر لکھا ہے۔ ہندی مجاہد اعظم محمد علی جوہر توفی یر لندن نصف شعبان ۱۲۷۱ فی القدر جمعہ ۱۵ رمضان ۱۳۳۹ء اور ایک گوشہ میں لکھا ہے۔ خادم کعبہ۔ یعنی یہ قبر خادم کعبہ مجاہد اعظم محمد علی جوہر ہندی کی ہے۔ جو نصف شعبان کو لندن میں فوت ہوئے۔ اور پانچ رمضان جمعہ کے دن ۱۳۴۹ء میں تدفین ہوئے، عام لوگ اس قبر کی زیارت کرتے ہیں ہم نے بھی فاتحہ پڑھی مزار میں۔ بہت جاہلیت ہے وہاں سے فارغ ہو کر ہم اس پتھر شریف کی زیارت کرنے گئے۔ جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا براق شب معراج میں باندھا گیا۔ یہ جگہ صخرہ شریف سے جانب مغرب ہے۔ کئی میٹر حیاں اڑ کر اندر پہنچے۔ جہاں کچھ اندھیرا تھا۔ مزدور نے لمپٹ کر وہاں روشنی کی زین سے قریب دو فٹ اوپر یہ پتھر دیوار میں نصب ہے۔ جس میں سوراخ ہے سوراخ میں پتیل کا کڑا ہے جو بہت گھسا ہوا ہے۔ مزدور نے ہم کو بتایا کہ یہی کڑا وہ ہے جس سے براق باندھا گیا، اور پتھر کا یہ سوراخ حضرت جبریل علیہ السلام کے اشارہ سے ہوا وہاں نماز کے ایسے چٹائیاں پڑی تھیں۔ مگر چونکہ ہم عصر پڑھ چکے تھے۔ اس لیے وہاں نوافل نہ پڑھ سکے۔ عا میں مانگیں۔

مزدور نے ہم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھوایا۔ اب وہاں سے فارغ ہو کر مسجد اقصیٰ کے طہارت خانوں میں گئے۔ جو مسجد اقصیٰ کے بالکل قریب جانب مغرب ہیں، سولہ پانچ مردوں کے ایسے ٹیبلوں اور تلوں کے لیے۔ جن کی جگہ علیحدہ ہے۔ پھر ہم نے صحن میں آکر وضو کیا جہاں چھوٹا حوض ہے حوض کے وسط میں پتھر کا بڑا سا پیالہ بنا ہے حوض کے اگر دو ٹیبل لگی ہیں۔ اور پتھر کی آرام کر سیالیاں وضو کے لیے نصب ہیں۔ بعد وضو ہم مسجد اقصیٰ میں منبر کے پاس صف اول میں آ۔ بیٹھے نماز مغرب کا انتظار

انتظار کرنے لگے۔ آخر کہ مؤذن نے اولا مسجد اقصیٰ کے منارہ پر صلوٰۃ و سلام بن آواز سے پڑھا۔ پھر اذان دی مغرب کی اذان کے وقت تک بعض لوگ قرآن مجید پڑھتے رہے۔ مؤذن دلاڑھی منڈائے، کوہیت پتلون پہنے۔ ننگے سر آئے کھجیر کھی۔ اما صاحب کی خوشنویسی دلاڑھی تھی۔ مطابق مذہب مالکی نماز پڑھائی صرف تین صفت پیچھے تھیں۔ باقی تمام حرم خالی تھا حرمین شریفین کی شان کا پتہ لگا کہ وہاں نمازیوں کو سارے حرم میں جگہ نہیں ملتی مگر اقصیٰ میں جگہ کو نمازی نہیں ملتے :-

### بیت المقدس کے موجودہ حالات

اس وقت بیت المقدس بہت خطرات سے گھرا ہوا ہے۔ اس لیے اس کے دو حصے کر دیئے گئے۔ آدھا شہر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ آدھے پر یودی کی حکومت ہے۔ ہر وقت خطرہ ہے۔ اسلامی علاقہ میں عیسائی بہت کثرت میں جو مسلمانوں کے ساتھ رہتے بستے ہیں۔ مگر ان دونوں قوموں کی آپس میں جھڑپ چھاڑ نہیں۔ مسلمانوں پر مغرب بیت بہت غالب۔ عورتیں ننگے سر انوں تک ننگی مردوں کے ساتھ شاد بر شان پھرتی ہیں۔ یہاں کی عربی جہازی عربی سے کچھ مختلف ہے۔ شکل سے سمجھ آتا ہے۔ انگریزی زبان عام مروج ہے۔ بچہ بچہ انگریزی سماتا اور بے تکلف بولتا ہے۔ عموماً لوگ انگریزی لباس میں مبوس ہیں یہاں کے لوگ بہت خوبصورت خوش اخلاق ہیں۔ پاکستان سے بہت محبت کرتے ہیں یہاں شراب عا ہے۔ یہاں کے سکے حسب ذیل ہیں۔ فلس یعنی، پیسہ، قرش یعنی دس فلس (پیسہ) نصف قرش یعنی پانچ۔ سو فلس، یعنی دس قرش۔ دینار یعنی ہزار فلس غرض کہ سو پیسہ کا روپیہ ہے۔ اور دس روپیہ کا دینار یعنی ہزار پیسہ کا دینار ہے۔ چیزیں بہت گراں ہیں، ہم زاویر ہندیر میں دو روپیہ یعنی دو سو فلس روزنی کس کے حساب سے ٹھہرے :-

۱۳ محرم ۱۳۸۲ھ ۲۵ مئی ۱۹۶۳ء دوشنبہ

ہم نے کل بیت المقدس سے دمشق جانے کے لیے کار کے ٹکٹ خرید لیے تھے۔ بحساب ایک دینار سوئس فی ٹکٹ اگرچہ ہمارا ٹکٹ ہوائی جہاز کا تھا۔ مگر ہم نے یہ سفر ترک کر دیا کار کا سفر اختیار کیا۔ اور صبح بعد نماز فجر سولہ بجے پاکستان ٹائم سے روانہ ہو گئے۔ کاہنہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ راستہ میں شہر جوش، اربیت اور عاشا کہستیاں میں۔ جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آباد ہیں۔ سستی رہتے غطیلین کی سرحد پر ہے۔ درعاشام کی پہلی سستی ہے۔ جہاں شامی کھم چونکی ہے۔ یہاں اس قدر سخت تفتیش ہوئی کہ خدا کی پناہ۔ ہر چیز کھول کر دیکھی گئی۔ اور ہم سے سلسلے ہوئے کپڑوں، مصلے، رو، مالوں کا بھی ٹیکس مانگا گیا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وصول دیک گیا اور دعا سے دمشق تک، بگ پاپورٹ دیکھے گئے۔ دمشق کے قریب ایک پہاڑ دیکھا گیا۔ جو برون سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس کا نام ایل اشغ ہے، یہاں سے نہرا دن نکلتی ہے۔ اور قریباً ڈھائی تہجے دوپہر پاکستانی ٹائم سے ہم دمشق پہنچ گئے۔ اور کار کے اٹسے کے قریب فندق جہوری ہوٹل میں مقیم ہو گئے۔ یہاں فی کس تین لیو میویر (شامی روپیر) کے حساب سے بہت شاندار کمرہ کرایہ پر ملا۔ آج ہم چونکہ ٹکٹے ہوئے تھے۔ اس لیے کسی زیارت کے لیے نہ جاسکے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب نے مدینہ منورہ سے ہم کو دستی خط بنام عبدالصمد صاحب افغانی کے لیے دیا تھا۔ جن کی دوکان شارع خالد ابن ولید میں ہے۔ ان سے ملے دمشق میں پہنچ کر ہمارا دل اس قدر گہرا یا کہ پناہ نجد۔ و جب سب میں نہیں آتی تھی۔ ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ صاحب عاصمی مقیم لاہور انڈیا نے فرمایا کہ چونکہ اہل بیت اطہار کا لٹا ہوا تافقہ کر کے یہاں لایا گیا تھا۔ اور دمشق ہی زید کا یا پڑ تھی تھا۔ اس لیے اس کا اثر ہمارے دلوں پر پڑتا ہے۔ یہ سنتے ہی ہمارے سامنے <sup>آیت</sup> اطہار کے قید کا تمام نقشہ آگیا اور آنکھوں سے جھڑی لگ گئی۔ جب خوب جی بھر کر روئے اور اہل بیت اطہار کی فاتحہ پڑھ لی تب دل میں سکون ہوا۔ اور بفضلہ تعالیٰ رات کو نین آگئی۔

## ۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۶ مئی ۱۹۶۴ء شنبہ

آج صبح نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ جناب محترم عبدالصمد صاحب افغانی نماز اشراق پڑھتے ہی شارع خالد بن ولید سے تشریف لے آئے اور بولے کہ چلئے آپ کو زیارات کر لیں۔ کرایہ کی کار ساتھ ہے۔ پچنانچہ ہم مع اہلیہ اور رفیق سفر اسحاق نعمت اللہ صاحب عاصمی ان کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ شہر کی سیر کرتے ہوئے محلہ صالحیہ، شارع بغداد ہوتے ہوئے اولاً مولانا خالد غوث دشتی کے مزار پر پہنچے جو کادیں واقعہ ہے بہت بند ہی پر ہے۔ یہاں سے تمام دشتی نظر آتا ہے یہاں سے چہل ابدال کا پہاڑ بھی دکھائی دیتا ہے۔ آپس اپنی اولاد کے یہاں مدفون ہیں۔ برابر میں مسجد ہے۔ اور حلقہ ذکر کی جگہ ہے۔ جہاں علماء دشتی ہر پیر کو جمع ہو کر ذکر نقش بند پکارتے ہیں۔ پھر وہاں سے واپس محلہ صالحیہ میں آئے۔ وہاں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے مسجد میں مزار ہے۔ ہر طرف جالی والا کٹھن ہے۔ نیچے تو خاد کی شکل میں پھر آپ کے صاحبزادے عبدالقادر ابن اشرافی کے مزار پر حاضری دی فاتحہ پڑھ کر چلے آگے جا کر حضرت شاہ عبدالغنی نامی اور ان کے فرزند مصطفیٰ نامی کے مزار پر حاضر ہوئے جو یہاں سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ وہاں سے قریب محلہ براک میں سلطان سلیم کے مزار حاضر ہوئے۔ پھر دشتی کے قبرستان میں گئے۔ جہاں بی بی سکینہ، زینب، اور ام کلثوم حضرت ام حسین کی صاحبزادیوں کا مقبرہ ہے، وہاں پہنچ کر واقعہ کربلا حضرت سکینہ کا قید خانہ میں رونمایا دیا گیا۔ بہت ہی رقت طاری ہوئی۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ آگے بڑھے اسی قبرستان میں یہاں سے قریب ہی حضرت جلال حبشی مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ دونوں مزارات متصل واقع ہوئے ہیں۔ یہاں فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ بہت سرد حاصل ہوا۔ اسی قبرستان کے بالمقابل شکرک کے دوسرے کنارہ پر بہت بڑا قبرستان ہے۔ جہاں بہت سے

اہل بیت رسول اللہ مدفون ہیں۔ ان کے مزارات پر ایک بہت بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔ مگر ان مدفون کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ پھر یہاں سے حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا جو حضرت امام حسین کی بڑی بہن ہیں۔ ان کے مزار شریف پر روانہ ہو گئے۔ یہ مزار شریف دمشق سے دس کیلومیٹر دور ہے۔ راستہ میں غوطہ مقام ملا۔ جو زینب کے باغات سے پر ہے۔ بہت سرسبز ہے۔ پھر حضرت زینب کے مزار مقدس پر پہنچے یہاں بہت وسیع اور شاندار قبر بنا ہوا ہے۔ اور اس مزار کی وجہ سے یہاں اچھی خاصی آبادی ہو گئی ہے۔ اس آبادی کا نام محلہ بلیتہ ہے۔ شاید بسط رسول سے ماخوذ ہے۔ بلا وسیع احاطہ ہے۔ درمیان احاطہ میں حضرت زینب کا قبر واقع ہے۔ دروازہ پر پتھر فرج چاندی کی کا مضبوط کھڑا ہے۔ اندر ایک اور خوبصورت جالی ہے۔ یہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ ہم نے یہاں فائل پڑھے۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ آپ وہ ہی زینب بنت علی ہیں۔ جو کربلا معلیٰ سے بعد شہادت حضرت امام حسین کا لٹا ہوا تافلے کر دمشق آئیں :-

آپ نے ہی حضرت امام حسین کو بعد شہادت رفقاً گھوڑے پر سوار کیا یہاں حاضر ہوئے ہی یہ تمام واقعات سامنے آگئے بہت رقت طاری ہوئی۔ اس قبر کے دروازہ پر ہر طرف المناہیت اظہار پر سلام لکھے ہوئے ہیں۔ وہاں تقریباً آدھ گھنٹہ قیام کیا۔ پھر دمشق کو واپس ہوئے۔ راستہ میں حضرت مقداد ابن اسود اور حضرت ابی ابن کعب صحابہ کے مزارات پر حاضری دی فاتحہ پڑھی۔ پھر حضرت خولت بنت ازور رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔ جو آتے ہوئے شہر کے کنارہ پر بکے شہر میں داخلہ پر حضرت رقیہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔ چھوٹی سی قبر نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے۔ پھر شہر میں پہنچے۔ یہاں سوق حمیدیر کے آخری کنارہ پر جو چھتا ہوا بنا رہے۔ جامع اموی بنی امیہ کی بہت شاندار مسجد ہے۔ جس کے بہت سے دروازے ہیں۔ بہت وسیع عمارت ہے۔ ساری مسجد میں اعلیٰ درجہ کے قالین نچکھے ہیں، وہاں پہنچے۔ اس مسجد کے اندر محراب کے قریب شاندار قبر ہے۔ جس کا گنبد مسجد کے اندر ہے۔ اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر شریف ہے یہاں

دور کھت نفل پڑھے۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ اس سے قریب ہی سلطان صلاح الدین کا مزار ہے۔ جو جامعہ اموی سے متصل ہے۔ مگر باہر ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھی۔ اس کے شرقی جانب سنی اہل بیت ہے۔ جہاں واقعہ کربلا کے بعد حضرات اہل بیت کا قیدی قافلہ ٹھہرایا گیا۔ اس کے قریب ہی یزید کے درحکومت کی جگہ ہے۔ یہاں حضرت حسین کا سر مبارک یزید پدید کے سامنے رکھا گیا۔ عجیب منظر ہے۔ کچھ آگے جا کر سلطان نور الدین کا مزار پرانوار ہے۔ یہ نور الدین وہ ہی سلطان ہیں۔ جنہوں نے ان عیسائیوں کو پھانسی دی تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر انوار کی طرف سنگ لگا رہے تھے۔ نہایت ناپاک ارادہ سے۔ انہیں سلطان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں خبر دی تھی۔ پھر انہیں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انوار کے ارگرد پانی کی تہ تک سید گھلا کر بھردیا، یہاں سے جامعہ ابوالدرداء پر گئے۔ یہاں کے متعلق مشہور ہے کہ حضرت ابوالدرداء کی قبر شریف اس جگہ ہے۔ واللہ اعلم۔ مسجد اچھی خاصی ہے۔ جو صاحب دمشق کی حاضری دیں۔ وہ ان مقامات کی زیارات ضرور کریں۔ یہاں کار اور ایک مزدور درسا تھ لیں بڑتا ہے۔ دمشق میں ہی یزید مردود کی قبر ہے۔ جہاں ایک شخص نے سید گھلانے کی بھٹی بنا رکھی ہے۔ یعنی اس قبر کے اوپر بھی آگ ہے۔ اندر بھی آگ ہی کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مزار بھی دمشق میں ہی ہے۔ یہاں ہم کو اجنیت سے بہت دشواریاں پیش آئیں۔ یہاں کے لوگ بہت بے رشتے ہیں۔ خصوصاً ہمارے ہوٹل کا منتظم کاظم ہندی ہم سے اس لئے ناراض ہے کہ ہم نے اس کے ساتھ زیارات نہ کیں۔ وہ ہم سے اس فی کس پانچ لیرے یعنی تینوں کے پندرہ لیرے مانگتا تھا۔ ہم نے جامعہ امیر برہسیمی چھوڑی اس کا لایہ گیارہ لیرے ادا کیا۔ پھر ہوائی جہازوں کے دفتر گئے۔ وہاں بغداد شریف کے لیے دو سیرٹرز رو کر آئیں اور ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ صاحب نے استنبول کے لیے ہوائی جہاز سے روانگی کی تیاری کی پھر ہم کو حضرت الحاج بلید افغانی صاحب اپنی دوکان واقعہ جامعہ خالد ابن ولید میں لے گئے۔ اور ہم دونوں کی دعوت کی جس میں زیتون کا اچار۔ شام کا شہد اور شامی کھانے تھے۔ شامی شہد

میں عنبر کی سی خوشبو آتی ہے۔ پلاڈیمب قسم کا تھا۔ عربی پھول کی دال کا پلاڈ تھا۔ اور اس میں قیر پڑا ہوا تھا۔ اچھا لذیذ۔ اپنی گھر کی مرغیوں کے انڈے تھے۔ جو ہمارے ہاں کی بلخ کے انڈوں کی طرح تھے۔ بعد عصر ہم نے وہ پہاڑ بھی دیکھا جس کی چوٹی پر قتل بائیل کی جگہ ہے، اسی پہاڑ پر چالیس ابدال کے مقعے ہیں۔ یہ پہاڑ ہمارے جمہوریہ ہونٹل سے بالکل قریب ہے۔ سامنے نظر آتا ہے :

۱۴ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۷ مئی ۱۹۶۳ء چہار شنبہ

آج صبح چوتھے بجے ہمارے رفیق سفر الحاج نعمت اللہ صاحب ماصی استنبول روانہ ہو گئے، وہ انشاء اللہ پرسول جمعہ کو بغداد شریف واپسی پہنچیں گے۔ ہم بھی انشاء اللہ آج شام کو بعد عصر بغداد شریف روانہ ہو رہے ہیں۔ ٹکٹ اور سیٹ کا انتظام ہو چکا ہے۔ اور آج رات انشاء اللہ بغداد شریف میں آئے گی :

## دشق کے موجودہ حالات

دشق ملک شام کا پایہ تخت ہے۔ یہ بہت ہی سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ جو علاقہ ہم نے دیکھا ہے۔ وہ فلسطین و اردن سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے حدود شام میں داخل ہوتے ہی تاحد نظر سبزہ نظر آنے لگا۔ یہاں پھل بہت زیادہ سستے ہیں، چنانچہ ایک لیرے کا ایک کیلو کاٹ ملتا ہے۔ مگر کاٹ ایسے شیریں کر ایسے ککٹ اچ نک نہیں کھاتے۔ گیرہ آؤ کیو اعلیٰ درجہ کے شیریں سیب ملتے ہیں۔ جو نہایت خوشبودار بہت نرم بہت میٹھے ہیں۔ درگ پھل کا ابھی موسم نہیں ہے۔ یہاں کلباس عموماً انگریزی ہے۔ مگر یہاں کے باشندے انگریزی بہت کم جانتے ہیں، یہاں تاریخ و ماہ فرہنج کا چلنا ہے۔ چنانچہ آج ۲۷ مئی ۱۹۶۳ء ہے مگر جب ہم نے ہونٹل کابل دیا تو مومل والوں نے ۱۱۶ یار سنہ کی تاریخ ڈالی۔ یہاں بمقابلہ پاکستان کے انڈیا کا پروٹوگینڈا زیادہ ہے۔ ہم نے کئی جگہ انڈیا کے سائن بورڈ لگے دیکھے مگر سڈول



کو عموماً پاکستان سے محبت ہے۔ اہل شام ہم سے بہت محبت سے پیش آتے۔ یہاں کے لوگ بااخلاق ہیں۔ ہم نے جب کسی سے کسی جگہ کا راستہ پوچھا۔ تو اگر وہ جگہ زیادہ دُور نہ تھی تو وہ ہم کو خود اسی جگہ پہنچا آیا۔ یہاں حکومت اور عوام میں کچھ کشمکش سی معلوم ہوتی ہے۔ لوگ عموماً حکومت سے شاکي پائے گئے۔ یہاں کے دو کارکن اکرینتیر میں دھوکا کر دیتے ہیں۔ یہاں بھی شراب و گواہا کہتے۔ یہاں کے سکے عجیب قسم کے ہیں ایک پیر کو قرش کہتے ہیں۔ سو قرش کا ایک لیرا ہے۔ دس لیرے کا ایک پونڈ نصف لیرے ربع لیرے پانچ دس ڈھائی لیرے ایک قرش کے بھی سکے ہیں، پاکستانی سو روپیہ کے ۴ لیرے ملتے ہیں۔ ہم بعد نماز عصر اپنے ہوٹل سے بذریعہ کار ہوائی اڈہ کے دفتر پر گئے۔ جسے یہاں مکتب المخطوطات الجور کہتے ہیں، سات بجے شام وہاں سے مکتب کی بس ملی۔ جس سے ہم مطاریعینی ہوائی اڈہ پر آگئے۔ یہاں علیحدہ علیحدہ فارم پر کئے۔ نو بجے شب کو دمشق سے ہوائی جہاز نے پرواز کی۔ راستہ میں ہم کو بہت پر تکلف کھا تا دیا گیا پورے دو گھنٹہ میں یعنی گیارہ بجے پاکستانی ٹائم سے اور ایک بجے شب عربی ٹائم سے ہم بغداد شریعت کے ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے، یہاں ہوائی جہاز میں ہی ہم سے پاسپورٹ لیسے گئے۔ مسافر خانہ میں ہم پہنچے تو ہمارا سامان بھی آگیا۔ بہت سخت تفتیش شروع ہوئی۔ لوگوں کے رویہ حریب سے نکلا کر دیکھے گئے۔ مگر حضور غوث پاک کی خاص کرامت ہم پر ظاہر ہوئی کہ ہم سے کسی قسم کی کوئی تفتیش نہ کی گئی ہم سے کہہ دیا جاؤ، ہم سیدھے مطار سے غوث اشقیان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ چھ درہم یعنی تین سو فلس میں ٹیکسی لی، یہاں دروازہ بند ہو چکا تھا ڈرائیور نے ہم سے کہا کہ کس ہوٹل میں آپ کو پہنچا دوں۔ ہم نے کہا حضور غوث پاک کا دروازہ اور یہاں کی خاک ہوٹلوں کی آرام دہ بستروں سے افضل ہے۔ چنانچہ ہم نے دروازہ خضر بیعت پر ہی بستر جمادیا اور وہاں ہی نماز مشاہد ادا کی مگر آج کی عشاء میں ایسا دلور باجواس سے پہلے بہت کم نصیب ہوا ہوگا۔ بلکہ بار خیاں آکا تھا کہ آج ہم فقیر کریم ابن کریم کے دروازہ پر حاضر ہیں۔ اور حضور غوث پاک کا یہ

فرمان زبان پر جاری تھا:

### قف عند بابي اذا السد كل باب

جب سارے دروازے بند ہو جاویں تو میرے دروازہ پر آؤ۔ دل کہتا تھا کہ یہ اس کریم  
خوش کا دروازہ ہے۔ جس نے چور کو بیک نظر قلب بنا دیا۔ نماز عشا سے فارغ ہو کر دو  
رکعت نفل ہر رکعت میں گیا رہ بارقل ھو اللہ شریف پڑھی۔ جس کا ثواب سرکار بنفاد  
کی بارگاہ میں ہدیر کیا۔ آج کی رات بھی ہماری زندگی کی تاریخی رات ہے۔ ڈھائی گھنٹہ بعد  
یعنی پاکستانی ساڑھے چار بجے دروازہ کھلا۔ ہم دروازہ کھلتے ہی اندر حاضر ہوئے سبحان اللہ صحن  
مسجد دورویریلوں کی قطار نمازیوں کی پہل پہل تہجد کی تیاری وہ لطف دے رہی تھی کہ یہاں  
نہیں ہو سکتی۔ ایک صاحب نے لاؤڈ سپیکر پر تلاوت قرآن مجید شروع کر دی بعد تلاوت  
صلوٰۃ والسلام الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وغیرہ پڑھتے رہے۔ اذان  
نجیبک یہ سلسلہ ربا بعد میں اذان فجر ہوئی۔ اذان ہوتے ہی شوافع کی جماعت ہوئی۔ ایک گھنٹہ  
کے بعد احناف کی جماعت ہوئی۔ شوافع کی جماعت ابراہیم لائی نے پڑھائی اور احناف  
کی جماعت محمود بلوچستانی نے یہ دونوں حضرات مدرسہ غوثیہ واقع درگاہ  
شریعت کے طالب علم ہیں۔

۱۷ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۸ مئی ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج صبح سویرے بعد نماز فجر ہی ہم حضرت شیخ سلیمان واعظ خدمت میں حاضر  
ہوئے۔ اور ان کی خدمت میں ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کا خط پیش  
کیا آپ خود تو ٹاٹینا ہو چکے ہیں۔ اپنے خادم احمد سے اپنے وہ خط پڑھوایا مضمون کن  
کہ ہم پر بہت مہربان ہو گئے۔ ہمارا سامان اپنے کمرے میں رکھوایا اور ہم سے فرمایا  
کہ تم رات بھر جاگے ہو، ہمارے بستر پر سو جاؤ۔ چنانچہ ہم سو رہے کچھ دیر  
بعد ہم کو اٹھا کر ناشتہ کرایا۔ بعد نماز ظہر کھانا کھلایا۔ اور حضرت عبدالقادر گیلانی  
جو یہاں چائوشی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ بہت کوشش کر کے ان

نے ہم کو ادھر ایک وسیع کمرہ دلویا۔ جس میں کڑی قفل کچھ نہ تھا۔ اپنے ایک دوست الحاج  
 صوح الدین صاحب کو ٹیلی فون سے کہا کہ ہمارے ایک جہان آگے بڑھے ہیں۔ انہیں  
 زیارات کرانی ہیں۔ آپ اپنی کار سے کرائیں۔ چنانچہ وہ مغرب سے کچھ پہلے اپنی کار  
 لائے اور ہم کو زیارات کرانے لے گئے۔ سب سے پہلے ہم حضرت امام اعظم  
 ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر گئے۔ جو محل باب اشیح سے قریب ایک سو دو  
 ہے۔ دوسرے پل کے اس ہی طرف واقع ہے۔ اس محل کا نام اعظمیہ ہے۔ ادھر یہاں  
 باشندوں کو اعظیہ کہتے ہیں۔ وقت مغرب قریب ہے۔ امام اعظم کا مزار پر انوار دیکھ کر  
 حیرت ہو گئی، سب سڑک کنارے بیٹھ گئے، بہت شاندار ہیں۔ امام و وسیع  
 صحن ہے۔ جس کے کنارے پر بہت شاندار ٹاور لگا ہے۔ جو بہت اونچا ہے۔ اس میں  
 چوڑے گھڑیاں نصب ہیں۔ جو دوسرے نظر آتی ہیں۔ دوسرے کنارہ پر سارہ ہے۔ جس  
 پر گول دائرے کی شکل میں ٹیوبیں نصب ہیں۔ مینار کی کھنی پر سیل ٹیوبوں سے بہت جلی حوض  
 میں اللہ بنایا گیا ہے۔ اس دائرے اور اس نقش کی روشنی سے دل منور، ایمان تازہ ہوتا ہے  
 کئی دروازے ملے کر کے امام اعظم کے مزار تک پہنچنا ہوتا ہے۔ مزار پر انوار  
 کے ارد گرد چاندی کا کپڑا ہے۔ جس میں امام اعظم کی قبر شریف واقع ہے، یہ قبور جس  
 ہال کمرہ میں ہے، وہ کمرہ بہت وسیع اور بہت خوبصورت ہے۔ کیوں نہ ہو کہ یہ  
 امام احمد کا مکتب العزیز، سراج الامت امام اعظم کا مزار عالی ہے، یہ مزار قبول دعا کے  
 لیے اکیر سے، اس مزار پر حضرت امام شافعی اپنی حاجت روائی کے لیے آتے تھے،  
 قبر انوار میں ایسی جاذیبیت و کشش ہے۔ کہ وہاں پہنچ کر جھٹنے کو دل نہیں کرنا۔ نظریں  
 کا جوم لگا رہتا ہے۔ کسی عالم کی قبر شریف تدرشا نثار اور مرکز انوار مرجع عقلائیوں  
 نے مذہبی تہمتی فاتحہ پڑھی، وقت کم تھا۔ بادل ناخراست بعد فاتحہ دو ماروانہ  
 ہوئے۔ برابر میں بائیں جانب ایک قبرستان ہے۔ اس کے آخری کنارہ  
 پر حضرت شبلی رحمۃ اللہ کا مزار شریف ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔  
 فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ کہ امام اعظم رح کے مزار پاک پر مغرب کی اذان

ہوئی۔ ہم جلدی امام اعظم کے مزار پر پہنچے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بِاجْمَاعَتِ نَمَازِ پڑھی۔ بہت بڑی بڑی سات صفیں تھیں۔ سب نماز تہنّی تھے۔ بعد مغرب ہم دُجد کے پل پر گئے، اس پل کو اب حسرا کہتا ہے۔ کیونکہ اس کے اسی کنارہ پر حضرت امام احمد ابن حنبل رحمہ کا مزار شریف تھا۔ جو اب دریا کے نیچے آگیا ہے۔ زیر آب ہے۔ بلکہ بہہ چکا ہے۔ اس کنارہ کا امام اعظم دوسرے کنارے امام ابو یوسف اور امام موسیٰ کاظم امام محمد جو ادا بن امام رضا کے مزارات ہیں۔ اس لیے اس کو حسرا کہتے ہیں۔ یعنی اماموں کا پل کہا جاتا ہے۔ ہم یہاں سے آگے بڑھے۔ دُجد کا پل پار کیا تو سامنے کاظمین شریف تھے۔ سبحان اللہ عجیب عمارت اور عمارت پر عجیب روشنی ہے۔ آج چو کو جو کی رات ہے۔ اس لیے جو مزایرینا بے پناہ ہے۔ عورتوں مردوں کے ازدحام ہیں۔ تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ اس عمارت کے چار مینارے دو سہرے لگند ہیں۔ اندر تمام دیواروں اور چھتوں میں شیشے نصب ہیں۔ بہت اعلیٰ درج کی روشنی ہے، چھت اور دیواریں جگمگا رہی ہیں، قبر انوار کے ارد گرد سہری جالیوں کا احاطہ ہے۔ جس کے آس پاس لوگ کھڑے ہوئے فاتحہ خوانی کر رہے ہیں، دیواروں سے تسبیح۔ رد مال ٹوپیاں مس کرتے ہیں۔ مشکل تمام ہم اندر پہنچے۔ پھر باہر نکھنا شکل ہو گیا، ان قبور کے باہر نصیر الدین طوسی شیعہ کی قبر ہے۔ جس پر شیعہ فاتحہ و سلام پڑ رہے ہیں۔ کل قبور یہاں تین ہیں۔ امام موسیٰ اور امام محمد جو ادا بن امام رضا۔ اندونی حصہ میں اور پھر نصیر الدین طوسی شیعہ باہر حصہ میں دعاء سلام کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ ہم فاتحہ پڑھ کر شکل آگے نکلے تو یہاں سے بائیں طرف اس احاطہ میں حضرت امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ کا مزار ہے۔ وہاں پہنچے یہاں شاندار مسجد ہے۔ اور مسجد سے بائیں جانب حضرت امام ابو یوسف کے مزار کا قبر۔ مسجد میں تو روشنی ہے۔ مگر قبر انور میں اندھیرا تھا۔ بجلی خراب ہو گئی تھی۔ مگر کچھ باہر سے روشنی آرہی تھی، فاتحہ پڑھی۔ پھر امام دُخلیب سے ملاقات ہوئی، خطیب صاحب کا نام شریف سید احمد ابن ابراہیم ہے عالم ہیں

منتقلی ہیں۔ مگر داڑھی منڈاتے ہیں۔ جو یہاں عا ہے۔ مسجد سے متصل ایک کتب خانہ سے جسے مکتبہ ابو یوسف کہا جاتا ہے۔ اس کی سیر کی، بہت حضرات نے اس کتب خانہ کی لاطخط بنک میں اپنے معائنہ لکھے تھے۔ ہم سے بھی امام صاحب نے معائنہ لکھوایا اس محلہ کا نام ٹھیکر ہے۔ نماز عشا سو یہاں جاسو ابو یوسف میں ہی پڑھی بعد عشا پھر امام اعظم کے منار پر حاضر ہوئے۔ خیال رہے کہ امام اعظم کھڑے پاک سے متصل ہی کتبہ اسلامیہ ہے۔ جہاں عورتیں تعلیم کے بہانہ آتی ہیں اور عربانی کے پروگرام کرتی ہیں، اس سے بہت افسوس ہوا پھر بعد میں ہم باب اشعہ درگاہ غوثیہ شریف میں پہنچ گئے۔

۱۸ محرم ۱۳۸۵ھ ۲۹ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج صبح ہی ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ عاصمی صاحب استنبول سے یہاں پہنچ گئے۔ ہم کو درگاہ شریف کی طرف سے ایک وسیع کمرہ دے دیا گیا۔ جس کے دروازہ میں زنجیر تھی۔ ہم نے خود بازار سے خرید کر زنجیر لگائی۔ تھوڑی دیر کے بعد چاؤشی عبدالقادر صاحب کی طرف سے درویش عبدالغفور صاحب نے نذرانہ کا تقاضا کیا۔ اور کہا کہ ایک دینار نذرانہ پیش کرو۔ ہم چاؤشی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر انہوں نے قبول سے انکار کر دیا۔ فرمایا بحرح انشاء اللہ یعنی گل میں گئے پھر عبدالغفور صاحب پیغام لائے۔ کہ دو دینار دو ہم اس پر بھی راضی ہو گئے۔ مگر پھر پیغام آیا کہ پانچ دینار آج شام تک دو، ورنہ کسی ہوٹل میں چلے جاؤ۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے صرف دو بیہ دن قیام کر کے زیارات کرنا ہے فرمایا خواہ دو دن رہو یا دو ماہ پانچ دینار یعنی پانچ پونڈ نذرانہ دو بہت پر ثنائی ہوئی سرکار غوثیہ میں عرض کیا فوراً حضور نے حاجت روائی فرمائی جیسا کہ آئندہ عرض کیا جاوے گا۔ صبح دس بجے سے ہی اوپر عورتیں آئی شروع ہو گئیں۔ من زجمعہ کے لیے ہم نے غسل کیا کپڑے بدلے گیارہ بجے ہی مسجد

میں پہنچ گئے مسجد میں جگہ زلی جناب غوث پاک کے حجرہ شریف کے سامنے جگہ ملی،  
 یہاں روضہ شریف کے داہنے ہاتھ دو مسجدیں ہیں۔ متصل میں ایک مسجد شافعی دوسری  
 مسجد حنفی۔ بالکل متصل ہے، اولاً مسجد حنفی میں خطبہ دینا ہوتی ہے۔ پھر شوافع کی نماز حنفی بہت  
 شاندار ہوتی ہے۔ چنانچہ سوا بارہ بجے اذان خطبہ ہوئی۔ خطیب نے خطبہ پڑھا نعت  
 پڑھ کر فرمائی۔ بڑے عالم معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ادراسی ابھی ابھی شیوہ کر کے آئے ہیں، بالکل  
 دروہی نہیں۔ نماز جمعہ پڑھی بعد میں عام ہجوم روضہ پاک میں داخل ہوا، بہت شاندار  
 طریقہ سے زیارت ہوئی، لوگ مناقب پڑھتے تھے۔ روتے تھے، زیارت کرتے  
 تھے۔ نماز جمعہ کے بعد ہی درگاہ شریف میں میدا مجید صاحب جاق ہر کو تلوٹ  
 کرتے ہوئے مل گئے۔ پٹ گئے بڑے گھبرو ہو جاتے مکیا تھے وہ جبراً  
 روضہ پاک سے قریب ہی برنور دار احمد حسن صدیقی صاحب کا رہاؤں سٹھ جو نشی  
 احمد دین صاحب کے بھانجے ہیں، یہاں لے آئے، انہوں نے ہم کو اپنے گھر  
 بلایا۔ یہاں اور بھی گجرات کے زائرین موجود تھے۔ بڑا سکون نصیب ہوا۔ یہ سرکار  
 غوث کی خاص نگاہ کرم ہوئی، احمد حسین اور عبدالمجید صاحب، ہم کو لے کر زیارات کے  
 لینے حاضر ہوئے، اس گھر سے قریب ہی سبزی منڈی ہے، جہاں سبزیاں اور اونٹ  
 دینے کا گوشت بھی فروخت ہوتا ہے، اس منڈی کے وسط میں حضرت شیخ سراج اللہ  
 ابو مفضل عمر ابن علی مفری کا مزار ہے۔ آپ حضرت غوث پاک کے استاد ہیں،  
 میں سامنے درگاہ شریف کے ایک چھوٹا سا میدان ہے۔ جہاں نماز پڑھی جاتی  
 ہے، یہاں فاتحہ پڑھی، وہاں سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر  
 انوار پر حاضر ہوئے۔ حضور غوث پاک کی درگاہ شریف کے سامنے جو مڑک  
 ہے۔ اس کے کنارے پر کچھ بوگیں ہیں، اس کچھ آگے بڑھ کر قبرستان ہے،  
 مقبرہ غزالی، اس قبرستان میں کجوروں کے بہت درخت ہیں۔ وسط میں امام  
 غزالی کا روضہ ہے، روضہ شریف بہت پرانا ہے۔ بند رہتا ہے، زیارات  
 کے موقع پر مہاجر کھول دیتا ہے، ہمارے سینے بھی کھولا گیا۔ اندر جا کر معلوم

ہوا کہ جگہ بوسیدہ ہے صفائی بھی کوئی نہیں۔ مزار شریف بوسیدہ سے، پرانا پتلا ہوا غلاف بڑا ہے بہت افسوس ہوا کہ ایسا عالی شان امام اس کی قبر ایسی کس سپرسی کی حالت میں ہے، وہاں سے فارغ ہو کر واپس درگاہ شریف آئے، رات کو ہمارے محترم عزیزنا محمد حسن نے ہم لوگوں کی دعوت کی بالکل گجرات سا معلوم ہونے لگا :-

### ۲۰ محرم ۱۳۸۳ھ ۲۱ مئی ۱۹۶۴ء یک شنبہ

ہم نے باہر کی زیارات کے لیے ۷ دینار میں ایک شاندار کار کرایہ پر سے لی اور ہم پانچ آدمی چھٹے سردار علی صاحب رہبر صبح چار بجے نماز فجر پڑھ کر زیارات کے لیے کربلا روانہ ہو گئے۔ کربلا کی سڑک بالکل پختہ ہے پندرہ میل کے فاصلہ پر ایک بستی لی، محمودیروہاں کچھ ٹھہرے، پھر سڑک پر گئے۔ ۱۰ میل فاصلہ پر بستی ملی، عبادی وہاں سے دوسرے گئے، ایک کربلا کو دوسری جگہ تھی تو کوئی ہم کربلا کی سڑک پر روانہ ہوئے، کچھ دور جا کر سیٹب پہنچے۔ یہ بستی فزات کے کنارہ پر واقع ہے، معمولی سی بستی ہے۔ یہاں سے قریب ۲ دو میل کچی سڑک پر چلے، وہاں حضرت عون و محمد فرزند ان مسلم کے مزارات ہیں، بڑی سی عمارت ہے، جس میں چھوٹے چھوٹے دو سبز گنبد برابر برابر بنے ہوئے ہیں، یہ جگہ بند شریف سے ۵ کیلومیٹر واقع ہے، یہاں دھوکا، فاتحہ پڑھی، بہت رقت طاری ہوئی، درگاہ کے دروازے پر فرزند ان مسلم کو ذبح کرنے کے فوٹو دیئے گئے ہیں، کھارٹ نے ان کے منہ پر پٹیاں باندھی ہوئیں ہیں۔ ایک کو ذبح کر رہا ہے، خون بر رہا ہے، دوسرے کو باندھا ہوا ہے، ذبح کرنے کے لیے غرغہ پورا نقشہ دیا ہوا ہے۔ پھر یہاں سے فارغ ہو کر کربلا کی طرف روانہ ہوئے، ۱۰ بجے دوپہر کربلا پہنچ گئے۔ دور سے ہی دو منہ سے گنبد نظر پڑے، ایک حضرت امام حسین کا دوسرا حضرت عباس علم دار کا ہم پہلے امام حسین کے گنبد میں پہنچے سب سے پہلے حضرت حسین کے دوسرے میں توجہ دینے میں توجہ

کے دو حصے ہیں ایک حصہ میں امام حسین دوسرے

علی اکبر کے مزارات میں، یہاں بہت رقت طاری ہوئی، ہمارے ساتھ کی بیبیاں  
 پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں بہت رو میں اسی عمارت میں یہاں سے قریب ہی  
 سید ابراہیم مجاہد ابن امام موسیٰ ابن جعفر کی قبر ہے۔ کچھ آگے صلیب ابن مظاہر علم بردار  
 کر بلا کی قبر کچھ آگے امام قاسم امام حسن کا مزار قریب ہی ۲۷ شہداء کربلا کے مزارات  
 ہیں، یہ سب قبریں چھوٹے چھوٹے حجر دہلی میں اسی عمارت کے اندر ایک مضبوط اور  
 خوبصورت حجر بنا ہوا ہے۔ اس کے اندر خانہ یعنی بہت گہرا فار ہے، خار کے  
 منہ پر جال لگی ہے، جال پر مضبوط کاڑھی ہیں، وہ کواڑ اٹھا کر جھانکا تو اس کا دھیرا تھا۔ کچھ  
 نظر نہ آیا یہ جگہ حضرت امام حسین کی خام قتل گاہ ہے، یہاں کی زیارت بڑے اہتمام  
 سے کرائی جاتی ہے، قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں یہاں سے فارخ ہوتے، اور حضرت عباس  
 علم دار کربلا کے روضہ شریف پر حاضر ہوتے، یہاں بھی عالی شان عمارت ہے،  
 وہاں فاتحہ پڑھی، یہ دونوں تہے بہت ہی خوبصورت ہیں۔ یہاں سے فارخ  
 ہوتے تو ہماری کار خراب تھی اور گھنڈہ کربلا شریف میں ٹھہرے سبے، پھر  
 حضرت سراج ابن زید ریاحی کے مقبرے پر حاضر ہوئے یہ جگہ کربلا معلیٰ سے تین  
 میل دور کچی سڑک پر ہے، بہت شاندار گنبد بنا ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ دروازہ  
 درگاہ پر بہت بڑے چوکنے لگے ہیں۔ ایک میں یہ نقشہ دکھایا ہے، کہ حضرت حر  
 امام حسین کے سامنے توبر کر رہے ہیں، اور حضرت امام حسین اپنا دست امداد  
 کے سر پر رکھے انہیں تسلی بخشی دے رہے ہیں اور گد تہا معاذین کربلا کو دے  
 ہیں۔ دوسرے چارٹ میں جنگ کا نقشہ دکھایا ہے۔ جس میں دکھایا گیا ہے۔  
 کہ حضرت سراج زیدی شکر سے جنگ کر رہے ہیں، جس کے افسرین کر آئے تھے،  
 یزیدیوں کے بہت سر کٹے بڑے ہیں، ان کی لاشیں حضرت حر گھوڑے  
 سے روند رہے ہیں۔ یہاں سے فارخ ہو کر نجف شریف روانہ ہوئے، خیال ہے  
 کہ بغداد شریف سے کربلا معلیٰ کیونامصل پر ہے۔ اور کربلا معلیٰ سے نجف  
 ۶۰ میل فاصلہ پر ہے، ہم نجف شریف تہا انیس گئے پہنچ گئے۔ حضرت علی



کا سہرا گنبد دور سے نظر آ رہا تھا، یہاں بہت خوبصورت چھتا ہوا بازار ہے، اس کے کنارہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شاندار وضو گھر ہے، بہت خوبصورت جالیوں کے اندر قبائلی واقع ہے یہاں قریباً ایک گنبد قیام کر کے کو فروان ہو گئے، نجف اشرف سے کو ذرا میل فاصلہ پر ہے، کنارہ کو ذرا بہت بڑی شاندار مسجد ہے جس کے دیوار قبلہ کے وسط میں! محراب ہے، جو نہری جالی دار کواڑوں سے بند ہے، یہ جگہ حضرت علی کی شہادت گاہ ہے۔ یہاں عبدالرحمن ابن بلثم شقی نے آپ پر وار کر کے زخمی کیا تھا، یہاں زیارت کی اس مسجد میں وسیع صحن ہے، جس میں چار محرابیں ہیں، چار مصلے کہلاتے ہیں، مصلیٰ جبریل، مصلیٰ آدم مصلیٰ اہل بیت، مصلیٰ العابدین، مصلیٰ خضر علیہ السلام۔ ان مصلوں کے متعلق، عجیب عجیب روایات سنیں۔ مثلاً مصلیٰ جبریل کے متعلق ہم سے ہمارے مزدجن نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت علی یہاں تشریف فرما تھے۔ بہت مجمع ارد گرد تھا، کہ اپنے دو یا عاش و دش میری نگاہ میں ہیں، ہر جگہ لو اپنی نظر سے دیکھ رہے ہیں، شرم بھی موجود تھا۔ بولا کہ بتائیے یہہر سے میں سفید بال کتنے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں، ہر بال کے نیچے کفر و نفاق چھپا ہے۔ ایک آدمی بولا کہ بتائیے اس وقت جبریل کہاں ہیں، آپ نے کچھ دیر مقرر کر کے فرمایا کہ سردہ، آسمان، زمین کے کسی کونہ میں نہیں ہیں، بلکہ اس مجمع میں ہیں، اور تم ہی جبریل ہو، جو شکل انسانی میں یہاں جلوہ گر ہو، اس لئے اس جگہ کا نام مصلیٰ جبریل ہوا۔ اس صحن میں دو محرابیں اور بھی ہیں ایک کا دارالافتاء مصلیٰ ہے، یہاں بیٹھ کر آپ عدالت فرماتے تھے، دوسری محراب کا نام محکمہ مصلیٰ ہے، یہاں بیٹھ کر آپ احکام نافذ کرتے تھے اس صحن میں ایک بہت وسیع گہرا غار ہے، جو لوہے کے جنگلے سے گھیرا ہوا ہے۔ نیچے اترنے کے لیے سیڑھیاں موجود ہیں۔ یہ تنور نوح علیہ السلام ہے، اس کے نیچے کئی دالان ہیں، اور سانس والی دیوار کی جڑ میں پانی کا چشمہ ہے، جس میں تنور پانی ہے، اسی تنور پر ہے، طوفانِ نوحی یہاں سے شروع ہوا کہ یہاں سے پانی ادا بنا شروع ہوا، لگ بھگ لگی، روٹیاں بھیک گئیں، ہم نے یہ مقامات دیکھے پھر اس مسجد کی چوگردی عمارت میں گئے، شرقی دیوار میں ایک بہت وسیع کوہ ہے، جس پر سبز گنبد ہے، یہ حضرت مسلم کی قبر شریف ہے۔ جالی کے اندر نہایت

خوبصورت قبر ہے، یہاں بہت عورتوں کا مجمع ہے۔ بعض تو تین جہالی پکا کر نازار دروہی ہیں، حضرت مسلم ابن عقیل کی شہادت کا القضا میں ہوئی جو مسجد سے کچھ دور ہے، ادواب و باں کوئی نشان نہیں ہے۔ اس کے مقابل غربی دیوار میں ایک بزرگ بند ہے۔ جس میں حضرت ہانی ابن عرہ کی قبر ہے، یہ ہانی وہ ہی ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسلم کو اہل کوفہ کی بے وفائی کے بعد اپنے گھر میں جگہ دی اور آپ کی حفاظت میں خود بھی ہشید ہو گئے، اس حجر سے متصل ایک گوشہ میں ایک اور حجر ہے جس میں مختار ابن عبید کی قبر ہے، یہاں بھی شیعوں اور انجمن سنی بڑی عقیدت سے فاتحہ پڑھتے ہیں، یہ مختار وہ ہی ہے، جس نے واقعہ کربلا کے بعد یزیدیوں سے امام حسین کا بدلہ لیا، عبید اللہ ابن زیاد کو بھی قتل کر لیا، مگر بعد میں نبوت کا دعویٰ ہو گیا، اور عبید اللہ ابن مروان نے قتل کیا، یہ سزا ہو کر مارا گیا۔ لوگ یہاں فاتحہ پڑھتے ہیں شیعوں کے بڑے معتقد ہیں، اس کی قبر کو خوب بجایا ہوا ہے اس سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر القضا ہے، جہاں عبید اللہ ابن زیاد ٹھہرا تھا، اس جگہ ابن زیاد کے سامنے حضرت امام کا سر لایا گیا پھر عبدالملک کے سامنے مختار کا سر لایا گیا، پھر عبدالملک نے اسی عمارت کو منہول کہہ کر گرایا، اس جگہ حضرت مسلم کی شہادت ہوئی، اب وہ جگہ بالکل ویران پڑی ہے، اس پر کوئی علامت یا نشانی نہیں ہے، قریباً دو گھنٹہ ہم یہاں ٹھہرے اس مسجد میں ہم نے نماز ظہر باجماعت پڑھا، سب شیعوں ہماری نماز کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے سمجھ گئے، کہ ہم سنی ہیں۔ مگر کسی نے ہم سے کچھ اعتراض نہ کیا۔ بلکہ ہم کو اسی مسجد کے خادم نے تمام زیارات کرائیں، جس کا نام حسن ہے، دروازہ مسجد پر سوڑے وغیرہ کی دوکانیں ہیں، پھر ہم نے کوفہ کی بستی نئی کار میں بیٹھ کر دیکھی یہ بگ بصرہ سے چھوٹی ہے، دریا سٹے فرات کے کنارہ پر واقع ہے، پھر ہم کوفہ سے حد کی طرف چل پڑے، کوفہ سے قریب برب دیا ایک مقام لاجہاں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اگل دیا تھا۔ کوفہ سے حد ۶۰ میل کیلوی کی جانب بغداد ہے۔ مگر ہم آٹے تھے، اور راستہ سے اب حیار ہے، دوسرے راستہ ہم ایک گھنٹہ میں

صلہ پہنچ گئے۔ حال خوبصورت پل ہے پختہ شکر سے فاصلہ پر کچی شکرک دویازت کے  
 کنارے گئے بالکل لذت کے کنارہ میں ایک جگہ ایسی ہے۔ جسے مقام ایوب کہتے ہیں  
 وہاں ایک گنبد ہے جس میں ایک کپڑے میں حضرت رحمت نرد جو ایوب علیہ السلام کی قبر  
 شریف ہے۔ سامنے برآمدہ ہے۔ یہاں شیعہ عورتیں بیٹھی رہتی ہیں۔ ایک خادمہ ہوتا ہے،  
 اس کے پیچھے دو چشمے ہیں۔ جو کونوؤں کی شکل میں ہیں۔ برابر میں دو غسل خانہ ہیں۔ ایک مردانہ  
 اور ایک زنانہ، یہ جو وہ ہے جہاں ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری کا زار گذارا اور آپ  
 کی زود رحمت نے آپ کی خدمت کی چشمے وہ بھی ہیں۔ جو آپ کی اڑھی سے پیدا ہوئے۔  
 ایک چشمہ پینے کا ہے۔ دوسرا غسل کا۔ ہم نے دونوں چشموں سے پانی بھی یا اور وضو بھی کر لیا،  
 کچھ جسم پر بھی ڈال لیا یہاں بہت موڑیں گھوڑا گاڑیاں کھڑی تھیں، لوگ اپنے میازتوں کو پانی  
 پلانے نہ لانے لاتے تھے۔ جو چشمہ پینے کا ہے۔ اس کو پانی بہت میٹھا اور حیات ہی ٹھنڈا  
 ہے۔ ان چشموں کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ **هَذَا نَعْسٌ هَذَا مَقْتَبِسٌ** یہاں  
 کچھ کھجوروں کے بگڑ درخت ہیں۔ ان میں ایک کھجور وہ ہے جسے کہا جاتا ہے۔ کہ ایوب علیہ السلام  
 کے زمانہ کی ہے لوگ اس کھجور کی چھال شفا کے لیے لے جاتے ہیں، اسے گھس کر بیمار پر لگاتے  
 ہیں۔ شفا پاتے ہیں۔ ہماری بیگم صاحبہ بھی وہ چھال لائیں۔ ہمارے رفیق سفر الحاج !  
 نعمت اللہ عامی راولپنڈی اور ویل سعد اللہ صاحب ۲ کراچی اور ان کی زوجہ یہاں  
 سے چل دیں، ہم سے جدا ہو گئے۔ وہ صلابد ریلوے جارہے ہیں، چنانچہ ہم انہیں  
 پہنچانے صلابد اسٹیشن پر گئے بہت خوبصورت اسٹیشن ہے، بغداد سے عراق ریلوے کا سیل  
 شاؤ کو ساڑھے پانچ بجے بعبرہ کی طرف چلتا ہے۔ درمیان میں صلابد اسٹیشن آتا ہے۔  
 عامی کا ارادہ تھا۔ کہ ریگڑی بغداد سے بچوں۔ شگاب ہم ساڑھے پانچ بجے تک بغداد  
 پہنچ نہیں سکتے، اس لیے انہوں نے صلابد اسٹیشن پر قیام کر لیا۔ ہم انہیں صلابد  
 اتار کر بغداد چل پڑے، صلابد سے کچھ دور کچی شکرک پر تین میل فاصلہ پر شہر بابین ہے،  
 یہاں نردو کی تخت گاہ مٹی اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ بھڑکانی  
 لگی تھی۔ اور آپ کو ایسی میں جلانے کی کوشش کی تھی، جو بعد میں آپ پر گھزار بن گئی

گمراہی وہاں کوئی آبادی نہیں۔ دیران سنان جنگل پڑا ہے۔ کس کس کھنڈرات اور کچھ نشانات معلوم ہوتے ہیں۔ ہم پھر حد سے غامدی پہنچے۔ صبح اس جگہ سے ہم کربلا کی طرف روک پڑ گئے تھے۔ اب مدے سے یہاں پہنچے اور پھر ۶ بجے شام بغدادی ٹائم سے یعنی آٹھ بجے شام پاکستانی ٹائم سے بغداد شریف پہنچ گئے، پہلے حضور سرکار بغداد کے آستانہ عالیہ پر فاتحہ پڑھی، پھر نماز عصر ادا کی پھر بعد نماز عصر کتبہ مدرستہ قادریہ میں ادا پڑ گئے۔ وہاں ایک عمدہ لائبریری ہے، جس میں نایاب کتب ہیں، چنانچہ ہم نے وہاں ایک کتاب دیکھی الجہا لمیضۃ فی طبقات الخلفیہ معصفہ عبدالقادر ابن ابی و فاریر کتاب حیدرآباد دکن میں چھپی ہے۔ اس میں تمام ان ادویہ و دلاء کے فہرست صح حالات ہے، جو مذہب حنفی میں تھے۔ بہت موٹا کتاب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبہ سے شروع کیا ہے، پھر تمام ائمہ حنفیہ کے حالات لکھے۔ حروف ابجد کی ترتیب سے ہم نے اس سے کچھ چیزیں نوٹ لیں، پھر نماز شرب درگاہ شریف میں ہی پڑھی:

۲۱ محرم ۱۳۸۴ھ یکم جون ۱۹۶۳ء دو شنبہ

آج شب ہم نے درگاہ شریف نوشہرہ میں محفل میلاد شریف دیکھی لاؤڈ سپیکر پر یہ محفل بھائی ایک صاحب کرسی پر روتی افروز تھے، ان کے نیچے ادنیٰ بانہ آدمیوں کا حلقہ تھا، ادلا کر سی والے نے تلاوت قرآن مجید کی پھر نچلے حلقہ نے عربی یا ترکی زبان میں کوئی قصیدہ پڑھا۔ مگروف کے ساتھ پھر کرسی والے نے کوئی قصیدہ پڑھا، بغیر دف کے، پھر اس مجمع نے دف سے قصیدہ پڑھا، سننے والے جو سمجھ سکتے تھے، تر سے تر سے رہتے ہم لوگ بدھو بنے بیٹھے تھے۔ در معلوم کس زبان میں نعت خوانی ہوئی۔ کہ ہر ایک حرف نہ سمجھ سکے۔ آج بعد نماز ظہر ہم اپنے میزبان احمد حسن صاحب گجراتی کے ساتھ زیارات کے لیے گئے۔ دو دربار میں ایک میکسی کرایہ پر لی اولاً مسلمان پاک روانہ ہوئے۔ دس میل راستہ طے کرنے پر ایک بستری ٹی، جسے دیالیر یہاں سے ایک ندی ہے۔ جس پر آمبھی پل ہے، یہاں سڑک پر چلائے۔ ۴۵

۵۰ ہزار ڈال پہنچ گئے، اس بستی کا نام سلمان پاک ہے۔ بغداد شریف سے ۳۰ میل  
 جانب مشرق و جنوب ہے۔ یہاں حضرت سلمان فارسی صحابی رسول کا مزار پر افوار ہے،  
 بہت بڑی اور وسیع عمارت ہے، شاندار دروازہ ہے۔ اندر بڑا قراخ صحن ہے، اور  
 شاندار قبہ ہے۔ جس کے اندر جالیوں میں، حضرت سلمان فارسی کا مزار ہے، اس کے  
 بائیں ہاتھ دوسری عمارت ہے جس میں حضرت خذیفہ ابن یمان صحابی رسول مدفون ہیں،  
 برابر میں دروازہ ہے، اس میں حضرت جامد ابن عبداللہ انصاری صحابی رسول اور محمد طاہر ابن  
 ابن مالک ابن العابدی مدفون ہیں، ان مزارات میں مجتہدین کی قبریں بھی مدفون ہیں۔  
 مانگیں۔ ان دونوں حجروں کے درمیان میں چھوٹی سی مسجد ہے جس میں نماز عصر ادا  
 کی، اللہ اکبر آج ہم نماز عصر، اصحاب رسول اللہ کے درمیان کھڑے ہو کر پڑھ رہے  
 ہیں، یہاں نماز عصر و زیارات سے فارغ ہو کر ہم قصر کرمی گئے، یہ کرمی شاہ فارسی  
 کا محل ہے، جو یہاں سے صرف ایک فرلانگ پر واقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 ولادت پاک پر اس قصر میں زلزلہ آیا جس سے اس محل کے چودہ کنگرے گر گئے، اور دیوار  
 شنی ہو گئی۔ وہ گرے ہوئے چودہ کنگرے اور چھٹی ہوئی دیوار ویسے ہی اب تک  
 موجود ہے۔ حکومت نے روک کے بیٹے اس محل کے متصل پشتہ بان دیوار بنا دی  
 ہے، تاکہ یہ تاریخی عمارت ضائع نہ ہو جائے۔ یہ محل دیکھ کر بے اختیار منہ سے  
 درود شریف جاری ہو گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت و عظمت کا نقشہ  
 آنکھوں کے سامنے کھج گیا، پھر وہاں سے بغداد شریف ہوتے ہوئے لوٹے آتے  
 جاتے راستہ میں حکومت کی طرف سے سخت چیکنگ ہوئی۔ بار بار ہمارے  
 پاسپورٹ دیکھے گئے، واپس بغداد شریف پہنچ کر ہم حضرت شیخ شہاب الدین  
 سہروردی المعروف بر شیخ عمر کے مزار پر افوار پر حاضر ہوئے۔ یہاں مسجد عظیم الشان  
 ہے۔ مسجد کے گوشے میں حضرت شیخ کا مزار پر افوار ہے۔ جالیوں کے کپڑے میں مزار  
 شریف ہے یہ جگہ بغداد میں ہی ہے، باب الشیخ سے چار میل دور ہے، شارع  
 رشید کے متصل ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھ کر ہم حضرت معروف کرمی رحمۃ اللہ علیہ

کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ آپ کا مزار بڑے وسیع قبرستان میں واقع ہے، سبز گنبد کی عمارت ہے، جہاں کے اندر قبر شریف واقع ہے، یہ قبرستان اس قدر وسیع ہے، کہ اس کے درمیان بختہ سڑک ہے۔ جس پر موٹریں چلتی ہیں۔ اس سڑک کے پار زریبہ زرد جبہ بارون الرشید کی قبر ہے، یہ زریبہ وہی خوش نصیب بانی ہے، جس نے کامنٹریں نہر زریبہ کے ذریعہ پانی پہنچایا ہے، اس کی نہر کو، منی، منولف، عرفات ہر جگہ موجود ہے۔ یہ سابقہ حجاج ہے، گلاس کی نہر بہت کس پر سی کی حالت میں ہے، قبڑ بڑی اونچا برجی ہے بجلی کے دوسرے رنگ کے بلب روشن ہیں۔ قبر کے ارد گرد بہت نجاست ہے، لوگ غالباً یہاں پختا کرتے ہیں، چھاڑ دینے کا کوئی انتظام نہیں۔ قبر کا یہ حال دیکھ کر بڑی عبرت ہوئی، کہ ملک بیکم کی قبر کا یہ حال ہے۔

شعر

جن کی نوبت کی صدا سے گو بجتے تھے آسمان

مقبروں میں چپ پڑے ہیں ہوں ان کچھ بھی نہیں

یہاں فاتحہ پڑھی اور آگے بڑھے، اس کے قریب ایک قبرستان ہے، اس میں حضرت معین بغدادی اور کچھ ناصلہ پر حضرت بیہول دانا کے مزارات ہیں، ہم یہاں بغداد منبر پہنچے، شب تاریک میں زیارات اچھی طرح نہ ہو سکیں۔ بہر حال یہاں فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں، دعا ہوئی، یہاں سے متصل بموائی اڈہ اور سائنس محط عالمی مینی انٹرنیشنل ریلوے اسٹیشن دیکھا یہ بغداد شریف کا بڑا اسٹیشن ہے یہاں سے ریل بموصل۔ شام۔ ترکی۔ ہوتی ہوئی بہت لمبوں کوٹے کرتی ہوئی سیدھی لندن پہنچتی ہے، راستہ میں چالیس کل سمنڈر پڑتا ہے، وہاں ریلوے لائن واسے جہاز سے ان ڈیو کو گزار دیا جاتا ہے، آٹھویں دن لندن پہنچ جاتی ہے، بڑی لائن کی ریل ہے، ہر ہفتہ میں جمعہ پر کو سیتی ہے، آج یہ کادن ہے، پیرٹ فارم پر گاڑی کھڑی ہے، روانہ ہونے والی ہے، ہمیں نے آج تک ایسا حسین اسٹیشن اور ایسے خوبصورت ریلوے کے مجھے نہ دیکھے پھر جبکہ وہ پل دیکھا جس کی سیڑھوں نے شاد بغداد قریباً روزانہ آتے ہیں، بہت خوبصورت پل ہے۔ کنارہ درجہ پر بہت ہوئی ہیں، جگہ روشن بہت صلی معلوم ہوتی ہے،

## بغداد شریف کے مزارات

بغداد شریف اولیاء اللہ کا مرکز ہے، یہاں کا ہر ذرہ زیارات گاہ ہے۔ زائرین کو چاہیے کہ شہر بغداد میں حسب ذیل زیارات ضرور کریں، حضور غوث پاک، صاحبزادہ عبدالنجار، امام عکرم ابوحنیفہ، کاظمین شریفین، سلمان پاک، عینید بغدادی، امام غزالی، بشر حسانی، ابو عبد اللہ شیخ حماد، شیخ شہاب الدین ہمدانی، معروف بر شیخ عمر، ابو یوسف انعام، ابراہیم، خواصی، منصور حلاج، شیخ سراج الدین، شیخ صدوق، سید احمد غامی، ابو شیبہ بدوی، معروف کفخی ہر زائر کو چاہیے کہ ان زیارات پر ضرور حاضری دے، اگر ممکن ہو تو موصل بھی حاضری دے کہ وہاں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار ہے، یہ جگہ بغداد شریف سے قریباً دو سو میل فاصلہ پر ہے۔ اور سارہ بھی ضرور حاضری دے کہ یہاں امام تقی کا مزار ہے، اور ہر عقیدہ شیعوں یہاں غار امام ہدی ہے، جہاں سے امام ہدی ان کے عقیدے میں غائب ہوئے، لیکن ان تمام مقامات و مزار پر کوئی ضرور جو رہنمائی کرے ضرور ساتھ لے لے کر بغیر ضرور صحیح پتہ لگائیں :-

۲۲ محرم ۱۳۸۲ھ، جون ۱۹۶۳ء منگل

آج شب ہماری ملاقات ملک کے ایک عالم سے ہوئی، جن کا نام محمود ہے، یہ بڑے تاجر ہیں آپ کو وہاں سب میں بھی ہیں، بغداد شریف میں بھی یہ حضرت بعد نماز عشا اور گاہ شریف کی مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے۔ اس پاس عرا قیوں کا مجمع تھا، ہم بھی جا بیٹھے، بسم اللہ ایسے ایسے قرآنی نکات بیان کئے، کہ زمان تازہ ہو گیا، ہم ناظرین کے لیے چند نکات بیان کرتے ہیں، فرمانے لگے کہ رات کا اولین حصہ مخلوق کی مصیبتوں اور نزول تمہ الہی کا ہے۔ کہ زنا گانے، شراب، خوریوں، چوریوں، اسی حصہ میں ہوتی ہیں، آخری حصہ نزول رحمت کا ہے، کہ اس وقت کوئی گناہ نہیں ہوتا، اس لیے اللہ واسے شروع رات میں عشا پڑھتے ہی سجاتے ہیں، کہ نزول قہر کے وقت بیدار ہوں

آخری حصہ میں جاگتے ہیں کہ نزولِ رحمت کے وقت سوتے نہ بولیں ہم نے سوال کیا کہ بہت قوموں پر صبح کے وقت عذاب الہی آئے اگر وقتِ نزولِ رحمت کا۔ تو عذاب اس وقت کیوں آئے، رب فرماتا ہے، اِنَّ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّكْتُومٌ مَّصِيحِيْنَ، فرمایا کہ یہ عذاب مومنوں کے لیے رحمت تھے لہذا اسی وقت مومنوں پر رحمت ہی آئی، فرمانے لگے کہ نبی پاؤں صبر میں لگ دیتا ہے۔ رنگے میں ہوا اور عہد میں سخت سردی کی پانی کو جا دیتا ہے، پاؤں ایک ہے۔ مگر اثر لینے والے مختلف یوں ہی اللہ کی رحمت سے کرم۔ جناب غوث کا خان ایک ہے، مگر لینے والے مختلف ہیں کوئی اسے عذاب بنا کر لیتا ہے، کوئی رحمت ہی حاصل کرتا ہے، پھر فرمایا قومی غذا کے لیے معدہ بھی قومی چاہیے، قومی ہدایت کے لیے معدہ مومن چاہیے فرمایا گیا۔ ہڈی کے لُحْمَانِیْنَ، دورانِ لُحْمَانِیْنَ میں عصمت انبیاء کا ذکر آیا، کسی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا۔ کہ انہوں نے زلیخا کا قصہ کیوں کیا۔ یہ عصمت کے خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَكَانَتْ عَصَمَتٌ بَعْدَ وَحْمَتِهِمْ سِوَا الْوَالِدَانِ رَابِعًا رَابِعًا، فرمایا فقیر کے نزدیک آیتہ کے معنی یہ ہیں کہ زلیخا نے حضرت یوسف کا ارادہ کیا۔ فحش کے لیے اور جناب یوسف علیہ السلام نے زلیخا کا ارادہ کیا، قتل باسزا دینے کا، آپ اگر برہان رب نہ دیکھ لیتے تو اسے خم ہی کر دیتے۔ رب نے برہان دکھا کر فرمایا کہ زلیخا کو قتل کر دو، یہ مومنہ مارنے سے والہ ہے، زلیخا اس زمانہ میں بھی بڑی قوت کی حامل تھی۔ دیکھو زنانِ مہر ایک جھلک دیکھو کہ ہاتھ کاٹ بیٹھیں۔ مگر زلیخا نے برسوں جلالِ یوسف دیکھا انگلی بھی نہ کاٹی، پھر کہنے لگے کہ یعقوب علیہ السلام حسن یوسف پر ذلیفہ نہ تھے۔ اللہ واسے مخلوق کی نوبت کو کبھی دل میں جھگڑ نہیں دیتے۔ بلکان کے لیے حسن یوسفی طور موسوی تھا۔ کران کے رضار میں یار کے سب سے نظر آتے تھے،۔ جدائی کے زمانہ میں اسی یار کے جلوں کو یاد کر کے روتے تھے، ان کا یہ رونانا ہی ترقی و درجات کا ذریعہ بنا۔ صوفیاء کے ہاں رونانا بہت بڑی عبادت ہے۔

شعرا

خوش بآید نار بہ شہا سے تو

ذوقہا دارم بسیار سے تو

پھر فرمایا کہ شیطان نے جناب آدم علیہ السلام کی سرشت میں آگ مٹی ہوا پانی دیکھ کر دلاہ



لگایا کہ ان میں کشت خون کا مادہ ہے، آگ میں غصہ ہے فرشتوں کو اس نے سمجھایا تھا۔ کہ یہ خسادی، خون ریز ہو گا فرشتوں نے ایسے کا بنایا ہوا۔ انراض ہی رب کی بارگاہ میں پیش کیا کہ کہا: ۱۔ تجعل قیہا من یقہا فیہا۔ ہم کہتے ہیں کہ واقعی ہم خوزیزی کرتے ہیں، مگر کس کی کفار کی راہ خدا میں بے شک ہم خساد کرتے ہیں۔ مگر طالب کے دل کی زمین میں، کہ اس کے نفسانی خواہشات کو مٹا کر جمائی ارادات پیدا کرتا ہے۔ **بِسْمِ اللّٰهِ** اذ ۲ دخلوا

قریۃ افسد دھا :-

مذہب عجیب تقریر تھی، فرمایا کہ بعد حج حضرت ایاس و حضرت عترت میں جمع ہوتے ہیں ایک دوسرے کا صحتی کرتے ہیں، حضرت ایاس کہتے ہیں، بسم اللہ ما شاء اللہ لا یسوء ق الخیر لا اللہ حضرت خضر جواباً کہتے ہیں، بسم اللہ ما شاء اللہ لا یسوء اللہ لا یسوء اللہ، پھر حضرت ایاس کہتے ہیں۔ بسم اللہ ما شاء اللہ ما کان من نعمہ من اللہ جواباً حضرت خضر کہتے ہیں بسم اللہ ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ، جو مسلمان سوئے وقت تازہ دھو کر کے یہ کلمات کہہ کر سوئے بغیر دیہادی بات کئے تو انشاء اللہ ولی ہو جائے، آج ہم نے بغداد شریف کے بازاروں کی سیر کی۔ شارع جمہوریہ شارع رشید، باب الشرجی، باب ایشخ، باب المعظم، باب اعظم، وغیرہ تمام جگہ ٹوب پھرے کیونکہ کل صبح بعد فجر فوراً ہماری روانگی ہے۔

### ۳۳ محرم الحرام ۱۳۸۲ھ ۳ جون ۱۹۶۳ء عہدہ

آج صبح ساڑھے پانچ بجے ہم اپنے تیا آگاہ سے اپنی ٹیکسی کر کے مطار یعنی ہوائی اڈہ پر روانہ ہوئے۔ ربح دینار یعنی پانچ درہم میں ٹیکسی کی وہاں ہم سے حکومت عراق نے ایک دینار یعنی بیس روپے ٹیکس وصول کیا۔ فی کس دس روپے یہ ٹیکس آج تک کسی حکومت نے ہم سے وصول نہ کیا۔ پھر ساڑھے سات بجے صبح یعنی پاکستان ساڑھے نو بجے بغداد سے طہران ہوائی جہاز روانہ ہوا :-

## بغداد شریف کے حالات

بغداد شریف کے حالات ہم سفر نامہ کی پہلی جلد میں لکھ چکے ہیں، وہی حالات بدستور اب بھی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، البتہ حوازا انقلابات کی وجہ سے عوام کو اطمینان نہیں، ہر شخص کو خطرہ ہے، مگر نہ معلوم کب انقلاب ہو جائے گا، غرض کہ غائبانہ طور پر نماز جمعہ دو ہوتی ہیں، فجر پہلے شواہغ کی پھر احناف کی مگر نماز جمعہ پہلے احناف کی پھر شواہغ کی۔ احناف کے جمعہ میں بہت جمع ہوتا ہے، شواہغ کے جمعہ میں تھوڑے سے آدمی ہوتے ہیں بعد نماز جمعہ سرکار بغداد کے مزار پر نواہر پر لوگوں کا اس قدر زور ہوا کہ آج کل کے عربی میں شہت غوث پاک کے تفسیر پڑھتے ہیں۔ نمبرے لگاتے ہیں، کبھی کبھی بعد نماز عشاء ذکر لکھنا اور صلوات کے تعلق سے، اس وقت مصر سے بہت ہی اچھے ہیں، اور عراقی جمہور بیڑیہ کارکن بن چکا ہے، عموماً جمال ناصر صدر مصر کے فضائل علماء و عظموں میں بیان کرتے ہیں۔ اور جمہورت کی بہت تعریفیں کرتے ہیں، فی الحال عراق کے صدر الحاج عبدالرشاد عارف ہیں، اس سے پہلے عراق میں جو انقلاب آپکے ہیں، وہ سب کو معلوم ہی ہیں، عراق کا وقت پاکستان وقت سے دو گھنٹہ پیچھے ہے، یہی جب پہنچتے ہیں تو پاکستان میں پہنچتے ہیں، نرس درہم دینار کے سکے چلتے ہیں، نرس کا ایک درہم اور بیس درہم کا ایک دینار ہے، پانچ دس پچیس، بیچاس، سو لیس کے سکے چلتے ہیں۔ حضور غوث اعظم، اور حضور امام اعظم رضی اللہ عنہما کے ذریعہ لوگوں میں سنیت اور دین چاری قائم ہے، جو لوگ ان سے متعلق ہیں، دیندار ہیں، باقی لوگ دیہی سے بہت دور جا چکے ہیں، یہاں بے پردگی عا ہے، شراب عا ہے، داڑھی شرمی کا رواج تو بالکل ہی ختم ہو چکا ہے، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درگاہ کے، خلیف صاحب کی داڑھی پوری ہے۔ باقی اگر داڑھی منڈے ہیں جمعہ کو خلیف صاحب شیو کر کے آتے ہیں، یہی حال پنج گانہ امام صاحب کا ہے، عراق میں قباہت جناب جنوب ہے، سرکار غوث پاک کی دگاہ شریف میں مدرسہ عربیہ ہے، جس کا نام ہے، مدرسہ تقادیر، یہاں فی الحال پندرہ طبقہ اور مدرسہ ہیں، مدرسہ اول کمال الدینی صاحب کی نخواستہ میں دینار ہے، یعنی پاکستانی چھ سو روپیہ سے کچھ زیادہ

مدرسہ دو کبیہ الدین صاحب کی تنخواہ میں دینار اہوار ہے، یعنی پاکستانی چار سو روپیہ سے کچھ زیادہ، ہفتہ میں منگل و جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے، طلباء کو پانچ دینار اہوار وظیفہ ملتا ہے، کھانا اس کے علاوہ مگر تعلیم بہت ناقص ہے، کوئی نصاب مقرر نہیں طلبہ جو کتب چاہیں پڑھیں، باقاعدہ امتحان کا انتظام نہیں۔ وقت تعلیم مقرر نہیں، مدرس صاحب صرف ایک گھنٹہ کے لیے مدرس آتے ہیں، مدرس کے معنی ایک کتب خانہ بھی ہے، جس کا نام ہے، کتبہ مدرسہ تادیہ اس کتب خانہ میں نایاب کتب موجود ہیں۔ ہم نے بھی یہاں سے جواہر فی طبقات الخفیفہ کتاب لے کر مطالعہ کی، مگر وہاں بیٹھ کر ہی مطالعہ کرنا لازم ہے، ہم نے بھی اس کتاب سے کچھ صفحے نقل کئے، ہم نے آج صبح نماز فجر پڑھ کر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی درگاہ شریف میں الوداعی سلام عرض کیا، پھر ناشتہ کر کے طہران روانہ ہوئے۔ صرف پونے دو گھنٹہ میں طہران پہنچ گئے۔ یعنی سوانوے بجے چونکہ بغداد مقدس میں ہی ہماری سٹیٹس کراچی تک ریزرو ہو چکی تھیں۔ اس لیے ہم کو اسٹیشن یعنی ہوائی اڈہ پر پی، آئی، اسے کا آدنی لیا، جس نے ہمارا سامان دہاں ہی رکھا اور ہم کو ایک نہایت شاندار ہوٹل میں صبح دیا۔ جس کا نام ہے، یونو ناری ہوٹل، بوکوچہ نادر شاہ محلہ جہاں نادر کی میں واقع ہے۔ یہاں دوپہر کھانا کھا کر آرام کیا۔ بعد نماز ظہر کہنی کی بس آئی جس نے ہم کو حضرت قاسم ابن امام حسن کے مزار پر پہنچایا۔ حوشیزان بہاؤ اللہ ہے، اس جگہ کے حالات ہم سفر نامہ بعد اقل میں لکھ چکے ہیں، دہاں سے واپسی پر ہم دوسرے ۲۶ روپیہ کرایہ وصول کیا۔ شام کو ہوٹل کی طرف سے بہت شاندار اور بڑھکتے دعوت کی یہ سب خرچہ پی، آئی، آئے، نے برداشت کیا:

۲۶ محرم ۱۳۸۳ھ ۴ جون ۱۹۶۳ء جمعرات

آج صبح ساڑھے پانچ بجے کہنی کی کار ہمارے ہوٹل پر لگتی۔ جو ہم کو لے کر ہوائی اڈہ پر لے گئی۔ دہاں ضروری تفتیش کے بعد، بجے صبح ہمارا جہاز کراچی روانہ ہو گیا۔ یہ جہاز بیسٹ بڑا ہے، سوادو گھنٹہ میں یعنی سوانوے بجے صبح ہم کراچی پہنچ گئے۔ ہوائی جہاز اڑتیس ہزار فٹ بلندی پر اڑتا رہا، کراچی ہوائی اڈہ پر پہنچ کر ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا کہ ہمارے پاس

پاکستانی سو روپیہ کے پندرہ نوٹ تھے۔ کچھ تو امانت تھے۔ جو اہل مدینہ نے ہماری کتب کے لیے دیئے تھے، کچھ وہ تھے، جو اہل مدینہ نے تحفہ کے طور پر دیئے تھے۔ ہم کو ہوائی جہاز میں پر کرنے کے لیے فارم دیئے گئے تھے، اس میں کرنسی کا بھی مشورہ تھا، ہم نے صاف لکھ دیا تھا۔ کہ ہمارے پاس کوئی نوٹ پندرہ سو کے ہیں۔ ہوائی اڈہ پر پہنچ کر وہ فارم ہم نے دے دیا۔ یہاں کے کسٹم افسر نے وہ سب نوٹ ہم سے لے لیے اور رسید دے دی بوسے کباب آپ کو یہ رقم سینٹ بنک سے ملے گی، ہماری سچائی کی یہ قدر ہوئی، اس وجہ سے ہم کو کراچی میں ٹھہرنا پڑا۔ ہم نے بغداد شریف سے برنخو انظر علی خان شیروانی سلو کو خط لکھا تھا، جس میں ہم نے اپنے کراچی میں پہنچنے کی تاریخ و وقت سے مطلع کیا تھا۔ مگر وہ خط ان کو دلا، جس کی وجہ سے ہوائی اڈہ پر کوئی زینہ سچا۔ اور ہم کو دشواریاں پیش آئیں۔

## ۲۵ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۸ جون ۱۹۶۳ء دو شنبہ

آج ہم نے آرام باغ کی جامع مسجد میں حضرت معنی محمد عمر صاحب فیسی دامت برکاتہم کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی لوگ برابر ملاقات کرنے آتے ہیں، حالات سفر نہایت شوق سے سنتے ہیں۔

## ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۸ جون ۱۹۶۳ء دو شنبہ

آج کا دن کراچی میں بہت شغویت میں گذرا۔ جناب شیخ محمد شریف صاحب گجراتی ٹیپو دلال نے ہمارے کام میں بہت محنت فرمائی، ان کی واقفیت انجینٹ بنک میں خوب ہے، اس لیے انہوں نے ہمارے ساتھ جا کر اجازت نامہ طیارہ کرایا۔ جس کی رو سے ہمارا پندرہ سو روپیہ جو کسٹم والوں نے ہوائی اڈہ پر سے لیا ہے، واپس مدینہ منورہ پہنچ سکے گا، اور وہاں سے پوٹر کی شکل میں ہم کو انشاء اللہ واپس ملے گا یہاں سے یہ کام کر کے ہم پھر ہوائی اڈہ پر آئے، یہ کوئی کسٹم والوں کے ذریعہ یہ رقم مدینہ منورہ پہنچی ہے، مگر وہاں کے افسروں نے بات نہ کی، وہاں ہی شیخ عبدالحفیظ صاحب کے پاس گئے،

انہوں نے اینٹ بنک کا کاغذ منجھ سے لے لیا۔ اور فرمایا کہ آپ جہیئے، انشاء اللہ یہ رقم دینے  
منورہ پہنچ جاوے گی ہم نے یہ پندرہ سو روپے بنا کر الحاج علام حسین صاحب، ہاک پاکستان  
جوٹل باب سیدنا عمر دین منورہ بھیج دی ہے، انشاء اللہ وہاں سے پونڈ کی شکل میں ہم کو  
وصول ہو جاوے گی۔ پھر وہاں سے نارغ ہو کر پل، آئی، اسے، کے دفتر گئے، وہاں کے  
ہوائی جہاز کے دو سیٹ لاہور کے لیے بک کرائیں، پھر ڈاک خانہ پہنچ کر حکیم سید ہار شاہ صاحب  
کو گجرات تاروی کر ہم ۱۰ جون کو بدھ کے دن ۹ بجے صبح ہوائی جہاز لاہور پہنچ رہے ہیں،  
یہ تمام کام جناب شیخ محمد شریف صاحب ٹوپی والے کی رہنمائی میں ہوئے، انہوں نے  
آج اپنا تمام کام چھوڑ کر تمام دن ہمارے ساتھ رہ کر بہت کام کرائے، اللہ تعالیٰ  
انہیں جزائے خیر دے۔ پھر ان کاموں سے نارغ ہو کر ہم کو کھرا پار واپس ہوتے، سفر منک  
آج کا دن بہت مصروفیت میں گذرا:

۲۹ محرم ۱۳۸۲ھ ۹ جون ۱۹۶۳ء منگل

آج عزیز داتا قارب طاقات کے لیے کو کھرا پار آتے رہے، بعد عصر  
سنزیر گرامی قیصر علی خان سلمہ اپنے ساتھ ہم سب کو ریڈیو اسٹیشن کراچی پرستے  
گئے، جولانڈھی میں واقع ہے، تمام شیشیز کی سیر کرائی عجیب عجیب  
چیزیں دکھائیں۔ اس سیر و تفریح میں رات ہو گئی۔ آج صبح کو بذریعہ ہوائی جہاز  
گجرات روانہ ہو گئے،

۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۲ھ ۱۰ جون ۱۹۶۳ء بدھ

آج صبح چار بجے بیدار ہوئے، نماز فجر ادا کر کے بذریعہ ٹیکسی کراچی کے  
ہوائی اڈہ پر آئے۔ سات بجے صبح جہاز نے پرواز کرنا تھا، اس حساب سے ہم  
کو سوار کریں گیا، سبھی مسوم ہو کر ہوائی جہاز آدھ گھنٹہ لیٹ روانہ ہوگا۔ کیونکہ جہاز  
بس لچھ خرابی ہے سب مسافر واپس اتر آئے، ساڑھے سات بجے جہاز

پرواز کی پرواز ۱۸ ہزار فٹ بندی پر تھی، اور پورے دس بجے جہاز لاہور کے ہوائی اڈے پر  
 پہنچ گئے یہاں حکیم سید بہار شاہ صاحب تحصیل دار محرم علی صاحب ہاشمی مع ایڈر اور  
 مفتی مصطفیٰ میاں صوفی رشتید صاحب حاجی غلام قادر صاحب غلام علی صاحب  
 وغیرہم احباب ہوائی اڈے پر موجود تھے ان بزرگوں نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا دوپہر  
 کا کھانا الحاج شیخ منظور حسین صاحب کے دوکان پر کھایا حضور داتا صاحب رحمۃ  
 اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر سلام کے لیے حاضر ہوئے، وہاں ہی نماز ظہر باجماعت  
 ادا کی پھر نوری کتب خانہ حاضر ہوئے حضرت تیسرا شاہ سید معصوم صاحب موجود نہ  
 تھے۔ ان کے صاحبزادہ محمد حسن صاحب سے بہت روادری میں ملاقات ہوئی  
 کیونکہ گاڑی کا وقت بہت قریب تھا تین بج کر پچیس منٹ پر گاڑی لاہور سے چلی  
 اور سو پانچ بجے گجرات پہنچ گئی، گجرات سٹیشن پر احباب کا جسم غیر موجود تھا،  
 بہت محبت و احترام سے ملے، حضرت قبلہ سید شاہ ولایت صاحب و صاحبزادہ  
 بند اقبال الحاج سید احمد صاحب شاہ اور صاحبزادہ سید حامد شاہ صاحب بھی اسٹیشن  
 پر موجود تھے، سید حامد شاہ صاحب اپنی کار لائے ہوئے تھے، اسی پر شہر پہنچے،  
 اولاً جامع مسجد غوثیہ میں نفل تدوم ادا کئے پھر باجماعت نماز عصر پڑھی پھر گھر آ گئے،  
 مدینہ منورہ میں آج ۳ - محرم ہے، مگر پاکستان میں آج ۲۸ - محرم ہے، دو دن  
 کا فرق ہے، ہمارا یہ سفر ۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۱۹ جنوری ۱۹۶۳ء تک شنبہ  
 کا شروع ہوا، اور آج ۳ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ۱۰ جون ۱۹۶۳ء چہار شنبہ ختم  
 ہوا کل چار ماہ ۲۷ دن میں یہ سفر طے ہوا تین ماہ تیرہ دن مدینہ منورہ میں قیام رہا، حج  
 کے لیے ۱۴ دن کو معظم میں ۲ دن بغداد شریف میں باقی دو دو دن بیت المقدس و  
 دمشق میں، اس سفر میں ہم دونوں کے خرچ کی تفصیل یہ ہے۔۔ ہوائی جہاز ۵۰۷  
 تبادلہ ۲۳ روپیہ، ٹیکس حکومت سعودیہ کراچی میں ۲۵ روپیہ ایئر پورٹ کراچی  
 میں سعودی ٹیکس ۱۰ روپیہ جدہ میں معلمی ۳، اریاں بچہ حج تازل ۲۲ ریال جدہ  
 میں تازل مدینہ منورہ ۹۰ ریال تبدیلی تربرائے فلسطین و عراق ضام۔۔ ۴ ریال،

سعودی ریال دو روپے کا ہوتا ہے، اس حساب سے کل خرچہ آٹھ ہزار چھ سو اسی روپیہ ہوگا  
باقی حج و کھانے پینے کے مصارف علیحدہ ہیں، کل خرچہ مع خوراک وغیرہ نو ہزار تین سو روپیہ  
ہوا پھر نفقت ہنساکپنی نے ہم کو ایک سو بیس روپیہ واپس کئے جو زیادہ  
وصول کر لیے تھے :-

## ضروری ہدایات

ہر حاجی و تاجر کو حسب ذیل امور خیال رکھنے چاہئیں  
علاج و زیارات کو اپنی کوشش یا اپنی دولت کا نتیجہ نہ سمجھے بلکہ اسے محض فضل  
رب العالمین جانے بڑے دولت مند ان نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور بہت  
غریب نظر بالنگی حج کریتے ہیں مولانا فرماتے ہیں :- شعر  
شکریں فضل از کیا آرم بجا  
من کیم توفیق اذکت اسے خدا

لہذا اس نعمت کے منے پر فخر نہ کرے شکر کرے اور حج و زیارات کا شکر ہے کہ آئندہ  
گناہ کرنا چھوڑ دے نیکیاں لازم کرے کوشش کرے کہ چھ ہر باد ہو جاوے حج کرنا آسان  
ہے، ملگو کر لینے کے بعد اس کا ہنمانا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ سنبھالنے کی توفیق دے،  
عسفی زمانہ حرمین طیبین میں لوگ پیرتے ادبیاں کرتے ہیں بلکہ ہمارے پاکستانی  
حجاج بھی ان کو دیکھ کر بے ادبیاں کرنے لگتے ہیں۔ لوگ قرآن مجید کے اوپر  
سے جوتیاں لے پھرتے ہیں، بلا ضرورت قرآن مجید کی طرف پلٹھ کر کے بیٹھتے ہیں  
تبد کی طرف بلکہ روزِ مہرہ کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہیں، امام طور پر جوتے بنوں بٹاتے  
مواہر شریف میں پہنچ جاتے ہیں اسی حالت میں سلام عرض کرتے ہیں جوتوں سے حرم  
شریف کو بھر دیتے ہیں زائرین کو چاہیے کہ ان حرکتوں سے بچیں حرم شریف کا ادب  
دل و جان سے کریں، ع ۳ حرم شریف میں دباہیوں کے علما خصوصاً دیوبندی

جماعت روزانہ بعد نماز مغرب دعا کرتے ہیں مگر سواہ شرک و کفر کے کچھ نہیں کہتے حرم شریف کے کواہی کی پرعاہ بالکل نہیں کرتے بلکہ بے ادبی سمجھاتے ہیں، مسلمان ان دعاؤں سے دور ہیں، عسک تبلیغی جماعت والوں کی گولیاں مدینہ منورہ سے حجاج کو مسجد میں جانے وہاں مشب گذارنے کی رعیت دیتے ہیں صرف اس لیے کہ ان غریب حاجیوں کو جن میں ہزاروں روپیہ خرچ کر کے صرف آٹھ دس دن مدینہ پاک کی حاضری کے میسر ہوتے ہیں اس بہانہ سے مسجد نبوی شریف کی حاضری سے محروم کریں خیر دار خیر دار بہ گزرتی کی باتوں میں نہ آؤ حرم شریف کی نماز مدینہ پاک کی حاضری کو عینت جانو نہ معلوم پھر یہاں کی حاضری نصیب ہو یا نہ ہو۔ عہد مدینہ منورہ کی حاضری کے زمانہ اکثر اوقات حرم شریف میں گزارنا بھی یہاں ہی پڑھو نمازوں کے اوقات کے علاوہ سالی وقت میں مقدس و متبرک مقامات کی زیارات کرو ہر سہ ماہی وہ مقامات اپنے دونوں سفر ناموں میں تفصیل سے لکھ دیتے ہیں اس فقیر گناہ گار کو بھی مدینہ پاک کی دعاؤں میں یاد رکھو، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ عہد کو سیشن کر دو کم از کم ایک بار مدینہ پاک میں رمضان اور اعتکاف نصیب ہو۔ عہد حکومت سعودیہ پاسپورٹ واے سے حجاج سے تنازل اور سدس کے بہانہ سے بہت ریاں وصول کر لیتی ہے مناسب یہ ہے کہ جدہ اترتے ہی وکیل معرفت اپنے پاسپورٹ پر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے لیے حق المرور کی مہر لگوائیں قریباً نوے یا سو ریاں حکومت سے لگی اور یہ مہر لگائے گی جس سے آپ کو مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے درمیان آمد و رفت میں آزادی ہوگی عہد درخواست پر حج کو جانے والے حضرات کو اکثر ایسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ یہ قریباً ان کا نام نہیں نکلتا اس لیے پاسپورٹ پر حج زیارات کروا کر ان کو شیش پائپوشن یا پائپوشن یا ایٹامس ماسک ملایم یا پاسپوشن یا ایٹامس آؤٹ سرورڈ یا اس کے قریب پاسپوشن یا ایٹامس مل جاتی ہے، اس



سے آپ کو یہ آسانی حج و زیارات نصیب ہو جائے گی، وسعت و گنجائش ہو تو  
 ہوائی جہاز سے سفر کرو اس میں آسانی بہت سے خرچہ بہت زیادہ نہیں ماہ  
 رمضان اگر مدینہ میں گذارا جائے تو بہت برکات حاصل ہوں گے۔  
 ہم سے ہائی لینڈ کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ہوائی جہاز کا ٹکٹ آپ اس سفر میں  
 استعمال نہ کریں گے اس کی رقم آپ کو واپس دی جاوے گی، دس فی صدی  
 کمیشن کٹ جاوے گا ہم نے مجبوراً ٹکٹ استعمال نہ کئے عمان سے  
 بروشلیم پھر بروشلیم دمشق سے بیروت واپسی پر ان ٹکٹوں کا کرایہ واپس مانگا مگر نہ  
 ملا اپنا وعدہ پورا نہ کیا وعدہ غلامی تجارتی اصول کے خلاف ہے، جو صاحب  
 اس سفر نامہ سے فائدہ اٹھائیں وہ مجھ فقیر سے نواہو کے لیے دعا کریں  
 رب تعالیٰ پھر رمضان و اعتمکات مدینہ پاک کا نصیب کرے اور حج و عمرہ  
 مکہ معظمہ کا میسر فرماوے اور نیک اعمال و ایمان پر خاتمہ کی توفیق دے۔  
 وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد و صحابه اجمعين۔ ۲۰ ص ۱۹  
 ص ۲۰ العالمين -

احمد یار خاں ہتھم مدرسہ نوریہ نعیمیہ (گجرات پاکستان)

۱۹ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ ۲۸ اگست ۱۹۶۴ء جمعہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْكَ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## سفرنامہ

### ”حَضْرَتِ سُوْم“

۲۸ شعبان ۱۳۸۹ھ - نومبر ۱۹۶۹ء دو شنبہ

رواگی از گجرات بذریعہ شاہین ایگزیکیوٹو ڈیپارٹمنٹ وزیر آباد ڈویژن دو کاریں وزیر آباد  
تک پھونچانے کے لیے آئیں قصبہ جہاں بجے گاڑی روانہ ہوئی رواگی کے  
پہلے بشیر نعت خوان جلاپوری نے اسٹیشن کے پاس ریل کے سامنے جو!  
نعت شریف پڑھی اس کا لطف بیان نہیں کیا جا سکتا بر خود ار محمد میاں  
مصطفیٰ میاں اپنے اہتمام سے کاریں بسیں لائے الحاج مستری غلام نبی  
اپنی کار لے کر وزیر آباد لائے اپنے کارخانہ میں اوتار کر  
دعا کرائی :-



۲۹ شبان ۱۳۸۹ھ ۱۱ نومبر ۱۹۶۹ء بمنگل

آج ۱/۲ بجے بعد دوپہر ہم فیصلہ تعالیٰ کراچی پہنچے اسٹیشن پر  
عیداروٹ اور ظفر موجود تھے ہم ان کی کار میں ان کی کوچی روانہ ہوئے۔  
راستہ میں ہسپتال گئے وہاں روٹ صاحب کی اہلیہ نسیرین زبیر علاج  
پہنچے وہاں ان سے ملاقات کی ممتاز بیگم صاحبہ ان کے ساتھ تھیں، جو اپنی  
بیٹی نسیرین کی تیمارداری کر رہی تھیں رات کو روٹ صاحب کی کوچی میں  
قیام رہا وہاں ہی ظفر صاحب کی والدہ اور بچا اس جگہ تشریف لائے آج  
ماہ رمضان شریف کا چاند نظر آیا ہم نے خود دیکھا رات بعد نماز عشاء  
تراویح پڑھ کر سو گئے سحری کھاؤ۔ آج رات ہی ہماری سیٹیں ہوائی جہاز  
کی بک ہو کر آئیں :-

۱۱؎ یکم رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء بدھ

آج سحری کھا کر احرام کے نیسے لیا پھر کچھ دیر بعد نماز فجر پڑھی بعد ازاں  
احرام کے نفل پڑھ کر احرام باندھا جس کے بھی اور میری اہلیہ خدیجہ بیگم نے بھی  
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آج ہی ہمارے قرآن مجید کی منزل ختم ہوئی مکان پر ملنے  
کے لیے شیخ محمد شریف مع اہلیہ تشریف لائے، آج ہماری عید کا دن ہے  
دو دن والی عید نہیں بلکہ عمر بھر والی عید وہ بھی کسی کسی کو میسر ہوتی ہے ہم بابا اسحاق  
بایوروٹ صاحبان کھراہ ان کی کار میں ہوائی اڈہ پہنچنے راہ میں جناب محترم وکیل  
احمد صاحب قدوائی کے بنگلہ میں ان کی ملاقات کے لیے پہنچے بڑی خوشیوں  
کے بزرگ ہیں انہوں نے جدہ میں تیاری وغیرہ کے قواعد بتائے پھر پورٹ  
یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچے یہاں باوجود خیر نہ ہونے کے ملاقاتیوں کا مجموعہ تھا۔  
تمام ضروری کام کا انجام دے کر ٹھیک نو بجے ہوائی جہاز پر پہنچے اللہ اکبر

پی۔ آئی۔ اے کا دیوہیکل پہاڑ نما جہاز سامنے ہے عجیب نظارہ ہے عورتوں مردوں کا مانتا بندھا ہوا ہے جو احرام میں ہیں ایک ننھا سا بچہ احرام باندھے ہے بڑا پیارا معلوم ہو رہا ہے، لیبیک ۲ لادھم لیبیک کا شور مچا ہوا ہے جہاز میں داخل ہوتے تو یہاں حسب معمول باجہ نکار با تھا حجاج نے کہا کہ یہ جاحیوں کا جہاز ہے یہاں کا نائبند کیا جائے فوراً بند ہو گیا۔ میری تمنا تھی کہ نعت خوانی ہو مگر افسوس کہ کوئی نعت خوان نہیں نہ آپکا ڈر تھے ہم اس وقت جہاز میں اڑ رہے ہیں اور میں یہ سطور ہوائی جہاز میں لکھ رہا ہوں۔ نیچے سمندر ہے اوپر آسمان حسب معمول ہم جہاز میں علی کی طرف سے کھانا پیش کیا گیا مگر قریباً سب روزے سے ہیں سب نے انکار کر دیا ہمارا جہاز بونگ سوانو بجے صبح کراچی سے روانہ ہوا ہے اور انشاء اللہ چار گھنٹے میں جدہ پہنچ جائے گا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ ہمارا ہوائی جہاز پورے سو لو بجے جدہ پہنچ گیا۔ یہاں اگر معلوم ہوا کہ آج بدھ ۱۲ نومبر کو کراچی میں تو پہلا روز ہوا مگر یہاں آج تیسرا روزہ ہے، یہاں بندرگاہ پر پہنچنے تو ہم مدینہ الحجاج عطاریر میں ٹھہرے۔ یہاں جدہ میں دو مدینۃ الحجاج ہیں ایک مطار کا دوسرا باقرہ یعنی بحری جہاز کا۔ قریباً عین گھنٹہ یہاں ٹھہرے ہم سے فی کس بچانوسے ریال وصول کئے گئے، اس طرح کہ چوتھریال تیس معلمی مکہ دس ریال معلمی مدینہ منورہ اور گیرہ ریال مکہ معظمہ کا تنازل پھر چھریال فی کس کے حساب سے کار کرایہ پر لی اور عصر کے وقت بفضلہ تعالیٰ مکہ معظمہ پہنچ گئے یہاں راستہ میں حدیبیہ کے علاقہ میں ایک مسجد دیکھی جیسے مسجد حدیبیہ کہتے ہیں،

## ۲ رمضان مبارک ۱۳۹۱ھ ۱۳ نومبر ۱۹۷۱ء جمعرات

آج ہم عربی ٹائم میں چار رمضان ہے۔ نجم آج تراویح حرم شریف میں دیکھی، صَبْحَانَ اللّٰہ تراویح میں رکعت پڑھی جاتی ہیں، مگر دو امام پڑھتے ہیں، فرض اور دس تراویح الگ ۱۱ ام اور دس اور دوسرے امام۔ عین تراویح میں طواف ہوتا رہتا ہے ختم ہو جانے پر سیدہ محمد حسین رضی اللہ عنہما کو دو تہ نماز

احناف کے طریقہ پڑھتے ہیں، حرم شریف میں جگہ جگہ مختلف جماعتوں میں نقل پڑھے جاتے ہیں۔ سہارا حرم رات پھر جگہ مگنا رہتا ہے، غرضیکہ عجیب نظارہ ہے،

۳ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۴ نومبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج ہم عربی ٹائم سے گیارہ بجے صبح سویرے اٹھے اور حرم شریف چل دیئے۔ راستہ میں سحری بند ہونے کا گولا چلا، حرف شریف میں پہنچے طواف کیا پھر اذان ہوئی فجر پڑھی اور بعد فجر عمرہ کرنے پہ سیٹھ رمخی کے ساتھ گئے، باب ابراہیم وغیرہ پر بہت سی چھوٹی بڑی موٹریں کھڑی تھیں۔ عمرہ عمرہ کی آوازیں لگ رہی تھیں چھوٹا عمرہ ایک دیال میں جاتے ہیں یہ مقام تنقیح سے اس کا احرام باندھا جاتا ہے یہ جگہ مکہ معظمہ سے صرف تین میل دور ہے اسپتال مسجد عائشہ صدیقہ بہت ہی شاندار بن گئی ہے۔ وہاں احرام باندھا، حرم شریف میں عمرہ کیا۔ پھر گھر واپس ہوئے دوپہر کے قریب حرم شریف گئے۔ جمعہ کی اذان ساڑھے چھ بجے دوپہر ہوئی اس میں شکر طے کے بعد دوسری اذان خطبہ کی ہوئی بہت مختصر اور سادہ خطبہ پڑھا، چھوٹی قزاق سے نماز جمعہ بڑے شوق سے دیجی اور ادا کی، الْحَمْدُ لِلّٰہ،

شنبہ

م مقام حمران سے  
بضان صاحب کے  
براستے میں ہی تھے  
ان بڑے نور و شور  
نماز پڑھی اور بڑا  
مکہ معظمہ سے غائب  
پڑتا ہے،

۱  
کے لیے  
دو دن والی عید  
پاورٹ صاحبان  
احمد صاحب قدوائی کے  
کے بزرگ ہیں انہوں نے جدہ  
یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچے یہاں باوجود شیر نہ  
تمام ضروری کام کا انجام دے کر ٹھیک ٹونہ

طائف کے راستے میں ہے اب یہ سڑک طائف کی بند ہے۔ نئی سڑک بنا دی گئی ہے، یہاں یہ لوگ اس سڑک پر صرف جمعرات تک آتے ہیں، ہم جب یہاں پہنچے تو سورج نکل رہا تھا یہاں بھی تنیم کی طرح بہت شاندار مسجد ہے، استنجہ اور وضو کا انتظام ہے پانی کی ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہم نے نفل ادا کر کے احرام باندھا، منیہ منظرہ اگر عمرہ ادا کیا۔ حضرت آمنہ والدہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چونک خیال تھا کہ آج تنازل بن جاوے اور ہم آج ہی مدینہ منورہ پہنچ جاویں اس لیے باب عبدالعزیز کی طرف موٹریں دیکھنے گئے، اتفاقاً ایک شاندار کار میں حضرت صاحبزادہ جمیل صاحب شہر تپوری بیٹھے مل گئے، وہ مدینہ منورہ کے بیٹے اس کار میں بیٹھے تھے، سواریاں ملنے کا انتظار تھا، وہ ہم کو دیکھتے ہی پیٹ گئے فرمایا چلو، ہم نے کہا کہ ہمارا سامان معلم صاحب کے ہاں ہے اور ابھی تنازل ہونا ہے، ڈرائیور بولا چلو تمہارا سامان بھی اپنی اس کار میں لے آنا ہوں اور تنازل راستے میں چوکی پر بنوا لیں گے چنانچہ وہ ہم کو اسی کار میں بیٹھا لے کر معلم صاحب کے ہاں محلہ منقرہ پر لایا، ہمارا سامان یہاں ہم نے معلم کو بہت آوازیں دیں انہوں نے کہا کہ آتا ہوں مگر نہیں، وہ بلاخانہ تھے، آخر ہم سامان لاد کر چل دیئے، میسریاں فی کس کرایہ ملے ہوا، پانچ سواریاں! چاہتے تھیں، اس کے پاس چار تھیں۔ لگا انتظار کرنے ہم نے کہا کہ اس ایک سواری کا کرایہ ہم ادا کریں گے۔ تو چل۔ وہ چل پڑا۔ پٹرول پمپ پر پٹرول لیا۔ ہم سے کرایہ وصول کیا، ایک سو بیس کیوں کہ زنتا چلا، اس پر لکھا تھا اجرہ طائف ۲۳۔ ڈرائیور کا نام عبدالعزیز تھا، مگر مجھے عبدالرحمان بتایا، ہم سے دونوں تنازوں کا ایک سو ریاں وصول کیا، مگر تنازل نہ ہوا، بہت سختی سے ہم سو ریاں لے بیٹے، ہمارا کار چار بجے صبح مکہ معظمہ سے چلی، سو اسات نجی بدر منزل پہنچی۔ مگر جدہ کے راستے سے نہ آئی بلکہ داوی فاطمہ کے راستے سے آئی۔ بدر میں نماز ظہر پڑھی پون گھنٹہ لگا۔ ۸ بجے وہاں روانہ ہوئے اور ڈھونڈنے مدینہ منورہ باب مجیدی پر پہنچے۔ حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوئے پراتے، حاجی صاحب ہم کو دیکھ کر پیٹ گئے، بہت ہی خوش ہوئے،

احناف کے طریقہ پڑھتے ہیں، حرم شریف میں جگہ جگہ مختلف جماعتوں میں نفل پڑھے جاتے ہیں۔ سارا حرم رات پھر جگہ جگہ آتا رہتا ہے، غرضیکہ عجیب نظارہ ہے

### ۳ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۱۵ نومبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج ہم عربی ٹائم سے گیارہ بجے صبح سویرے اٹھے اور حرم شریف چل دیئے۔ راستہ میں سحری بند ہونے کا گولا چلا، حرف شریف میں پہنچے طواف کیا پھر اذان ہوئی فجر پڑھی اور بعد فجر عمرہ کرنے کا سیدھ رخصی کے ساتھ گئے، باب ابراہیم وغیرہ پر بہت سی چھوٹی بڑی موٹریں کھڑی تھیں۔ عمرہ عمرہ کی آوازیں لگ رہی تھیں بچھوٹا عمرہ ایک ریال میں جاتے ہیں یہ مقام تنقیح سے اس کا احرام باندھا جاتا ہے یہ جگہ مکہ معظمہ سے صرف تین میل دور ہے اسکاں مسجد عائشہ صدیقہ بہت ہی شاندار ہیں گئی ہے۔ وہاں احرام باندھا، حرم شریف میں عمرہ کیا۔ پھر گھر واپس ہوئے دوپہر کے قریب حرم شریف گئے۔ جمعہ کی اذان ساڑھے چھ بجے دوپہر ہوئی اس میں مگر طواف کے بعد دوسری اذان خطبہ کی ہوئی بہت مختصر اور سادہ خطبہ پڑھا، چھوٹی قزاق سے نماز جمعہ بڑے شوق سے دیکھی اور ادا کی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ،

### ۴ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۱۵ نومبر ۱۹۶۹ء شنبہ

آج رات سے ہی خیال تھا کہ ہم بڑا عمرہ کریں جس کا احرام مقام جمران سے باندھا جاتا ہے چنانچہ گیارہ بجے شنب کو ہم اپنے معلم محمد رمضان صاحب کے گھر سے سحری کھتے کمرے حرم شریف کی طرف چل پڑے راستے میں ہی تھے کہ شتم سحری کی توپ چل گئی حرم شریف میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں بڑے زور و شور طواف ہو رہا تھا، ہم نے طواف کیا کہ فجر کی اذان ہو گئی، خیر نماز پڑھی اور بڑا عمرہ لینے دو ریال فی کس کرایہ پر جمران روانہ ہوئے۔ جمران مکہ معظمہ سے غالباً بارہ یا پندرہ میل جانب شمال ہے، راستہ میں جبل ثور پڑتا ہے،

طائف کے راستے میں ہے اب پرٹرک طائف کی بند ہے۔ نئی سڑک بنا دی گئی ہے، یہاں یہ لوگ اس سڑک پر صرف جمعرات تک آتے ہیں، ہم جب یہاں پہنچے تو سورج نکل رہا تھا یہاں بھی تنیم کی طرح بہت شاندار مسجد ہے، استنجا اور وضو کا انتظام ہے پانی کی ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہم نے نفل ادا کر کے احرام باندھا، نئے مظہر اکرمہ ادا کیا۔ حضرت آمنہ والدہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چوکنخیال تھا کہ آج تنازل بن جاوے اور ہم آج ہی مدینہ منورہ پہنچ جاویں اس لیے باب عبدالعزیز کی طرف موٹریں دیکھنے گئے، اتفاقاً ایک شاندار کار میں حضرت صاحبزادہ جمیل صاحب شہر تپوری بیٹھے مل گئے، وہ مدینہ منورہ کے بیٹے اس کار میں بیٹھے تھے، سواریاں ملنے کا انتظار تھا، وہ ہم کو دیکھتے ہی لیٹ گئے فرمایا چلو، ہم نے کہا کہ ہمارا سامان معلم صاحب کے ہاں ہے اور ابھی تنازل بنوانا ہے، ڈرائیور بولا چلو تمہارا سامان بھی اپنی اس کار میں لے آتا ہوں اور تنازل راستے میں چوکی پر بنوا میں گئے چنانچہ وہ ہم کو اسی کار میں بیٹھا کر معلم صاحب کے ہاں محلہ منقلہ پر لایا، ہمارا سامان بید۔ ہم نے معلم کو بہت آوازیں دیں انہوں نے کہا کہ آتا ہوں مگر نہیں، وہ بالاخان تھے، آخر ہم سامان لاد کر چل دیئے، بیس سواریاں فی کس کرایہ طے ہوا، پانچ سواریاں! چاہئے تھیں، اس کے پاس چار تھیں۔ لگا انتظار کرنے ہم نے کہا کہ اس ایک سواری کرایہ ہم ادا کریں گے۔ تو چل۔ وہ چل پڑا۔ پٹرول پمپ پر پٹرول لیا۔ ہم سے کرایہ وصول کیا، ایک سو بیس کیلو کی رفتار چلا، اس پر لکھا تھا اجرہ طائف ۳۳ ڈرائیور کا نام عبدالعزیز تھا، مگر مجھے عبدالرحمان بتایا، ہم سے دونوں تنازلوں کا ایک سو ریاں وصول کیا، مگر تنازل نہ بنوایا، بہت سختی سے ہم سواریاں لے بیٹے، ہمارا کار چار بجے صبح مکہ معظمہ سے چلی، سو اسات بجے بدر منزل پہنچی۔ مگر جدہ کے راستے سے نہ آئی بلکہ وادی فاطمہ کے راستے سے آئی۔ بدر میں نماز ظہر پڑھی پون گھنٹہ لگا۔ ۸ بجے وہاں روانہ ہوئے اور ۷ بجے مدینہ منورہ باب مجیدی پر پہنچے۔ حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل پر اتسے، حاجی صاحب ہم کو دیکھ کر لیٹ گئے، بہت ہی خوش ہوئے،



سامان وہاں ہی چھوڑا اور ہم نماز عصر کے لیے حروف شریف حاضر ہوئے بعد نماز سلام کے  
 حاضر، اللہ اکبر، ہیبت و جلال کا یہ حال کہ تمہرے کانپنے لگے۔ اپنے سارے گناہ سامنے  
 آگئے۔ آنسوؤں کی جھری لگ گئی، پھر زبانی بیوی کو سلام پڑھایا اور مندرجہ ذیل جوتھنے آنے لگے۔  
 اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَرِیْمِ عَصْرِ خُوبِ بَارِشِ ہُوئی، گنہ خضر اسوشہ شریف کا پانی جو پربالہ علی سے  
 گرتا ہے اس کے نیچے ہم کھڑے ہو گئے اور سر وغیرہ پر خوب پانی بہایا، لطف ہی اگیا، روزہ  
 افطار کیا نعمتوں کے ڈھیر لگ گئے، مدینہ پاک کی جنگلی کھجوریں اور لکڑیاں کھائیں ہماری منہ سے  
 کی کھجور اور لکڑی آج تک نہیں کھائی تھیں پھر الحاج غلام حسین صاحب نے اپنے ہوٹل  
 میں ہم کو کھانا کھلایا بعد کھانے کے میں نے ان سے اپنے ریاں کا ذکر کیا جو ڈرائیو،  
 عبدالعزیز نے ہم سے وصول کر لیے تھے۔ اور ہم کو تازل نہیں دیا تھا۔ حاجی  
 صاحب نے فرمایا کہ تم نے اس وقت ہم سے کیوں نہ کہا جب ڈرائیو ریاں  
 موجود تھا، پھر فوراً اپنے بیٹے محمد ظفر اقبال کو فرمایا کہ اپنی کار میں مفتی صاحب  
 کو لے جاؤ، موقف بہت اوقات یعنی بسوں کے اڈے پہنچو۔ ۳۲۶ اجرہ!  
 طائف کا پتہ کرو۔ چنانچہ وہ مجھے اڈہ پر لے گئے، اللہ کی شان کہ وہ وہاں موجود  
 تھا۔ اسے پکڑ لیا۔ وہ ڈر سے کانپنے لگا، دوسرے ڈرائیو ریز میں پڑ گئے،  
 اور ساتھ ریاں واپس کرائے وہ قسمیں کھاگئیں کہ ان سے یہ رقم نہیں لی ہے۔  
 آخر جھوٹ کے پاؤں کہاں، جب ہم یہ رقم لے کر پاکستانی ہوٹل پہنچے تو حاجی  
 غلام حسین نے کہا کہ اپنے چالیس ریاں کیوں چھوڑے، پھر جاؤ مگر اب پولیس کے  
 دفتر جا کر وہاں رپورٹ درج کراؤ پھر بذریعہ پولیس اسے پکڑو۔ چنانچہ حضرت  
 صاحب زادہ محمد ظفر اقبال مجھے اور اپنے استاد حمزہ مدنی کو اپنی کار میں لے کر  
 پولیس اسٹیشن پہنچے وہاں کے سپرنٹنڈنٹ نے اپنے عسکری (شرط) یعنی سپاہی کو  
 ہمارے ساتھ اڈہ پر بھیجا۔ بہت تلاش کیا مگر اس دوران میں وہ ڈرائیو  
 کار لے کر بھاگ چکا تھا۔ پولیس اس کے پیچھے لگی ہے دیکھنے کیا ہو :-

۸ رمضان ۱۳۸۹ھ، نومبر ۱۹۶۹ء

آج صبح ہم نے گشتہ اور کھجوروں سے سحری کھائی، گشتہ ایک قسم کا مکھن ہے جو ہائینڈ سے ڈبوں میں بند آتا ہے۔ چھوٹا ڈبہ پندرہ قرشس کا آتا ہے بڑا ڈبہ ڈیڑھ ریال کا، اسے برف میں لگا کر دکاندار رکھتے ہیں، یہ بڑی لذیذ کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یہاں بہت ہیں:-

۸ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ، نومبر ۱۹۶۹ء، چہار شنبہ

الحاج سیٹھ آدم جی کراچی والے جو کہ ایک عاشق رسول نعت خواں ہیں ہمارے ساتھ بہت ہی مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ وہ چار سال سے یہاں مدینہ منورہ میں بقیم ہیں۔ وہ ہم کو تملہ جنینہ کا خریدنے کے لیے بازارے گئے اس دوران میں انہوں نے ہم کو حضرت نکاشہ ابن محسن کی قبر مبارک کی زیارت کرائی، جو ایک گلی میں ایک مکان کے حجرے میں ہے اور نجدیوں کی دستگیر محفوظ ہے پھر حضرت مالک ابن سنان کے مزار کی زیارت کرائی جو ایک پختہ مکان میں ہے جسے نجدیوں کی دستگیر سے پھر سیدنا عبداللہ والد ماجد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی قبر فور والے مکان کی زیارت کرائی جو محلہ عبداللہ میں واقع ہے، پھر ہم کو گلی مرج مصالحہ جھاڑو وغیرہ خریدوائیں گذشتہ شب یہاں بہت بارش ہوئی تمام سڑکیں گلیاں پانی بھری ہوئی ہیں۔ پانی کی نکاس کا انتظام ناقص ہے۔ ہم یہاں الحاج احمد بخش صاحب سندھی عرف وڈیر صاحب کے مکان میں ٹھہرے ہوئے ہیں، آپ میر پور خاص (سندھ) کے رہنے والے ہیں آپ نے اپنے مکان کا ایک حصہ حجاج کے لیے چھوڑا ہوا ہے جس میں صحن اور چار بڑے بڑے کمرے ہیں، پانی اس تباخانہ کا اچھا انتظام ہے۔ آپ یہاں حجاج کو بغیر کرایہ ٹھہرایا کرتے ہیں، بڑی خوبیوں کے بزرگ ہیں:-

## ۱۰۔ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۲۱ نومبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج ہم نے نماز جمعہ حرم شریف میں ادا کی۔ ہمارا خیال تھا کہ چونکہ حجاج نہیں آئے ہیں لہذا حاضرین کم ہوں گے۔ مگر اللہ کی بشارت سے بڑے حرم شریف میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، باہر سرکوں پر نمازیوں کی صفیں تھیں۔ خطیب عبدالعزیز نے بہت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں فضائل ماہ رمضان بہت وضاحت سے بیان کئے۔ مسلمانوں کو گناہ چھوڑنے، نیک اعمال کرنے کی رغبت دی۔ خطبہ بہت ہی اچھا تھا۔ بعد نماز جمعہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہادی وہاں کلیو مشرف کے صاحب سجادہ بھی تشریف فرما تھے مل کر بہت خوش ہوئے۔ بڑی خوبیوں کے بزرگ ہیں۔ ہر وقت درود شریف پڑھتے ہیں۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے صاحبزادہ مولانا فضل الرحمن صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ جمعہ شریف کا ذکر ہوا تو مولانا نے فرمایا کہ یہاں حرم شریف جمعہ کو ایسے ہی ہوتا ہے ہر حجاج کے ہونے نہ ہونے کا جمعہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس سال یہاں قانون بنا ہے کہ افطار کے وقت سوا روٹی اور کھجور کے کوئی سامان افطار حرم شریف میں نہیں جاسکتا۔ کیونکہ تالیین بہت ہی قیمتی ہے۔ چھائے گئے ہیں۔ لوگ انہیں خراب کرتے تھے۔ آج گجرات والی مائی فضلاں نے ہماری دعوت کی۔ سامان خوردنی حرم شریف میں سے جانا چاہا۔ دروازے پر چھین لیا گیا۔ بعد نماز مغرب کھانا دھو کر کیا اور حاجی غلام حسین صاحب کے ہوش میں بیٹھ کر کھایا۔

مائی فضلاں گجراتی قریباً بیس سال سے قریباً مدینہ منورہ میں رہتی ہیں۔ حجاج کی خدمت کا مشغلہ ہے، بہت خوبیوں کی بزرگ ہیں، گجرات والوں کی خدمت کرتی ہیں۔

## ۱۱ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۲۲ نومبر ۱۹۶۹ء شنبہ

ابج مدینہ منورہ میں خوب بارش ہوئی حرم شریف کے پرناے خوب چلے، مغرب کے وقت ایک صاحب اس پانی کی صراحی بھر لائے جو روضہ اطہر کا تھا، عسائر شریف تھا یعنی اس پرناے سے گزتا ہے جس پر علی لکھا ہے ہم نے روزہ اسی پانی سے انطار کیا وہ ہی پانی پیا۔

## ۱۲ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۲ نومبر ۱۹۶۹ء یکشنبہ

یہاں باب العوالیٰ میں کچھ ملت ان کے حجاج مقیم ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ بہت مالدار ہیں۔ ان کے ہاں ہر پیر کی شب میلاد شریف ہوتا ہے۔ آج حاجی سیٹھ آدم جی نے ہم کو بھی ان سب کی طرف سے دعوت دی۔ نماز مغرب سے اندر منٹ پہلے حاجی اپنی کار میں ہم کو لے گئے۔ پانچ منٹ کا راستہ ہے۔ ہم نے وہاں ہی روزہ انطار کیا قریباً بیس آدمی تھے۔ سب کو کھانا دیا گیا۔ کھانے کے بعد نعت خوانی پنجابی اور ملتان زبان میں ہوئی، ہم نے جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بیان کئے۔ بہت ہی لطف آیا۔ نماز عشاء سے پہلے ہم واپس حرم شریف پہنچ گئے اور حضرات نے جمعرات یعنی جمعہ کی شب کے لیے پھر دعوت دی ہے، وہ لوگ اس شب ختم خواجگان کیا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ حاضری دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ عشاء حرم شریف میں ادا کریں وہاں ان حضرات نے ایک مسجد بہت ہی اچھی بنائی ہوئی ہے اس مسجد میں جلسے ہوتے ہیں۔ یہ جگہ باغ سلمان فارسی کے راستہ میں ہے :-

## ۱۵ رمضان مبارک ۱۴۲۹ھ نمبر ۶۹ء بدھ

آج مدینہ منورہ منترہ رمضان ہے۔ یہاں اہل مدینہ عموماً رمضان کی منترہ ورتائیں تاریخ کو مسجد قبا شریف میں جا کر نفل ادا کرتے ہیں۔ ہم بھی آج مسجد نبوی شریف میں اشراق پڑھ کر مسجد قبا شریف روانہ ہو گئے۔ حرم شریف کے دروازہ پر ٹکسی عامتی ہے مگر وہ پانچ سواری سے کم پر روانہ نہیں ہوتے اور فی سواری ایک یا آدھا ریال لیتے ہیں۔ اس لیے ہم مسجد غمامہ چلے گئے وہاں سے عام چھوٹی بڑی بسیں کاریں قبا جاری تھیں۔ چار قرش کرایہ پر سے جا رہی تھیں۔ ہم اس میں گئے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ زائرین کا جوم لگا ہے۔ ہم نے بھی دو نفل مسجد قبا کی محراب میں دو نزول آیت قرآنی مسجد اقصیٰ علی التکوئی کے نزول کی جگہ دو طاق الکشف کی جگہ ادا کیں۔ پھر چار قرش دے کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ راستہ میں سوق الخضریات سے گوشت خریدایہ بازار مسجد غمامہ سے بالکل متصل ہے، یہاں آج کل بارشیں قریباً روزانہ ہو رہی ہیں۔ یہاں سال میں صرف دو موسم ہوتے ہیں۔ نومبر سے اپریل تک سردی اور مئی سے اکتوبر تک گرمی۔ سردی بارشیں بہت ہوتی ہیں۔ گرمی کے چھ ماہ میں بارشیں نہیں ہوتیں۔ کہ وہ زمانہ کجور کے پکنے کا ہے اسے بارشس سے نقصان ہوتا ہے،

## بے مثال دعوت

آج چونکہ یہاں، ۱۵ رمضان مبارک ہے اور اہل مدینہ اس تاریخ کو عموماً حضرت امیر حمزہ اور شہداء احد کی زیارات کرتے ہیں۔ اس دستور کے مطابق، حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اور ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے ہماری اور چند حجاج کو احد شریف چلنے کی دعوت دی۔ ہم بعد نماز عصر قریباً ۱۱ بجے کے بعد تین کاروں میں احد شریف روانہ ہوئے۔ دو منٹ میں وہاں پہنچ گئے حضرت امیر حمزہ کے مزار اقدس کی زیارت کی :-

آپ کے پاس حضرت امیر مکہ ابو سعید حضرت عبداللہ ابن حبش اور عثمان ابن شناس مدفون ہیں۔ مگر ان کی قبور ظاہر نہیں۔ صرف آپ کی قبر ظاہر ہے۔ احاطہ ہے جس میں یہ قبریں واقع ہیں شہد اسلام احد کے مزارات اس احاطہ سے باہر ہیں۔ اس احاطہ کے دروازہ پر بڑا سا سائی بورڈ لگا ہے۔ جس میں عربی میں یہ عبارت لکھی ہے :-

۱۲ الصلوة عند القبور ۱۲ المنسوع بها ورمي بالنقود عينها لا تخبو رء  
۱۲ انتم بيعة الاسلام صيه - پھر دوسری سطر میں فارسی میں ترجمہ لکھا ہے۔ ترجمہ  
یعنی قبروں کے پاس نماز پڑھنا۔ اور نہیں ہاتھ لگانا۔ اور ان پر پیسے ڈالنا!  
شریعت اسلام میں جائز نہیں۔ :-

زیارات میں بہت لطف آیا۔ پھر روزہ افطار کیا۔ کھایا کھایا بعد میں نماز مغرب پڑھی۔ پھر ایک بجے سے پہلے حرم شریف آگئے۔ کھانے عجیب تھے۔ کھجور کا حلوہ۔ بریانی۔ شغم گوشت شور مے واے اور دو قسم کی روٹیاں تھیں جنہیں برہک کہتے ہیں۔ ایک بریک مٹکو دوسرا بریک مارچ۔ ٹیکنی بریک میں تیمانڈ سے بھرے ہوئے تھے۔ میٹھے نامعلوم کیا تھا۔ بہت ہی لذیذ۔ ایسی نعمتیں اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں۔ اس دعوت میں گوجر خان کے سید نبی الدین صاحب گوجر خان واے مہمان خصوصی تھے۔ ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی :-

### ۱۴ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ، نومبر ۱۹۰۹ء جمعرات

آج شب عوالی مدینہ میں ہماری تقریر ہوئی۔ حاجی سیٹھ آدم جی کراچی واے نے ہم کو حاجی نذر حسین صاحب کی طرف سے ہم کو وعظا در کھانے کی دعوت دی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا عرس تھا اور بعد میں ختم خواجگان :- مدینہ منورہ سے بہت سے سنی حضرات تقریر سننے کے شوق میں گئے تھے، حتیٰ کہ ہمارے صاحب خانہ احمد بخش صاحب یعنی ڈگری سے صاحب اور محطدیار صاحب وغیرہ بھی گئے تھے۔ وہاں کھجوری اور انگور سے روزہ

افطار کیا۔ بعد نماز مغرب مرغ کا گوشت خیر روٹیاں اور روزہ کھلایا گیا۔ قریباً  
 ۲۵ بلکہ تیس آدمی تھے۔ مسجد میں نورالہی میں یہ تقریب تھی۔ بعد کھانے کے سوا کچھ  
 ہم نے حضور انور کے معجزات خصوصاً معجزہ شقی القمیر تقریر کی۔ پھر حضرت آمنہ کے  
 فضائل عرس کے معنی اس حقیقت پر تقریر کی۔ پھر حاضرین اصرار پر تراویح و ہاں ہی ادا کی،  
 بعد تراویح واپس ہوئے، حاجی آدم جی اور حاجی نذر حسین صاحب کا رپرہ؛  
 پہنچا گئے :-

## ۱۸ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۲۹ نومبر ۱۹۶۹ء شنبہ

چوٹ آج مدینہ منورہ میں ۲۰ رمضان ہے اس لیے آج لوگ مسجد نبوی شریف  
 میں اعتکاف بیٹھ رہے ہیں، ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ عصر کی نماز سے اعتکاف میں  
 بیٹھ جائیں گے آج چوٹ شنبہ کا دن ہے اس دن مسجد قبا کی حاضری سنت ہے،  
 ہم بھی مع اپنی اہلیہ بعد نماز اشراق باوجود مسجد قبا گئے۔ وہاں متعدد مقامات پر نوافل  
 ادا کئے سردر جسے خانم کہتے ہیں۔ بالکل بند کر دیا گئے، یعنی اس نشان بھی نہیں چھوڑا  
 قبا میں بچوں کا اسکول ہے، اسکول کے سامنے وہ مکان ہے جہاں حضور صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر چند دن قیام فرمایا تھا۔ اس کی زیارت کی کچھ آگے  
 پانی کی مشین ہے جس سے پانی زمیں میں سے نکالا جاتا ہے۔ بہت بڑا انجن لگا ہے  
 سنا ہے کہ سارے مدینہ منورہ کو پانی وہاں سے ہی سپلائی ہوتا ہے۔ قریباً ایک  
 فلانگ آگے وہ جگہ ہے جہاں سے انصار مدینہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 بوقت ہجرت بطور استقبال لیا تھا۔ وہاں ایک شگفتہ مسجد ہے۔ وہاں ہم نے نوافل  
 ادا کئے، واپسی پر گوشت مارکیٹ سے قیمہ ہری مرچیں سبز دھنیا۔ انگور خریدے  
 پھر گھر واپس ہوئے۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب کے بھائی؛  
 حافظ محمد حسین صاحب کا ختم قرآن تھا۔ بعد تراویح باب عمر اور باب سعود  
 کے درمیان نوافل میں ختم قرآن کیا گیا۔ بعد ختم رُما ہوئی۔ حاجی غلام حسین صاحب

نے بلاشہی۔ لڈو اور کجوریں تقسیم کیں۔ مجھے بہت زیادہ کجوریں دیں اور فرمایا کہ کہ یہاں ختم بہت ہوں گے۔ ساری کجوریں جمع کر کے گجرات لے جاؤ۔

### ۹ رمضان ۱۳۸۹ھ ۳ نومبر ۱۹۶۹ء یکشنبہ

آج یہاں اعتکاف کا پہلا دن ہے یہاں آج ۲۱ رمضان ہے۔ ہم باب سیدنا عمر کے پاس اعتکاف میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے ساتھ اعتکاف میں کاتیہ حضرت ہیں، حاجی غلام حسین صاحب علی ابن کریم بخش۔ صوفی خمدیاری صاحب فریدی۔ کریم بخش صاحب صوفی عبدالرسول صاحب۔ محمد اسماعیل صاحب سبحانی۔ امام علی صاحب صدیقی ملک احمد بخش صاحب ملتانی۔ حافظ کوثر صاحب ملتانی۔ حاجی علی محمد صاحب وغیرہم۔ یہاں اعتکاف کا منظر دیکھنے کے قابل ہے۔ معتکفین کی ایک بستی بنی ہوئی ہے جمعہ کے دن ایک شخص کو باب سلام کے سامنے قصاص میں قتل کیا گیا ہے۔ قصاص کا اعلان ہوا۔ بعد نماز جمعہ تمام لوگ جمع ہوئے۔ اولاً اُس کا جرم لوگوں کو سنایا گیا۔ پھر اس کی گردن پرتواری لگی۔ ایک پل میں گردن کٹ کر دوڑ چلا پڑی۔ بڑی بھیڑ مچی۔ تماشا گروں کی یہاں قصاص بازار میں جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ لیا جاتا ہے۔ عجیب نظارہ ہوتا ہے۔

### ۲۰ رمضان ۱۳۸۹ھ یکم دسمبر ۱۹۶۹ء دو شنبہ

آج یہاں ۲۲ رمضان مبارک ہے حجاج اعتکاف میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے بعد نماز عصر درس قرآن شروع کر دیا ہے کل ہم نے پہلا درس دیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ! اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس وقت پانچ نعمتیں بخشی ہیں: ۱۔ رمضان کا مہینہ۔ زمین مدینہ۔ مسجد نبوی۔ اعتکاف اور اس وقت کا یہ اجتماع ذکر اللہ رسول کے لیے۔ کلمہ اور ہماری عبادات ڈھانچہ ہیں۔ ان سب کی روح ادب رسول ہے۔ بے ادب



کہہ پڑھے تو بھی مومن نہیں ہوتا۔ جیسے منافقین مخلص بندہ اگر مجبوراً کفر بھی پورے تب بھی کافر نہیں ہوتا ہے جیسے حضرت جندب ابن عمرہ شیخی بہت لطف رہا رہا۔ آج رات ہمارے اعتکاف گاہ میں حافظ نور الہی ابن مولوی حاجی محمد صاحب فریدی کا ختم قرآن تھا جو انہیں نے نوافل میں بعد مغرب روانہ پڑھا ہے۔ دو نفل میں پاؤں پارہ ۲ وضو سے والناس تک تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد میں دعا۔ پھر کھجوریں تقسیم ہوئیں۔ حاجی غلام حسین نے تقسیم فرماتے ہوئے میری تو بھولی بھدی۔ اس بار اعتکاف کے زمانہ میں ہمارے گھر کی خدمت علی گڑھ کے حاجی کریم اللہ صاحب دلہ عبدالرزاق صاحب کو رہے ہیں، جو یہاں مدینہ منورہ میں پندرہ سال سے ہیں۔ رب تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔ بازار سے سو داسلف یہ ہی لاتے ہیں۔

۲۲ رمضان ۱۳۸۹ھ ۳ دسمبر ۱۹۶۹ء چہار شنبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَرَمِ شَرِیْفِیْنَ مِیْنِ بَعْدِ نَمَازِ عَصْرِ ہِم اِنِّیْ اَعْتَكَفُ گاہ میں  
دس دن رہے ہیں۔ گل کہا گیا تھا کہ دو ستواہ رمضان ہے۔ مدینہ پاک  
کی زمین ہے خیال رکھنا۔ اپنے اعضا کو ہر قسم کے گناہ سے بچانا۔ نیک اعمال کو  
تم کو دیکھتے تمہاری آوازوں کو سن رہے ہیں۔ اُن سے غیرت  
کو۔ اس سلسلہ میں مسند حیوٰۃ البنی پر مدلل تقریر کی۔ ہم نے  
کہا۔ حکمہ طیبہ حیوٰۃ البنی کی دلیل ہے۔ اس میں کہا جاتا ہے۔ کہ  
محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہ نہیں کہ اللہ کے رسول تھے۔ نیز التحیات  
وغیرہ میں سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیوٰۃ کی دلیل ہے۔ کہ جو  
سلام سن نہ سکے یا جو ۲ سب دے نہ سکے ۲ سے سلام  
کرنا ممنوع ہے کہ سلام سنت ہے اور جواب فرض ہے۔ سورج!  
غروب ہو کر مٹ نہیں جاتا۔ چھپ جاتا ہے یوں ہی حضور انور

وفات پا کر ہم سے چھپ گئے ہیں ب تشعر

جلوہ سا دکھا کر چھپ گئے ہیں

دیوانہ بنا کے چھپ گئے ہیں

ڈھونڈوں ہوں انہیں میں کوچہ کوچہ

وہ دل میں سہا کے چھپ گئے ہیں

الحمد للہ ایسا اثر ہوا کہ سامعین کی، سخی بندھ گئی۔ بعد لوگ ہم سے

پسٹ کر رونے لگے۔ ہم نے کہا کہ سورج چمکے تو ظہر و عصر کا وقت بنائے۔ ڈوبے تو

مغرب عشا تہجد فجر کی نماز میں پڑھائے۔ چمکے تو ذر سے چمکائے ڈوبے تو تاروں

چاند کو چمکائے۔ حضور انور ظاہری حیات میں صحابہ بنا رہے تھے بعد وفات اولیاء اللہ

بنارہے ہیں۔ اس مدلل تقریر کا اثر یہ ہوا کہ پیغام آگیا کہ اپنی تقریر کی احتیاط کرو۔ معلوم

ہوا کہ موجودہ حکومت حیوۃ ابنی کی قائل نہیں۔ اس لئے کسی کو ایسی تقریر کی

اجازت نہیں دیتی :-

### ۲۳ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۹ء پنجشنبہ

آج یہاں ۲۵ رمضان مبارک ہے۔ بڑی چہل پہل سے ہم نے یہاں

کی سسی رونق کہیں نہیں دیکھی۔ کل جمعہ اوداع سے ہم نے بعد نماز عصر تقریر کی جس

میں عرض کیا کہ ہم کو ہر سال پاکستان کے رمضان ملتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس

سال مدینہ کا رمضان عطا فرمایا ماہ رمضان تو ایک ہے مگر اس کے فیوض مختلف !

مقامات پر مختلف ہیں جیسے ایک بادل کی بارش کے قطرے جو کھیت میں گریں وہ

داز بناتے ہیں۔ جو باغ میں گریں وہ پھل فردٹ پیدا کرتے ہیں جو سیپ میں گریں وہ بوتی

اور جو عام زمین پر گریں وہ گھاس سبزی پیدا ہوتے ہیں۔ رمضان کی جو گھڑیاں مدینہ

پاک کی زمین میں گریں ان میں عبادات موتیوں کی طرح قیمتی ہیں اس کے ساتھ

ہی دعا میں مانگنے کا طریقہ۔ مدینہ منورہ کے آداب۔ یہاں کے فیوض و برکات

بیان کئے۔ لوگوں نے بہت ہی اشریا

۲۴ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۵ دسمبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج صبح گجرات کی سات عورتوں کا قافلہ جو کراچی سے پہلے جہاز سے روانہ ہوا تھا پہنچا۔ جس میں پروین اختر۔ رشیدہ بیگم یعنی عبدالرؤف شہزادہ صاحب کی والدہ۔ اقبال بیگم۔ زربینہ بیگم۔ سردار بیگم وغیرہ ہیں انہوں نے یہاں دو ماہ کے لیے پانچ سو ریال میں رہائش گاہ پر ملے۔ ان کے ہنریت پہنچنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ آج جمعۃ الوداع ہے۔ خلقت کا ہجوم اندازے سے زیادہ ہے۔ آج یہاں ۲۶ رمضان ہے صبح سے حرم شریف میں نمازیوں کا ہجوم ہو گیا ہے۔ امام نے ماہ مبارک وداع اور دنیا کی فنا اللہ کی بقا پر بہت پُر در خطبہ پڑھا تھا، کہ رمضان جبار ہے کوشش کرو اس کا اثر ہمارے دلوں سے نہ جائے۔ ہمارے دل پختہ رنگ جاویں۔ جسے کوئی پانی دہو سکے۔

۲۶ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۵ دسمبر ۱۹۶۹ء یک شنبہ

آج یہاں ۲۸ رمضان ہے۔ ہمارا درس برابر جاری ہے ہم نے آج کے درس میں کہا کہ ماہ رمضان اور شب قدر کی عظمت اس لیے ہے کہ آج سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال پہلے ایک بار اس میں قرآن مجید نازل ہو چکا۔ قرآن اشرف! کتاب ہے اس نے ہمیشہ کے لیے رمضان کو اشرف ماہ بنا دیا۔ قرآن کو تمام کتب پر شرف اس لیے کہ وہ اشرف بنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، ورنہ دوسری آسمانی کتب بھی محکم الہی تھیں وہ بھی بذریعہ جبریل آتی تھیں، چونکہ قرآن کو حضور نے پڑھا اس لیے اقیامت اشرف الکتب بنا دیا۔ قرآن کے سوا موزوں کسی آسمانی کتاب میں نہ تھا۔ قرآن کو یہ سوز و گداز حضور کی زبان سے ملا۔ اس بیڑی کو چارج کرنے والی سنہین زبانِ پاکِ مصطفوی ہے۔ دیکھو بغیر جانے

بغیر سبھی لوگوں کو نڑ پادیتا ہے :- ۲۰ ذی الحجہ ماہ ۱۲ نزل ۲۱ الرسول  
پڑی اَعِيْنِهِمْ تَفِيْضٌ مِّنْ رِّمْعٍ :- اس آیت میں القرآن نہ کہا بلکہ ماہ ۱۲ نزل ۲۱

رسول فرمایا۔ اسی طرف اشارہ فرماتے کے لیے  
آج صبح سلام پورہ پڑھا۔ بھیر بہت زیادہ تھی۔ ایک حبشی سلام پڑھ رہا تھا کہ  
جمع سے کسی کا دھکا سے بہت زور سے لگا اس نے پیچھے ہٹ کر دیکھا اور بولا گدگدام نبی  
گدگدام نبی یعنی کیا نبی کے سامنے تم مجھے دھکا دیتے ہو۔ پھر بولا سا صبح کہم اللہ  
اللہ تم کو معاف کرے اس فقرے نے مجھے تڑپا دیا۔ گدگدام نبی سُبْحَانَ اللہ کیسا  
پیارا لفظ ہے۔ سچ رات حرم کے گوشہ میں ختم قرآن تھا۔ ایک بچے نے نوازل میں  
ختم قرآن میں ایسی پیاری قراوت کی کہ سُبْحَانَ اللہ بعد ختم قرآن بلکہ بچے کے استاد شیخ  
حسن نے بہت دردناک دعائیں مانگیں۔ پتہ لگا کہ شیخ حسن کی عمر ایک سو پچاس سال ہے  
آپ مہری ہیں۔ اسی سال سے مدینہ منورہ میں ہیں حضور انور نے انہیں مدینہ منورہ میں بلا  
یا ہے۔ یہاں کے سارے قاریوں کے استناد ہیں۔ حسی کہ حرم کا امام بھی ان کا  
شاگرد ہے، ان سے مل کر بہت بڑی خوشی ہوئی۔

۲۴ رمضان ۱۳۸۹ھ ۸ دسمبر ۱۹۶۹ء دو شنبہ

یہاں آج ۲۹ رمضان ہے آج شب حرم شریف میں تراویح میں ختم قرآن ہوا،  
امام حرم نے بیسویں تراویح دلائس پر ختم کی سمورے بغیر شروع نہیں کی۔ رکوع  
سے پہلے بہت وقت انگریز دعائیں قریباً آدھ گھنٹہ تک پڑھیں۔ پھر رکوع کیا۔  
امام صاحب خود بھی روتے تھے معتدلوں کی بھی ہلکی بندھی تھی پھر عربی وقت سے  
آٹھ بجے تیس بجے پڑھی اس میں بھی قرآن مجید ختم کیا اور رکوع سے پہلے قریباً  
بیس ۲۰ منٹ تک دعائیں پڑھیں۔ اس وقت رقت رات سے بھی زیادہ  
تھی ہزار ہا عورتوں مردوں کا اجتماع تھا۔ آج چاند کا انتظار ہے یہاں تیلیغی  
جماعت والے اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں حجاج کو فوراً اور اجتماع

تسلیم برابر کر رہے ہیں مجھ سے کہا کہ مجھے سے ایک حاجی سید واجد حسین صاحب  
مجھ سے کہا کہ مجھے ایک تسلیجی جماعت والے نے کہا کہ حضور انور کو ہمارے  
درود کی تودہ حاجت ہے آپ سے کچھ مانگنا اول درجے کی بے وقوفی ہے۔ خدا  
سے مانگو۔ یہ ہے ان کی تسلیجی مگر شکر

رہے گا یونہی ان کا چرچہ رہے گا  
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

یہاں رمضان بھر بعد عصر بخاری کا دورہ ہوتا تھا۔ کل ایک شنبہ کو  
بعد عصر ختم بخاری ہوا۔ مولانا محمد صالح صاحب مصری اس کا انتظام کرنے میں  
شتر کے وقت بہت بڑا مجمع تھا۔ ہر ملک کے علماء کا اجتماع ہوتا رہا۔ بہت دردناک  
دعا میں مانگی گئیں۔ بہت لطف رہا۔ مغرب سے کچھ پہلے یہ جلسہ خیر و خوبی ختم ہوا۔

۲۸ رمضان ۱۳۸۹ھ ۹ دسمبر ۱۹۶۹ء شنبہ

آج رات حرم شریف بھرا ہوا تھا۔ تراویح کا انتظار تھا کہ اشارے کے فرض  
پڑھا کہ خطیب صاحب نے اعلان کر دیا کہ ریاض سے اطلاع آگئی کہ چاند ہو گیا پس  
پھر گیا تھا مدینہ کی پہلی پہل شروع ہو گئی۔ رات بھر تمام مدینہ منورہ میں رونق رہی  
کہ سبحان اللہ ہم صبح پونے گیارہ بجے جب کہ تہجد کی اذان ہوئی۔ حرم  
شریف میں پہنچ گئے۔ بارہ بجے کے بعد نماز فجر پڑھی ڈیڑھ بجے تک تبکیر اور  
دور در شریف ہوتا رہا۔ لاؤ ڈاؤ اسپیکر پڑ ڈیڑھ بجے نماز عید ہوئی۔ خطیب عبدالعزیز  
صاحب نے دونوں رکعتوں میں قرابت سے پہلے عید کی تحیریں کہیں۔ اول!  
رکعت میں سات دوسری میں پانچ بعد نماز اہل مدینہ کے ساتھ جنت البقیع  
میں گئے۔ وہاں زائرین کا میلانگ ہوا تھا۔



## ۲۱ شوال ۱۳۸۹ھ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء چہار شنبہ

ہم آج سے یہاں کی تاریخ کے لحاظ سے سفر نامہ لکھتے ہیں، آج یہاں دوسری شوال ہے پاکستان ۲۹ رمضان ہوگی۔ آج ہم کو حاجی نور الہی جہلم والے اپنے گھر لے گئے۔ ان کا گھر دیکھ کر ہم کو حیرت ہو گئی۔ انہوں نے اسکا ہزار ریال خرچ کر کے باب ۱۲ دعوائی مدینہ منورہ میں مسجد شاندار بنوائی ہے مگر اپنے رہنے کا گھر صرف ایک تھگی جھونپڑی ہے۔ ان کا بیٹا غلام رسول جدہ میں سولہ سو ریال ماہوار تنخواہ پاتا ہے۔ مگر اس کی اور اپنی آمدنی اس مسجد میں پر خرچ کر ڈالتے ہیں۔ ۱۰ قعی ۱۲ نماز عمو صا جد ۲ اللہ من ۲ من باللہ و ۱۲ یومہ ۱۲ لاضر۔ حاجی صاحب فنا فی المسجد ہیں۔ مسجد تو مکمل ہو چکی ہے منارہ کی تعمیر باقی ہے۔ ایک سو ریال ماہوار امام کو تنخواہ دیتے ہیں۔ اپنے پاس جسٹس جہلم کے رہنے والے ہیں یہاں پندرہ سال سے ہیں۔

## ۲۲ شوال ۱۳۸۹ھ ۱۱ دسمبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج شب حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں عربی میں ملازمت مغل میلاد شریف ہوا۔ ہم بھی وہاں مدعو تھے ایک حضرت مصری نے بہت ہی اعلیٰ نعت نوالی کی مغل سکور ان میلاد میں پودنیہ کی چا سے حاضرین کی تواضع کی گئی ساڑھے سات بجے شب یعنی چار بجے صبح تک میلاد شریف ہوا۔ پھر حسب دستور کھانا کھلایا گیا۔ آج بعد نماز فجر حاجی عبدالحمید صاحب قریشی سے ملاقات ہوئی۔ آج ہی کویت سے عبدالحفیظ صاحب یعنی عبدالرؤف کے بھائی صاحب آئے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ وہ عمرہ کے لیے کویت سے آئے ہیں۔

## ۲۸ شوال ۱۳۸۹ھ ۴ دسمبر ۱۹۶۹ء یکشنبہ

آج معلم حیدر المجدری صاحب نے ہم کو پاکستانی ٹیول میں بلایا جانے پر معلوم ہوا کہ عبدالعزیز ڈراپور کو اپنے ساتھ لائے ہیں اور یہ وہ ڈراپور ہے جو ہم کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ لایا تھا جس نے ہم سے ایک سے ریال لے لیے تھے۔ پھر ساٹھ ریال واپس دیتے وہ آج بقیہ چالیس ریال بھی ہم کو دے گیا اسے پولیس نے طائف سے کچرا اور جیل میں بند کر دیا۔ اسے معافی مانگتے ہمارے پاس بھیجا۔ پھر ہم مع معلم صاحب حمزہ مدنی صاحب کے ہاں گئے انہیں ساتھ لیا اور پولیس اسٹیشن پہنچے۔ وہاں تناک لکھ دیا یعنی ہم نے مقدمہ واپس لے لیا۔ غالباً اسے اب چھوڑ دیا ہو گا۔ یہ ہے حکومت اگر ہمارے پاکستان میں یہ واقعہ ہوا ہوتا تو برسوں دیوانی مقدمہ چلتا اور ہم کو بجائے کچے ملنے کے اور بھرت خرچ کرنا پڑتا۔

## ۲۸ شوال ۱۳۸۹ھ ۵ دسمبر ۱۹۶۹ء دو شنبہ

آج رات مسجد اجانبہ کے پاس حاجی خدا بخش مہاجر کے ہاں ہماری تقریر ہوئی۔ مدینہ منورہ کے فضائل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جات کمالات پر تقریر ہوئی۔ اور یہ کہ حضور دنیا میں کیوں تشریف لائے۔ اور اس شخص پر تقریر ہوئی۔ کہ شاعر

نشان بے نشان ہو کر زبان بے زبان ہو کر

وہ آئے اس جہاں میں حسن مطلق کی اداہ ہو کر

اللہ تعالیٰ بے نشان لاپتہ ہے۔ جہت و مکان سے پاک ہے اگر اس سے ملنا ہو تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اس سے ملو۔ بہت پر رطوبت مجلس رہی آج صبح مسجد نور کے پاس عوالی میں عبید اللہ بواب کے ہاں میلاد شریف ہوا وہاں شرک و بدعت پر تقریر کی۔ اس محل میں آج کل تبلیغی پارٹی کا بہت زور ہے

## اشوال ۱۳۸۹ھ دسمبر ۱۹۶۹ء پنجشنبہ

آج ہماری قیام گاہ یعنی احمد بخش صاحب سندھی کے مکان پر میلاد شریف کی مجلس ہوئی۔ جس میں نعمت خوانی کے علاوہ ہماری تقریر ہوئی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ کبریہ منظمہ ہے خدا کا گھر حضور کا آستانہ ہے خدا کا در۔ گھر کی نعمتیں در سے مٹی ہیں جو در چھوڑ کر چھت سے کوڑا گھر میں جاتے وہ چور ہے بجائے بھیک کے سزا پائے گا۔ نیز خود گھر والے سے ملاقات در پر ہوتی ہے۔ نیز در پر زخ کبری ہے اندر اور باہر کا۔ جو باہر سے اندر پہنچے وہ در سے اور جو اندر سے باہر آئے وہ در سے گنہگار رب تک پہنچیں وہ یہاں سے اور رب کی رحمتیں گنہگاروں تک پہنچیں وہ اسی راستہ سے :- متشعر

خدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مقدر مقرر،  
جو وہاں سے ہو ہیں آگے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

جمیل صاحب شہر قپوری نے اپنی قیام گاہ پر ہماری دعوت کی بہت پر تکلف کھانا پھل وغیرہ کھلائے، وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی تینوں سلام پڑھ کر پھر حضور انور پر اس طرح سلام پڑھے کہ مواجہ شریف ہیں حضور کے سامنے کھڑا ہو۔ یہ آیت دو ۲ نھم ۲ از ظلموا ۲ نفسھم ۲ الخ پڑھے پھر نَفَذْ جَاءَ كَمْ رَسُولٍ ۲ الخ پھر ان ۲ اللہ وصلات کنتہ ۲ الخ پھر صلی ۲ اللہ علیک یا سید کی یا رسول اللہ ۲، بار پڑھے پھر یہ دو شعر پڑھے

يَا حَيُّ مَنْ دَفَنْتَ بِالْقَاعِ اعْظِمِي !!      فطاب من طيبين من القاع والاعلم  
نفسی فد امر القبر انت ساکنی      فیہ الوقات فیہ المجد والکرم



پھر عوامانگے ۲۱ نشستے ۲۱ لکھ قبوں ہوگی۔ چنانچہ آج سے ہم نے یہ عمل شروع کر دیا۔ آج شب یعنی شب جمعہ کو باب ۱۱ و ۱۲ میں دین محمد صاحب کے ہاں جلسہ کیا رہو جس شریف ہوا جس میں نعت خوانی کے بعد ہماری تقریر ہوئی۔ ہم نے حضرت ادریاء اللہ اور گیارہویں شریف کی اصل حضور غوث پاک کے فضائل پر مدلل تقریر کی! بہت مجمع تھا۔ نہایت ہی لطف آیا بعد میں حاجی دین محمد صاحب نے پلاؤ اور فرنیس کے حاضرین کو کھلائی۔ بہت ہی لذیذ تھیں۔ آج محمد میاں مصطفیٰ نیماں اور نظام علی شاہ کے خطوط آئے محمد میاں کے خط میں مولوی مرزا محمد بشیر صاحب کا بھی پرچہ ہے۔ ان سب نے بڑے درد و سوز و گداز سے حضور انور کی بارگاہ میں سلام اور درخواست حاضری دی ہے۔ ہم نے ان سب کی درخواستیں اور سلام بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے ہیں۔

### ۱۲ اشوال ۱۳۸۹ھ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء شنبہ

آج بعد نماز عصر ہم کو حاجی غلام حسین اپنے باغ میں لے گئے آج ہی انہوں نے ایک کالڈرائی ہزار ریال میں خریدی۔ اس سے پہلے ان کے پاس چار موٹریں اور تین بیپانچریں خریدی۔ اس میں ہم کو وہ لے گئے ان کا باغ پچاس بیگہ میں ہے احد شریف کے دامن میں ہے اس میں کجوریں۔ انار، گور وغیرہ لگائے ہیں۔ بسین یعنی بگری کا چارہ لگایا ہوا ہے۔ ٹیوب ویل ستر ہاتھ گہرے کنویں میں لگایا ہے۔ عجیب دلکش نظارہ ہے۔ حرم شریف دوسرے نظر آتا ہے۔ غرضیکہ عجیب و غریب منظر ہے بعد نماز نماز مغرب ہم حرف شریف میں واپس پہنچے۔ نماز مغرب ادا کی۔

### ۱۴ اشوال ۱۳۸۹ھ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء شنبہ

آج پانچ بجے صبح بینی نماز اشراق کے بعد الحاج احمد بخش صاحب و ڈیرے کے ہاں عورتوں کا جلسہ عید میلاد منقذ ہوا۔ جس میں گجرات کی چند نعت خواں

سیدوں نے نعت خوانی کی۔ اور بر خورداری و نور چینی پر دین اختر نے بہت اچھی تقریر کی۔ جس میں آیات و احادیث سے ثابت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کے نبی ہیں۔ حضور کی حکومت ساری خدائی پر جاری ہے۔ بعد قیام سلام حاجی احمد بخش صاحب کی طرف سے بالوشاہی تقسیم کی گئی۔ یہ مجلس مدینہ منورہ میں عورتوں کی پہلی مجلس ہے خدا کے کہ مدینہ منورہ میں یہ مجلس جاری ہو جاویں۔ ایک نعت خواں سردار بیگم نے جو گجر نوالہ کی رہنے والی ہے بہت اچھی نعتیں پڑھی :-

### ۱۸ اشوال ۱۳۸۹ھ ۲۴ دسمبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا عرس ہوا۔ جس میں اول تلاوت قرآن مجید پھر نعت خوانی پھر ہماری تقریر ہوئی۔ ہم نے عرس کے معنی اس کا مقصد شہید کے تین معنی۔ حاضر، گواہ۔ مشاہدہ کرنے والا عالم پر مطلع پھر حیات شہداء پھر نبی اور شہید کلمات میں فرق پھر یہ کہ نبی کی حیات بعد وفات ایسی کامل ہے کہ ان کی ازواج سے کسی کا نکاح درست نہیں۔ ان کی میراث تقسیم نہیں۔ ان پر مدلل تقریر کی بہت لطف آیا۔ اس ضمن میں ذکر کیا کہ نبی اور شہید کی زندگی مقید نہیں کہ کسی جگہ وہ بند ہوں بلکہ مطلق ہے کہ عالم میں ہر جگہ سیر کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملتے ہیں :- قُلْ تَدْعُوْنِیْ مَوْتًا وَّ اٰیۃً کَرِیْمًا یُّرْسِلُہٗمُ یَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاُولٰٓئِکَ یُحْسِنُوْنَ

من قبلک من رسلنا اجعلنا من رءوٰی حسن الباقی بعدون سے اور صلیت تجو  
اوداع کراس جنگل میں حضرت یونس علیہ السلام تلبیہ پڑھتے ہوئے اور فلاں جنگل میں موسیٰ علیہ السلام تلبیہ پڑھتے گذر رہے ہیں ان سے استدلال کیا :- آج شام بعد نماز عصر رضو در دار ظفر علی خان پینچ گئے یہ راجہ سے مدینہ منورہ ہسپتال میں سہاری طور پر بھیجے گئے ہیں بہت خوشی ہوئی!

## ۲۱ شوال ۱۳۸۹ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۶ء دو شنبہ

آج صبح چار بجے یعنی نو اشراف ہمارے قیام گاہ میں الحاج سید حسین شاہ صاحب گوجر خان والے کی طرف سے میلاد شریف ہوا۔ جس میں ہماری تقریر ہوئی۔ جمع اچھا تھا۔ ہماری تقریر کا خلاصہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان انسانوں کو ملانے آئے جنہیں زبان، ملک، غذا، لباس نے جدا کر دیا تھا۔ اور یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دینے آئے، پھر اس پر آیات و احادیث پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے دینے ہی کو آئے ہیں۔ بعض مخلوق دینے کو آئے ہیں بعض لینے کو۔ سورج بادل دینے کو آئے۔ بعض زمینی باغات کو دیکھ کر بہت لطف آیا۔ پھر حاجی احمد بخش صاحب نے اعلان فرمایا کہ جب تک مفتی صاحب یہاں ہیں تب تک ہر دو شنبہ کو مفتی صاحب کا وعظ ہوا کرے گا۔

## ۲۳ شوال ۱۳۸۹ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۶ء چار شنبہ

آج بعد نماز عصر ہم ترکی کتب خانہ دیکھنے جا رہے تھے ظفر علی خاں ہمارے ساتھ تھے کہ اچانک ہم کو سیٹھ آدم جی اور ان کے بھائی عبدالغفور صاحب کراچی والے ملے۔ بولے کہ ہم نے احد شریف کے لیے کار کر لی ہے آپ بھی چلو ہم اور ظفر علی خاں شیدائی سیٹھ احمد امین بیرسٹران کے ساتھ احد شریف حاضر ہوئے۔ عجیب منظر تھا۔ اور سید شہداء امیر حمزہ مصعب ابن عمیر۔ عبداللہ ابن عیش رضی اللہ عنہم کے مزارات پر جو کہ ایک ہی احاطہ میں ہیں فاتحہ پڑھی پھر اس حالت کے باہر تقریباً پانچ لاکھ پر دوسرے شہداء کے مزارات ہیں وہاں فاتحہ پڑھی۔ پھر خاص احد شریف پر گئے۔ وہاں راستہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہونے کی جگہ جہاں چھوٹی سی مسجد ہے، حاضر ہوتے۔ پھر وہ تھیں جس میں سر کا نشان ہے وہاں پہنچے پھر احد شریف

پر چڑھ گئے۔ جہاں حضور انور نے احد شریف چند روز قیام فرمایا۔ وہاں حاضر ہوئے راستہ میں واپسی پر مسجد سبقتی، الجیل یا تینہ و داع دیکھی، پھر حرم شریف واپس ہوئے۔ یہاں نماز مغرب کی دوسری رکعت ہو رہی تھی بہت لطف آیا۔ آج رات حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب سے ان کے بوٹل فنڈق طیبہ میں ملاقات کی، بہت بزرگ آدمی ہیں :-

حضرت مولانا بزرگوں کی اولاد سے ہیں۔ اس بوٹل کے واحد مالک ہیں، بڑی محبت سے پیش آئے۔ چونکہ آج بدھ بچی تھا اور پاکستانی حسابے شوال ایس ۲۱ تاریخ بھی جو کہ غزوہ احد کی تاریخ وہمینہ ہے اس لیے آج زیارات امیر حمزہ و شہد احد بہت ہی روحانی ایمانی لذت و سرور کا باعث ہوئی :-

۲۴ شوال ۱۳۸۹ھ یکم جنوری ۱۹۶۹ء پنج شنبہ

الحاج غلام حسین صاحب مالک پاکستانی بوٹل کے گھر پر مجلس میلاد شریف منعقد ہوئی۔ جس میں بہت کافی مجمع تھا۔ اولاً تلاوت قرآن مجید پھر دو نعمتیں ہوئی پھر ہماری تقریر ہوئی ہم نے یا ایہا بنی ۲۱ و ۲۲ سلسلہ شاہد ۲ پر تقریر کی۔ سوا گھنٹہ تقریر جاری رہی جیہندہ کے مختلف مقاصد۔ نبی کے تین معنی اور رسول کے دو معنی ۲ اور مرسیل کے دو معنی پر تفصیلی گفتگو کی کہ نبی کے معنی ہیں۔ خیر الایمانی خبر دینے والا۔ خیر رکھنے والا۔ خیر لینے والا رسول کے معنی ہیں فرمان رسال اور فیضان رسال۔ کچھ عمرہ و حج کے مسائل بیان کئے۔ بہت ہی لطف رہا :-

۲۶ شوال ۱۳۸۹ھ ۳ جنوری ۱۹۶۹ء شنبہ

آج قبل مغرب حرم شریف میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

کے دو طالب علم عبدالکریم نجدی اور زبیر طائفی سے ہماری ملاقات ہوئی۔ جن کے پاس حدیث کی ایک کتاب سبیل السلاصہ شرح بلوغ المرام تھی۔ جامعہ والوں کا خیال ہے کہ قرآن و حدیث ان کی طرح کوئی نہیں جانتا۔ ہم نے پوچھا کہ کیا آپ حضرات حدیث پڑھتے ہیں بوسے ہاں۔ ہم گہا کہ کیا میں ایک بات آپ سے پوچھ سکتا ہوں۔ بوسے ہاں۔ ہم گہا کہ حدیث اور سنت میں کیا فرق ہے بہت سوچ کر بوسے کہ حدیث کے معنی ہیں بات کلام اور سنت کے معنی ہیں طریقہ۔ ہم نے کہا کہ میں ان کے لفظی معنی نہیں پوچھتا۔ بلکہ ان کے مصداق میں فرق پوچھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیکم بسنتی یہ نہ فرمایا علیکم بحدیثی حضور انور کی نگاہ شریف میں ان میں کیا فرق ہے جب ہم نے پوچھا تو فرمایا پوچھو گئے کہ فرق زبنا سکے۔ ہم نے کہا کہ! آپ اپنے سارے اوتادوں سے پوچھ کر کہی اسی وقت اسی جگہ تشریف لادیں اور ہم کو فرق بتاویں۔ بوسے بہت اچھا۔ وہ بولا آپ بتائیے کہ حدیث قدسی اور قرآن میں کیا فرق ہے ہم نے کہا کہ قرآن مجید کا مضمون اور الفاظ سب رب تعالیٰ کے ہیں۔ مگر حدیث قدسی کے مضامین رب تعالیٰ کے ہیں اور الفاظ حضور انور کے اپنے ہیں۔ اس لیے! اس سے احکام شرعیہ ثابت ہوتے ہیں مگر اس کی تلاوت نماز میں نہیں ہوتی۔ اس پر وہ کوئی اعتراض نہیں دیکر سکے :-

۲۸ شوال ۱۳۸۹ھ ۵ جنوری ۱۹۶۹ء دو شنبہ

آج ہماری قیام گاہ یعنی حاجی ڈیرے صاحب کے گھر پر میلاد شریف ہوا۔ جس میں ہماری تقریر ہوئی رسول کے سنی کالیفہ ہم نے عرض کیا بہت مبارک مجلس رہی۔ پھر ابو شریف کی حاضری کا پروگرام بنایا۔ میں ۲۰ آدمی کا قافلہ بنا۔ میرے قافلہ حاجی فضل الرحمن صاحب مقرر ہوئے۔ سردار قافلہ الحاج صالح سعید جیدری صاحب مقرر ہوئے، پھر اچانک ہم گھر پڑے۔ ہاتھ میں سخت چوٹ آئی۔ غلام رسول مدنی سندھی نے دیکھ کر کہا کہ کوئی کی ہڑی ٹوٹ گئی :-

مگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ بات درست نہیں تھی۔ بہ بہر حال۔ ہافض باندھ دیا۔

۲ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء شنبہ

## بدر اور ابواء کی حاضری

ہم بہت روز سے کوشش میں تھے کہ بدر شریف اور

ابواء شریف کی حاضری میسر ہو۔ بدر کی حاضری تو آسان تھی۔ کیونکہ اس درمیان میں کوئی بڑی نہیں تھی ابواء کی حاضری مشکل تھی کیونکہ بدر کے بعد مستواہ سے پہلے ایک چوکی مفرق میں بہت سختی ہے، ہے مفرق وہ جہاں ہے سے بیوی کو مفرق نکلتی ہے۔ یہاں سخت مرکز تفتیش ہے۔ وہاں کے افسر کا نام ابراہیم ہے وہ ہمارے دوست حاجی صالح صاحب کا خاص دوست ہے حاجی صالح باوجود اپنی سخت ڈیوٹی کے ہمارے ہمراہ ہوئے۔ برغور دار عزیز مغوی پوراے

سید عمر شاہ صاحب سدا اتفاقاً جدہ سے کار میں آئے تھے وہ بھی ہمارے ہمراہ اس طرح ہوئے کہ کچھ کو میری بیوی کو حمیدہ بیگم کو اور حاجی صالح مولانا فضل الرحمن بن مولانا ضیاء الدین صاحب کو اپنی کار میں سوار کریں۔ ہمارے باقی مسافر سے ساتھی بس میں سوار ہوئے۔ بس تین سو ریاں میں کی تھی۔ آج ہماری عید ہے۔ حاجی غلام حسین صاحب نے ہم کو دو بیکر گوشت اپنے ہوٹل سے کچا کر ہمارے ہراہ کر دیا۔ ہم بعد نماز اشراق مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے چار گھنٹہ میں بدر پہنچے، مگر وہاں ٹھہرے نہیں۔ سیدھے مستورہ پہنچے۔ وہاں سے رہبر ساتھ لیا بیس ریاں میں وہاں حاجی عمر شاہ کی کار خراب ہو گئی۔ وہ مستورہ چھوڑی اور ہم نے ان کو اپنے ہمراہ لیا اور ابواء روانہ ہو گئے۔ عصر کے قریب ابواء شریف پہنچ گئے۔ اور بارش شروع ہو گئی۔ مزار مقدس پہنچے تو بارش اور

بھی تیز ہو گئی تھوڑی کسی کو اس کی پڑاؤ نہ ہوئی۔ حاجی سیٹھ محمد حسین صاحب نے اولاً  
ختم شریف پڑھا۔ پھر نعت شریف سب نے مل کر پڑھی۔

یا اَمَنَّةَ بِنْتِ اَبِي سُبْحَانَ مَنْ اَعْطَاكَ  
يَحْمَلُكَ مُحَمَّدٍ رَبِّ السَّمَاوَاتِ  
يَا مُصْطَفَى سَعْدِ وَاغْلَبِ لَمَّا حَمَلْتِ فِي رَاحِلِ  
اِمَّا تَرَى مِنْهُ لَعِبِ هَذَا بِنْتِي ذَا لِي  
يا اَمَنَّةَ بِنْتِ اَبِي

شُعْبَانَ شَهْرُ تَارِيں يَا مُصْطَفَى الْغَدَا نَابِ  
رَمَضَانَ جَاءَ بِاِمَانٍ وَحَسَنِكَ وَاَفَاكَ  
يا اَمَنَّةَ بِنْتِ اَبِي

شَوَّالَ شَهْرٍ رَابِعٍ وَالنُّورَ مِنْهُ سَا طِعِ  
وَالْخَيْرَ فِيهِ تَابِعِ وَرَبِّي هَيَّا لِي  
وَوَالْقَدْرَ جَاءَ بِاَبِي تَوْفَا وَشَرَّفَا بِاَلْمُصْطَفَى  
وَرَبِّي عَنْكَ عَفَا وَاللَّهِ قَدْ اَعْطَاكَ  
يا اَمَنَّةَ بِنْتِ اَبِي

ذُو الْحِجَّةِ سَادِسُ شَهْرٍ يَا اَمَنَّةَ يَا اِسْتِثَارَكَ  
اللَّهُ - يَجْمَعُ شَمْلَكَ يَا السَّيِّدَ وَاَفَاكَ  
يا اَمَنَّةَ بِنْتِ اَبِي

وَقَحْوَرُ شَهْرٍ هِنَا وَمَا تَرَى مِنْهُ عِنِّي  
وَحَضَى قَلْبِكَ بِاَلْمَنَّا وَعَمَّتْ بِهِ وَاِنِّي اَبِي  
يا اَمَنَّةَ بِنْتِ اَبِي

وَفِي الصَّفْرِ شَاءَ الْخَيْرُ بِذِي الْيَقِي الْمَفْتَحُ  
مَنْ اَجَلَهُ شَقَّ الْمَقْمَرُ قَالَهُ قَدْ اَعْطَاكَ

وَفِي الرَّبِيعِ الْأَوَّلِ      وَوَلِدَ الْحَبِيبِ الْمُرْسَلِ  
يَا أَمِنَهُ فَتَجَنَّبُوا      قَالَتْهَا قَدْ هُنَاكَ

يَا أَمِنَهُ بَشْرَاكَ

وَلِدَ النَّبِيِّ مَخْتُونًا      مَكْحَلًا مَوْهُونًا  
وَاحَابِبٍ مَقْرُونًا      وَحَسَنَهُ وَاقَاكَ

يَا أَمِنَهُ بَشْرَاكَ

هَذَا نَبِيُّ الْأَمَّةِ      قَدْ جَاءَكَ بِأَرْحَمَةٍ  
يَسْتَوْفَى لَلْجَنَّةِ      بِضَعْبَتِهِ الْأَفْلَاكِ

يَا أَمِنَهُ بَشْرَاكَ

صَلُّوْا عَلَى الْمَخْتَارِ      وَصَا الْأَنْوَارِ  
وَسَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ      فَهُوَ بِنَبِيِّ الْأَنْبِيَاءِ

يَا أَمِنَهُ بَشْرَاكَ

اس کے بعد ہماری لکھی ہوئی منقبت پڑھی۔ دیون سالک  
صدقہ ہوں تم پر دل و جان آمنہ

تم محمد کی زمین ماں آمنہ

بارش ہوتی رہی نیز اور یہاں سب لوگ بھیگتے ہوئے باقاعدہ میلاد  
شریف پڑھتے رہے۔ تقریباً سوا گھنٹہ حاضری رہی۔ پھر وہاں سے روانہ  
ہوئے۔ میٹھالی پہلے تقسیم ہوئے۔ جہاں موٹر گھڑی تھی۔ وہاں وضو کر کے نماز  
عصر پڑھی۔ واپس روانہ ہوئے۔ منفرد ہیں اگر معلوم ہو کہ آگے راستہ بند ہے  
بارش نے سڑک کاٹ دی ہے۔ رات وہاں ہی گزاری۔ ایک چار پائی کے  
فی رات دو ریال دیئے میرے کبل بھیگے ہوئے تھے۔ نیند بہت کم  
آئی۔ صبح کو بارش اور کسی اور راستہ سے ہم کو بدلا لیا :-



## ۵ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ جنوری ۱۹۰۰ء بکھینہ

آج حاجی محمد حسین صاحب رمزد کے مکان پر ہم نے قیام کیا۔ یہ مکان بدر میں مسجد عیشیں اور مسجد نصر سے متصل ہے۔ حاجی صاحب نے ہم سب کی دعوت کی چاول اور مچھلی سے۔ ہم لوگوں نے آج زیارات کیں۔ سب سے پہلے شہداد جہد کے مزارات پر حاضری دی۔ میلاد شریف پڑھا نا تحریحی پھر بدر کا کنواں چاہ بدر دیکھا پھر نزلوں کا لوگوں کی جگہ کی زیارات کیں۔ واپسی پر کھانا کھایا۔ پھر نماز ظہر مسجد عیشیں میں ادا کی۔ وہاں ہی عصر و مغرب پڑھی۔ مسجد عیشیں رات کو کھلی رہتی ہے۔ وہاں سونے کی اجازت ہے ہم میں سے اکثر لوگ تو حاجی رمزد صاحب کے مکان پر سوتے مگر ہم تھوڑے اسی مسجد عیشیں میں سوتے۔ وہاں تہجد ادا کی۔ شب دوشنبہ تھی۔ بہت ہی لطف آیا۔ خدا کا شکر ادا کیا۔

## ۵ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ جنوری ۱۹۰۰ء دوشنبہ

آج شب کو سیٹھ رمزد صاحب کے مکان واقع بدر میں حاجی صاحب نے میلاد شریف کیا۔ نعت خوانی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد ہم نے میلاد شریف بیچے واقع بدر نفیصل کے ساتھ بیان کیا رات مسجد عیشیں میں گزارا صبح سے ہی راستہ کھلنے اور مدینہ منورہ جانے کا انتظار کیا آج صبح ہم نے ناشتہ اُن روٹیوں سے کیا جو پر سوں مدینہ منورہ سے لائے تھے۔ روٹیوں میں کوئی خرابی نہ تھی۔ شوق سے کھائیں پھر دوپہر کو سب کی دعوت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے کی انہوں نے گوشت خود پکا یا۔ روٹیاں بازار سے منگائیں۔ ایسا لذت نساں اس سے پہلے کم کھایا تھا۔ بعد نماز ظہر میں کرا راستہ کھل گیا۔ ہم لوگ خوشی خوشی مدینہ منورہ روانہ ہوئے راستہ آگرتہ لگا کر سیلانے راستہ پر کھلے اڈا دیئے ہیں۔ تین بسیں ٹولی ہوئی

پڑی تھیں۔ چار حاجی ہلاک ہوئے۔ مال بہت برباد ہوا۔ آٹھ حاجی زخمی ہوئے۔ راستہ میں لاکھوں سے بسیں چل رہی تھیں۔ ایک جگہ ہماری بس کو حادثہ ہوتے ہوئے پچا ۱۲ گھنٹے نے فضل کیا۔ نمازِ مقرب راستہ میں ادھر کی عشا سوا کے بعد مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حرم شریف ابھی کھلا ہوا تھا۔ ہم نے پہلے سلام پڑھا پھر نمازِ عشا ! ریاض الجنۃ میں ادا کی پھر سورہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ان زیارات سے شرف کیا :-

۱۸ ذیقعد ۱۳۸۹ھ ۲۵ جنوری ۱۹۷۰ء اتوار

جو کچھ بفضلِ تعالیٰ حج کا زمانہ قریب ہے اس لیے حجاج کی کثرت ہو رہی ہے مدینہ منورہ میں بہت چہل پہل ہے دن بدن رونق بڑھ رہی ہے

### حضور انور کا معجزہ رب تعالیٰ کی قدرت

ہم نے اپنے ہاتھ کا ایک رسے کر لیا۔ تو معلوم ہوا کہ کلائی کی ہڈی کہنی کے قریب ٹوٹ گئی ہے پھر مستشفی ننگ یعنی شاہی شفا خانہ کے ڈاکٹر محمد سیر کو دکھایا۔ انہوں نے فرمایا کہ دو دن ہسپتال میں داخل رہو۔ پھر اقرار نامہ لکھ کر دو کہ ہم نے ہاتھ پر پلاسٹر کرنا ہے پھر ہم پلاسٹر لگائیں گے کندھے سے پہنچے تک ڈیڑھ ماہ تک پلاسٹر رہے گا جس سے ہاتھ لوہے کی سلاح کی طرح رہے۔ پھر بھی درست ہو یا نہ ہو یقین نہیں۔ ہم نے کہا کہ حج کا زمانہ قریب ہے ایسی حالت میں ہم حج کیسے کریں گے۔ پھر تم سوچ لو۔ طبیعت بہت پریشان ہوئی۔ اپنے آقا کے آستانہ عالیہ پر عرض کیا کہ اے حضرت عبداللہ ابن عقیق کی بیٹی کی ٹوٹی ہوئی جوڑ دینے والے آقا۔ حضرت مخوم بن عفر اکا کٹا ہوا بازو سب مبارک سے جوڑ دینے والے مولانا میری ٹوٹی ہوئی بھی جوڑ دو۔ کیا میں مدینہ منورہ میں آکر بھی ڈاکٹروں کے پاس جاؤں۔ آپ سے بڑا حکیم کون ہو گا یہ عرض کرنا

تھا کہ میرے آقا کی کرم نوازی ہو گئی۔ میرا ہاتھ بالآخر نہ درست ہے دیکھ لو اس  
ٹوٹے ہاتھ سے لکھ رہا ہوں لطف یہ ہے کہ پیر کے دن ہم کو یہ حادثہ پیش آیا۔  
اور ہفتہ کے دن ابو شریف گئے۔ وہاں سخت بارش میں ڈیڑھ گھنٹہ کھڑے رہے،  
خوب بھیگے کپڑوں میں منزل مفرق میں ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
ہاتھ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ اللہ کی قدرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور صلابت تہمت کی

۲۰ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ، ۲ جنوری ۱۹۷۰ء شنبہ

آج الحاج نذر محمد صاحب ولد چراغ دین صاحب نے اپنی اہلیہ اور  
چھ ساتھیوں کے بجزیرت تمام مدینہ منورہ پہنچے۔ انہوں نے وزیر آباد اسٹیشن  
پر دعا کرائی تھی کہ عرفات میں ہمارا ان کا ساتھ ہو۔ اللہ نے اپنے کرم سے دعا  
قبول فرمائی۔ آج تلاش کرتے ہوئے۔ ہم کو ہمارے مکان پر پایا۔ یہاں  
محافل میلاد شریف خوب ہو رہی ہیں۔ بہت رونقیں ہوتی ہیں :-

۲۳ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ، ۳ جنوری ۱۹۷۰ء جمعہ

آج شب حاجی غلام حسین کے ہاں میلاد شریف ہوا جس میں ہماری تقریر تھی،  
یہاں محافل میلاد بہت ہو رہی ہیں آج جمعہ کی نماز اس شان کی ہوئی سبحان اللہ  
سارا حرم شریف پر تھا۔ باب عمر کے سامنے حیدر اچھدری کے دفتر تک اور تمام  
دروازوں کے سامنے سڑکوں گلیوں۔ مکان کی چھتوں مسجد قبائلی گلیوں میں نمازی  
بیٹھے تھے۔ آج کل مدینہ منورہ میں امریکی۔ افریقی۔ جاوی۔ مصری۔ الجزائر  
میبوس۔ سرائی۔ پاکستان۔ ہندوستان۔ انگلینڈ وغیرہ ممالک کے حجاج  
کے ہجوم ہیں۔ ہرزبان و بے اپنی اپنی زبانوں میں سلام اور عرض معروض کرتے  
ہیں۔ بہت انگریز اپنی زبان انگریزی میں مسائل حج اور سلام کے ترجمے لے  
ہوئے ہیں۔ حرم شریف کا عجیب نظارہ ہے، آج بعد نماز جمعہ دعوائی میں

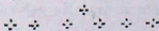
عبدالحمید صاحب کے ہاں ہماری اور مولانا الحاج محمد شفیع صاحب کی دعوت  
 طعام ہوئی۔ عصر کے وقت واپسی ہوئی۔ ایک صاحب اللہ یار صاحب ؛  
 بہاؤ پوری نے حضرت ماشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دو مشہور شعر پڑھے  
 لطف آگیا :-

لَنَا شَمْسٌ وَبِلَاحِهَا فَاقِ شَمْسٌ ،  
 وَشَمْسِي خَيْرٌ مِنْ شَمْسِ السَّمَاءِ  
 فَإِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ صَبْحِ ،  
 وَشَمْسِي تَطْلُعُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء جناب صدیقہ کے حجرہ میں تشریف لے جاتے  
 تھے۔ تب آپ پڑھا کرتی تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا :-

۲۵ ذیقعد ۱۳۸۹ھ یکم فروری ۱۹۷۰ء یکشنبہ

آج ہمارے داہنے ہاتھ پر سخت درم اور چھوٹے چھوٹے دانے نمودار ہو گئے۔  
 جن سے پانی ٹپکتے لگا۔ سخت تکلیف ہوئی۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہمارے سچوٹ  
 نودہ ہاتھ پر لڑکا لگا دیا اور سے ربڑ کی بوتل سے سینک کیا جس کی گرمی کا نتیجہ یہ ہوا،  
 پھر ہم انجن خدام اجنبی کے ہسپتال میں گئے۔ جہاں حاجی الطاف حسین چاٹھاگام سے  
 کیونڈر بن کر آتے ہیں۔ مگر ہسپتال بند ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر حبیب احمد کراچی جو اس  
 ہسپتال کے انچارج ہیں۔ ملے۔ وہ بولے کہ بعد عصر آپ آئیں۔ ہم بعد عصر گئے :-  
 ڈاکٹر صاحب نے ایک تپلی دوا لگانے کو دی۔ مگر الطاف حسین نے کہا کہ اس دعا  
 سے فائدہ نہ ہوگا انہوں نے ایک پاؤڈر دیا کہ یہ خشک کرے گا۔ واقعی ڈاکٹر صاحب  
 کی بالکل بیکار ثابت ہوئی۔ خشک پاؤڈر نے فائدہ دیا :-



## صلوٰۃ و سلام

جو یہ سال عرض کیا جاتا ہے :-

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

یا نبی اللہ

یا حبیب اللہ - یا خیر خلق اللہ - یا نریزہ عمر شمس اللہ - یا نبی اللہ

یا جمال ملک اللہ - یا قاسم رزق اللہ - یا مالک کلمات اللہ

یا نور من نور اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک

یا سید المرسلین - یا امام المتقین - یا اشرف الاولین والآخرین

یا محبوب رب العالمین یا قائد الغر المحجلین یا محب الفقراء

و الغر رباء و المساکین - یا خانم النبیین - یا شفیع المذنبین

یا رحمہ للعالمین - یا صاحب الخلق العظیم - یا نعصۃ اللہ

علی المؤمنین یا منۃ اللہ علی المؤمنین - یا رحمتہ اللہ علی العالمین

یا رحمتہ العاشقین - یا صراط المستقیمین یا شمس العارفین

یا صراط الساکین یا مصباح المقربین - یا من کان نبیا و آدم

بین الماء و الطین

الصلوٰۃ والسلام علیک

یا سید الکونین - یا نبی الحرمین - یا امام القبلتین

یا وسیلتنا فی الدین - یا صاحب قاب قوسین یا محبوب

رب المشرقیین و المغربین - یا جدر المحسن و العبین -

یا مولانا و مولیٰ المثلثین - یا نرین الذین یا منرہا من

کل عیب و شین - یا قرۃ العین یا منرہا من کل عیب

وشیین :-

الصلوة والسلام عليك

يا سلطان الانبياء - يا امام الاتقيا - يا سيد الاصفياء  
 يا سند الاولياء يا مجيم الرجايا صاحب الجود والعطاء  
 يا امامي الذنوب والخطا يا مستريحة في القبة الخضراء  
 يا خاتم الانبياء -

الصلوة والسلام عليك

يا رب الله المكنون يا سر الله المخزون  
 يا قرة العيون يا عالم ما كان وما يكون :-

الصلوة والسلام عليك

يا صاحب التاج :- :- :- يا صاحب المعرۃ ح  
 يا ركب البراق يا محتر الله الطبايق  
 يا صاحب المعجزات :- :- :- يا صاحب الدلالات

يا صاحب الاشارات

الصلوة والسلام عليك

يا مزل - يا مدثر - يا شبير - يا نذير - يا سر اجامينو - يا نور  
 يا طم ولسين وغلى وعلى آلك الطيبين واصحابك الطاهرين  
 وازواجك الطاهرات امهات المؤمنين رضوان الله  
 عليهم جميعين :-

السلام عليك ايها النبي الكريم .. البروف الرحيم

المطاع الامين ورحمة الله وبركته .. السلام عليك ايها الرسول

الاکرم و النبي الاعظم - سيد العرب و بعجم و رحمة الله وبركاته

يَا رَسُولَ اللَّهِ - يَا نَبِيَّ اللَّهِ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ  
 يَا حَسْبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ عَبْدٌ وَرَسُولٌ رَسُولٌ نَبِيٌّ وَأَمَانَةٌ -  
 وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ - وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغَمَّ وَجَاهَدْتَ  
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ - وَعَبَدْتَ اللَّهَ مِنْ أَتَاكَ الْيَتِيمِينَ - جِزَاكَ اللَّهُ  
 تَعَالَى عَنَّا وَمَنْ وَالِدَيْهِ وَعَنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ  
 خَيْرَ الْجَزَاءِ

## حضرت ابو بکر صدیق

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلَ الْخَلْقِ أَوْ أَوَّلِ الشُّدَّيْنِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا تَابِعَ  
 الْعَالَمِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْبَيْتِ الْأَمْصُطَفِيِّ يَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ يَا مُتَّقِي  
 يَا أَجْزَلَ الْخَلْقِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ بِالْتَمَقِّيقِ - يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ  
 فِي الْغَارِ - يَا رَبِيقَ رَسُولِ اللَّهِ فِي الْحَضْرَةِ وَالْإِسْفَارِ فِي الْقَبْرِ  
 يَا أَمِينَ رَسُولِ اللَّهِ فِي الْأَسْرِ يَا ثَانِي الْاِثْنَيْنِ إِذْ هَمَّ فِي الْغَارِ  
 يَا مَنْ اِتَّقَيْتَ مَالَكَ كُلَّهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَا مَنْ تَخَلَّلْتَ بِالْعِبَادِ ...  
 يَا مَنْ قَالَ نَبِيَّ حَقِّمِ رَسُولِي إِنَّ أَمَّنَ النَّاسَ عَلَى كَيْ مَالِهِمْ وَنَفْسِهِمْ :-  
 أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَا مَنْ قَالَ فِي حَقِّكَ الْبَنِي الْأَكْرَمَ وَكُنْتَ  
 إِتَّخَذَ أَخِيلاً غَيْرَ رَبِّي لِأَتَّخِذَ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلاً وَكَانَ خَلْتَهُ  
 الْإِسْلَامَ يَا مَنْ قَالَ فِي حَقِّكَ الرَّسُولَ الْمُبْرَكِ الْعَظِيمِ لَا يُقْبَلُ فَوْقَهُ  
 فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا فَوْقَهُ أَبِي بَكْرٍ



## سَلَامٌ عَلَىٰ عِلْمِ الْفَارُوقِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَانِيَ الْخُلَفَاءِ السَّرَّانِيَّةِ الشَّهِيدِينَ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا تَاجَ الْعُلَمَاءِ الْعَالَمِينَ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَىٰ يَا سَيِّدَنَا عَمَلِينَ  
 الْخَطَابِ - يَا ثَبِيثَ الْمُحَرَّبِ يَا نَاطِقَ بِالصِّدْقِ وَالْحَقِّ  
 وَالصُّوَابِ وَاتَّقِ رِيبِيهِ بِالْوَحْيِ وَالْكِتَابِ يَا فَا رُوقَ  
 الَّذِي فَرَّقَ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِسْلَامِ يَا مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ إِيْمَانٍ  
 وَالطَّغْيَانِ - يَا مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُنَافِقِينَ  
 يَا زُرْعِيوْنَ الْمُؤْمِنِينَ يَا غِيْظَ قُلُوبِ الْمُنَافِقِينَ يَا غَا زِرِي  
 الْإِسْلَامِ يَا فَاتِحَ الْبِلَادِ الْكَسْرَ الْإِسْلَامِ  
 يَا نَاشِرَ مَظْهَرِ الْإِسْلَامِ - يَا الْبَاقِعِ الْبَادِ الْإِسْرَاحِ  
 الْإِسْتِثْمِ - يَا مَنْ قَالَ فِي حَقِّهِ سَيِّدَ الْبَشَرِ تُوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّهُ كَانَ عَمْرًا مِنْ دَلَّاقِي  
 حَقِّهِ سَيِّدِ الْإِسْلَامِ بَعْدِي - يَا مَتَمَّ الْأَرْبَعِينَ  
 يَا حَبِيبَ مَحْبُوبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
 دُونِكَ بِسَلَامٍ -

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَتِي رَسُولَ اللَّهِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَصْبُوِيَّ الْمُؤْمِنِينَ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمَامِي الْمُنْتَقِينَ  
 يَا صَهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَىٰ - يَا ثَبِيثَ رَسُولِ اللَّهِ  
 يَا زُرْعِيَّ رَسُولِ اللَّهِ - يَا أَصْبُوِيَّ رَسُولِ اللَّهِ  
 يَا صَفْوَتِي حَبِيبِ اللَّهِ - يَا مَعْلِيَّ رَسُولِ اللَّهِ يَا صَاحِبِي  
 رَسُولِ اللَّهِ فِي الْقَبْرِ وَالْحَشْرِ -



مُتَشَقِّقِينَ أَنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ جَزَاءَ مَا كَفَرْنَا بِهِ أَلَّا نَحْتَمِلَ فِيهِ جُنَاحَ ظَنِّهِ

۲۷ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

۲ فروری ۱۹۱۰ء دو شنبہ

آج ہماری قیام گاہ پر حسب سابق جناب الحاج احمد بخش صاحب سندھی میلاد شریف ہوا۔ جس میں حضرت مفتی محمد حسین صاحب سکھری نے ایسی شاندار تقریر کی کہ سُبْحَانَ اللَّهِ۔ آیتہ کریمہ پڑھی و دو انھم اذ ظلموا ۱۲ نوح اور فرمایا کہ حضور انور باذن اللہ و اعی اللہ میں دعا علیا امی اللہ باذنہ و سب اجماعاً اور اللہ تعالیٰ دعا علی الا۔ رسول اللہ ہے نیز حضور نے فرمایا کہ لوگو اللہ کے دربار میں آؤ۔ رب نے فرمایا کہ برادر بار رسول اللہ کا آستانہ ہے۔ جہاں سے میرے احکام۔ فرمان۔ فیضان سب جاری ہوتے ہیں، وہاں پہنچو غرضیکہ لطف آگیا۔

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

۲ فروری ۱۹۱۰ء دو شنبہ

آج ہمارے قیام گاہ پر صاحبزادہ محمد جمیل صاحب شہ پوری کی طرف سے میلاد شریف ہوا۔ جس میں ہم نے اور مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نے تقریریں کی۔ مولانا اوکاڑوی نے اس مضمون پر بہت نفیس تقریر کی کہ نجدیوں کو حضور انور نے قرآن الشیطان یعنی شیطان کا سنگ کیوں فرمایا۔ فرمایا کہ سنگ والا جانور ہمیشہ سنگ سے لٹتا ہے۔ چونکہ شیطان انہیں کے ذریعہ اللہ والوں سے لٹتا ہے۔ پیچھے سے زور سے لگتا ہے، جانور کے سارے اعضاء میں سخت تر عضو سنگ ہوتا ہے نجدی شیطان سے سخت تر ہیں۔ کہ شیطان نے کہا الا عبادک منہم المخلصین۔ بخیر! لوگ ہمیشہ مخلصین کے پیچھے ہی چلتے ہیں۔ نیز جب جانور کسی گھر میں جاتا ہے تو پہلے اس کے سنگ جاتے ہیں۔ پیچھے خود داخل ہوتا ہے۔ دونوں میں اس کے سنگ یعنی نجدی پہلے پھر شیطان غرضیکہ اچھی تقریر کی۔ بعد میں صاحبزادہ محمد جمیل صاحب

کی طرف سے پلاؤ۔ زردہ۔ تورمر۔ دھی۔ بہت لذیذ پیش کیا گیا۔ بہت لطف رہا۔  
 بعد نماز ظہر حضرت مفتی محمد حسین صاحب نے مجھے ایک درود شریف بتایا جو شفا  
 امراض کے لیے اگسیر ہے درود یہ ہے۔ اللہم صلی وسلم بارک  
 علی سیدنا و مولانا محمد طیب القلوب و درودنا و عافیة الابدان و شفا  
 ہا و نور الالبصار و صب اشد علی ۲۲ و صعبہ ۲۲ کما ۲۲ ۲۔

۳۰ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ

۲۹ ذی الحجہ جمعہ

آج ہم نے جمعہ کی نماز بیرون حرم میں جگہ کہاں۔ یعنی وہاں جانے کا راستہ ہی نہیں ملا۔  
 کسی نماز میں اتنا مجمع میں نے اپنی عمر میں نہ دیکھا۔ حرم شریف سے ہر جہاں طرف کئی  
 کئی فرلانگ تک نمازی ہی نمازی تھے۔ حتیٰ کہ جانب قبلہ کی دیوار کی جانب بھی  
 کئی فرلانگ تک یعنی امام صاحب سے آگے بھی نمازیوں کی صفوف تھیں۔ بعد نماز  
 جمعہ حافظ عبدالرشید صاحب کے ایک عزیز کے ہاں دعوت طعام تھی۔ وہ ہم کو  
 موٹریں وہاں لے گئے ان کا مکان مسجد تبا شریف کے راستہ میں ہے۔ کھانے میں کوفتے  
 اور بکریوں کے دودھ کی لسی رہی اور کڑھی بہت ہی لذیذ تھی۔ بریانی وغیرہ بھی بہت  
 لذیذ تھیں۔ حافظ عبدالعظیم صاحب ہم کو اپنی موٹریں مسجد قبلہ لے گئے وہاں میں  
 نے ہی نماز عصر پڑائی۔ پھر وہاں سے احد شریف جناب امیر حمزہ کے نماز شریف  
 پر حاضری دی۔ جمعہ کی آخری ساعتیں تھیں۔ امیر حمزہ کے نماز شریف پر انوار پر حاضری  
 خوب دعائیں مانگیں رب تعالیٰ قبول فرمائے بہت ہی لطف رہا۔ قبل مغرب حرم شریف  
 پہنچے اللہ اکبر لکھیں نمازیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ آخر کارٹرک پر رومال پچھا کہ مغرب  
 پڑھی پھر ستتین و نفل کھر میں ادا کئے :- :-

۲ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

۸ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ یکشنبہ

آج صبح ہم ایک سنی مدرسہ حفظ القرآن میں گئے جو سندھ رویشیہ مکان

عبداللہ صاحب امرتسری میں واقع ہے اس میں حافظ عبدالواحد صاحب مدرس ہیں  
چایس طلبا ہیں۔ اس مدرسہ کا نام مدرسہ حفظ القرآن اہلسہ ہے۔ یہاں اہل جمعہ  
پرائیویٹ ہوتا ہے جس کا تعلق حکومت سے نہ ہو۔ مدرسہ میں قریباً دس طلباء کو کھانا دیا  
جاتا ہے اس مدرسہ کے فارغ التحصیل حفاظ جگہ جگہ قرآن مجید حفظ کرتے ہیں رضوان  
شریف ہیں حرم شریف میں نوافل بھی ختم کرتے ہیں۔ ہم نے مدرسہ کو پچیس روپے پاکستانی  
اور بیس ریال بطور صدقہ دیئے۔ اس مکان میں حجاج کے رہائش کے لیے بیس  
کمرے بنے ہوئے ہیں، ان کمروں کے کرایہ سے مدرسہ کو بہت مدد ملتی ہے اگر حجاج  
صاحبان یہاں ٹھہرا کریں تو اچھا ہو گا۔ اس سے مدرسہ کو مدد ملے گی۔

### ہادی الحجہ ۱۳۸۹ھ فروری ۱۹۶۷ء ۲۰ شنبہ

آج حجاج بہ کثرت کو معظروانہ ہو رہے ہیں۔ آستانہ اقدس پر اوداع : :  
بیا س سول اللہ الفراق یا حبیب اللہم کا شور مچا ہوا  
ہے آج حضرت مفتی محمد حسین صاحب (سکھر) اور ان کے رفقاء کی طرف سے  
چار بجے صبح یعنی بعد اشرق میلاد شریف ہوا۔ جس میں اولاً خود مفتی صاحب نے  
الوداعی تقریر کی۔ بعد میں ہم نے پہلے اپنا الوداعی قصیدہ پڑھا پھر دعوایہ  
الصنادیقین کی بقیہ تقریر کے لیے آیتہ کریمہ تلاوت کی۔ مگر پہلے الوداع  
کا مضمون ادا کرتے ہوئے عرض کیا کہ حاجیو یہاں سے خالی دلوٹو۔ بلکہ کچھ خاص تھ  
سے کہ جاؤ جاننا ز۔ رومال۔ کھجور وغیرہ عارضی اور فانی تحفہ ہے تم کوئی باقی تحفہ  
سے کہ جاؤ وہ یہ ہے کہ حاضری کے شکرانہ میں کسی ایسے گناہ سے سچی توبہ کرو جس  
کے تم عادی تھے اور کوئی ایسی نیکی اپنے پر لازم کرو جو تم اب تک نہ کرتے تھے، اور  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر اس کا ہمد کرو کہ ہم  
زندگی پھر اس کے پابند رہیں گے۔ میں جب اس سے پہلے حاضر ہوا تھا تو سنت  
غیر موکدہ کا پابند تھا۔ یہاں سے اس کی پابندی کا ہمد کیا۔ ایک گناہ سے توبہ کی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اب تک تو میٹھ رہا ہے آئندہ بھی اللہ پناہ دے۔ کوئی شخص داڑھی منڈانے سے توبہ کرے۔ جسے جھوٹ بولنے کی عادت ہے وہ جھوٹ بولنے کی عادت سے توبہ کرے۔ پھر تازلیست یہ سمجھ کر اس کی پابندی کرے کہ یہ حضور انور کے دروازے کا تحفہ عظیمہ عالیہ ہے۔ دیکھو پھر ان شاہ اللہ سارے گناہ آہستہ آہستہ چھوٹ جائیں گے۔ پھر سورۃ الصافات میں بقیہ تین تفسیر میں عرض کیں۔ بھرت لطف رہا۔ پھر بعد میں صلوات اللہ علیہم پر محفل ختم ہوئی، بعد میں کھانا کھلایا گیا۔

### ۳ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ افوری سنہ ۱۹۱۰ء منگل

آج کل مدینہ منورہ میں حجاج کی عام روانگی کا منظر قابل دید ہے یہ کم ذی الحجہ سے آمد تا نو ابند ہے روانگی کا سلسلہ ہے مگر تعجب یہ ہے کہ باوجودیکہ روزانہ صد ہا حجاج جا رہے ہیں مگر یہاں کی رونق اور چیل پہل میں کمی نہیں۔ در ۲۷ عی سلاہ کا منظر بہت ہی ذقت ایگز بھوتا ہے۔ عورتیں اور مرد و دیوار سے لپٹ لپٹ کر روتے ہیں۔ اور ۲۷ عی یا رسول اللہ العزیز صلی اللہ علیہ وسلم کہتے اور زار زار روتے ہیں۔ کوئی در دیوار کو وداع کرتا ہے ہم انشاء اللہ جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ یہاں سے روانہ ہوں گے۔ کیونکہ سنہ ۱۵۱۵ فروری اتوار کے دن حج سے مولانا مفتی محمد حبیب صاحب سکھ والے اور ان کے رفقاء پرسوں جمعرات کو جانے کا ارادہ کر رہے ہیں پہلے ہم ان کے ساتھ تھے مگر اب ہمارا پروگرام بدل گیا۔



## حضور کا خاص کرم

یہاں مشہور یہ ہوا کہ جو لوگ مدینہ منورہ پہلے حاضری دے چکے ہیں اور کئی معجزے سے آئے دوبارہ حاضری دینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس پر ہم بہت ہی پریشان ہوئے۔ کیونکہ ہمارا قیام بعد حج ڈیڑھ ماہ ہے جو ہم نے انشاء اللہ مدینہ منورہ میں گزارنا ہے میں نے پریشانی میں لوگوں سے کہا کہ اگر ایسا ہے تو حج کو جاؤں گا ہی! نہیں۔ میرا حج تو مدینہ منورہ میں ہی رہے :-

مصر ۶ - تیزی دید غریبوں سے کا حج ہے

یہ خیال ہی کیا تھا کہ الحاج غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل نے ہم سے فرمایا کہ ہماری دو موٹریں حج کو جا رہی ہیں۔ آپ دونوں ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تم کو لے جائیں گے۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جاوے گا۔ میں نے رب کا شکر کیا میں حضور انور کی اس قسم کی کم نوازیاں دن رات دیکھ رہا ہوں یہاں پریشانی! بغضبتعالیٰ آنے نہیں پاتی :-

۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۲ فروری ۱۹۶۹ء پنج شنبہ

آج تمام حجاج جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ ہم کل بعد نماز جمعہ روانہ ہوں گے پرسوں منے کا دن ہے۔ آج ہم نے حرم شریف میں دیکھا کہ اولادوں سا راحصیاں دانہ سے بھرا ہے۔ پھر بہت سی دانہ کی بوریاں بھری پڑی ہیں۔ ایک کوڑی ہم نے بوریاں گینیں تو چھتیس تھیں۔ ہم کو یہ دیکھ کر مولانا حسن کا یہ شعر یاد آیا :-

گھٹو دیاں بندھ گئیں پر ہاتھ توبیند نہیں  
بھر گئے دل نہ بھری دینے سے نیست تیری

۷ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

۱۳ فروری ۱۹۷۰ء جمعہ

## حج و عمرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ حج و عمرہ کے لیے آج ہم دوح حاجی غلام حسین صاحب روانہ ہوئے۔ نماز عصر پیر علی میں پڑھی عصر سے پہلے ہم نے قرآن کا ہماری اہلیہ نے افراد کا احرام باندھا۔ بایں بائیں ریال فی کس کے حساب سے : نہایت نفیس کارکی : نماز مغرب و عشاء لاستہ میں ادا کیں۔ آخر شب میں مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ جاتے ہی عمرہ ادا کیا۔ پھر فوراً طواف قدوم اور سعی کر لیے۔ آج ہجوم دیکھنے کے قابل ہے بہت ہی فیضان روحانی ہوا۔ بعد نماز فجر ہم پانچ ریال فی کس کے حساب سے کرایہ دے کر بہترین کاریں منے اپنے پیچھے :-

۸ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۴ فروری ۱۹۷۰ء شنبہ

ہم نے پانچ نمازیں منے میں ادا کر لی ہیں۔ اب فجر تک بسوں کاروں والے عرفات کے لیے آدازیں دے رہے تھے مگر بعد نماز کوئی سواری نہیں ملتی۔ آخر کار ہم نے سو ریال میں کارکی جس میں ہم سات آدمی سوار ہوئے اور لفظہ نعالے عرفات پہنچ گئے۔ مسجد نمبر ۵ سے بالکل قریب ڈیرہ ڈال لیا۔

۹ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۵ فروری ۱۹۷۰ء یکشنبہ

آج حج کادن ہے میدان عرفات ہے۔ قریباً پندرہ لاکھ کامیدان عرفات میں اجتماع ہے۔ حکومت کی طرف سے پانی اور استیجاؤ خاتون کا بہت ہی نفیس انتظام ہے۔ ہر چند گز کے فاصلہ پر پانی کا ٹن ہے اور جگہ جگہ استیجاؤ خاتون

کی مستحق لائے ہیں جس کے دو حصے ہیں۔ ایک مزدوں کے لیے مگاس کے باوجود کافی تکلیف ہے۔ خصوصاً استنباح کی۔ ہم کو تورب نے نسل کا موقع بھی عطا فرمایا۔ ہم نے اپنے ڈیرے میں نماز ظہر و عصر اپنے اپنے وقت میں ادا کی۔ جماعت سے بعد نماز عصر ہم کو حافظ محمد حسین صاحب اور حاجی غلام مصطفیٰ موقوف یعنی جیل رحمت پر لے گئے۔ جاتے آتے راستہ میں اور خاص جیل رحمت پر ہماری آنکھوں نے کیا دیکھا۔ یہ نہ پوچھو۔ جو دیکھا وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اللہ پھر دکھائے۔ راستہ میں لوگوں میں عجیب دلولہ۔ عجیب لگن دیکھی۔ ہزاروں کانا بنہ غنوق یاں بیک تہ توئی تجا رہی ہیں۔ خاص رحمت پر عجیب نورانیت ہے بعد مغرب یعنی مغرب آفتاب کے آدھے گھنٹہ بعد وہاں سے مزدلفہ روانہ ہوئے۔ فی کس تین ریال میں کارکی۔ مزدلفہ قریب دو گھنٹہ میں پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں اپنا جماعت کی۔ مغرب و عشا ایک اذان ایک تکبیر سے ادا کی۔ بعد میں میں نے تو مغرب کی سنتیں پڑھیں۔ پھر عشا کی کچھ دیر در تہیرہ آرام کیا۔ تہجد کے وقت آنکھ کھلی۔ یہاں بھی پانی کا اعلیٰ انتظام ہے ہر چند گز کے فاصلہ پر پانی کے دو رویر نلکے نصب ہیں۔ وضو کیا۔ تہجد پڑھی۔ پھر صبح صادق صادق کی توپ چلی فوراً نماز فجر ادا کی۔ دعائیں مانگیں۔ لکڑیاں جمع کی طلوع آفتاب سے پہلے منے کی طرف چل پڑے۔ محراب پیدل چلے کہ سواری پر چلنا یہاں سمجھنا مشکل ہے ہماری زوجہ بہت ہی مضمحل ہو گئیں۔ کبھی چلنا کبھی بیٹھ جانا۔ کبھی بیٹھ جانا نہ فریاد عجیب کے شمشکٹ ہے۔ حاجی غلام حسین صاحب نے حق رفاقت ادا کر دیا۔ ہمارا بوجھ لادے ہوئے خود پیدل چل رہے ہیں اچانک رحمت الہی نے دستگیری کی کہ حاجی صاحب کے ایک دوست کی خانی کار اس لائے پر لگئی اس میں ہم نے اپنا سامان بھی رکھ دیا اور اس میں بیٹھ کر اور کچھ بڑھوں بچوں کو سوار کر دیا۔ پھر نئے پہنچے اور وزارت محلہ قنات کے دفتر یعنی مسافر خانہ میں قیام کیا :-

:- :- :-

❖ ❖

۱۰ اذی الحجہ ۱۲۸۹ھ، ۱۶ فروری سنہ ۱۹۷۰ء دو شنبہ

آج منے کی رونق بیان نہیں ہو سکتی۔ ہر طرف حجاج ہی حجاج ہیں۔ جمہرہ عقبیٰ کی رمی اور پھر قربا نیوں کا زور ہے۔ ہم نے اپنی اور اپنی زوجہ کی طرف سے رمی اور قربانی دوسرے سے کرا دی۔ کیونکہ میرا احنا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہے اس بھڑ میں جانا بہت خطرناک ہے۔ دو قربا نیاں کیں رمی میں بہت سے مرد عورت زخمی ہو گئے۔ آج ہمارے ٹھکانے پر قربانی کا گوشت خوب بھاپا جا رہا ہے غلام حسین صاحب نے تو گویا بکڑ لگا دیا بہت لوگوں کو کھلایا پلایا۔ آج ہم دونوں حج زیارت کے لیے نہ جا سکے ہم نے بعد قربانی حجامت کرائی احرام اتارا کپڑے سے ہوتے پہنے۔

۱۱ اذی الحجہ ۱۲۸۹ھ، ۱۷ فروری سنہ ۱۹۷۰ء شنبہ

آج ہم حاجی غلام حسین صاحب کے ساتھ چلے بیچ زوجہ طواف زیارت کرنے چکے بعد نماز فجر گئے خیال تھا کہ آج ۱۷ تاریخ ہے جو م کچھ کم ہو گا۔ مگر جا کر طواف کی حالت دیکھی تو ہوش اڑ گئے۔ مطاف بالکل بھرا ہوا تھا بلکہ مطاف کے باہر بھی طواف ہو رہا تھا۔ ہم نے کوشش کی اپنی اہلیہ کو ڈول پر طواف کرا دیں مگر ڈولی والوں نے چالیس ریال مانگے۔ ہم نے کہا کہ بیس ریال لے لو وہ ایک پیسہ کم کرنے پر راضی نہیں ہوئے آخر کار اللہ کا نام لے کر خود ہی طواف کرایا۔ حاجی آدم سیٹھ کراچی والے حاجی غلام حسین اور میں ان تینوں نے مل کر اپنا طواف بھی کیا انہیں بھی کرایا مشکل تمام دوپہر تک واپس ہوئے آج شام کو بابو حاجی ہاشم رضا صاحب سے لپٹا مک ملاقات ہوئی۔ انہیں الطاف حسین صاحب چانگامی ہمارے ڈیرہ میں لائے، یہ دونوں صاحب چانگام سے آئے ہوئے ہیں پھر بابو ہاشم رضا صاحب نے نماز فجر ہمارے ساتھ ہی جماعت سے پڑھی:۔





## ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ افروزی سہ ماہیہ شنبہ

آج ہماری وداع کا دن ہے ہم نے صبح ہی ناشتہ کیا اپنی کلکریاں وکیل کے سوا لکیریں کیونکہ ہم خود معذور ہیں مکہ معظمہ آگئے آج طواف برآسانی ہو گیا۔ طواف وداع کیا اور عصر سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے، مدینہ طیبہ تک چار سو کاری بچوں کی بڑی جہاں نماز و غیرہ سنت تحقیقات کی بات ہے معمولی پیمانہ بنا کر واپس کر دیتے ہیں! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صریح اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ہم غربت تاملات کر دینے نہ سوچ سچ گئے ہم شریف بندہ ہو چکا تھا اپنے پیام کا پرستار، حکومت کے انتظامات حج ایسی بارگاہ دہیزیں حج میں عجیب دیکھیں! ایک یہ کہ طواف وقت معائنہ کا کہہ لیں کہ کام کرنا تھا لوگ آئے بنور دیکھ رہے تھے، دوسرے براہی نہرنا تہ میں۔ سبیل کبیر بزرگ پرستار تار تار باہاج کی دیکھ بھال کرنا تھا، اور بندہ ہوا نہیں ہو گیا اس کو اطلاع دے رہا تھا کہ نوان جگہ یہ مال ہے وہاں ہاج کا انتظام کرنا معلوم ہوا کہ حکومت کو مصر سے خطرہ ہے کہ وہ کہیں کوئی تزلزلت کریں، حجاز و مصر کے تعلقات درپردہ کشیدہ ہیں

## بندگیوں کی دہم پرستی ان کی توحید کی حقیقت

اس سال عجیب واقعہ ہوا وہ یہ کہ پاکستان کے دو جہاز ایک مغربی پاکستان کا سفینہ حجاج دوسرا مشرقی پاکستان کا سفینا ان کے بعض حجاج کو اتفاقاً کوئی بیماری چھپک! وغیرہ راستہ میں ہو گئی۔ ان دونوں جہازوں کو کنارہ جہدہ سے واپس کر کے بیچ سمندر میں کھرا کر دیا گیا۔ حجاج بہت چینی چلائے مگر بے سود۔ عرفات کے دن عرفہ میں لاکر انہیں حج کرایا گیا اور سفینہ عرفات کو بعد عرفہ چودہ دن کے لیے قریطینہ میں داخل کر دیا گیا۔ عرفہ کے بعد انہیں طواف زیارت کی بازت دی جائے گی!

## توحید و شرک، سنت و بدعت

یہ حضرات تقریروں میں کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو نہ امید رکھو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر خود انہیں چھپک وغیرہ بیماریوں کا اتنا خوف ہے کہ اس کی وجہ سے حجاج کو مناسک حج ادا کرنے سے روک دیا یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے۔ اسلام نہ تو چھوت چھات کا قائل ہے نہ بیماری اڑ کر لگ جانے کا مستفاد نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صحابہ نے کسی کو بیماری کے خوف سے حج و

حج و عمرہ سے روکا۔ یہ ایسی بدعت ہے جس کی مثال نہیں ملتی

## ۵ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۲۴ فروری ۱۹۷۶ء شنبہ

عجیب بات ہے کہ حج کے بعد صرف دو دن بعد حجاج سے مدینہ شریف بھر گیا۔ حرم شریف بلکہ مکہ مکرمہ کیوں میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے آج شب پتہ لگا کر سعید عرفات میں صرف ایک حاجی کوچھیک کی بیماری ہوئی تھی تو پورے جہاز کو جس میں اٹھارہ سو حجاج تھے بغیر حج واپس آگئے۔ تاریخ عالم میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ کرمتم سمولی بیماری کی وجہ سے حجاج کو اس بے دردی بے رحمی سے واپس کر دیا جاوے۔ یہ ہے نجدیوں کی توحید پرستی۔ وہ لوگ احرام باندھے ہوئے واپس کئے گئے کفار مکہ نے مسلمانوں کو صلح حدیبیہ کے موقع پر اس طرح واپس کیا تھا جس کے دل میں نبی کی الفت نہ ہو ان کو خوفِ خدا کہاں سے ملے گا حال یہ ہے کہ آج ساری اسلامی دنیا میں یہود کے خلاف تہلکا مچا ہوا ہے۔ ہر جگہ ان کے خلاف تقریریں بددعا میں ہو رہی ہیں مگر سعودی حکومت میں یہود کا کوئی ذکر نہیں کرتا، کیونکہ امریکہ کے ڈریا اس سے لاپرواہی کی وجہ سے یہود۔ ہنود۔ سعودیوں کو جوڑ معلوم ہوتا ہے۔

## یکم مارچ ۱۹۷۶ء ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ اتوار

آج شب کو جناب الحاج محترم مصباح الدین علی گڑھی حال وارد ! راولپنڈی کی معرفت ہماری دعوت مدنی صاحب کے ہاں ہوئی۔ وہاں حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب زبیب سجادہ گوڑہ شریف مع اپنے رفقاؤ کے مقیم ہیں۔ ملانکھانے کے بعد ان کے مقبول قول محبوب اور ان کے بھائی مشتاق نے سلام پڑھا۔ تڑپا دیا۔ اس کے دو شعروں پر بہت رقت خاری ہوئی۔ شعر

سے عاصیاں وابستہ دامن تو  
اے پناہ مانغریباں السلام  
اے زہے قسمت کہ تو برسا حریص  
جان عالم بر تو قد بان السلام

کھانے میں ایک صاحب تشریف فرما تھے۔ اولاً میں سمجھا کہ محبوب یہ ہیں،  
میں نے پوچھا کہ یہ محبوب ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ دیوان صاحب پاک ٹین شریف کے سجاد  
نشین ہیں بہت خوشی ہوئی۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں کو عفو فرمادے۔ کہ  
سیرت کے ساتھ صورت بھی اسلامی بنائیں۔ آج چائے گام سے الحاجی بابو ہاشم  
رضا صاحب مع اپنے رفقاء کے مدینہ منورہ پہنچے۔ ہم نے ان کو سلام پڑھایا،  
یہاں ایران کے روافض کو ہم نے مسجد مبارک میں نوحہ اور سینہ کوبی کرتے دیکھا۔

### ۵ مارچ ۱۹۷۶ء ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ یکشنبہ

آج بعد نماز ظہر ہماری دعوت حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب  
نے کی۔ حضرت مدیر حرم مدنی صاحب کے مکان پر۔ اس دعوت  
میں خشک چاول مگھاس میں بادام۔ پستہ اور دوسری میوہ جات سب کی سب تھی  
ہوئی اور پورے پورے دینے تلے ہوئے تھے بغیر ننگ مرچ کے مگر بہت!  
لڈیز سوڈے کا پانی بعد میں میٹھی موسیٰ۔ بنانی سیب لڈیز کھائے بہت  
لطف رہا۔

### ۸ مارچ ۱۹۷۶ء یکم محرم الحرام ۱۳۸۹ھ یکشنبہ

آج عرب شریف میں محرم کی پہلی تاریخ ہے اس جمعہ کو خطیب حرم نے  
سال کے آنے جانے۔ دنیا کے حالات بدلنے اس کی بے ثباتی پر بہت  
نفیس تقریر کی۔ ہماری ملاقات جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے ایک طالب علم

رحمت اللہ سے ہوئی ان کا ساتھ ڈھلا بل بھی تھے جو پہلے سے تھے اور کچھ علی گنٹو کوئی تھی ان سے بڑھ کر ہر پہلے سے  
چند سوال کیے تھے جن کے جواب کی آپ وعدہ کر گئے تھے ان کا کیا بنا کہنے کے ہمارے کسی سنا دینے کا جواب دیا بلکہ وہ بھی  
آپ کی ذمہ داری تھیں ان کو اور ان کی کتابوں کو ہم جانتے ہیں بلکہ حکومت کی نظروں میں ہیں تو ہرگز ان کے پاس مست جاننا  
بہت بڑے بڑے بڑے ہیں ہم نے کہا کہ آپ میرے پاس آگئے تو بہت تعجب کرنے لگے کہ اتنا دور ہمارے پاس آئے ہیں کیا  
وہ سب کا بھی آپ کی فیہ کی سول کو جواب دے گئے اس کی تعجب آپ کی دست بوسی کرنے میں ہم دونوں سہی سنگ ہیں اور  
اکثریت اہل سنت صحفی ہیں اب ہر گز یہ جوت ہوگی آپ ہی شیخ رسول نے ہی کہا کہ آپ کو یہ کہ دیا ہے اور علی گنٹو کو بھی  
ہم ان کو یہ بتاتے ہیں بھائی خوشی سے کہ یہ یہ ہو گئے دراصل گنٹو کو کہ جانتا کہ لاہور میں ایک کروڑ ریال ہے وہاں  
کی شاعت پر اتنا خرچہ نونہا با اللہ!!! (عظیمہ خسروانہ)

کل ہفتہ کے دن ہم نے بارگاہ عالیہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے ایک قلم پسند  
آیا ہے وہ پارکر عراف ہے مجھے وہ قلم عنایت کیا جاوے۔ صبح کو عرض کیا۔ شام کو  
بعد نماز مغرب ابو ہاشم رضا صاحب جو چائے گام سے حج کرنے آئے ہوئے ہیں انہوں  
نے فرمایا کہ میں نے آج آپ کے لیے یہ قلم خریدا ہے یہ قلم پارکر نمبر ایک اون ہے۔ بہت اعلیٰ  
درجہ کا ہے ۵۰ ریال میں خریدا ہے میں نے بہت کچھ پس پیش کیا مگر انہوں نے میری  
ایک نہ سنی میں سمجھ گیا کہ سرکار عالی کا عطیہ ہے قبول کیا آنکھوں سے لگایا۔ ابو صاحب  
کو دعائیں دیں۔ حضور عالی کے اس عطیہ سے مجھے جس قدر خوشی ہوئی وہ بیان نہیں کر سکتا  
اس سے پہلے گھڑی کا جو عطیہ ہو چکا ہے وہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ یہ قلم مجھے تفسیر  
لکھنے کے لیے ملا ہے۔ اللہ سبحانہ اس قلم سے تفسیر لکھونگا۔ یہ میں حضور عالی  
کے عطیے میں نے اس سال ارادہ کر لیا تھا کہ حج کو نہ جاؤں کیونکہ سنا تھا کہ آپ دوبارہ  
حکومت مدینہ پاک نہ آنے دے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے دوبارہ  
بلا ہے تو حج کو بھیجو درنہ میں نہیں جاتا۔ اور اگر بھیجا ہے تو اس شرط پر جاؤں گا کہ بدھ  
کے دن نماز عشاء اور مدینہ منورہ آکر پڑھوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اِسْہٰی ہوا۔ حج و عمرہ  
میں نرا ان کیا اور بدھ کی شام میں پڑھی یہاں اور ان کے نہیں نور ان کا کہتی ہے اب میں سفر نامہ لکھنا چاہتا ہوں  
۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء شنبہ آج میرا دن ہے ہمارے ڈیرہ جسے عبد اللہ ذریف ہوں اور میرا

پس شروع پتھر پر کہ کہ سو بہ نوز کجا مقام اہم گنہ گریاں کیوں میں آج لاہور سے مولانا احمد صاحب کا خط آیا کہ یہ ہے۔  
 ناک ہے حضور کی بارگاہ میں جس طرح عرض و معروض کی ہے وہ بیان نہیں ہو سکتی میں  
 نے وہ خط کئی بار تو گھر پر پڑھا۔ پھر ریاض الجنۃ میں جالی مبارک کے پاس پڑھا پھر!  
 سلام کے توجہ پڑھنے والے شریف کے اندر اس کی تپتی ہے۔ مجھے عمر بھر یاد رہے گی۔ جب میں نے وہ خط  
 جیسے نکال کر ٹھہریاں یا تو وہ سمجھا کہ ایسی میں نوٹ ہے اس میں میرا ہاتھ  
 پکڑ لینے کی کوشش کی کاغذ دیکھ کر اسے مایوسی ہوئی تو میں نے اسے مایوس دیکھ  
 جیب سے ریال نکالا۔ اس نے جب آدھ ریال مجھ سے لے لیا۔ پھر میں نے بہت آرام  
 سے وہ خط جالی شریف میں ڈالا اور جالی شریف کے اندر ہاتھ ڈالا سچ کچھ نہ بولا نہ سنیا  
 ان لوگوں کی توجید ایک تماشا ہے۔ ایک ریال میں شرک توحید میں تبدیل ہو جاتا  
 ہے آج مدینہ منورہ میں کچھ بارش ہوئی۔ کبوتروں کا دان جو پھیلا ہوا تھا نہ بھیگ گیا  
 بوریوں میں بند کیا ہوا بھی بھیگا۔ کیونکہ بوریوں میں بھی باہر تھیں۔ حرم شریف کے اس پرنا  
 چڑی سے گنبد خضر کا دھوڑن فسالہ شریف گرتا ہے۔ وہاں حجاج کی بھیج لگ گئی  
 ہر شخص تیرا اسے لینے کی کوشش کرتا تھا

### ۴ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ ۱۱ مارچ ۱۹۷۴ء شنبہ

آج ہم اور محترم دوست بابو ہاشم رضا صاحب چائنگام اور قاری صاحب  
 بعد نماز ظہر احمد شریف گئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے دن قبا اور بدھ  
 کے دن امیر حمزہ کے مزار پر اکثر تشریف لے جاتے تھے۔ مگر وہاں دیکھا تو مزار  
 آندس کا دروازہ مقفل تھا کوئی راستہ نہ تھا۔ پتہ لگا کہ اب بعد عصر کھلے گا۔ تھوہاں فاتحہ  
 پڑھی کچھ عرض و معروض کی دعائیں مانگیں۔ پھر اس ٹیلے پر چڑھے جس پر میں صحابہ کفار  
 کو روکنے کے لیے منفر کئے گئے تھے۔ آدروہ جگہ دیکھی جہاں حضرت  
 امیر حمزہ کا پہلے مزار تھا۔ جہاں سے میت مبارک منتقل کر کے اب یہاں  
 موجودہ جگہ دفن کی گئی ہے۔ پھر واپس ہوئے عصر سے پہلے مدینہ منورہ

پہنچ گئے :-

## ۵ محرم الحرام ۱۲۹۶ھ ۲ مارچ ۱۹۷۶ء جمعرات

آج رات نماز عشاء سے پہلے ہم کو تلاش کرتے ہوئے ایک صاحب آئے ان کا نام حاجی نور محمد صاحب ہے یہ مارشیشن (افریقہ کے رہنے والے) وہاں کے کسٹم آفیسر ہیں۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی تدیس سرہ کے مرید اور حضرت مولانا ابراہیم صاحب خوشتر خطیب جامعہ مسجد مارشیشن کے نام شاگرد ہیں بہت ہی رقتی القلب اور صبح العقیدہ سنی ہیں۔ مجھ سے میلانا پوچھا۔ معلوم ہونے پر میرے پاؤں پکڑ کر رونے لگے۔ بولے میں نے آپ کی کتابیں دیکھی ہیں مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ میں نے یہاں سنا کہ آپ آئے ہوئے ہیں تو چار دن سے آپ کی تلاش میں ہوں۔ ان کا نام حاجی نور محمد صاحب ہے۔ ان سے ہم نے افریقہ کے حالات پوچھے کہنے لگے کہ مارشیشن کی آبادی آٹھ لاکھ ہے جس میں مسلمان تین لاکھ ہیں ان میں ہزارائی ائمہ شریف و مہذبانہ سب ہی ہیں مگر سینوں کا غلبہ ہے۔ وہاں حج پر کوئی پابندی نہیں۔ جدہ کو ہوائی جہاز سیدھا آتا جاتا ہے چھ گھنٹہ کا سفر ہے ڈیڑھ ہزار افریقی روپیہ کرایہ ہے۔ ہم کو وہاں علاوہ کرایہ ساڑھے تین ہزار روپیہ خرچ کے لئے ملتا ہے جس کے تیس ہزار سعودی ریال ملتے ہیں زبان انگریزی اور فرینچ ہیں۔ یہ خود انگریزی اور فرینچ جانتے ہیں بہت تکلف سے اردو ٹوٹی پھوٹی بولتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب خوشتر وہاں بہت ہی اچھا کام کرتے ہیں۔ کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے انہوں نے سخی رضوی اکیڈمی کی عمارت بنوائی ہے جہاں ہر جمعرات کو ذکر کی مجلس ہوتی ہے۔ درنی جیسے تعلیم وہاں ہماری کتب جملہ اہل حق تعالیٰ وغیر عام طور پر پڑھی جاتی ہیں۔ وہاں یہ کتب بہت پینچ رہی ہیں۔ ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ اب یہ ہمارے ساتھ ہی نماز پڑھتے ہیں۔ ساتھ ہی سلام وغیرہ۔ آج ہم بعد نماز فجر بقیع شریف کی

زیارات کے لیے گئے :-

محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۱۳ ماہ ۱۹ شعبان جمعہ

آج بعد نماز جمعہ کو اٹالی میں جناب حفیظ احمد صاحب ابن حافظ  
عبدالرشید نارسا مین ہمارے دعوت ہوئی۔ اس دعوت میں خصوصی بات یہ تھی کہ  
اس میں کڑھی اور دہی بڑے بریاتی کے ساتھ کھلائے اگرچہ ہم نے بارہا چنبریں  
کھائیں ہیں۔ مگر ایسے مزے کے دہی بڑے اور کڑھی غالباً کبھی نہیں کھائے اس کی  
وجہ یہ تھی کہ یہ مدینہ منورہ کے دہی کی بنی ہوئی تھیں اور مدینہ منورہ کا سادہ ہی کہیں نہیں کھایا  
یہاں کا دہی - گوشت - پانی ہوا بے مثال ہے۔ یہاں کے اخلاق بے مثال ہیں  
لوگ بہت ہی نرم دل نیک خصلت ہیں۔ کھانے کے بعد ہم انہیں کی موٹریں  
مسجد قبا میں نوافل پڑھنے لگے۔ نماز عصر حرم شریف میں ادا کی۔ ہم اپنی جماعت  
علیحدہ کرتے ہیں ہم کو بعد نماز لا جواب ہو کر مدینہ منورہ کی اجازت دے دی اسلئے  
کہ ہمارے دلائل یہ تھے کہ ہم متغنی ہیں ہماری نمازوں کا اوقات بعد میں شروع ہوتے ہیں اور امام  
کی داڑھی حدیث شریفی سے کہ ہے درغیرہ وغیرہ یہ اجازت زبانی یا تحریری نہیں بلکہ خاموشی سے بھی گئی

۹ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۱۳ ماہ ۱۹ شعبان جمعہ

آج ہمارے قیام گاہ پر حاجی احمد بخش صاحب و ڈیرے کی طرف سے  
مجلس ذکر شہادتین ہوئی۔ جس میں چشتیاں شریف کے مشہور قوال محمد بخش  
صاحب نے قصائد پڑھے اور ہم نے محرم کے اور عاشورہ کے فضائل :  
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ شہادت پچھتر تقریر کی مگر سامعین کی تعداد  
تھوڑی تھی۔ یہاں اس سال محرم شریف کی مجلسیں بالکل نہیں ہوئیں۔  
حتے کہ شہید زائرین جو اس وقت مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ ان کی  
طرف سے کوئی محفل یا صدقہ وغیرات یا سبیل وغیرہ  
کچھ نہیں ہوا :-

## ۱. محرم الحرام ۱۳۹۰ھ، ۱۱ مارچ ۱۹۷۰ء منگل

آج شب الحاج سید محمد آدم جی کے گھر مجلس شہادتین منعقد ہوئی جس میں بہت بڑا مجمع تھا۔ تلاوت قرآن و نعت خوانی کے بعد ہماری تقریر ہوئی۔ ہم نے عرض کیا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آج ہم کو رب نے بڑا دکھایا ہے کہ! سید الانبیاء کی زمین ہے اور سید الشہداء کو ذکر پاک ہے یعنی مدینہ کی رات ہے۔ کربلا کی بات ہے پھر کہا کہ امام حسین بے مثال شہید ہیں اور ان کی بے مثال شہادت ہے بہت ہی لطف آیا۔ بعد میں انہوں نے ہدایت نفیس حلیم (کھچڑا) اور دودھ کا! شربت تمام حاضرین کو پیش کیا بہت نفیس حلیم پکا تھا۔ ہم کو انہوں نے ایک بڑی دیگچی بھر کر حلیم دیا جو ہم نے گھرا کر تقسیم کیا۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب! نے فرمایا کہ آج دسویں محرم نہیں بلکہ نویں محرم ہے حضرت علی فرماتے ہیں صومکم ذی الحجہ و اول سنتیکم ذی الحجہ پہلا رمضان دسویں ذی الحجہ۔ یکم محرم ایک دن ہوتا ہے اس سال رمضان کی پہلی اور بقر عید کی دسویں سیر کو نختی تو محرم کی پہلی بھی سیر ہی کو ہے لہذا آج منگل ہے۔ محرم کی نویں ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ ہمیشہ حج پاچ دن بعد ہو گا چنانچہ اس سال حج اتوار کو ہوا ہے۔ تو اگلے سال! جمعرات ہو گا۔ پھر اگلے سال چھ کو ہو یعنی حج اکبر۔

یہ نکتہ عجیب ہے

## ۸ مارچ ۱۹۷۰ء محرم الحرام ۱۳۹۰ھ چہار شنبہ

آج مدینہ منورہ میں اکثر لوگوں نے عاشورہ منایا۔ ایک جگہ محرم شریف! باب سبید نامہ کے پاس ہم نے سیل دیکھی۔ بلکہ اس کا شربت پیا۔ کچھ



لوگوں نے کل ہی عاشورہ منایا تھا۔ آج ہم نے یکم اپریل سنہ ۱۹۹۹ء بدھ کے لیے جدہ کے دو ٹکٹ ہوائی جہاز کے خرید لیے تین ریال فی ٹکٹ کرایہ ادا کیا، حج کے موسم میں جدہ کا کرایہ اتنی ریال تھا۔ یکم محرم سے جبٹ طیارہ کا کرایہ اکٹھ ریال ہو گیا۔ اور ذکو نہ کا کرایہ ترین روپیہ ہمارے ٹکٹوں کے نمبر حسب ذیل ہیں۔ ۰۷۱۵۲۸ = ۰۷۱۵۲۷ اگرچہ ابھی ہماری روانگی میں قریباً پندرہ دن ہیں۔ مگر ابھی سے ہمارا دل اڑتا ہوا ہے۔ مدینہ پاک کے درو دیوار کو دیکھ کر آنسو نکل پڑتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب ہم (چل دیئے نہ معلوم اب آنا قسمت میں ہے یا نہیں)

بعض حجاج پاکستان سے آئے مگر مدینہ پاک ہی میں رہے حج کو نہیں گئے۔ جیسے محمد صدیقی صاحب حیدرآبادی پوچھنے پر بوسے کہ اس سے پہلے حج تو اللہ نے کرا دیا ہے۔ اب میرا حج مدینہ میں ہی ہو گیا۔

کعبہ کو جانے والے کعبہ کو جائیس گے  
ہم یاری لگی کو ہی کعبہ بنائیں گے  
کعبہ والوں نے کعبہ بنا اپنا کعبہ کوچہ جانان  
کعبہ ایماں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
تبد سرفان کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آج شعبہ الحاج عثمان علی صاحب صاحبہ اجیرادہ کرے والے کی طرف سے دعوت طعام تھی۔ جس میں مدینہ منورہ کے بہت لوگ اور صاحب سجادہ تونسہ شریف مدعو تھے۔ ہم مجبوراً نہ جا سکے تو انہوں نے کھانا گھر بھیجا۔

۱۹ مارچ سنہ ۱۴۱۹ھ الحرام الحرام سنہ ۱۳۶۰ھ پختنبدہ

آج ہماری ملاقات حاجی نعل دین صاحب لاہوری سے ہوئی یہ حضرت کل کراچی سے چلے۔ آج مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ عہد کا بہانہ تھا۔ یار کے در پرانا تھا

ان کا عشق رسول دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہم سے کسی نے کہا حضور کے آستانہ پر کھڑے ہو کر اللہ سے دعا مانگیں یا حضور سے ہم نے کہا کہ حضور کے لیے تو اللہ کا کوئی اپنے حضور مانگو بہکاریوں کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ سخی کے دروازے پر کھڑے ہو کر پہلے اسے دعائیں دیتے ہیں سخی سے اپنے لیے مانگتے ہیں، رجب فرمایا صلوات علیہ وسلم ۲ تَسْلِيمًا۔ اس میں پہلی بات کی تعلیم ہے حضور کو دعائیں دینا اور فرماتا ہے۔ وَامَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَاهُ اس میں دوسری بات کی تعلیم ہے کہ حضور کے بہکاری ہنود کا رے نہ جاؤ گے۔ یہ بات یاد رکھنا چاہیے۔ اگر خدا سے مانگو تو ان کے وسیلہ سے مانگو۔

برتو او پاشند تو برما

تا ابد یہ سلسلہ ہو

آج اور کئی پاکستانی حجاج سے ملاقات ہوئی جو حج کے بعد عمرہ کے یہاں نہ مدینہ منورہ پہنچے۔ جو حجاج کو واپس کراچی پہنچاتے ہیں۔ وہ خالی واپس نہیں آنا چاہتے بھڈا ان میں ہی ایک ہزار تراسرین جہہ آپکھے ہیں۔ عمرہ کا نا ایتھے ہیں اور سیدھے مدینہ منورہ پہنچے ہیں یہ ہے عشق رسول کی جھلک۔

## ۱۲ مارچ ۱۴۱۰ھ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ شنبہ

آج بہت پاکستانی وہ حجاج مدینہ منورہ پہنچے جو اب تک مکہ معظمہ روکے ہوئے تھے اور جو بعد حج عمرہ کرتے کراچی سے خالی جہازوں میں آئے لہذا اب حجاج کا مدینہ منورہ میں جوم ہو گیا۔ آج یہ نو وارد حجاج جالی شریعت کی طرف منہ کئے کھڑے تھے کہ سپاہیوں نے انہیں جبراً سموز دیا یہ کہہ کر قبیلہ کی طرف منہ کر دہ لوگ تو خاموش ہو گئے مگر مجھے بہت رنج ہوا میں نے کہا کہ کہ ہم لوگ یہاں قبلہ کے لیے نہیں آئے قبلہ تو ہمارے ہاں بھی تھا۔ ہم تو ان جاہلوں کے لیے آئے ہیں وہ بولا انکے اندر

پتھر ہے۔ ہم نے کہا کہ کعبہ میں بھی پتھر ہی ہیں وہاں کیا ہے وہ بولا کہ ہر وقت کعبہ کو منہ کرنا!  
 چاہیے وہ بہتر ہی سمت ہے میں نکما کہ خطیب صاحب خطبہ جمعہ کے وقت کعبہ کو  
 پیٹھ اور لوگوں کی طرف منہ کیوں کرتے ہیں بولا اس وقت وہ لوگوں سے کلام کرتے  
 ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم بھی سلام کے وقت اپنے نبی سے کلام کر تے ہیں کعبہ کی  
 سمت سجدہ۔ رکوع نماز کے لیے ضروری ہے قبلہ دعا حضور کا دروازہ ہے۔ وہ بولا  
 کہ نہیں دعا کا قبلہ بھی کعبہ ہے ہم نے کہا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز داہنے بائیں  
 رخ کر کے دعا کرتے تھے۔ دیکھو احادیث الْحَمْدُ لِلَّهِ کہ نجدی سپاہی سے  
 جواب نہیں بنا۔ میری عقیدت میں مواجہہ شریفین میں قبلہ رہونا اچھا نہیں کہ اس!  
 میں حضور کے چہرہ انور کی طرف پیٹھ ہوتی ہے۔ یہ بھی حضور سے آگے بڑھنے کی!  
 ایک صورت ہے۔ رَبِّ تَعَالَى فرماتا ہے: - لَا تَقْدِرُ مَسْخَا  
 بَيْنَ يَدَيَّ وَاللَّهِ وَرَسُوْلِهِ۔ دیکھو ایک مرتبہ حضور کے حکم سے  
 حضرت صدیق اکبر نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور انور شریف لے آئے۔ حضور کے  
 منع فرمانے کے باوجود مصلے سے پیچھے آگئے حضور کو امام بنا دیا۔ بعد نماز عرض  
 کیا کہ ابو تمہاد کے فرزند کو لائی تھاکر حضور کے آگے کھڑا ہو۔ یہ ہے حضرت صدیق  
 کا رب اور یہ ہے لَا تَقْدِرُ مَوْءِنَ يَدَيَّ وَاللَّهِ وَرَسُوْلِهِ کی تفسیر  
 حجاج اس کا بہت خیال رکھیں بعد سلام نماز داہنے بائیں ہٹ کر پڑھا کریں  
 اللہ توفیق دے

۲۲ مارچ ۱۹۷۶ء ۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ اتوار

آج سفیر عرفات کے وہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے جو حج سے محروم  
 کر دیئے گئے۔ چھپک کی وجہ سے۔ سنا ہے کہ حکومت پاکستان نے اعلان کیا  
 بلکہ آئندہ سال ان کی قرعہ اندازی نہیں ہوگی انہیں بغیر قرعہ کی اجازت ہوگی۔  
 نجدی حکومت نے ان کو اختیار دیا ہے کہ یہ لوگ ایک سال تک عرب

میں رہ سکتے ہیں۔ ان کوئی کس ایک ہزار ریال دیا جاوے گا۔ اگرچہ میں تو پاکستان سے واپس جاویں ان کوئی کس ایک ہزار ریال دیا جاوے گا اس وقت اور سال آئندہ ان کے لیے کرایہ اور تنازل معاف ہوگا۔ ان میں سے بعض لوگ ہماری قیام گاہ پر ٹھہرے ہیں ان سے یہ حالات معلوم ہوئے۔ دلکش درس مسعودہ علم۔ بہر حال یہ اشکِ شوقی ابھی ہے لیکن اس کی ابھی تحقیق نہیں۔

### ۱۴ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۲۳ مارچ ۱۹۷۱ء دو شنبہ

کل جو پولیس والوں سے ہماری گفتگو ہوئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج رات ہم نے عشاق کی جماعت جب پڑھائی تو ہمارے پاس ایک سپاہی اور پولیس آفیسر تھے۔ دوسرے لوگ بولے ہم آپ کو ہر وقت کی جماعت کراتے دیکھتے ہیں تم ہماری جماعت کے ساتھ نمازیوں نہیں پڑھتے۔ ہم نے کہا کہ اولاً تو تم حنفی اوقات سے پہلے نمازیں پڑھتے ہو۔ انہیں اوقات سمجھائے۔ دوسرے تم لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھاتے ہو۔ ہمارے علماء کا فتوے ہے کہ یہ جائز نہیں وہ بولے کہ اگر آپ آئندہ جماعت کی تو جمعہ کو ابھی جیل میں پھر وہاں سے پاکستان بھیج دیں گے۔ پھر تمہارا داخلہ آئندہ کے ایسے سارے حجاز میں بند کر دیں گے۔ تمہاری تقریروں کا بڑا اثر ہو رہا ہے پھر تم نماز بھی پڑھتے ہو، ہم نے کہا اچھا آئندہ نہیں پڑھائیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قَرِیْبًا چار ماہ ہم نے اپنی جماعت سے نمازیں پڑھیں پڑھیں اب صرف نودن ہمارے قیام کے باقی ہیں۔ ان میں ایک بڑھیں گے۔ رب تعالیٰ ! مدینہ منورہ کی حاضری سے محروم ذکر سے ان سے بحثِ فضول و نقصان زدہ تھی یہ چار ماہ کی اجازت بھی پہلی بار پرس پر گورنر کی خاموشی اور زنجی کی بنا پر تھی !

## پیر لطف احمدؒ محفل

آج حسب دستور دو شنبہ کے دن کا میلاد شریف ہماری قیام گاہ پر منعقد ہوا اس میں حافظ انور (طاہر) کراچی والے نے ایک نعمت پڑھی۔ نرپا دیا:۔  
جس کے دو شعر دل پر بہت لطف آیا ہے

ندامت ساتھ لے کر سامنے اے عاصیو جانا  
منا ہے شرم والوں کو وہ شرابا یا نہیں کرتے  
جو ان کے دامن رحمت سے وابستہ ہیں اسے حلد  
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلا یا نہیں کرتے

بعد میں مولانا منظور احمد صدیقی کی اور ہماری تقریریں ہوئیں:۔

## ایک نکتہ

اس محفل میں ایک حکیمانہ ہوجو بالکل نیا تھا۔ حضور اللہ کے شریک نہیں اس کے جیب ہیں۔ شریک کہنے میں ہمارا نقصان ہے اور حضور کی توہین۔ ہمارا نقصان تو یہ ہے کہ ہم ایمان سے خارج ہو کر مشرک ہو جائیں گے۔ حضور کی توہین یہ ہے، کہ شریک آدمی کا یا اس بھی کم کا مالک ہوتا ہے مگر جیب اپنے محب کی ساری چیز کا مالک ہوتا ہے۔ شریک مشرک چیز میں تصرف کرتے ہوئے جھجکتا ہے کہ کہیں دوسرا شریک ناراض نہ جاوے مگر جیب اپنی محب کی ہوتی نہیں سے بے دھڑک تصرف کرتا ہے۔ دیکھو حضور انور نے چاند توڑا۔ سورج موڑا۔ لوگوں کو جنت دکایا، مگر رب نے نرفرایا کہ ہم نے آپ کو صرف احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا کہ تم میرے بنائے چاند کو توڑو، سورج کو ٹاکر نظام عالم بدلو، فریاد جیب سب کچھ تیرا ہے چاہے جوڑ چاہے توڑ چاہے موڑ۔ یہ ہے جیب کی شان حضور اللہ کے جیب ہیں، ہمیں شریک خدا نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا تو شکر تہمت۔ جیب ضد کرتا ہے اور پیارا

سلوہ ہوتا ہے ہماری تقریر کے بعد دو نقیہ پڑھی۔ گئیں جو پنجابی زبان تھیں اہل پنجاب نے تو لطف اٹھایا مگر عربی اور ہندی لوگ زیادہ نہ سمجھ سکے۔ ایک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت میں دوسری بندوں کو نصیحت والی ہم نے نوٹ کر لیں :-

## صَدِیقِ اکبر

احمد دایا رسو ہنا صدیق پیارا      سیناں دے دل دا سہارا  
 رسول نال غارے ریا      نے مزارے ریا  
 مکی شہر وچ ہوئے ہے منادی      تصدیق کیتی رسول خدا دی  
 بیک کہہ کے پکارا      رسول نال غارے ریا  
 جس دم محمد داد شہن زما نہ  
 صدیق اکبر لے جوڑیا بارا نہ  
 قسمت دا چمکا ستارا  
 رسول نال غارے ریا  
 حضرت تے آئی جے ہجرت دیکر شا  
 مکہ نو چھوڑیا محمد دی ذات  
 وہ محمد دا پیارا      رسول نال غارے ریا  
 جموں اندر مصطفیٰ کو سلا کے      بیٹھا کیوں غار وچ ڈیرالا کے  
 اوہ دنیا محمد دا پہلا      رسول نال غارے ریا  
 سارے صحابہ تھیں افضل صدیق اے  
 ہر جامنہ دا بنیا رفیق اے  
 دیتا سائیں نے وار  
 رسول نال غارے ریا  
 مکتے جو آکھ ہوئے انصاف والی      صدیق باجوں دے رات کالی  
 قسمت کا ہے چکارا      رسول نال غارے ریا

یہ نظم سردار یگم دین سے لکھی گئی :-

در در سے پھر نے نالوں ایک دردا ہو کے بہہ جا  
غیرال دیاں جھڑے آقا دا ہو کے بہہ جا

۱۹ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء بخیشینہ

آج انڈونیشیا کے حجاج بہت بڑی تعداد میں آئے۔ بڑی بڑی ٹوئیاں سلام کے آ رہی ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول کی دہوم مچی ہے، عجیب نظارہ ہے۔ جدہ میں اسلامی ملکوں کی کانفرنس جو بورنی تھا سنا ہے کہ ختم ہو گئی۔ وہاں سے دوسرے اسلامی ممالک کے وزراء سلام کرنے مدینہ منورہ حافر ہوئے ہیں۔ ان کے لیے ریاض الجذہ خالی رکھا گیا ہے کسی کو وہاں داخل ہونے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ پولیس کا سخت پہرا ہے آج ہم نے ایک عجیب چیز دیکھی وہ یہ کہ مواجشر لیب میں سلام پڑھتے دعا کرنے والوں کے سامنے ایک بہت بڑا کیمب نصب کیا گیا جس میں بہت ہی تیز روشنی تھی۔ اس کے ذریعہ ان لوگوں کے فوٹو لے گئے۔ پولیس اور تمام لوگ متاثراتی بنے ہوئے دیکھتے رہے کسی نے اس نا جائز کام کے لیے منع نہیں کیا۔ یہ ہے موجودہ حکومت کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ آج کل مدینہ منورہ میں ریڈیو کے گانے ٹیلی ویژن کے ذریعہ تماشے عام ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ زیارت بہت ہی قریب ہے کسی عیبی کو اسرائیل کی بڑھتی ہوئی ہوس سلک گیری سے کوئی فکر نہیں ہے میں نے چند لوگوں سے اسرائیل کا ذکر کیا تو نہایت لاپرواہی سے بوسے کہ پر جلد نہ ہوگا۔ کیونکہ امریکہ ہمارا دوست ہے۔ وہ ہم پر حملہ نہیں کرنے دیکھو یہ امریکہ پرستی اب تک حرم شریف کے دروازوں پر فلسطین کے لیے چندہ ہوتا تھا اب وہ بھی بند ہو گیا۔ یا بند کر دیا گیا :-

## ۲۰ محرم الحرام ۱۴۹۰ھ، ۲۶ مارچ ۱۹۷۰ء جمعہ

آج مدینہ منورہ میں ہمارا یہ آخری جمعہ ہے۔ کیونکہ ہم نے یکم اپریل بدھ کے دن یہاں سے جدہ ہوائی جہاز سے روانہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہاں سے ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو پانچ اپریل اتوار کو کراچی۔ اس لیے آج دل اداس آنکھیں نم ہیں۔ مدینہ منورہ کو اب ہم حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آج شب ہمارے ڈیرہ پر حاجی غلام حسینی صاحب کی طرف سے میلاد شریف ہوا۔ جس میں بہت رونق تھی۔ آج بعد نماز جمعہ باطونک میں حافظ حاجی عبدالرشید صاحب کی طرف سے دعوت ہے گویا الوداعی دعوت کل ہفتہ کے دن مساجد محمد جمیل صاحب کی طرف سے ہمارے ڈیرہ پر میلاد شریف اور کھاتا ہے۔ پھر پیر کے دن محفل غرضیکہ سب ہماری الوداعی کے انتظامات ہیں اہل مدینہ کہتے ہیں کہ: مفتی صاحب جاتے ہوئے حضور انور کے گیت ہم کو سناتے جاؤ، رب تعالیٰ پھر تم کو خیریت سے لاوے۔ مع سلسلے بچوں کے مدینہ منورہ آؤ:۔

## خطبہ جمعہ

آج خطیب حرم عبدالعزیز نے خطبہ جمعہ میں کہا کہ جان ایمان محبت مہبطاً علی اللہ علیہ وسلم ہیں کے متعلق احادیث شریفہ! پڑھیں بعد میں کہا کہ محبت رسول اطاعت رسول میں ہے۔ بغیر اطاعت و عمو کی محبت غلط ہے۔ بیس منٹ کے خطبہ میں اس پتہ وردیا۔ یہاں خطبہ بیس منٹ میں ہوتا ہے اور نماز پانچ منٹ میں۔ حالانکہ سنت یہ ہے کہ خطبہ جمعہ چھوٹا ہو۔ نماز دراز۔ و ابلی عام طور پر یہ ہی کہا کرتے ہیں اور یہ شعر پڑھا کرتے ہیں:۔



تعصى الرسول وانت نظر حبه  
 هذا العمى فى الفعالم بدیع

لو كان حبك - ما سرقا لاطعته  
 ان لمحب لمن يحب مطيع

مگر دوستو تو خیال رہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں۔ اطاعتِ محبت کی تو یہ دلیل نہیں، اطاعتِ خوف سے بھی ہوتی ہے۔ لاپنج سے بھی ہم کفارِ بادشاہوں کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان سے محبت نہیں کرتے۔ منافقین حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت کرتے تھے مگر محبت نہیں کرتے تھے اس کے برعکس حضرت امیر کو رحم کیا گیا کسی نے انہیں برا کہا تو فرمایا لا تستبوا ولا تباؤا فانہ یحب اللہ ورسولہ۔ اسے برا نہ کہو وہ اللہ رسول کا محب ہے۔ دیکھو نہ ہو گیا اگر ہے اللہ رسول کا پیارا محبت کی علامات وہ ہی درست ہیں جو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں فرماتے ہیں جبکہ اشقی یعنی وایم عاشق کہ اندھا پیر کرتی ہے کہ اسے محبوب کے عیب نظر نہیں آتے بلکہ ہنر معلوم ہوتے ہیں وہ اپنے محبوب کی عیب کو عیب سمجھتا ماشقی کے خلاف ہے تو جو بے عیب رسول محبوب میں عیب نکالیں پھر دعوائے محبت کریں وہ لاکھ اطاعت کریں وہ محب نہیں۔ فرماتے ہیں -

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذَكَرَهُ جَوْ كَسَى سَهْمًا مِنْ حَبْتِ كَرْتَانِ هُوَ هُوَ اس کا ذکر بہت کرتا ہے تو جو ہزار ہا نوں سے حضور کا ذکر روکیں۔ وہ محبوب کیسے - شعر

ذکر رو کے فضل کا ٹٹے نقص کا جو خیال رہے

پھر کہے ہر دک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

محبوب کی کسی چیز سے نفرت یا اسے ہلکا جانتا مردوریت ہے محبوسیت نہیں  
 یہ بات خوب یاد رکھنا چاہیے اللہ تعالیٰ محبتِ رسول اطاعتِ رسول عطا فرما

۲۱ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

۲۸ اپریل ۱۹۷۰ء شنبہ

آج ہماری نیام گاہ پر صاحبزادہ محمد جمیل صاحب کی طرف سے مجلس میلاد شریف ہوئی۔ بعد میں پلاؤ زررہ دوحی سے حاضرین کی دعوت کی گئی

۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

۲۹ اپریل ۱۹۷۰ء اتوار

آج شنبہ الحجاج سیٹھ آدم جی کراچی ولسے نے ایک مدنی ہٹل میں ہم دونوں کی دعوت کی۔ جس میں مدینہ منورہ کا وہی اور مطبق کھلایا۔ مطبق مدینہ منورہ کی ایک مشہور روٹی ہے۔ جس میں قیمہ انڈے سے بنی وغیرہ بھری ہوتی ہے۔ گھی میں تھی ہوتی ہے۔ دوریاں کی تھی ہے بہت ہی لذیذ ہوتی ہے۔ ہر حاجی کو وہ ضرور کھانی چاہیے علماء فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی ہر چیز حاجی یہ سمجھ کر کھائے کہ حضور کی مہمانی کھار با ہوں۔ حضور کھلا رہے ہیں۔ آج حاجی آدم نے ہم کو حضرت احمد رفاغی کے باغ کی سیر کرائی۔ یہ احمد رفاغی وہ ہیں جن سے بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روضہ اطہر سے ہاتھ شریف نکال کر مصافحہ کیا۔ پھر احمد رفاغی نے وہ ہاتھ کسی سے نہ لایا۔ بلکہ اسے پاک کپڑے سے سپرٹ کر رکھا اب ان کے پوتے ابراہیم رفاغی ہیں۔ یہ باغ مسجد مابہد یعنی پانچ پیالوں کے قریب ہے باغ کیا ہے جنت کا کھڑا ہے۔ انار۔ وغیرہ کے درخت۔ بیج میں برسم گھاس کا کھیت۔ پانی کا ٹوب دیل بیج میں ہے ہم نے اس ٹوب دیل پر خوب نسل کیا دوپہر کا وقت تھا۔ وہاں ہی زمین پر ٹھنڈے سایہ میں ایرٹ گئے۔ مدینہ کی ہوا ٹھنڈی ساہر ٹھنڈا ایسا آرام کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس کے متصل حضور کی اوطنی نسا کی قبر ہے جو مٹ چکی ہے یا مٹا دیا گیا ہے مگر اس جگہ کی زیارت کی جاتی ہے۔

## پتے

ہم کو الحاج محمد عبداللہ حیدر آباد دکن والوں نے اکیس ریال جاوا الحق اول اور تفریح اول کے لیے دیئے اور کہا کہ اس پتہ پر بھیج دینا

محمد کفایت اللہ ٹکڑک ایئر لائن کمپ

پرہس ضلع راجپور (میسوراسٹیٹ) (انڈیا)

پھر حاجی آدم نے تفریح اول - جاوا الحق اول شان - سلطنت کے لیے !  
پچیس ریال دیئے اور کہا کہ اس پتہ پر یہ کتب کسی حاجی کے ہاتھ بھیج دینا - حاجی آدم صاحب کی معرفت پاکستانی ہوٹل باب مجیدی مدینہ منورہ -

۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۳۰ مارچ ۱۹۷۰ء شنبہ

آج شب ہمارے جائے قیام پر شب کو جلسہ میلاد شریف ہوا جس میں ہم نے اس پر تقریر کی کہ میلاد شریف سنتہ النبیہ - سنت انبیاء سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ سنت امت رسول ہے - اسے بدعت کہنا: حماقت ہے اس پر آیات احادیث پیش کیں - اہل مدینہ کے لیے یہ مضمون بالکل نیا تھا - سب محفوظ ہوئے - بعد میں حضرت مولانا عابد شاہ صاحب اسپر کا تم ڈھاکوی نے مسئلہ بشریت پر بہت مدلل تقریر فرمائی - پھر بچے شب مدنی دقت پر مجلس ختم ہوئی - آج صبح پھر میلاد شریف ہوا اب ہمارے سامنے دقت و دواع ہے دکھے دل سے الفاظ نکلے - ہماری اور سامعین کی چچکیاں بندھ گئیں - بعد میں ایک بزرگ مدنی کی طرف سے نہایت نفیس بریانی سے ! دعوت طعام دی گئی - آج شب کو پھر میلاد شریف ہے چو کھ پر رسول بدھ کو ہماری و دواع ہے اس لیے مجالس میلاد شریف اور دعوتیں بہت ہو رہی ہیں اہل مدینہ کے اخلاق اور مہمان نوازی کی تعریف کی جا سکتی ہے کیوں نہ ہو کہ !

صاحبِ خلقِ عظیم کے پڑوسی ہیں۔ رب تعالیٰ ان سب کو جزاءِ خیر دے اور خوش رکھے

## ۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ ۳۱ مارچ ۱۹۷۶ء شنبہ

آج رات محفل میلاد شریف اور ہمارا الوداعی جلسہ ہماری قیام گاہ پر ہوا۔ اہل مدینہ نے بہت محبت سے ہم کو وداع کیا۔ آج ہم نے اپنے گھوڑوں پر ہوائی جہاز کی پرواز کا وقت لکھوایا۔ ۱۲ بج کر ۵ منٹ پر پرواز ہے ہم کو ساڑھے گیارہ بجے مطار پر پہنچنے کی ہدایت سے مگر یہ وقت زوالی ہے اور مدینہ منورہ میں وقت مغربی رائج ہے جو سو پانچ گھنٹہ آگے ہے لہذا جہاز یہاں کے حساب سے چھ بجے یعنی ٹھیک ظہر کے وقت پرواز کرے گا۔ ہم اللہنا اللہس پانچ بجے مطار پہنچیں گے۔ آج بعد نماز ظہر حافظ عبدالرشید صاحب اور ان کے فرزند حاجی عبدالحفیظ نے رباطِ ہویال میں ہم دونوں کی بہت پر تکلف و داعی دعوت کی اور ہم دونوں کو! کھانے کے بعد پر نیم گھوڑوں اور پُرِ اِخْلَاصِ دَعَاؤِلْ کے ساتھ رخصت کیا۔ بعد نماز عصر ہم حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب سے ملاقات کرنے ان کے دولت کدہ پر گئے انہوں نے فرمایا کہ بعد نماز عشا ہمارے ہاں میلاد شریف ہے وعظ کہو۔ مگر معذرت کر دی اور ان سے وداع ہو گئے۔

## یکم اپریل ۱۹۷۶ء ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ شنبہ

الوداع یاس رسول اللہ۔ الفراق یابنی اللہس بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینے سے = ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینے سے۔ آج ہماری وداع کا دن ہے۔ ہم پر سطور بعد نماز فجر اشراق کے وقت ریاض الجنۃ میں منبر سے پشت لگائے جاویں گی طرف منہ کیتے ہوئے مگر رہے ہیں۔ ہم کو دلدار بخش صاحب سرگودا ہماجر مدنی خادم خاص مسجد نبوی نے بڑے عکوص سے ابھی اجمعی وداع کیا دوبارہ حاضر ہی بچوں کیلئے دعائیں دیں۔ اب ہم نماز اشراق پڑھ

الوداعی سلام کے لیے حاضر ہو رہے ہیں۔ دل کا جو حال ہے تحریر میں نہیں آسکتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور بڑے کرم کریمان سے ہم کو اجازت دے رہے ہیں جس کا اثر ہمارے دل پر پڑ رہا ہے :-

## عجیب و غریب کی مانند اجازت

یہ سطور ہم محراب انبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھ رہے ہیں وداعی سلام پڑھ لیا ہے۔ اس بار جیسا وداع ہوئی ایسی کبھی نہیں ہوئی سب ذیل کرم ہو گئے۔ ہم نے آخری سلام جب پڑھ لیا تو بے اختیار زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

اے سنہری جاوینو تم کو سلام

اے گنبد خضر اچھے سلام

اے حرم کے قایمونو تم کو سلام

اے حرم کے کبوتروں تم کو سلام

اے حرم کے کنکروں تم کو سلام

اے حرم کی دیوارو تم سب کو سلام

اے حرم سے تعلق رکھنے والی چیزو تم کو سلام

یہ کہہ رہے تھے اور دل کا عجیب حال تھا۔ عشاء ۲ سلام کر کے مواجر شریف میں درود شریف پڑھتے تھے کہ ایسا محسوس ہوا جیسے دل میں کوئی کہہ رہا ہے، سلامتی سے جاؤ۔ کایابی سے رہو۔ خیریت سے آؤ۔ دل کی اس آواز کا ایسا اثر ہوا کہ میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ درود شریف کے بعد جب ہم لوٹے تو مواجر شریف کے سپاہیوں خدام اغوات نے ہم کو دعائیں دیں کہ انشاء اللہ فوراً ہمارے ہاتھ ہماری پیشانی

ہماری گردن چوٹی سے تک پھر ریاض الجنت میں آئے تو وداع کے دو نفل مصلیٰ نبویؐ پڑھے اور دو رکعت خاص مواب انبی صلی اللہ وسلم میں پڑھے۔ حالانکہ یہاں اتنی بھیڑ تھی کہ مَدْبَحَانِ ۲۰ لاکھ سے زائد آدمی جمع ہوئے ہیں اور دل میں خوشی ہے کہ انشاء اللہ پھر حضور نے بلایا ہے اور - اڈ - بلعینغہ جمع انشاء اللہ مع کچوں کے حاضری کا حکم اذن ہے حاجی آدم سیٹھ کراچی والے۔ حاجی کریم اللہ علی گڑھی اور بہت سے اہل مدینہ ہمارے گھر پر ہم سے ملنے آئے۔ لوگوں کا تانتہ بندھ گیا۔ حاجی آدم سیٹھ نے ہمارا تمام سامان درست کیا۔ حاجی عبدالشکور صاحب سکھ والوں نے ہم کو ننانختہ کرایا۔ پھر حاجی عبدالرشید صاحب بھوپالی اُن کے فرزند حاجی عبدالغنیظ صاحب اپنی کار لائے۔ ہم پونے چار بجے عربی ٹائم سے گھر سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں کار پنچر ہو گئی۔ پنچر درست کرنے کے لیے ایک پرزہ ہمارے ڈرائیور محمد مختار ابن حاجی عبدالرشید کے پاس منتہا۔ بہت پریشانی ہوئی کہ چانک دو بدوی اپنی موٹر سائیکلوں پر پہنچے۔ بولے کیا بات ہے اور فوراً وہ پرزہ اپنے پاس سے دیا۔ موٹر ٹھیک ہوئی۔ ہم مطار پر بخیریت تمام پونے پانچ عربی ٹائم سے پہنچے۔ یہ مطور میں مدینہ منورہ کے مطار (ہوائی اڈہ) پر کھڑے رہا ہوں۔ ہمارا وزن ۸ کیلو زیادہ ہونے لگا یعنی بجائے چالیس کیلو کے اڑتالیس کیلو ہوا۔ آٹھ ریال حاجی آدم صاحب نے اپنے پاس سے ادا کئے اور مل بک کر دیا اس بار حاجی آدم صاحب نے ہم پر بہت خرچ کیا اور ہماری بہت خدمت کی۔ رب تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آہمیں ہمارا ہوائی جہاز پورے چھ بجے دوپہر کو عربی ٹائم سے روانہ ہوا بہت چھوٹا ہے۔ صرف چوبیس سواریوں کا انتظام ہے مگر سواریاں کل پانچ ہیں۔ تین عربی ہیں۔ دو ہم باقی خالی۔ سوار ہونے ہی اول ٹھنڈا پانی پلایا گیا۔ پھر کھٹی ٹھیکیاں پھر مالٹے کا رس۔ ڈریٹھ گنٹھ میں جدہ پہنچا۔ یعنی ساڑھے سات بجے۔ وہاں پہنچے۔

ہم کو کوئی رفیق کار نہیں ملے بہت فکر جو کرنا ہے کیا کریں اچانک ایک عربی صاحب ہاتھ میں چائے پیا آئے۔ عربی میں پوچھا کہ کیا تمہارا نام مفتی احمد یار خاں ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ کیا تم نے تفسیر بھی ہے ہم نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا تم مجھے کیسے جانتے ہو، وہ بولے کہ تمہارے چند رفقا باہر کھڑے تمہارے منتظر ہیں۔ وہ دوڑا گیا چند منٹ میں جناب خزاں صاحب صاحب حاجی رحمت علی صاحب ضلع ساہیوال والے حاجی جعفر علی صاحب ضلع ساہیوال حاجی رجب علی صاحب ضلع ساہیوال تشریف لے آئے۔ ان بزرگوں کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ یہ حضرات ہم کو کار میں بیٹھا کر جناب حاجی عبدالحمید صاحب قریشی کے دولت کدہ پر لے آئے۔ وہاں حاجی سردار علی صاحب تشریف فرما تھے، جو مراد آباد کے ہیں اب بمبئی میں رہتے ہیں انہیں کلاچی کی سٹیشن تک کرانے کے لیے اور! پاسپورٹ خرچہ لگانے کے بیٹے دیئے معلوم ہوا کہ دن زیادہ ہے تو ایک قہقہہ کھل۔ زمر کا ڈبر حاجی جعفر علی صاحب بھٹی کے ذریعہ پانی کے جہاز سے بھیج دیا۔ جو سید منظور احمد شاہ صاحب کو ساہیوال میں دیدیں گے۔ رب تعالیٰ نے ہماری پریشانی کے رفع فرمانے کا بیڑی ذریعہ بنا دیا۔ بعد میں عبدالحمید صاحب قریشی کے ہاں جلسہ میلاد انجمنی ہوا جس میں ہماری تقریر ہوئی۔ جو ٹیپ کر لی گئی،

۱۲ اپریل ۱۹۶۰ء محرم الحرام ۱۳۹۰ھ جمعرات

آج ہم حافظ سردار علی صاحب کو لے کر سیدھے سطار جدہ پر پہنچے وہاں آٹھ! ریال دے کر جدہ سے خروج کی مہر پاسپورٹ پر لگوائی۔ یہ کام بہت ضروری تھا۔ پھر بمبئی آئی اسے کے دفتر میں شارع عبدالعزیز گئے۔ وہاں کے منیجر کو خروج دکھایا، وہ بولے ٹھیک ہے آپ پرسوں ہفتہ کے دن یہ پاسپورٹ ہمارے ہاں جمع کرا دیں، اتوار کو انشاء اللہ آپ کی روانگی ہے یہاں سے فارغ ہو کر پاکستان سفارت خانہ شارع ملک سعود اول پہنچے تاکہ وہاں سے شاہ عمر شاہ کا پتہ لگنے۔

نہیں لگا پتہ نہ لگا سفارت خانے کے کلر محمد یونس سے سوچا کہ انہوں نے اور جگہ کونسا پتہ ہے جو

کھانپنے ہم کو نہیں بھروسہ تھا۔ ریال علی درجہ کی کار کو منظر بننے، عمر کا وقت تھا، ماؤ ذیالافتاح کو عزت سے بوجھنا ہے  
 طواف خال ہوگا۔ حرم شریف سنان نظر آوے گا مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طواف  
 بڑے زور شور سے ہو رہا تھا۔ حرم شریف میں بہت رونق تھی۔ ہم نے جاتے ہی عمرہ  
 کا طواف کیا، پھر نفل ادا کئے، پھر نماز عصر پڑھی، خوب جی بھر کر مزہ پایا پھر صفا راگئے  
 بیوی کو پانچ ریال دے کر گاڑی میں سی کر لائی۔ ہم نے پیدل سہی کی۔ نصف ریال دے  
 کر حجامت کرائی۔ نماز مغرب ادا کی۔ بعد نماز مغرب فوائض۔ بعد مغرب گئی!  
 طواف کئے۔ بعد عشا خوب طواف کچھ وقفہ سے کئے آج رات ہم دونوں نے کھانا  
 دکھایا۔ تاکہ وضو کی ضرورت نہ پڑے۔ رات جاگنے کا پروگرام بنایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ  
 آج کی رات ہمارے لیے گویا شب قدر تھی۔ جمعہ کی رات پھر حرم شریف کی ماضی  
 طواف سنگ اسود کے بوسے بہ آسانی میسر ہونا۔ حطیم شریف میں خاص حجر اسماعیل  
 پر نماز نصیب ہونا۔ حطیم شریف میں نماز تہجد کے نفل میسر ہونا پھر عین طواف میں  
 فجر کی اذان کے نغمے کانوں میں پڑنا پھر بعد تلاوت قرآن مجید نصیب ہونا یہ وہ چیزیں  
 تھیں جو کم میسر ہوتی ہیں۔ مجھے آج شب جو لطف آیا ہے وہ زندگی میں نہ آیا تھا۔  
 یہ رات یاد رہے گی۔ اس بار حج کے موقع پر نینیں میسر نہیں ہوئی تھیں، بعد فجر دوسرا  
 عمر کرنے کا ارادہ کیا مگر سخت نکلنے کے سبب نہ ہو سکا۔

۲۷ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ، اپریل ۱۹۰۹ء جمعہ

آج بعد نماز فجر تینے باب ملک عبدالعزیز کے سامنے ایک پاکستانی ہوٹل پر کھانا  
 کھایا۔ پھر ہم اپنے معلم محمد رضانی صاحب کے مکان پر گئے وہ بہت برہم تھے  
 کہ تم مجھ سے حج میں ملے بھی نہیں خیران سے معذرت کر کے انہیں ٹھنڈا کیا۔ وہاں  
 ہی کچھ دیر سوئے پھر جمعہ کی نماز کے لیے حرم شریف میں آئے۔ پونے چھ بجے  
 اذان جمعہ ہوئی۔ امام نے بہت بعد سا خطبہ پڑھا نماز ہوئی۔ بعد نماز ہم نے  
 باب عبدالعزیز کے سامنے سے ایک کار لایہ رک بٹسے کیلئے ایک گزڑ میں بٹسے بیچ گئے۔ یہاں حجاج



عبدالمجید صاحب قریشی ان کی بیوی بچے سب ہی ہمارے منتظر دروازہ پر کھڑے تھے۔  
 الحاج عبدالمجید صاحب کا مکان شارع المینا یعنی بندر درجہ شش محمد علی مغربی!  
 پاکستان صاحب ایلیٹ لمب سڑک واقع ہے پوسٹ بکس ۷۶۷

### ۸ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ، اپریل ۱۹۷۰ء شنبہ

آج رات کو قریشی صاحب کے مکان یعنی ہماری قیام گاہ پر میلاد شریف کی محفل ہوئی جس  
 میں ہماری تقریر و سید کے موضوع پر ہوئی۔ پیر علاؤ الدین صاحب آزاد کشمیر والے!  
 صاحبزادہ محمد حیل شہرپوری بھی تشریف لے آئے بعد تقریر وہ دونوں صاحبان کی محفل  
 عمر کرنے کے لیے چلے گئے اور فرسے ایک گھنٹہ پہلے واپس آ گئے :-  
 مڈیحان ۱۲۸ عمر کرنا ایسا ہے جیسے بازار ہوائے۔ قریشی صاحب!  
 بڑے فراخ دل جہان نواز ہیں۔ آپ کے ہاں اکثر حجاج اور عمر کرنے والے خصوصاً  
 سنی علماء۔ صوفیاء جہان رہتے ہیں، حضور کے مہمانوں کا تانا باندا ہوتا ہے۔  
 رب تعالیٰ ان کے ایمان اور مال میں برکتیں دے، آج ہم اور صاحبزادہ محمد حیل احمد  
 صاحب شہرپوری اور پیر علاؤ الدین صاحب نیز بیان شریف (آزاد کشمیر) بعد نماز  
 عصر تفریح کے لیے جدہ کے مہینتہ الحاج میں گئے۔ وہ جگہ واقعی ایک شہر ہی!  
 ہے جو حج کے موسم میں بارونی شہر ہو جاتی ہے۔ بعد میں بالکل ویران۔ بچو ہاں سے!  
 ایک چھوٹے سے باغ میں گئے، جو سڑک پر حکومت کی طرف سے لگایا گیا ہے،  
 وہاں ہی نماز مغرب پڑھی۔ بعد نماز بہت دیر تک وہاں باتیں کرتے رہے پھر  
 قریشی صاحب کے گھر آ گئے۔ حکومت جدہ کو بہت ترقی دے رہی ہے،

### ۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ، اپریل ۱۹۷۰ء یکشنبہ

آج ۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ سے کراچی بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو رہے  
 ہیں۔ ریٹ بک، ہو چکی ہے تمام ٹالونی مرحلے۔ خروج۔ وغیرہ طے ہو چکے ہیں،

حضرت صاحبزادہ محمد جمیل صاحب شہر قسوری بھی کراچی تک ہمارے ہمراہ ہیں :-  
ہم کو دس بجے مطار پہنچنا تھا۔ ٹیک سائے نونے کے محترم سید محمد عمر شاہ صاحب  
مودی پور والے جدہ میں اپنی کار لے آئے ہم اور حضرت صاحبزادے محمد جمیل احمد  
صاحب شہر قسوری قریشی صاحب کے گھر سے مطار روانہ ہوئے۔ دس بجے مطار پہنچے۔  
سامان بک کر دیا گیا۔ مطار پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ جہاز ایک گھنٹہ ٹیٹ جاوے گا،  
یعنی بجائے سو بارہ کے سو ایک بجے روانہ ہوگا، سو بارہ بجے دیو میکس جہاز  
پی آئی اے کا مطار پر پہنچا، سواریاں اوتاریں اور سو ایک بجے پورے ایک بجے  
سواریاں میں اور سو ایک بجے روانہ ہوا۔ مطار پر پہنچانے کے لیے حاجی محمد عمر  
صاحب مودی پور والے تشریف لائے تھے وہ سارے انتظامات کر کے  
واپس گئے، ہم کو راستہ میں ادلاً ٹھنڈا پانی پھر کھٹی ٹیکیاں پھر بالٹوں کا رس بہترین  
کھانا دیا گیا تین گھنٹہ ۲۵ منٹ میں جہاز خیر و خوبی کراچی کے ہوائی اڈہ پر اترا، یہاں  
جہاز پر ہی الحاج شیخ عبدالرؤف صاحب نے انہوں نے سامان اترا دیا۔  
کشم پر پہنچے تو وہاں برخوردار مفتی محمد مختار خان گجرات بھائی صابر علی خان صاحب  
ڈھاکہ سے آئے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر محمد مختار صاحب انصاری کے بھائی اور  
بچے جو چائے گام سے آئے ہوئے ہیں۔ بھائی عبدالمجید خاں اور بہت سے  
دوست اجاب ملے۔ جو ہمارے استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے،  
پھر حاجی شیخ عبدالرؤف صاحب اور الحاج انور صاحب تو کلی اور کئی اجاب  
تین سوڑوں میں ہم کو لے کر شیخ الحاج عبدالرؤف صاحب کے بنگلہ  
پر پہنچے۔ پھر حاجی انور صاحب تو کلی کے ہاں میں اور  
خان صاحب دعوت کھانے گئے۔ وہاں چند مین صاحبوں سے !  
ملاقات ہوئی جو بزم قادریہ کراچی کے ارکان ہیں انہوں نے ہماری کتاب  
شان حبیب الرحمن جاد الحق وغیرہ کا گجراتی ترجمہ کر کے ساٹھ ہزار  
مفت تقسیم کیا ہے ہمارا دوسری کتب کے ترجمے بھی کر رہے ہیں!

ان حضرات نے کل شب کو جلسہ استقبالیہ کا انتظام کیا۔ دعوت کی دعوت دی پھر ہم شیخ،  
امام عبدالرؤف صاحب کے ہاں آکر سو رہے،

### ۳۰ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ، اپریل ۱۹۷۰ء دو شنبہ

آج صبح ناشتہ حاجی عبدالرؤف صاحب کے ہاں کیا۔ دوپہر کا کھانا بھائی یحییٰ مطیع علی  
صاحب کے ہاں ناظم آباد میں کھایا۔ وہاں ہمارے عزیز ذاقارب جمع تھے،  
پھر جناب حاجی محمد انور صاحب نے اپنی کار ہمارے لیے وقف کر دی،  
ہم نے اس میں کراچی کی اور کھفتی کی سیر کی۔ بعد نماز مغرب چائے گام کے حضرات!  
کی دعوت کی۔ دعوت کے بعد کاغذی محلہ میں انجمن تادریہ کی طرف سے جلسہ میلاد  
انبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی، جس میں نعت خوانی کے بعد بخور دار مفتی محمد مختار خاں  
کی اور ہماری تقریریں ہوئیں بہت لطف رہا۔

### یکم صفر المظفر ۱۳۹۰ھ، اپریل ۱۹۷۰ء سہ شنبہ

آج صبح حاجی عبدالرؤف صاحب کے ہاں ناشتہ کیا، بعد ناشتہ حضرت علامہ  
عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے حکم ملا۔ کارپینچی کہ  
جامعہ رضویہ میں پہنچو۔ چنانچہ میں اور بھائی صابر صاحب وہاں پہنچے، ماشاء اللہ  
عمارت مدرسہ عمارت مسجد طلبہ۔ مدرسین وہاں کی تعلیم دیکھ کر دنگ رہ گئے، وہاں  
سے واپسی پر محمد شریف صاحب لڑائی والے کے ہاں دعوت کی، اور اسٹیشن پر پہنچ  
گئے، وہاں کمرہ ۱۱ میں ۵-۴-۶ کی میٹیں ملیں۔ احباب کا بڑا مجمع تھا،  
بھائی عبدالحمید صاحب سے اپنی اہلیہ کے بہت سے ہاں بچوں وغیرہ کے کرپینچے،  
گاڑی روانہ ہوئی، مختلف اسٹیشنوں پر احباب ہارمپول سمٹائی وغیرہ سے کہتے  
رہے خصوصاً اناب شاہ پر ہمارے اہل قرابت احباب کی ملاقات اور  
سکھ اسٹیشن پر حضرت مفتی محمد حسین صاحب مفتی پوسکھ سے ان کے کثیر احباب

احباب کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی، گاڑی وہاں تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہری تو لوگوں نے وہاں ہی نعت خوانی شروع کر دی، مدینہ منورہ کی یادیں آنسو جاری ہو گئے۔  
پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا سلام۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام - ہوا

۲ صفر المنظر ۱۳۹۰ھ، اپریل ۱۹۷۰ء چہار شنبہ

آج کی شب بہت آرام سے گزری، کیونکہ عوامی ایکسپریس کی سیٹیں ریڑھ و  
نبوئی رات کے نوافل کا موقع مل گیا، صبح دس بجے گاڑی لاہور پہنچی، ایک گھنٹہ لاہور  
شہری لاہور اسٹیشن پر بہت علماء و مشائخ عظام تشریف فرما تھے ہر شخص مٹھائی باز  
پھول لے کر آیا مٹھائی پر فاتحہ پڑھ کر وہیں اسٹیشن پر تقسیم کی بہت شاندار محفل میلاد  
ہوئی، سلام پڑھا گیا۔ کچھ احباب سرید ہوئے، گیدہ بچ کر پانچ منٹ پر گاڑی  
روانہ ہوئی ایک عکبر ۲ منٹ پر گجرات پہنچی یہاں بھی بہت کثیر جمع تھا نعرے  
لگائے جا رہے تھے۔ وہاں سے اتر کر سیدھے مسجد ٹوشیہ اور مدرسہ میں حاضری  
دی، اور دو بجے بخیر و خوبی مبارک سفر اختتام پذیر ہوا۔



## تصانیف

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی قادری بدایونی

خلف الرشید حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قادری بدایونی

تفسیر القرآن	تفسیر نعیمی پارہ ۱۲ تا ۱۹
فقہ حنفی کا مدلل ترین فتاویٰ (جلد ۵)	العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ
جمعہ وعیدین و دیگر خطبات مع ضروری مسائل	خطبات نعیمیہ
اصول حدیث پر اردو زبان میں انتہائی سہل اور جامع کتاب مع مکرمین حدیث کے اعتراضات و جوابات۔ طلباء حدیث کیلئے خاص تحفہ	الدرایہ فی تحقیق الروایہ
درود شریف کے متعلق ۴۰ (چالیس) حدیثیں	اربعین نعیمیہ
مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب کی کتاب سیاہ خضاب کا مکمل رد	سیاہ خضاب حرام ہے
درود تاج پر نجدیوں کے اعتراضات کا مسکت جواب	درود تاج پر اعتراضات و جوابات
سرفراز خاں لکھنوی کی کتاب "راہ سنت" منہ توڑ جواب	راہ جنت، بجواب راہ سنت
رد عیسائیت میں لاجواب کتاب (بطرز ناول)	از بلا (اردو، انگریزی)
۴۰۰۰ عربی مصادر کا خزائنہ مع مشتقات و نحوی اصولوں کی وضاحت	المصادر العربیہ
مشہور اور مستند کتابوں میں چند غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے	تنقیدات اعلیٰ مطبوعات
علامہ اقبال پر تنقید اور انکی فکری غلطیوں کی نشاندہی	نظریات اقبال

نعیمی کتب خانہ ۵ الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور فون 042-5000318

